

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم

فهرست جلد چهارم غایب الاطراف ترجمه و التماس

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵	کتاب الحج	۱	کتاب الحج
۹۰	فصل فی البلاء یعنی برود و بک	۹	یعنی شہرہ اور نوکری اور مزدوری اور کر ایک کے احکام
۹۱	کتاب المذبح	۱۲	جس محل میں تقرب و ان عادت کا اعتد بارے
۱۰۲	کتاب العصب	۱۲	باب فی وجوب زکات الحجۃ و ما یكون منہا
۱۱۳	فصل فی جہنم کے چین لینے کے احکام	۱۲	یعنی جو اجارہ خرشتہ ہو اور جہنم میں اختلاف سے
۱۲۱	کتاب الشفاعة	۲۵	باب فی الاجارۃ القاصدۃ یعنی اجارہ فاسد کے احکام
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۳۱	حرمت اجرت جہتی حیوانات و مال متعلقات و فوضہ گران و غنائم
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۳۱	نوازان و جواز نوکری تقسیم قرآن و فقہ و اہل
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۳۵	باب فی الاجارۃ البغیر یعنی مزدور سے اجارہ لینے کے احکام
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۴۳	باب فی الاجارۃ البغیر یعنی اجارہ نوکری کے احکام
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۴۹	مسائل شیعہ یعنی اجارہ کے مسائل متفرقہ
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۵۲	تحریر دستاویز پر قاضی کو اجرت یعنی جہتی دوسرا کتاب درست
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۵۵	کتاب المسائل
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۵۵	یعنی دوسرے غلام کے حکام جبکہ مولیٰ نے یہ کہہ کر کہ مال پر تو تو آزاد
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۵۸	باب فی اجارۃ المساکین یعنی غلام مسکین کو کفہ و مال جاری ہونے
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۳	باب فی العبد المسکین یعنی غلام مسکین کے مال کا بیان
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۴	باب فی صوۃ المسکین و عجز و صوۃ المسکین
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۴	یعنی مسکین کو کفہ اور مال اور اگر کسی عاجز نے اور مال کو مہربان کر کے
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۴	کتاب المسائل
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۴	یعنی آزاد و غلام کا مال و صورت نمونہ اسکی ارادت کے ساتھ جو مال کو مال کا بیان
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۴	فصل فی ولاۃ المؤمنین یعنی حاکم کی ست جہت کے ساتھ جو مال کا بیان
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۴	کتاب المسائل
۱۲۳	کتاب الشفاعة	۶۴	یعنی دوسرے پر زہر دہنی کر کے احکام

صفحہ ۲۸۵
کتاب المعاقل
 یعنی دیت میں برادری کے طرح معتبر ہو گا ہے
 ۲۹۲ **کتاب الوصایا**
 یعنی وصیتوں کے احکام
 ۲۰۱ تفسیر مرض موت یعنی جس بیماری میں موت پیدا ہوگی
 از ذہن نہیں ہوتا وہ کہوں سنی ہے
 ۲۰۲ **باب الوصیۃ** مثل المال یعنی شادی کی وصیت کے حکام
 ۲۱۳ **باب الیقین فی المرض** یعنی مرض موت میں آزاد کرنا کا ذکر
 ۲۱۶ **باب الوصیۃ للآقارب** سب و غیرہ
 یعنی مرثیہ داروں وغیرہم کے لئے وصیت کر نیکے احکام
 ۲۱۷ **سید ہونا** انکی طرف سے معتبر نہیں
 ۲۲۱ فقہ اور متفقہ میں کیا فرق ہے
 ۲۲۲ **باب الوصیۃ بالخن مائۃ والشکۃ والشمسۃ**
 یعنی خدمت غلام نہ سکوت مکان اور زمین کے پہلوں کی وصیت کا
 ۲۲۵ **فصل فی وصایا الذی فیہ** وحقیر کا یعنی ذمی وغیرہ
 کے وصیت کر نیکے احکام
 ۲۲۶ **باب الوصیۃ** یعنی بیٹے کے وصیت پر اگر نیکو کہ جائے
 اور سکے احکام
 ۲۲۷ **فصل فی شہادۃ الاوصیاء** یعنی گواہی کے بیان میں
 ۲۲۸ **کتاب الخشی**
 یعنی جس شخص میں مرد عورت دونوں کی علامت ہوا اسکے احکام
 ۲۲۹ **مسائل ششی** یعنی متفرق مسائل سب کتاب کے
 احکام اور بعد
 ۲۵۹ ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے
 ۲۶۰ **کتاب الفرائض**
 یعنی ورثہ کے حصوں کا بیان

صفحہ ۲۸۶
کتاب العقب یعنی عصبوں کے بیان میں
 ۲۸۷ **باب العول** یعنی حصہ داروں کے سہام کا تخریج سے پہلے جاننا
 ۲۸۸ **مسائل ال** یعنی مال باقی کو ورثہ پر رو کر نیکے مسائل
 ۲۹۳ **باب تفریث ذوی الارحام** یعنی ذوی الارحام
 کے وارث کر نیکے مسائل
 ۲۹۶ **فصل فی الفرضۃ والکسۃ والھکۃ** وغیرہ
 یعنی جو لوگ ایک ساتھ اور باہن یا جمل میں یا بکر میں لگو وراثت کا
 ۲۹۷ **فصل فی المناکحات** یعنی قبل تقسیم ترکہ اگر کوئی وارث
 مر جاوے تو کس طرح تقسیم ہوگی
 ۵۰۱ **باب الخاریج** یعنی تخریج کے بیان میں
 ۵۰۲ **تقسیم مسائل** کے سات قاصدے
 ۵۰۳ **اعداد کی نسبت** کا بیان
 ۵۰۴ **قرضو ہون** یا دار ثون کو ترکہ کی تقسیم کا طور
 ۵۰۵ **تخریج کا بیان** یعنی اگر کوئی وارث کچھ ترکہ لیکر علیحدہ ہو جاوے
 تو کیا کرنا چاہیے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الاجارۃ . یہ کتاب ہزارہ کے احکام میں مضمون جم کہتا ہے اہل ہند اجارہ کو ٹھیکہ اور نوکری اور مزدوری اور کرایہ بولتے ہیں قدام العصبۃ لکن لہا تملیک عین و ہذا تملیک مجمعۃ مصنف نے یہ کہہ کر مقدم کیا اجارہ پر سوا سطلے کہ یہ عبارت ہر تملیک عین سے اور اجارہ عبارت ہر تملیک منفعت سے بلا تملیک عین یعنی اور اعیان وجود میں مقدم میں منافع پر لہذا تملیک عین کی تقدیم تملیک منافع سے ذکر میں مناسب ہوئی تھی لغۃ اسم للاجرۃ وہی ما یشترق علی عمل الخیر ولذا یدعی بہ یقال اعظم الله اجر اجارہ لغت میں اسم ہر اجرت کا اور اجرت وہ جن تملیک کام پر شترق ہو لہذا بالفاظ اجردعا کی جاتی ہے یوں دعا دیت ہیں کہ خدا تجھ کو اجر عظیم دے ہم اجرت لغت میں کرایہ پر مزدور کا اور اجارہ کام کی جڑا ہر خواہ کام تملیک ہو یا بد قال فی القاموس الاجر الجرا علی العمل کالاجارۃ والاکراہ لخطا و سے کہتا شارح کی عبارت میں محل ہر خباہیہ عینی کی شرح کنز اور سہر دلالت کرتی ہے انتہی یعنی عینی نے اجرت کی تفسیر کرا اجارہ اور اجر کی تفسیر استحق علی عمل الخیر کی ہے و شرعاً تملیک نفع مقصود من العین ہو و حتی لو استاجر شاکلاً أو آوانی لیتحل لہما اور اجارہ ہزارہ تملیک العین اور سہر دلالت کرتی ہے انتہی یعنی عینی نے اجرت کی تفسیر کرا اجارہ اور اجر کی تفسیر استحق علی عمل الخیر کی ہے و شرعاً تملیک نفع مقصود من العین ہو و حتی لو استاجر شاکلاً أو آوانی لیتحل لہما

قال السخاوي

قال الله تعالى
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَنَجْزِيهِمْ أَجْرَهُمُ أَتَمًّا

بسم الله الرحمن الرحيم

(continued)

10

ٹھہرا رہا اور اصل میں پھیل گیا کذا فی الطحاوی وجعلوه ایضاً من الفساد الطحاری فتنبہ اور یہ بھی ہو کہ قیہوں طول جاہ کو فساد طحاری قرار دیا کر
 تو اگر گاہ رہو ہم یہ دوسری تائید ہر یعنی جب کہ فساد طحاری ہو تو کل عقد میں ساری ہو گا لخطاوی نے کہا کہ اسکے طحاری ہو میں تاوی ہر یعنی اسو اسطے کہ
 سبب عقد میں داخل ہو اور طحاری وہ ہر جہاں عقد لاحق ہو ورنہ جو اذیہ الموم وحقی زید باج ضیعۃ میں ترک کیا کہ لکھنے کے اٹھا اٹکھہ ثم ظہر ان
 بعضہا وقف مسجد ہل تصحیح البیع فی الباقی اجاب فریقین نعم و فریق بلا والکف بعضہم سبالہ لکھنے ہاں تصحیح الاول فناقل اولک
 روم کے حوادث سے یہ مسئلہ سند اس کے کہ زید کے دھبی نے اس کے ترکہ سے قطعہ زمین کا بیجا ادا دین کیواسطے اس شرط پر کہ وہ قطعہ زید کی ملک ہر ظہر ہوا
 کہ بعض قطعہ مسجد پر وقف ہو گیا باقی زمین میں بیع صحیح ہوگی یا نہیں علم ایک فریق جواب یاکہ ان باتوں میں غیر موقوفہ زمین میں بیع صحیح ہوا وہ غیر موقوفہ جواب
 کہ نہیں باقی میں بھی صحیح ہوگی اور بعض علمائے ہند سبالہ لکھا خلاصہ فقہین رسالہ جواب اول کی تصحیح ہر تو اسکو تاہل کرم شائع نے امراتہاں سے
 دفعہ الوسائل کی تقویت کی طرف اشارہ کیا حموی نے کہا ایسا نہیں ہے تاکہ عقد واحد میں بعض بیع ہوا اور بعض فاسد اور فساد عالمگیری سپرالت کرتا ہے کہ
 عقد جب ایک تو مسئلہ متعدی ہو جا تا کہ کذا فی الطحاوی و فی جواہر الفتاوی اجبر ضیعۃ وقفاً ثالث استبان وکتب فی الصاۃ انہ اجر ثلثین
 عقداً کل عقد عقیدۃ الاخر لا تصح الا جازاً وھو الصحیح و علیہ الفتوی صیالۃ لا وقاف ثم ال ولو تھی قاضین بعتھا تجوز ویر
 الخلف اتھی اور جواہر الفتاوی میں ہر کہ وقف کی زمین میں سال کو اجارہ دی او سوا دین میں لکھا کہ اس سے بیس عقد کا اجارہ دیا ہر عقد و ہر
 عقد کے بعد یعنی عقد مذکور ہر عقد میں اس کی تواجارہ مذکور صحیح ہوگا اور یہی صحیح ہر اور امی پر فتوی ہر وقاف کی خطا طے کیے ہیں یعنی تاکہ اتنی کے تصرف
 سے مستاجر وقف کی ملکیت کا دعوی کرے پھر جواہر الفتاوی کے مصنف نے کہا امد اگر قاضی اجارہ مذکور کی صحت کا حکم دے تو جواز ہوگا اور خطا و درجہ جاتی
 ہم رفع خلافت ہو گا جب کہ قاضی حادثہ شرعی میں حکم کرے سطح پر کہ وہ دعوی ہو ایک صحت کا دعوی اور دوسرا اعلان کی دعوی بقاضی صحت کا حکم کرے
 کذا فی الطحاوی قلت و یجوز ان المتولی والوصی لو اجرا بدین اجر المثل یلزم المستاجر تمام اجر المثل وانہ یعمل بالانفع للمنفذ میں
 لبتا ہوں اور آگے آویگا کہ سولی اور دھبی اگر اجارہ دین کتر اجرت مثل کے تو مستاجر پر پورا اجر مثل لازم ہوگا اور یہ کہ اسپر عمل ہو گا جزا و ترافع ہر وقت ہوگا
 و فی مصلح الخانیۃ متی فسد العقد فی البعض بمفسد مقدار یفسد فی الكل اور صلح خانیہ میں ہر کہ جب عقد بعض میں فاسد ہو سبب اس فساد کے
 جو مقدار میں عقد سے تو تمام عقد فاسد ہوگا ہم مصنف اپنی شرح میں اس قول کو لایا ہر قاضی ہر ایہ کے فتوی کی تقویت کیواسطے و یعلم النفع ایضاً
 ببیان العمل کا الصاۃ و الصبیح والخیاطۃ بما یرتفع الیہ مالہ اور بیان عمل سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ زرگری اور رنگ سازی
 اور ختہ اور سطح کا بنیاد جو کدور مردلم ہم عمل زرگری میں ایسا یا سفصل چاہیے کہ رافع نزاع ہوا د پر رنگ میں کپڑے کا بنیاد جس رنگ کہ
 ترخ یا زرد یا سبز اور یہ کہ ہر رنگ ہوا گہرا ضرور ہر اور دوخت میں جنس طیتا اور کپڑے کا بنیاد لازم ہر اور شوب میں کپڑے کا معین ہر خاصہ
 و لہذا محیط بن ہر کہ اگر بن دیکھے دس کڑوں کے شوب کا اجارہ دے تو اجارہ فاسد ہر اگر کپڑے کی جنس کا بنیاد ہو چکا ہو اسو اسطے کہ کپڑا غلط
 اور رقت میں مختلف ہوتا ہر انتہی فیئ شرط فی استیجار الدابة للکوب بیان الوقت والموضع فلو خلا عنہما فھی فاسدہ ہر ازادہ
 تو سولی کیواسطے جانور کے گرایہ میں بنی وقت امکان رکوب شرط ہوگا اگر اجارہ دو ٹون کے بیان خالی ہوگا تو فاسد ہوگا کذا فی البرازیہ یعنی اسو اسطے کہ
 بیان کو رفع جتا نہیں و یعلم ایضاً بالاشعار کثقل هذا الطعام الی کذا اور اشارہ کرنے سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ جیانا ہر طما کا
 فلا نے یکان تک ہم ہر چند منفعت شامالیہ نہیں ہر لیکن اشارہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فعل مخصوص مراد ہر کذا فی الدرر و اعلم ان الاجر
 لا یلزم بالعقد فلا یجب تسلیمہ بل بتعجیلہ او شرطہ فی الاجارۃ المستخرۃ او معلوم کر کہ اجارہ مزدوری لازم نہیں حقد سے
 تو واجب نہیں اسکی تسلیم یعنی اسکا ادا کرنا عقد بلکہ مستاجر کی تعجیل سے یا اجارہ حاضرہ میں تعجیل کے مشروط ہونے سے لانفع التسلیم ہونے سے ہم امد
 کو مستاجر ادا کر دے تو اسکو نہیں پھر لیسکا کذا فی الطحاوی عن التناہی اما المضاۃ فلا تملک فیہا الاجرۃ ہر شرط التعجیل اجارہ

اور اجارہ مضاف یعنی وقت غیر موجود کے اجارہ میں اجرت نامہ کی سیاق میں تعین اجرت کی شرط کرنے سے بالاتفاق وقیل مجمل عقود فی کل الا حکام فقہیہ
 تلمیحا بشرط التعین للحاجة شرح وہبانیہ للشرعیہ لالی اور فقہیوں نے کہا کہ اجارہ مضاف میں عقود مضافہ یا جابجا ہے تاکہ مالک زمین کا
 فتویٰ دیا جائے کہ شرط تعین سے اسبب حاجت کے کذا فی شرح الوہبانیہ للشرعیہ لالی ہم شارح سے یہاں اختصار مجمل واقع ہوا بلکہ تفصیل طلب ہے لہذا اجارہ کو
 سہارا میں متعارف ہے کہ اگر اجارہ میں کما اجارہ کرتے ہیں تو اتنا ہی مل رہا ہے کہ ایک تین دن ہلال سے کمال آتے ہیں اجارہ کا اتصال سنو
 باقی نہ رہے ہوا ہلال کی اجرت قلیل مقرر کرتے ہیں اور پچھلے سال کی اجرت کثیر معین کرتے ہیں علماء اسکے جواب اور عدم حراز میں مختلف ہیں بعضے مجتہدین اس اجارہ کو
 عقد مختلف قرار دیتے ہیں اور بعضے ایک ہی عقد مقرر کرتے ہیں اس واسطے کہ اگر عقد معتبر کیجئے تو سو عقد اول کے باقی عقد مضاف ٹھہریں اور اجارہ مضاف میں
 اجرت مقرر نہیں کی نہ تعین سے نہ شرط تعین سے اور غرض اس اجارہ سے ملک اجرت ہی صدر الاسلام شہید نے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے کہ در حق مالک حکام عقد معتبر کیجئے
 اور در حق ملک اجرت تعین یا بشرط تعین کے ایک ہی عقد معتبر کیجئے انتہی تو موضوع کلام شارح کا یہ مسئلہ ہے کہ اگر یوں کہے کہ میں اپنا گھر تم کو اجارہ دیا مگر اسنی
 اجرت تو مقدم کر رہا ہوں کہ میں بشرط تعین باطل ہے اور بالفعل او سہا جرت لازم نہ ہوگی چنانچہ زملینی نے بیان کیا ہے کہ اگر اجارہ مضاف ہے تو ہر گز
 معلوم ہوگا کہ شارح کلام شریعی لالی کے مانند محرر اور منقح نہیں ہے اور اگر شارح حزن کہتا تو قیل مجمل عقد او احد فقہی بر ذلک لکھا بشرط تعین امر علی ہذا
 القول (نویسہ) واضح تر ہوا کہ انی لخطا دی او الاستیفاء للنفقة یا اجرت لازم ہوتی ہی منفعت کے حاصل کر چکنے سے او تمکینا منہ الا
 ثلث من کل کوثر فی الاستیفاء یا اجرت لازم ہوتی ہی استیفاء و منفعت پر قادر ہونے سے مگر ان میں سے ہر دو میں باوجود قدرت لازم نہیں ہوتی جو شاہد میں مذکور ہیں جو
 موجب مستاجر کا اجارہ کی جہ سے اسبب کے خالی کرنے سے اسے اور اسکی طرف سے ایسا کام یا غائب کی طرف سے مگر کوئی مانع نہ ہو تو مستاجر کا اور سہ وقت میں اگر مستاجر
 استیفاء و منفعت کو ترک کر دے یا تعطیل لازم اجرت کی مانع نہ ہوگی تو اگر سبب کی طرف سے تسلیم واقع ہوئی یا وہ چیز اس کے سبب سے فارغ نہیں یا فارغ تسلیم کی نہ
 کے غیر میں یا مدت میں تسلیم کی لیکن اس کو غیر محل اجارہ میں جسے کر لکھا یا اس کو محل اجارہ میں لکھا اور اس میں کوئی عذر ہو یا مانع یا موجب کی طرف سے کوئی عذر ہو
 لیکن حکم یا غائب سے اس کو روک لکھا یا اگر اجارہ فاسد تھا تو اجرت میں تو میں لازم نہیں کذا فی المحموی شاہد کی منشی صورتوں میں پہلی صورت یہ ہے
 کہ قدرت علی الاستیفاء اجارہ فاسد میں دوسری صورت یہ کہ جب جائزہ خارج شہر کی سواری کی واسطے کر لیا یا پھر اس کو اپنے پاس باندھ رکھا اور اس پر انہماقیہ صحت
 یہ کہ اگر کر لیا یا ہر روز کی ایک ایک اجرت معین کی ہے پھر اس کو چند سال لکھ چھوڑا اور اپنے گھر کے تواتر لازم نہ ہوگی اس میں عذر کے بعد کہ اگر اس کو پہنچا تو کپڑا بیٹھا
 جاتا یعنی وہاں اس اجرت مذکورہ پر روز لازم ہوگی کہ اگر اس کو پہنچا جاتا تو کپڑا نہ بیٹھا پھر اس میں عذر کے بعد اجرت نہ لازم ہوگی کذا فی الخطا دی تم فرج علی لکھذا
 بقولہ فیجب لاجلہ فی حقہ و لکھ کسکین لوجود التکلیف من الاستیفاء پھر مصنف نے سپر یعنی قدرت انتفاع پر اپنے قول سے تفرج کی
 تو اجرت واجبگی اس گھر کی جو مقبوض ہوا اور منہا او میں مستاجر نہیں ہوا جب تا اجرت کا سبب پا جانے قدرت انتفاع کے ہی ذلک اذ اکانت
 الاجارۃ صحیحۃ و اما فی الفاسد فلا یجب لاجلہ بحقیقۃ الاستیفاء کا سبب علیما دینا اور یہ یعنی وجب اجرت بقدرت انتفاع اس وقت کے
 جب کہ صحیح اجارہ ہو اور اجارہ فاسد میں تو اجرت واجب نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع نہ فقط قدرت سے چنانچہ اس کو غلام میں شرح کیا گیا ہے و ظاہر مافی
 الا سماع فی اخرج الوقف فنجب اجرتہ فی الفاسد بالتمکن کذا فی الاستیفاء اور ظاہر قول سماع کا کمال ڈالنا ہر وقت تو وقت کی اجرت
 فاسد اجارہ میں واجبگی قدرت انتفاع سے کذا فی الاستیفاء ہم خلا عبارت معنی ہے کہ وقت کے اجارہ فاسد میں اگر زحمت اس کو نہ ہو تو اجرت لازم نہیں
 مستحق کہ قول پر انتہی تو صاحب شاہد ہوا کہ بقول شارحین اجرت لازم ہے حالانکہ تافریک کا خلا نہیں نظر نہیں آیا اور اجناس میں جو مصدق ہے کہ وقت کی اجرت
 اجارہ فاسد میں لازم نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع سے نہیں اور فیض صحیح ہے عدم وجوب میں بھر جب تک کہ حکم معلوم ہوا تو مال یتیم وغیرہ کا ہر حکم معلوم
 ہو گیا میں شارح اپنا تردد بیان کر گیا کذا فی الخطا دی لخصا قلت وهل مال الیتیم والمعتد للامتنع لاجلہ والمستاجر فی البیع و فاع علی
 قال فی ۱۰ علماء الموم کلک محل تردد فلیما اجرت میں کہنا ہوں اور کیا یتیم کمال در جو چیز کرانیہ خیر کی واسطے ہوا ہے اور بیع الوفا کے

نویسہ

باقی مدت کے قبض میں چاہئے چنانچہ بیع میں کوئی اگر بیع کرے کہ معطلہ خرید کیے قبل موسم حج کے سو تسلیم واقع ہوئی مگر بعد گزر جانے
 موسم کے تو مشتری کو غریب اور مذہم خرید میں اختیار ہوگا و لوسلہ المفتاح فلم یقدر علی الفتح لیسنا عہ ان امکنہ الفتح بلا کلفا و جب مشتری
 والا کلا اشیا کا اور اگر مشتری نے مستاجر کو بیع کی کچھ دی سو تسلیم کر سکے کھولنے پر قادر نہ ہو اسبب گم ہو جائے کچھ کے تو اگر اسکو کھولنا بلا
 اور شقت ہو تو کرا لے جب تک گاہ نہیں تو واجب نہیں کذا فی الاشباہ ہم اور اگر مالک نے کہا یہ مکان لے اور اس میں دروازہ کھول نہیں
 اور مستاجر کے بعد کہا میں اس میں نہیں رہا تو اگر مستاجر بلا منت کھولنے پر قادر تھا تو کرا لے زم ہوگا اور زمین تو نہیں اور موجر کو بیع حجت کرا جائے
 نہیں کہ تو نے کیوں تفل توڑا لا اذ کیوں اوس میں داخل ہوا کذا فی مالگیریہ قلت وکذا لو عجز المستاجر عن الفتح بهذا المفتاح لم یکن تسلیم الا بالخطیہ
 لم یفتح صیغہ میں کہتا ہوں اور اسبیطج اگر مستاجر عاجز ہو کھولنے سے بواسطہ اس کچھ یعنی موجر کی دی کچھ ہے تو تسلیم ہوگی اسواسطہ کہ خطیہ صحیح
 ہو کذا فی التفسیر فیہ ولو اختلفا فیکم الحال اور اگر دونوں میں اختلاف پڑا تو ظاہر حال حکم کرنا یعنی بعد مدت جاؤ اختلاف ہوا اور حالانکہ کچھ مستاجر پہل
 پر مستاجر کہتا ہے کہ میں تفل کھولنے پر قادر ہوں اور موجر کہتا ہے کہ تو قادر ہو اور دونوں کے گواہ نہیں ہیں تو ظاہر حال پر حکم ہوگا اور شاید کہ نظر اہل سے مراد یہ ہے کہ
 مستاجر سے کہا جائے کہ تفل کو کھول تو اگر کھول سکے تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر کھول سکے تو موجر کا قول مقبول ہو کذا فی اللطفا دی وکذا ہذا فقہیہ
 الموجر فی خیرہ اور اگر دونوں گواہ لاویں تو موجر کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی الذخیرہ وکذا البیع اور اسبیطج بیع کا حکم ہے پیشہ ہر غیر مستاجر کی
 ساتھ مع الغفار میں کہنا گھر خرید کیا اور کچھ اوسکی لی اور گھر کی طرف نہیں گیا تو اگر کچھ ایسی ہو کہ بلا کلفت کھل سکے تو قابض ٹھہرے گا اور نہیں تو نہیں
 کذا فی النہج وقیل ان قال له اقبض المفتاح وافتح الباب فهو تسلیم والا فلا کما یسطہ المصنف اور قول منعیف یہ ہے کہ اگر مشتری نے
 مستاجر کہا کہ کچھ لے اور دروازہ کھول تو یہ تسلیم در اگر کچھ دی اور قول مذکور نہ کہا تو تسلیم ہوگی چنانچہ اسکو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے
 وللموجر طلب الاجر للدار والارض کل یوم وللدائن کل مرحلۃ اذا اطلقہ ولو بین تعین اور موجر کو جائز ہے کہ اگر مشتری کا
 گواہ لگنا ہر روز اور جائز ہو کہ اگر یہ منزل میں بیس کہ کہ یہ بطلق مقرر ہو بلا قید تعین یا تاخیر کے اور اگر تعین یا تاخیر کا بیان ہو گیا ہو تو وہی تعین ہوگا
 مشرط کے سوانق وللغیا طہ ونحوہا من القنایع اذا قوع وسلم فہلکۃ قبل تسلیمہ لیسقط الاجر اور یہی مورد مذکور ہے اور
 پیشوں کی مزدوری مانگنا جائز ہے جب کہ اوس کام سے فراغت حاصل کرے اور مستاجر کو تسلیم کرے یعنی اس میں مزدوری کا مطالبہ نہیں نہیں
 بلکہ کام کر چکے اور پہنچا دینے کے بعد ہی تو اوٹن چیز کا تلف ہو جائے قبل تسلیم کے مزدوری کو ساقط کر دیتا ہے ہم کہلا سنے کو دیکھو مزدوری سے اور
 اوسکی بلا تعدی جل گیا تو مزدوری ساقط ہوگی بسبب عدم تسلیم کے اور درزی پر تانہ کپڑا لازم ہوگا کیوں کہ وہ بلا تعین اس سے وکذا اکل
 من یعملہ انہ اور اسبیطج ہر ایک اس پیشہ در کا حکم ہے جس کے عمل کا اثر موجود ہو چنانچہ بڑی اور لوہار اور معمار اور جو لاہلہ اور سنار کہ انکے عمل کا
 اثر کامی اور لوہے اور مکان اور کپڑے اور زیور میں جو رہتا ہے تو مزدوری مانگنا بعد فراغ اور تسلیم کے جائز ہوگا وما لا اثر لہ کمال لہ الاجر
 کما فرغ وان لم یسلیم لہر جس کے عمل کا اثر نہیں پتا چنانچہ حال تو اسکو مزدوری مانگنا بجز فراغت کے جائز ہے اگرچہ تسلیم واقع ہو ہم تو بعد فراغت کے
 تلف ہو جائے سے مزدوری ساقط ہوگی کذا فی البحر وان وصلیہ عمل فی بدیت المستاجر ذوت وغیرہ کی مزدوری لازم نہیں بلکہ فراغت
 اور تسلیم کے اگرچہ ذوت وغیرہ کا کام مستاجر کے گھر میں کیا ہو ہم مصنف کا یہ قول اسکو مقتضی ہے کہ مستاجر کے گھر میں عمل سے فارغ ہوا تسلیم میں
 حالانکہ ایسا نہیں ہے اسواسطہ کہ زمینی میں کہ خیاطی وغیرہ میں مستاجر کے گھر میں تسلیم حاصل ہوتی ہے بجز دفع کے اسواسطہ کہ وہ مستاجر کے گھر میں
 ہو اور گھارو کے قبضے میں ہو تو اس میں تسلیم حقیقی کی حاجت نہیں تاجریت اچھی گی بجز عمل کے انتہی تو ہر جہاں اسکے اگرچہ ذوت وغیرہ تلف ہوگا بعد فراغت عمل کے قبل تسلیم
 حقیقی کے تاجریت واجب ہوگی بسبب تسلیم مکی کے اور صاحب ہدایہ اگرچہ تعلیم مذکور کی ہے لیکن تسلیم یا نہیں کی ہدایہ میں یہ ہے کہ وہ ہونی اور درزی کو سطلہ
 ہجرت کا نہیں تا و شیکہ عمل انفرج ہو اسواسطہ کہ بعض عمل سے نفع حاصل نہیں تو بعض عمل سے مستوجب ہجرت کا نہ ہوگا اور اسبیطج اگر مستاجر گھر میں عمل کرے مستجب

فصل فی
 تصدیق
 مستاجر
 لیسقط
 الاجر

الخبر فیه ای فی بیت المستاجر سوا مکان فی بلیه الخباز اولاً فاحترق او سرق فلا اجر له لعدم التسليم حقیقه و لکن فیما
لو سرق لانه فی ید الامانة خلافاً لهما ویحیی مسئلہ الاموال المستاجر کے جو شرط اور اگر مستاجر کے گھر میں کوئی غیر خزانہ نہ ہو گھر میں
یا کہین اور پھر محل چاہی ہو رہی جائے تو اس کے واسطے مزدوری نہیں بسبب اس کے تسلیم کے فی الحقیقت اور اوپر تا وہ نہیں اگر چہ وہی کہہ سکتے کہ اس کے پاس آ
ہو یہ خلاف صاحب کے اور نہ نزدیک تا وہی اور یہ مسئلہ ہر اجیر شکر کا کذا فی الجواب ہم امام کے نزدیک اجیر شکر کے پاس تناع امانت ہوتی ہو تو صاحبین بخلاف
صاحبین اور اجیر شکر کی تعریف آگے معلوم ہوگی وان لاحترق الخباز او سقط من یدہ قبل الاخراج فعليه الضمان ثم المالك
بالخیار فان ممتنہ قیمته مخبوزاً فله الاجر وان خصه قیمته دقیقاً فلا اجر له لولا ان قبل التسليم ولا یضمن الخطب
والمالہ اور اگر روٹی جل گئی یا اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو اس کے نکالنے سے پہلے تو ان پر ضمانت پھر مالک کو اختیار ہے کہ اگر اس سے کسی روٹی کا آدن
لے تو اس کی مزدوری تین ماہ اور اگر اسے کاتاؤ اسے تو مزدوری نہیں اس سبب ضمانت ہو جانے کے قبل تسلیم کے اور اس پر گڑھی اور نمک کا تا وہ نہیں و للطنج بعد
العرفان اذا كان لا هل بینه جو صوفی و الاصل فی ذلک العرفان اور ایک اور ہڈی بچانے کی مزدوری واجب ہوتی ہو چکانے
کے بعد یعنی جب سے پالون اور رکابین میں باورچی کمال کے تیرہ مزدوری کا سبھی ہو کر جب کہ بخت مستاجر کے گھر والوں کو اس واسطے ہو اہل عورت
کے واسطے تو کمال لازم نہیں کذا فی الجواب اور قاعدہ کلیہ سین و آج یعنی اگر یہ واجب ہو کہ نکالنا باورچی کے ذمہ ہو تا ہو تو نکالنے کے بعد مزدوری لازم ہوگی
اور نہیں فقط یکا دینے کے بعد ہم ذلیعی سے کہا کہ جس محل میں نہیں دن کا دست کا ہتھکڑی فان افسد لا ای الطعام المظاہر او اخر قصہ
اولیٰ یفنی فی فہو ضامن للطعام جس اگر باورچی سے کھانا بگاڑ دیا یا جلا ڈالا یا کچا رکھا غرض پکا یا تودہ کھانے کا ضامن ہو یعنی طعام کی قیمت کا
اور پھر ان لازم ہوگا و لو دخل بنادر الخباز و لیطبخ بها فوفقت منه شرادۃ فاحترق البیت لم یضمن بل ذین ولا یضمن صاحب
الدار لو احترق شیء من المشکات لعدم التعلک جو ہر اور اگر مستاجر کے گھر میں باورچی آگ لگیا روٹی یا ہڈی بچانے کی اس واسطے اور اوپر سے
ایک چنگاری گھر میں پڑی اور گھر جل گیا تو اوپر تا وہ نہیں ان کے چٹا اور صاحب نے بھی دان دیا اگر کچھ جل جا رہے والوں کا واسطے عدم قصیر طحاوی سے کہا
یہ مسئلہ مخصوص باجیر طنج نہیں بلکہ کرایہ اور مستعیر اور مالک خانہ کو بھی شامل و کضررہ اللین بعد الاقامۃ و قالہ بعد تشریح اسی جعل بجمہ علی
بعض و بقولہما یعنی ابن کمال معرباً للعیون اور سبھی اینٹ پاتھنے کی مزدوری کا سلا البیت کھڑی کر دینے کے بعد اور صاحبین کے کہا کہ تشریح کے بعد
یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور ڈھیر لگانے کے بعد آج کے اور صاحبین کی تول پر توشی نقل کیا ابن کمال نے عیون و هذا اذا فترکہ فی بدیہ
المستاجر فلو غیر ملک فلا اجر حتی یعد منہ و بعد ہا ایلے اور یہاں توشی جو کہ تشریح کے بعد اور اگر مالک کی غیر ملک میں اینٹ یا توشی ہو تو
اجر واجب نہیں جب تک شمار کر دی کھڑی کر کے امام کے نزدیک اور ڈھیر لگا کر کے صاحبین کے نزدیک کذا فی الزلیعی ہم مستصفی میں تسلیم شرط تسلیم ہوتی ہو
اس واسطے کہ اگر تسلیم ہو تو شمار ثابت ہوگی کذا فی البہر فروع مسائل لمحق شارح کے الملین علی اللبان والذراب علی المستاجر و داخل المکل
المنزل علی السمال لا صمتہ فی الجوانق او معوودہ للعرفۃ الا بشرط اینٹ پاتھنے کا سا یا اینٹ پاتھنے والے کے ذمہ ہر مزدوری اینٹ پچانے کے
مستاجر پر اور جو جھکا مکان کے اندر رکھنا جو جھکا دھانے والے پر نہ او سکا ڈالنا اور بھڑا بھڑوں میں یا اس کا چڑھا لجانا چھت پر کر شرط کر لینے سے
و ایکاف داتہ لیل علی المکادی و کذا الخبال والجوانق اور جو جھکا دھانے کی واسطے پالان جانور پر باندھنا بکاری یعنی کرایہ و اوپر سے
اور اس طرح برتیاں اور گونیاں بکاری پر ہیں و الجانق علی الکائب و اشتراط الودق علیہ یفسد ما ظہر یہ اور روشنائی لکھنے
والے کے ذمہ ہر اور کاغذ کا شرط کرنا کاتب پر اجارہ کاتب کا مفسد ہر کذا فی الظہیرۃ و من کان لعلہ اشرفی العین کا لہشاغ والعصارہ حبسہا
لا یجل الا جہا اور جس اجیر کے عمل او کام کا اثر ہو جو چیز میں چنانچہ رنگ ریزا و دھڑی کا تودہ اس پر کر دے کہ اسے مستاجر کو کہہ دے اپنی مزدوری
لیفہ کیواسطہ ہم دھوئی وہ دھوئی مراد جو کپڑا دھوئی نشاستہ وغیرہ کا کلپ لگا کر نہ فقط غاسل ثوب و ہر شے کہ مقصود غلبہ و صفت ہر چیز میں

بشرط ان لا یفسد ما ظہر یہ

میں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ ایک بڑے بڑے گھر میں رہتا تھا۔

مجلس

ترتیباً اجراء لازم ہوگا اور اس لئے وجہ کیا کہ جواب ایسا کہانی کلامہ و قولہ علی ان فعل اطلاق لا تقتضی مستقیم فکالہ ان کیستہ جرح غیر
اور مستاجرین کہنا کہ تجارتی میں غرض بر اطلاق ذمہ کا لگانا ہی استصفا تو اجراء کو جائز کر غیر شخص سے مزدوری کرنا کہ استاجرہ لیانی بیالیہ فمات بعضهم فجاء
بمن یقوی فله اجر بحسب ما لہ من فی بعض المعقود علیہ استاجر ٹھیکہ کیا کہ اجراء کے اہل عیال کے لئے آگے اور میں کوئی شخص گیا اور باقی لوگوں کے لئے آگے اور اس کی
مزدوری ثابت ہوگئی اور اس کے حساب کے سوا کسی اور کے بعض معقود علیہ پر کیا یعنی عقد اجراء تمام عیال کے لئے پرمعقد ہوا تھا اور وہ سب کو لایا تو دوسری مزدوری کا مستحق ہوگا
بہر اگر حکم الایضہ عیال پر تو نصف اجرت کا مستحق ہوگا اور اگر کثرت ہو تو ثلث اجرت کا مستحق ہوگا و قد بقولہ لو کانوا ہی عیالہ معلوم میں اسی عیالہ
لیکن ان اجراء میں بیالیہ مجملہم اور مستقیم ہر شے سے قید لگائی کہ اگر اس کے اہل عیال معلوم ہوں یعنی عاقدین کو جانتے ہوں تب بعد حساب بعض عیال بعض
اجراء کا مستحق ہوگا کہ اگر سب کے متعاقب میں ہری والہ کو ہونا معلوم میں فکالہ اسی لہ کل الاجراء ونقل ابن الکمال ان کانت التوثیۃ نقل
بنقد ان عدم ہم فحسب ما لہ والاکالہ اور اگر عیال غیر معلوم ہوں تو اجراء کو واسطے تمام اجراء واجب ہوگی اور اگر کمال نے نقل کیا یعنی امام مذہبانی سے کہ
اگر لے کر شقت کم ہو جائے ہو وہ عیال کے کم ہونے سے تو بقدر اس کے حساب کے اجراء لازم ہوگی اور اگر شقت کم نہ ہو جائے تو تمام اجراء لازم ہوگی استاجرہ جرح
لا ینصالح فیہ ای کتاب او زاد علی الزید ان رکب اسی المکتوب والزاہد لیتوہ اسی زید او غیبیہ لاشی لہ لاحتہ نقضہ بعد وہ
کالمیاد اذ احاط ثم فتق ٹھیکہ مقرر کیا کہ ایک طرف خط یا توشہ پہنچا دے گا بشلہ زید یا اس اگر اجراء خط اور توشہ پھیلے یا زید کی شہادتا غائب ہونے سے تو اس کے
واسطے کچھ مزدوری نہیں اس واسطے کہ اس نے معقود علیہ یعنی ایصال مکتوب یا زید کو باطل کر دیا اس کے پھر اسے جس طرح درستی جب کہ سیاح پھر اس کو اور غیر
ہم صنف کو لازم تھا کہ خط پہنچا نا اور جواب لانا دونوں کر کرنا اس واسطے کہ اگر جواب لانا نہ کرے تو خط پھر اسے تمام اجراء لازم ہوگی چنانچہ شرح مجمع میں
شرح اور امام محمد کے جامع صغیر میں لایا نا اور جواب لانا دونوں مذکور ہیں کذا فی الطحاوی مختصراً فی الحالیۃ استاجر لید عقب لموضع کذا و
یدعو فلان یا اجراء مستقیم فذہب للموضع فلم یجد فلاناً وجب الاجراء و غایب میں کہ اجراء کیا تا فلا کی طرے جا اور فلا شخص کو بلا لے
معین مزدوری پہنچا فیران گیا اور اس شخص کو نہ پایا تو مزدوری واجب ہوگی ہم غایب میں تلخیص رسالت مذکور ہے لانا اور شارح رسالت اور بلا لے کر
کیساں قرار دیا کہ فی الطحاوی فان دفع القطع الی ورثتہ فی صورتہ الموت او من تسلیم الیہ اذا حضر فی صورتہ غیبیہ وجب الاجراء
بالذہاب وهو نصف الاجراء المستقیم کذا فی الدرر والغریب تبعہ المصنف ولكن یعقبہ الخشون وعلو اعلی الزعم
کل الاجراء لکن فی القہستانی عن النہائیۃ انه ان شرط المبیع بالجواب فیضیہ والا فکالہ فلیکن التوفیق پس سئل ایصال
مکتوب نہیں اگر اجراء خط یا زید کے وارثوں کو درصوبت مقرر کیا اور اس شخص کو دیا یا زید کو پہنچا دے جب کہ وہ آگے در صورت غائب ہو کر نہ تو جا کی مزدوری واجب ہوگی اور وہ
اجراء غیبیہ کو انی الدرر والغریب نصف پر مقرر کیا لیکن در معشرین کے خلاف ہے ہر او تمام اجراء کے لازم ہوئے پر عہد کیا ہو لیکن قہستانی میں یہاں پر یہ مسئلہ ہے کہ اگر اجراء
شرط کیا ہو تو نصف اجراء لازم اور نہیں تو تمام اجراء لازم تو توفیق میں بقول میں لگئی یعنی صاحب در راو مصنف کا کلام شرط طرب مجہول ہو اور معشرین کا قول ہم شرط طرب مجہول
وان وجدہ ولم یوفیہ الیہ لم یجب لہ منی لا تنقاع المعقود علیہ وهو الا ینصالح اگر اجراء زید کو پایا اور خط اور توشہ دے سکتا پہنچا یا تو کچھ مزدوری
اور کسی وجہ ہوگی بسبب ہونے معقود علیہ کے یعنی ایصال خط یا اجراء ہوا تھا سیاح کیا و اختلف فیما لہ مرقہ از سہیل اختلاف اگر اجراء خط کو پھاڑا لے یعنی بعضوں کے نزدیک
سہیل مزدوری واجب ہے اور بعضوں کے نزدیک اجراء نہیں ہوتی اگر ارض الوقت اجراء بغیر اجراء المثل یلزم مستاجرہا اسی مستاجرہ ارض الوقت لا المتو
کما غلط فیہ بعضهم تمام اجراء المثل علی المقتی بہ کما فی البحر فی التخصیص وغیرہ متولی ارض وقت نے زمین وقت کو بغیر اجراء میں لینے کہ متو اجراء میں پھاڑا یا تو
اگر وقت کو دوسری اجراء میں لازم ہوگا تو مقرر مقرر چنانچہ بحر الرائق میں تلخیص وغیرہ اور متولی یا اجراء میں لازم ہوگی چنانچہ بعض علماء غلط سمجھے ہیں وکذا حکم و سنی آپ کا فی مجمع
الاشیاء اور اس طرح کا حکم ہر شے کو پایا چنانچہ مجمع الفقہاء میں یعنی اگر دوسری یا باغیر کی زمین کہ متو اجراء میں پھاڑا یا تو مستاجرہا اجراء میں لازم ہوگا وہی باب میں لکھنا ان
فی غیب ہر ارض الوقت و غیب متعاقبہ وکذا لقی کل ما هو الفاعل للثبوت فما اختلف فیہ العلماء حتی یقتضوا الاجراء عند الزمادۃ الفاحشۃ نظر الا لا یقتضوا

وادی انہا اضرار خلا بقی البرہان علیہ اور اگر مستاجر اجماع شل کی زیادہ ہوگا انکار کرے اور دعویٰ کرے کہ زیادہ ضرر رہا ہے تو ضروری ہوا سپر
گواہ قائم کرنا یعنی زیادہ کا دعویٰ گواہ لایا منکر پر وان لم یقبلھا الجہا المتولی اور اگر مستاجر زیادہ کو قبول نہ کرے تو متولی دوسرے شخص کو اجارہ دے
ہم طحاوی نے کہا بہترین تھا کہ اس قول کو شارح انکار زیادہ پر مقدم کرنا وان کانت مزدوعہ لہ تصح اجارۃھا لغيرھا حسب الزرع لکن لضم علیہ
الریادۃ نس وفتہا اور اگر زمین نصف مزدوع ہو تو اسکا اجارہ دینا سدا کثکار کے جائز نہیں لیکن اگر سابقہ سے زیادہ ملائی جائے مستاجر پر زیادہ ہونے کے
وقتے وان کان بنی او غیر من فانھا لوجہا مشاہدۃ فانھا لوجہا لغيرھا اذا فرغ الشہان لہ یقبلھا لافعالہا عند اس
کل شہی اور اگر مستاجر زمین میں غار بنائی ہو یا وقت لگائے ہوں تو اگر ماہواری اجارہ لیا ہو تو زمین غیر مستاجر کو اجارہ دی جائے جب کہ زمین ہونے کے
اگر مستاجر زیادہ کو قبول نہ کرے سبب منع ہے اجارہ ماہواری پر جس کے سر پر ہم محیط ہیں کہ غیر کو اور زمین میں اجارہ دیا جائے جب کہ رفع عت کے بعد
اجر زیادہ ہو جائے اور اگر بعد در ہو جائے عمارت کے اجو سابقہ سے زیادہ دتی ہو تو اسے اجر سابقہ کے ساتھ مستاجر کے پاس باقی رکھی جائے لکن طحاوی
والبناء علیہ الناطق بقیہ مستحق القیام للوقت اور تار کا انکار ایک بکارت کی سبب عت مستحق القیام کی قیمت دیکر او تصدیق حتیٰ تخلص بناؤ
یا مستاجر کہ یہاں کہہ کر اسکی عمارت خلا یعنی پاؤ یعنی انہما کہ بی اپنی اینٹ اور کڑی پر صرف کرے وان کانت المدۃ باقیہ لہم توجہ لغيرہ وانما ا
علیہ الزیادۃ کا زیادہ دیا جائے اگر ابا کی مدت باقی ہو تو غیر مستاجر کو زمین کا اجارہ نہ دیا جائے اور اسکے سوا کچھ نہیں کہ مستاجر پر اجرت شل کی زیادہ
ملائی جائے بیسے زراعت والی زمین کی زیادہ مستاجر پر لاتی کیجاتی ہے واما اذا ازاد اجرا لملش فی نفسہ من غیر ان یزید احد المتولی
فتہا وعلیہ القنوی اور جسے کہ اجرت شل فی نفسہ زیادہ ہو جائے ہونے کے کوئی شخص برہنہ تو متولی کو منسج اجارہ کا اختیار ہو اور اسی پر منسج ہے
وہا لہم کان علی المسنأ جرم المبیئ اشباہ مغربا للصفری اور جب تک تلی اجارہ کو منسج نہ کریگا تو مستاجر پر اجرت بعینہ واجب ہوگی چنانچہ
اشباہ مدین فتاویٰ صفری سے منقول ہر حالت وظاہر قولہ والبناء علیہ الناطق لہ انہ تملکہ لجمہ الوقف فہا علی صاحبہ وھذا
لو ادر من تنقش بالقیام والہ شیوہ فیضاہ کافی عامۃ الشرح منہا البحر والمنع فیقول علیہا لانہا الموضوع لنقل المذہب بطلان
نقول الفتاویٰ میں کہتا ہیں اور اسکا قول والبناء علیہ الناطق لہ آخرہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ناطق عمارت کا مالک ہو جائے بحجت وقت کے صاحب عمارت
پر جبر اور زبردستی کر کے اور یہ یعنی زبردستی سے مالک نہ ناطق اس میں سے کہ زمین ناقص ہو جائے عمارت کے کھو جانے سے اور اگر ناقص نہ ہو تو قیمت دیکر مالک اس
پر بنا عمارت کی رضا مندی شرط ہے چنانچہ اکثر شروح میں تصریح ہے انجملہ سیر الرائق اور منسج الغفار میں تو شروح کی روایت پر عتاد کیا جائے سوا سبب کو نقل مذہب
کے واسطے شروح ہی ہو صریح اور مقرر میں برخلاف نقول فتاویٰ یعنی اگر فتاویٰ کی نقول شروح کے مخالف ہوں تو اعتماد کے لائق نہیں ہم منجانبہ سے انکار کر رہے
فتاویٰ نوید زادہ ہر جسکی عبارت شارح اسکے بعد ذکر کریگا اور تجنیس اور ضانیہ ہر دو میں منقول ہے کہ متولی عمارت کا زبردستی مالک ہوگا کذا فی الطحاوی فقہ
وفی فتاویٰ مؤید زادہ من الوقف مغربا للصفولین حاکموت وقف ہی فیہ ساکنہ بلا اذن متولین ان لہم لقیار وقفہ رفیعہ وان یتفرقوا
المضیع مالہ فلیترقی الی ان تخلص مالہ من تحت البناء ثم یاخذہ اور نوید زادہ کے فتاویٰ میں کتاب الوقف سے منسوب بعضیوں کے کہ ایسا کہ
ہر وقف کی جس میں اس کے رہنے والے کچھ عمارت بنائی بلا اذن متولی وقف کے اگر عمارت کا کھونا ضرر کرے تو اسکو کھود دے اور اگر ضرر نہ ہو تو بنائے اور
خود ضائع کر دے والا اپنے مال کو تو چاہیے کہ یہاں تک نظر کرے کہ اسکا مال تحت قمار سے خلاص ہو پھر اسکو لے ولا یمکون بنائے ما ناعا اس
اجارہ لغيرہ اذہد کہ علی ذلک البناء حیث لا یحکم دفعہ اور عمارت اس شخص کی غیر شخص کے اجارہ دینے کی مانع نہ ہوگی ہر سبب سے کہ اسکا بعض
او بعض نہیں اس شرط پر اسو سبب سے کہ وہ اسکو منہدم نہیں کر سکتا ولو صطلح ان یجعلوا اذ الشہ لوقفین بمن لایحکم وراقل القیمتین منہ ونا
وہ بنیاً فیہ حیث اور اگر اس پر اتفاق کریں کہ اس عمارت کو وقف کے تحت میں کریں بعض اور میں شہی جو اقل القیمتین سے شہاؤ کرے یعنی منہدم عمارت
کی قیمت اور طیار عمارت کی قیمت میں سے جسکی قیمت کمتر ہو اس سے اسکا شہ زیادہ ہو تو جسے ہر دار لونی الا فیہ یو فیہ کما شہا لہی القاضی

الاعتقاد بان فیفسخ بنفسه وعلیه الفتویٰ اور اگر مکرر کو دین لایں ہوتا تھا جسکی بالش کے لئے تاکہ قاضی عقد اجارہ کو فسخ کر دے اور اجارہ دہ کو
 اجارہ نہیں کہ اجارہ کو فسخ کرے اور اسکی پر فتویٰ ہے ہم یہاں سے مراد ہیں جب کہ اگر کوئی طریقہ باقی رہے تب قاضی سے فسخ اجارہ کہ اس میں کوئی چیز
 دین اگر ہے وچونکہ نمیشل اجارہ ویا کثرت ویا قبل ہما یتغابن فیہ الناس لا یبالا یتغابن فتکون فاسدۃ فیوجز اجارۃ صحیحۃ اقامت اول
 اومیں غیرہ باجرا المثل اور زیادہ بقدر ما یوضی بہ المستأجر انھی اور اجارہ جائزہ اجر شل یا زیا و ترا جر شل یا کثر شل او سقد را کثرا اقل حیرت
 زون کوئی کونین ہر ہر او سقد میں جسین تغابن واقع نہیں ہوتا تو اجارہ فاسد ہو جائیگا تو مروجہ اسکا اجارہ صحیح نہ عقد کر خواہ مستاجر کوں یا اسکا سوا
 اور شمس سے اجر شل مقرر کر کے باز تا د اجر شل سے جس قدر کہ مستاجر راضی ہوا ہنہی باقی فتاویٰ کوئی زائد و فی فتاویٰ الحانوقی بینہ الا شبار
 عقد مدہ وھی التي شہدت بان الا جرحہ او لا جرحہ المثل وقد اتصل بها القضاء فلا تنقض قال وبہ اجاب بقیۃ المدان
 فیلفظ اور فتاویٰ حانوقی بینہ الا شبار کے گواہ مستند م ہیں اور گواہ اثبات وہ ہیں یہ گواہی ہیں کہ اجر پہلی اجر شل پہلی تھی اور گواہی
 قاضی کا کہ بھی متصل ہو گیا تو اجارہ منقوض ہو گا حانوقی نے کہا اور یہی جواب ہے یا ہی بقیۃ اہل مذاہب نے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم حانوقی کی عبارت
 یہ ہر کوئی کہ میں علی طرالمستحکم سوال ہو کہ حاکم نے صحت اجارہ وقت کا اور اسکا کہ اجر پہلی اجر شل تھی حکم کیا بعد اس گواہی کے کہ اجر شل تھی
 پہر اور گواہی کہ اجر کتر تھی اجر شل سے تو علی بطران اجارہ پر ہر گاہ نہیں جواب یا کہ گواہی اثبات کی مستند اور حکم حاکم بھی اس سے
 متصل ہو گیا تو اجارہ منقوض ہو گا کہ انی الطحاوی باب ما یجوز من الاجارۃ وما یكون خلافا فیہا ای فی الاجارۃ
 یہ باب ہوا اس اجارہ کا جو جائز اور جس اجارہ میں اختلاف ہے ہم طحاوی سے کہہ یوں کہنا واضح تر تھا باب ما یجوز من الاجارۃ فی الاجارۃ یہ باب ہے
 اور ان فعل کی اجارہ میں جائز نہیں بقیۃ اجارۃ حانوقی ای دکان و دایرہ بیان ما یعمل فیہما لضرۃ المتعارف صہم ہر اجارہ حانوقی
 یعنی دکان کا اور گھر کا یا اس محل کے جواد میں کیا جائے سبب پھر نعل اور عمل کے متعارف اور مروج کی طرف ہم بھرا افاق میں کہا ہے سبب عمل متعارف
 اومیں سکونت ہر تو وہی مراد ہوگی اور سکونت متفاوت چیز نہیں و بلا بیان بین فیمنکھا فلا ان لیسکنھا غیرہ با جرحہ وغیرہا کا اسمیاتی اور اجارہ
 ہر کوں بیان کہ گھر میں کون شخص ہو سکا تو مستاجر کو جائز کہ غیر شخص کرے با جرحہ یا غیرہ اجارہ چاہے کہ زکوہ ہو گا ہم غیرہ کا کہنا جائز اگر فقط مستاجر دینا
 شرط ہو گیا ہو کہ انی الطحاوی وایہ ان یعمل فیہما ای بالمأذنت والدار کل ما اراد فیتد ویریطد وایہ ویکسیر حطبہ ویتجی جیدا
 ویتخذ بالوقدان لھو لھو و یطبخ یطحی البیدوان غیرہ یعنی قنیہ اور سنا جرحہ جائز ہر کوئی دکان اور گھر میں جو چاہے سو کا م کرے تو بیع گازی اور
 جانور و غیرہ انہ اور گریان کو اور اسکی دیوار استخاک کرے اور نجاست کا چہ بھرتا اگر ضرر نہ ہو اور ہاشمہ کی چکی سے آٹا پیسے اگر گھر کو ضرر نہ ہو اسکی فتویٰ
 ہر کوئی فی القنیہ ہم جائز ہر ہر اجارہ و قوت جائز ہے جب کہ جائز دین کو سبب کوئی سنگ گھر میں مقرر ہوا اور اگر ایسا نہ ہو تو گھر کو مطلق ہر کوئی اور چکی کے سنگین
 شارج تابع ہوا مصنف کی شرح کا اور مصنف اپنے استاد صاحب بھوکا پر حالانکہ بھوکا افاق میں خلاصہ کی نقل عبارت سے وہ لفظ ساقط ہو گیا ہے
 جس سے حکم نکلتا ہے یعنی منع کا و عبارتہ الخلاصہ کافی الرمز لا یتبع من حتی الیدوان کان یغیر منع وعلیہ الفتویٰ یعنی ہاشمہ کی چکی منع نہیں اور
 اگر ضرر ہوتا ہو تو منع ہر اور اس پر فتویٰ حوی نے کہا الحاصل کہ جو فعل کہ عارت کو مستند اور کم زور کر دے وہ مطلق عقد مستحق نہیں کہ یہ کہ
 اسکی شرط ہوگی ہر یا مالک اس فعل سے راضی ہو جائے اور جو فعل کم زور نہ کرے وہ مطلق عقد مستحق کہ انی الطحاوی غلبہ لا یتبع
 بالبناء علی الفعل حداد او قصار او طحاناً من غیر رضی الما لہ او اشتراطہ ذلک فی عقیدۃ الاجارۃ لانہ یوہن البناء
 فیفتوۃ علی الرضاء کرایہ را کو ہر عمل گھر میں درستی سے اس کے کہ گھر میں ہر یا را و عوی یا چکی پیسنے والیکونہ رکھ دے رضامندی مالک کے یا اس کے
 شرط ہو جائے عقد اجارہ میں استیصال کو ہر دغیرہ کار ہنا عار کو کم زور کر دے انی تو مالک فائدہ کی رضامندی کا ہر موقوف ہو گا شارج نے کہا ایسکے معروض
 ہر کوں کا قصیدہ ہم شارج کو دین کہنا مناسب تھا کہ ایسکے ثلاثی مجر و ثلاثی مزیدہ کا قصیدہ چنانچہ شیخ الغفار نے پہلی صورت میں جواب دیا کہ ہر

کتاب
 بقیۃ
 حانوقی

اجارہ کے ہوتو یا جازہ ہوا اگر بلا اجارہ ہو تو عاریت ہے تو مستاجر اور موجر کو دونوں کی اجارہ دینا یا کسی شخص کو یا کسی اور دونوں شخص اجارہ کو زمین کی قیمت پر زمین مکان کے اور زمین کی قیمت پر زمین کے قیمت کرین پھر شخص اپنا حصہ کذا فی الجہتی ہم مثلاً اگر زمین کی قیمت دو سو ہو اور مکان کی قیمت ایک سو اور اجارہ تین سو ہو تو وہ دھرم ہو پھر او ایک سو مستاجر و فی وقف القنیۃ بنی فی الدار المسبلۃ بلا اذن القیم و نوع البناء یضرب بالوقف غیر القیم علی دفع القیمۃ للباقی الم اور قنیۃ کی کتاب الوقف میں کہ فی سبیل فقہ گھریں کسی شخص نے کچھ مکان بنایا بدو اجازت مولیٰ کے او حالانکہ او مکان کا کھودنا وقف کو ضرر کرے تو مولیٰ پر او کسی قیمت دلا کر مکان بنانے والے کے وسطے زبردستی کیجای الی اخر العبارة یعنی حاکم زبردستی قیمت دلا کر بظن صلاح ولو استاجر امرض وقف وغیر فیہا و بنی ثم مضت مدۃ الاجارۃ فلم یستاجر ہستبقا و ہما باجر المثل اذ الم یلک فی ذلک ضرر بالو ولو آلی الموقوف علیہم الا القلع لیس لہم ذلک کذا فی القنیۃ اور اگر وقف کی زمین اجارہ لی او ادر میں خوش لگائے اور مکان بنایا پھر جازہ کی مدت گذر گئی تو مستاجر کو درختوں کا باقی رکھنا بعض اجارہ مثل کے جائز ہے جب کہ اس باقی رکھنے میں وقف کو ضرر نہ ہو اور جس زمین وقف ہے وہ زمین ہوشیہ کھودنے کے تو او کو مکان اختیار نہیں کذا فی القنیۃ ہم ظاہر یہاں مصنف اس پر لالت کرتا ہے کہ وہ جو بنی نہ کرے ہو چکا کہ مستاجر بعد وقف مدت میں زمین کا کھود کر خالی زمین تسلیم کرنے وہ زمین ملک کا مسئلہ تھا اور حکم وقف کا ہے اور سعاف اور عمادیہ میں قنیۃ کے مخالف منصوص ہے کہ عمارت جب وقف کو ضرر کرے تو اسے کھودنے پر مبرا بنائو الے پر زبردستی کیجی انتہی اور علمائے ذکر کیا ہے کہ قنیۃ کا نزول لائق عمل کے نہیں تو کیونکہ اس پر عمل ہوگا جیسا کہ کتابوں کے مخالف ہوا اسکو خلاف منشاخ پر محمول کیجئے کذا فی الخطا وی مختصراً قال فی البحر وبهذا تعلم مسئلۃ ان زمین المحتکوفہ وہی منقولہ ایضاً فی اوقاف الخصاص و مبر الرایۃ میں کہا اور قنیۃ کے متعلق سے ارض مختکہ کی صحت کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے اور وہ تو اوقاف خاص میں جس منقولہ ہم ایسی اگر مستاجر مکان یا بنیہ ہستبقا عمارت تو بعد مدت اجارہ اجارہ مثل دیکر جازہ اور اسکو جو قرار بت ہوگا یہ طریقہ وقف کو ضرر نہ ہو تو اب مولیٰ اسکا مالک نہ ہوگا وقف کی وسطے مگر اسکی ضماندی سے اور یہ مسئلہ ہر ملک کا جواول کتاب البیع میں ذکر ہو چکا کذا فی الخطا وی والربطۃ لہ علم نہایت ہا کا لیشہر قتلہ بعد مضمی المدیۃ اور ربطہ دخت کے مانند ہی سبب نے اسکی نہایت کے تو کھودا جاوے مدت گذر جائے کے بعد ہم ربطہ باین شجر او گیاء کے ہر فادسی میں اسکو سبست کہتے ہیں بل کے مانند ایک بار کو سے سالہا سال رہتا ہے زیادہ در حکم شجر نہ در حکم درخت شوا المراد الربطۃ ما یسبی اصلہ فی الارض اپیدا و انما یقطف و رقبہ و بیاع او ترھک پھر درخت کرنا چاہیے کہ ربطہ مراد وہ پھر جسکی جڑ زمین ہمیشہ باقی رہے او اسکی پتی یا پھول تر رہا و بیع ہو و اما اذا کان لہ ظاہر معلوم کافی لکافی و البحر و البازنجان فیہنچ ان یکون کالزروع یترک باجر المثل الی نہایت کذا حذرہ المصنف فی حواشی الکفر وقواء بما فی معاصی الخانیۃ فلیحفظ او جب کے اسکی نہایت معلوم ہو جسکو کہ مولیٰ او جازہ بینکن للاق یہ کہ اسکا حکم زرع کے مانند ہو کہ اجارہ مثل لیکر اسکی نہایت تک چھوڑی جائے بیطخ کی تحریر کی ہوئی نے حواشی کزمن او اسکو نفوت دسی خانیہ کے قول سے کتاب المساقاۃ میں تو اسکو یاد کھنا چاہیے ہم مولیٰ او جازہ کی مثال دت نہیں اسو یہ کہ لیکر او کھار سے پھر باقی نہیں رہتی قلت بقی لو کہ نہایت معلومہ لکن فابعدہ طویلۃ کا لفصیب فیکون کالشیخ کا فی قادیان الخاۃ فلیحفظ تعلیقا میں کہتا ہے احتمال باقی رہا کہ اگر ایک چیز کی نہایت معلوم ہو لیکن بعد اوطیل ہو جائے ملک اور تو وہ چیز زرع کے مانند ہو کافی فادیان الخاۃ تو یہ قید یاد رکھنی چاہیے فالزروع یترک باجر المثل الی ادر کہ مرایۃ للجانین لان نہ نہایت کما مر اور کہیت سے تعرض نکلیا جاوے مثل لیکر اس کے کہنے کہ دونوں جانب کی نہایت کیواسطے اسو یہ کہ کہیت کی نہایت ہر خطہ ذکر کر رہا ہے ہم یعنی مدت اجارہ منقضی ہو گئی او نہ کہیت پختہ نہیں او نہ مکمل تک اجارہ میں رہی او اگر مدت سر ہو تو وہ اجارہ لا رہے جو دونوں میں فیصل ہو چکی بخلاف موت احد ہا قبل ادر کہ فاذ یترک بالمستفی علی حال الی الخصاۃ فان انقضت لان ابقاء علی ما کان او لی ما دامت المدۃ باقیۃ اما بعدھا فباجر المثل بخلاف موت مستاجر یا مستاجر کہیت کے پہلے سو اسطے کہ کہیت باقی رکھا جائیگا اجارہ معینہ پر حال سابق کہیت کاٹنے تک اگرچہ اجارہ وضع ہو گیا ایک شخص کی سمیت ہو گیا اگرچہ

فقد المسئلۃ فی القاموس سبب علی عمل فی سبیل اللہ

باقی رکھنا حال میں جب تک کہ موت جاوے یا کسی اور بعد سے کشت کے تو اس پر مثل لازم ہوگی تو مطلقاً بالکسب المستغیر فیکون الی الحدیث بالجار
اور کسب مستغیر یعنی جو تو قرض کیا جاگھٹے اور کسے کے کسب یعنی ایک شخص دوسرے سے زمین عاریت کی زرعہ کیواسطے پھر ایک جاہل زمین پر
اون اور جلا کر نہ رکھتے ہیں بلکہ مستغیر کے ہاتھ میں چھوڑی جاوے گی پھر مثل فیکون کسے کس اور ظاہر ہے حکم عاریت کی زمین میں مکان بنانا
اور خشت لگانے کا واندھ اعلیٰ کذا فی الخطاوی و اما العاصی فی حق بالقلع مطلقاً لظلمہ اور غاصب کو کسیت اوکھاڑنے کا حکم ہوگا
ہر طرح اگرچہ کسیت کیا ہو اس کے ظلم کے سبب سے یعنی ظلم واجب الیہم ہر دو واجب لانا ثابت تھا لہذا بقولہم فیکون الزرع باجرائی بقضایہ ای بعد
ہما حتی لا یجب الا جریہا بعد ہما کذا فی القنیہ فلیحفظ بھر پھر دیا کرنا چاہیے کہ فقہاء کے اس قول سے کہ کسیت سے قرض کیا جاگھرت
لیکھ کر آجیے کہ قاضی سے حکم سے یا جو دروستان کے عقد جدید کرنے سے اجرت واجب کی تو اجرت واجب کی مگر رضایا عقد شعا قدین چنانچہ قنیہ میں
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کذا فی البحر فی حق اجارۃ الدائب للکوب والکمل والذوب للعبس اور صحیح ہے کہ رایہ جانور کا سواری اور جو جا
لائے کسے سٹے اور کسے کرایہ دینے کیواسطے ہم اگر لادنے کیواسطے کر دیا تو سواری و سوار و سٹے اور اگر سواری کیواسطے کر دیا تو سوار و سٹے لادنے کیواسطے
درمیان کی سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص جانور پر سوار ہو گا یا کرایہ لادے گا تو اس شخص کو اپنے کسے کسے کا تو اجارہ فاسد ہے لاقضی اجارۃ الدائب للعبس
ای لا یحل ان یجعلها جنبۃ بین یدیه ولا یکرہا اور صحیح نہیں کہ رایہ جانور کا تا اسکو خالی لیجھے یعنی سو سٹے کرایہ جائز نہیں کہ اسکو کول کر
لیجھے اپنے سامنے اور اوپر سوار ہو و لا یقیم اجارۃھا ایضا لاجل ان یکرہھا علی باب دایرة لیکواھا الناس فیقال لہ قسری او جانی
کا کرایہ سو سٹے بھی صحیح نہیں کہ اسکو بازہ رکھے اپنے دروازہ پر آویں اسکو دیکھیں تو یوں کہیں کہ یہ گھوڑا مثلاً صاحب خانہ کا ہوا لاجل ان یزین بیتہ اور
حاکم نے بالتوب لما قد منا ان ہذا منفعۃ غیر مقصودۃ من العین یا سو سٹے کرایہ جائز نہیں کہ اپنے گھریا و کان کو کسے کسے کرے
سے اجارہ تلشہ مذکورہ اس کیلئے جائز نہیں جسکو ہم اول باب میں کر کے کہ جانور کا کول لیجھنا یا دروازہ پر بازہ رکھنا یا گھر اور دوکان کو کسے کسے سے آرم
کسے منفعت غیر مقصودۃ گھوڑا یا کسے سے ہم اور اسطرح اگر شرط نجیان اور چاندنیان کرایہ کے تا اپنے گھر میں اور کافرش کرے اور اول شرط اسکو
تو جائز نہیں کذا فی شرح الوہابیہ و اذا فسدت حشا فلا اجارۃ جبکہ اجارہ مذکورہ فاسد تھا تو اسکی کچھ اجرت نہیں کرایہ لینے و اس پر کذا فی
استا جریہا لیس فیہ او طبعاً لیس شتمہ او کسباً بالو شتمہ بالقرۃ او مصحفاً شہرہ و ہبانیہ اور اسطرح جائز نہیں اگر گھر کرایہ لیا
تاکہ اس میں ناز و شکوہ یا خوشبودار چیز کرایہ سے سونگنے کیواسطے یا کتاب اگرچہ اشعار کی کتاب پر شہرے کیواسطے کرایہ یا قرآن کرایہ لیا کذا فی شرح الوہابیہ
ہم مصنف ہبانیہ سے کہ لکھ کا کرا کر لیا نہ کر کے اسطرح صحیح نہیں علامہ عبد الرشاح و ہبانیہ سے کہ لکھ کا کرا کر کچھ ضروری میں کا فروز مسلمان برابر ہے
سو سٹے کسے کسے اجارہ مدت تنقل کی جہاں سے ہو تو اگر مدت معین ہو جا تو اجارہ صحیح ہے میں مسلم اور کافرو دون برابر ہیں اور اگر علت فساد و منفعۃ غیر مقصود
کو قرار دیتے تو یہی سٹے کا حکم کذا فی الخطاوی و ان لو یقتد ہا بواکب ولا یس اربک و لیس شعا اور اگر ستا جریہ جانور اور کسے کے کرایہ میں کسی
اور کسی چیز کے واکے فیکون کذا فی توسل جریہ کو چاہے سوار کرے اور جسکو چاہے ہتھاکہ ہم عدم تقید سے مراد سٹے کی تعمیر جو کہ ستا جریہ کو سوار کر دے گا
یا ہذا و ان کا جسکو میں چاہوں گا کذا فی المحوی اور یہ مراد نہیں ہے کہ کو بے مطلق کیواسطے کرایہ لے سو اسٹے کہ وہ اجارہ فاسد ہے چنانچہ شریح مذکور کریگا و یقین
اول را کب ولا یس اور یقین چاہیگا پہلا سوار ہو والا اور پہلا مینے والا ہم یعنی جو شخص اول سوار ہو گا تو معلوم ہو جاوے گا کہ یہی شخص اصل مراد تھا
تو اب دوسرے شخص کو اوپر سوار ہونا جائز نہیں گا کذا فی الدرر عن الکافی و ان لو یقتد ہا بواکب و لیس شعا فسادت للجماعۃ اور اگر ستا جریہ بیان کیا کہ
کون اوپر سوار ہو گا تو اجارہ فاسد ہو گا جیسے کہ سب سے ہم شریح کو یوں کہنا صواب تھا تو اسٹا جریہ بالکوب مطلقاً یعنی اگر جانور کرایہ یا مطلق سواری
کیواسطے تو اجارہ فاسد ہے اور مطلق رکوب کی جیور سٹے کہ ستا جریہ فقط رکوب کر کے اور زیادہ کہے کذا فی الخطاوی و یثقل علیہ برکویہ
اور اجارہ فاسد مذکورہ پلٹ کر صحیح ہو جاوے گا جانور پر سوار ہونے سے ہم خواہ ستا جریہ سوار ہو یا غیر کو سوار کرے ازراہ شتمہ و اجرت معینہ واجب

الحمل معاً وضباعاً علیہا وجب النصف علی المستاجر بفعله وھذا من فعل ربھا مجتبیٰ اور اگر مستاجر اور مالک
جانباً برہمہ ساتھ ہو جائے اور جانور پر دو ٹون رکھا تو نصف قیمت کا تاوان واجب ہوگا اور اس کے فعل کے سبب اور اس کے مالک کا
فعل باطل ہو جائے ہوگا لہذا فی المجتبیٰ ولو کان الذی مثلاً فی جو لقیہ فعل کل واحد منہما جو لقا می وعاء کھنڈ مثلاً
وخذہ وولعھا علیہا معاً ومتعاً قبل الاضمان علی المستاجر یجعل حمل المستاجر کان مستحقاً بالعقد غایۃ
اور اگر مثلاً گھوڑا ہو دو گون بین دو مستاجر اور مالک ہر ایک نے تنہا اوٹھانا اور دو ٹون جانور پر تھی یا آگے پیچھے رکھی تو مستاجر پر تاوان
نہیں یعنی در صورت ہلاکت اور مستاجر کا اوٹھانا اور لاؤنا مستحق بقدر جاؤ ٹھہرایا جاوے گا لہذا فی الغایۃ شارح نے کہا جو لقا می ایک طرف گئے کے مانند مثلاً
ومفادہ اذ لا ضمان علی المستاجر سواء تقدم او اخر وهو الوجه من ثم عوئنا علیہ علی خلافہ فی الخلاصہ کذا فی شرح المصنف ذیل التعلیل
تعلیل مستفاد ہو کہ مستاجر پر تاوان نہیں خواہ وہ گون کو پیٹے رکھے یا پیچھے اور یہی وجہ تھی اسی سبب سے کہنے اور سیر عمار کا قلابہ برٹلا اس کا
ہر نصف کی شرح میں قاضی و ما فی الخلاصۃ ہو یا یوجہ فی بعض نسخہ المتن من قولہ وکذا لا ضمان لوجہ حمل المستاجر اولاً ثم
سری الذاتی وان حملھا ربھا اولاً ثم المستاجر یضمن النصف الفیمۃ انھی فتمتہ میں کہتا ہوں اور جو خلاصہ میں کہتا ہوں میں نے بعض نسخہ
میں جو مستحق کا قول اور اس طرح تاوان نہیں اگر مستاجر پہلے گون لادی پھر جانور کا مالک لے اور اگر اس کے مالک نے اول لادی پھر مستاجر تو مستاجر
نصف قیمت کا تاوان دے گا تاہم فی الخلاصۃ تو خبردار رہو اس قول غیر متصور ہے وھذا اسی ما من حکم اذا كانت الدایۃ المستاجرۃ تطیق
مثلاً اور یہی مسئلہ اولیٰ میں جو حکم ذکر کیا تاوان بقدر زیادہ نقل کے اور تیسری جگہ کہ لایا جانور ایسے بوجھ کی قتا رکھتا ہو اما اذا كانت لا تطیق
فجميع القيمة لازم علی المستاجر یلغی وجب علیہ کل الاجر الا اجر الحیل والضمان للزیادۃ غایۃ اور جب کہ جانور اسے بوجھ اوٹھانے کی قتا نہ رکھتا ہو
جانور کی یہی قیمت لازم ہوگی ستاجر پر لہذا فی الزیادۃ واجب کی اجرت واجب فی لاد کے سبب سے اور تاوان لازم ہو زیادہ لاد کی قیمت
لہذا فی غایۃ التعلیق ہم شارح نے یہ جواب یا سوال مقدر کا سوال ہے کہ بیان اجرت اور عمار کا گونکر جماع ہوا حالانکہ شہادہ مذکور ہو چکا کہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے
جواب ہے کہ لازم تاوان کی جانور پر اور جو باجر کی اور منع وہ جماع ہی جو ایک ہی وجہ ہو فاد بالزیادۃ انھا من جنس المسمی فلو لم یجدین
ضمن السکک کما لو حمل المسمی وحدہ ثم حمل علیہا الزیادۃ وحدھا جری اور مصنف لفظ زیادۃ سے فائدہ طاری کر دیا کہ زیادۃ میں جو ایک
جنس ہو تو اگر زیادتی اور اس کے مغائر ہو تو کل قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہوگا چنانچہ اس صورت میں تاوان لازم ہو کہ اگر فقط حمل معین بلا غلط زیادہ
لا اور پھر جانور پر فقط زیادتی لادی کہ فی البحر قال باحویۃ ضیق الاجرا اذا سلمت لظہور وجوب المسمی فقط وان حملھا المستاجر لا یقا
منافع الغصب لا تقض عندنا صاحب بحر لہ کہا اور مصنف نے تعرض کیا اجرت کے بیان کا جب کہ جانور سلاسل پر ہونے پر سبب کے وجہ سے کہ
اگر زیادتی کو فقط مستاجر لا دیا ہو اس واسطے کہ زیادہ لاد غصب ہے اور غصب کے منافع کا ہر نزدیک تاوان نہیں ومنہ علم حکم المتکاری فی طریق ممکن
اور ظہور وجوب سبب سے معلوم ہو گیا کہ غصب کی راہ میں کرایہ اگر کا حکم یعنی جب کہ حمل معین پر کچھ بوجھ زیادہ لاد اور جانور سلاسل پر ہونے پر زیادہ
لاؤسے کسی چیز کا استحقاق ثابت ہوگا فقط اجرت مقدرہ لازم ہوگی لیکن زیادہ لادنا حلال نہیں لہذا فی لفظ طاری وضمن اجرت ہا وکیوں یا بیجا ہوا
لنتقید الاذن بالسلامۃ اور مستاجر جانور کے در صورت ہلاکت جانور کے مالک سے اور اس کی لگام کھینچنے سے بسبب مقید ہو اذن کی سلامتی کے
شاہد یعنی ہر چند مارنا اور لگام کھینچنا کھڑا کرنے کے واسطے مالک کے اذن سے ثابت ہے لیکن یا اذن ان تک یہ وجہ تک کہ جانور تلف نہ ہو جائے حتیٰ لو جعل
الصغیر فی ضرب الابواب والوصی للثانی یمضی لوقوعہ ہرجا وقریش تو اگر صغیر پاپ یا وصی اور بے کی مار کر جائے تو تاوان نہیں دینا لازم
ہوگی بسبب اقع ہو تاوان سبب کے جو کہنے اور کان مروڑنے سے وقال لا یضمنان بالمتعارف اور صغیر کے کہا کہ پاپ دروسی پر تاوان نہیں ضرب
متعارف اور مروج اور سطح مستاجر پر تاوان نہیں جانور مارنے اور لگام کھینچنے سے بشرط ضرب متعارف لہذا فی لفظ طاری و فی الغایۃ عن التعلیق

اگر مستاجر جانور پر تاوان دے گا اگر مستاجر جانور پر تاوان دے گا اگر مستاجر جانور پر تاوان دے گا

فیه بالقضیۃ اور اجارہ فاسد میں شافع مستاجر کی ملک میں نہیں کہنے سے برخلاف بیع فاسد ہوا سبب کہ بیع فاسد میں بیع ملک ہو جائے شری کی
 قبض کرنے سے بخلاف فاسد اجارہ حق لو قبضہا المستاجر لیس لہ ان کی چیز ہا برخلاف اجارہ فاسد کہ وہ میں شافع ملک نہیں ہوگا اگر مستاجر
 میں مستاجر پر قبضہ کیا تو اسکو جائز نہیں کہ اور شخص کے اجارہ میں دے ولو اجارہا وجب اجر المثل لا یكون خارجا ولا اولی بقض الثانیۃ یعنی غیر بالمثل
 والا اگر مستاجر کو اسکو اجارہ دیکھا تو مستاجر اول پر اجارہ مثل واجب کی اور اس نفل کے وہ فاسد ہوگا اور اول یعنی مالک کے جزا دے گا اجارہ فاسد کا
 تو رڈان جائز چنانچہ اگر ان میں سے خلافت منقول وہی الاشباہ المستحکم فاسد لو اجارہ جائز ہے اور شافع میں کہ اجارہ فاسد کا مستاجر
 اگر اسکو اجارہ بیع کے تو جائز چنانچہ اگر آگے آویگا ہم معلوم ہو کہ اجارہ مذکور کے عدم جواز اور جواز میں بقول میں اور ردیوں کی تصحیح واقع ہوئی لکن ان کی خطا
 نقصان الاجارہ لیس لیس الخ الفی المقتضی العقد اجارہ کو فاسد کر دیتی ہیں وہ شرطیں جو مقتضی عقد کے مخالف ہیں ہم چنانچہ میں چکی کے اجارہ میں
 ہوں کہ اگر یہ بان منقطع ہو جائے تو یہ مستاجر پر اجارہ لازم ہوگی ہوا سبب کہ موجب عقد ہے کہ اجارہ واجب بلا قدر حصول منفعت فکل ما قصد البیع
 عام مقصد ہا تجملہ ما جود اجارہ او اجرة او مدی او عمل و کثیر طعم عام عید و علف مرتبہ دار و معارم ہا و عشریہ و غیرہ و غیرہ اشباہ و غیرہ
 چیزیں کی مستاجر چنانچہ کتاب البیع میں مذکور ہو چکی ہی چیز اجارہ کو فاسد کر دیتی ہے چنانچہ اجارہ اور اجارہ درجہ اول کی جہاں اور جیسے اجارہ کے
 غلام کا کھانا اور کر ایسے کے جائز کا چارہ اور کر ایسے کے گھر کی مرستہ اور اس کے معیار اور زرعیت کی زمین کا عشر یا خراج اور اجارہ کی چیز پر بیع کا
 مزج شرط ہر نام مستاجر پر کذا فی الاشباہ ہم وجہ فساد اجارہ یہ کہ اعمال مذکورہ منجملہ اجارہ کے قرار دے گئے اور وہ مجہول غیر معلوم ہیں اور جہاں
 بعض اجارہ بیع کے جہالت کی کذا فی حاشیۃ الاشباہ لا بی السوء و نقصان الاشباہ بان یؤخر فی بعض ما من ذلک و فی بعض من ذلک مشہور
 میں غیر شریک اور من احد شریک البیع المسائل و ما دل من الفصل الثانی اور شیوع یعنی عدم اعتبار بعض اجارہ فاسد ہر جائز اس طرح کہ بیع کے گھر سے حق
 اجارہ کا مشترک گھر سے اپنا حصہ اپنے شریک کے سوا کسی اور شخص کو اجارہ دے یا دو شریکوں میں سے ایک شریک کو اجارہ دے چنانچہ البیع المسائل اور
 بیع میں شریکوں میں سے ایک میں شریک ہو چنید شخصوں میں تو اگر ایک شریک سبب شریکوں کو اجارہ دے تو صحیح ہو اور اگر ایک شریک کو دے تو
 جائز نہیں و اختار بالاحلی الطاری فلا یفسد ہا علی الظاہر کان اجرا کل ثم یتم فی البعض و اجرا الواحدات حادھا و بالعکس اور مصنف
 اخذ بکلی شیوع اصلی کی قید لگا کر شیوع طاری کو شیوع طاری اجارہ کا مفسد نہیں بوجہ طاری الروایۃ کے چنانچہ تمام گھر یا تمام زمین اجارہ دی
 پھر بعض میں اجارہ فسخ کر دیا یا دو شریکوں میں ایک شخص کو مشترک چیز اجارہ دی پھر ایک سوا جرم گیا یا اسکے بالعکس یعنی ایک شخص کو اجارہ دیا
 پھر ایک مستاجر گیا ہم صورتیں اخیرتین میں سے ایک حصہ میں اجارہ فسخ ہوگا اور رندہ حصہ میں اجارہ قائم رہیگا باوجود شیوع کے ہوا سبب کہ شیوع
 طاری بذاتی اصلی و هو الحیث فی اجارۃ المشاع کالو فی جوی انرا اور وہ یعنی تمام چیزیں اجارہ کرنا بعض میں فسخ کر دینا جبکہ جواز مشاع
 اجارہ میں چنانچہ جواز اجارہ مشاع قاضی کا حکم ہو جائے ہم یعنی جو چاہے کہ مشاع چیز کو اجارہ دے یا دو شریکوں میں ایک یہ کہ کل چیز کو اجارہ
 دے پھر بعض میں اجارہ فسخ کر دیا اور دوسرے کا حصہ پھر قاضی کے پاس مراعات کرے جس کے ذریعہ میں مشاع کا اجارہ جائز ہو دے اسکے جائز نہیں کا حکم دے
 الا اذا اتفق کل الضیاع و بعض من شریک فجو شیوع اصلی مفسد اجارہ ہو مگر جب کہ ایک شریک یا تمام حصہ یا بعض حصہ اپنے دو شریک شریک کو اجارہ
 تو جائز ہو جو راہ بکل حال و علیہ الفتویٰ و جو مغلزہ المعنی لکن لہ علامۃ قاسم فی تصحیح بان فی المعنی شاذ مجہول الغافل فلا یعول علیہ
 اور صاحبین اجارہ مشاع کو جائز رکھا ہے ہر حال میں یعنی خواہ اجارہ شریک سے ہو یا غیر شریک سے خواہ محتمل القسمہ ہو یا غیر محتمل میں اور قاضی ل پر شیوع
 کذا فی الریعی اور سراج الرائق میں شیوع معنی منقول ہے لیکن اس مسئلہ کو علامہ قاسم نے اپنی تصحیح میں ذکر الا اس طرح کہ جو قاضی معنی میں ایسا شاذ
 جس کا قابل معلوم نہیں تو وہ عقائد لائق نہیں ہم مخطا کہنے کہا اور قول محمد علیہ وجہ جو قاضی غیر الدین میں شیوع کہنوی امام کے قول سے اور اسی
 ہوا دیکھا ہے اور ابابہ شریع اور صورتوں تو یہی ذریعہ تھا قلت فی البدل ثم لو اجارہ مشاعا محتمل القسمۃ ففسد و سلم جاز و والی المانی و لو اجارہا لکلی

ثم قسم و قسم لم یکن بین کتباہوں اور برائے میں اور اگر او شیعہ کو اجارہ دیا جو قابل قسم کے ہے پھر اسکی قسمت کی اور تسلیم کی تو اجارہ جائز ہو
نسب و درہم جو مانع کے یعنی شیعہ کے اور اگر حاکم نے اجارہ شیعہ کو باطل کر دیا پھر اسکی قسمت اور تسلیم واقع ہوئی تو جائز نہیں و لکن بجوار
لو البناء و العرصۃ لا ینفیضون من الفضل الخادی والشرایع یعنی الوسط منہ اور فتویٰ دیا گیا اجارہ کے جواز کا اگر عمار ایک مرد کی اور
زمین اسکی دوسری شخص کی چنانچہ فصولین میں اکیسویں فصل سے یعنی اس فصل کے درمیان میں مسئلہ مذکور پر ہم یعنی اگر صاحب عمار اسکو اجارہ
صاحب زمین یا اس کے غیر کو تو جائز ہو اور اس میں کہ اجارہ بلا عمارت بھی جائز ہے کذا فی الطحاوی عن الجامع و تفہیم الفقہاء المسئلۃ علی بعضہ
کتمتہ ثواب و ادائیہ درہم علی ان یرفعھا المستاجر لصیرۃ المرقۃ من الاجرة فیصیرہا اجرا یجوز و اور اجارہ فاسد بہرہا اگر کسی
بہا لیسے تمام اجز محمول ہو یا بعض چنانچہ نام لینا کپڑے یا جانور کا یا سودرم کا اس شرط پر کہ مستاجر گھر کی حرمت کے سبب ہو جائز است کے
اجز میں یعنی خرچ حرمت کا اجز میں داخل ہو گیا تو اجز محمول ہو گئی ہو اسلئے کہ معلوم نہیں کہ کتنا حرمت میں صرف ہو گا ہم کرا اور اجارہ
تمام اجز کے محمول ہونے کی مثال ہے ہواسلئے کہ معلوم نہیں کہ کون کپڑا اور کون جانور اور سودرم اور حرمت جہا بعض کی مثال ہے و تفہیم بعدہم
اصلا و بتسمیہ نظر انداز اور اجارہ فاسد ہوتا ہے اجز کے مطلق نام لینے سے یا شراب یا سودر کے نام لینے سے ہم عدم تسمیہ کی یہ صورت ہے
کہ جو مستاجر کہا کہ میں اپنا گھر ایک مہینہ یا ایک برس تک چھو اجارہ دیا اور یہ نہ کہا کہ شے کرایہ پر کذا فی المنع فان قسدت بالاخیرین
بہا لیسے عدم التسمیہ وجہا جرح المثل یعنی الوسط منہ لا ینفص عن المثلے سو اگر اجارہ فاسد ہو گیا بجعلہ دوسرے یعنی سہی کی جہالت
اور عدم تسمیہ تو اجز مثل واجب کی یعنی مجبوری اجز نہ اکثر اقل اور اجز کم ہونگی شے ہم شارح کے اس قولی یعنی لا ینفص عن المسمی
خلل ہواسلئے کہ دونوں صورتوں میں تسمیہ نہیں ہواسلئے کہ عدم تسمیہ میں اظہار ہو اور جہالت سستی تو در حکم عدم کذا فی الطحاوی لا یجوز
بل باستیفاء المنفعة حقیقۃ کا قریبا لخاصا بلکہ لعدم ما يرجع الیہ اجارہ فاسدہ میں اجز فقط لکن یعنی مگر قدر دینے سے واجب ہوگی
بلکہ فی تحقیق منفعت کے حاصل کرنے سے اجز واجب کی چنانچہ مذکور ہو چکا اجز مثل واجب کی کتنی کیوں نہیں سبب ہو اس کے جسکی طرح جو
یہا ولا ینفص عن المثلے اور اجز مثل کم نہیں ہے ہم اس قول کا خلل مذکور ہو چکا علاوہ اس کے عدم مرجع الیہ اس کے لفظ ہی و لا ینفص عن المثل
بالشرط والشیوع مع العلم بالمسئلۃ لہیزہ اجز المثل علی المسئلۃ لرضا ہما کہ اور اگر اجارہ امرین کو رہے فاسد ہو بلکہ شرط لفظ عقد یا شیعہ اصل کے
فاسد ہو باوجود معلوم ہونے اس کی تو اجز مثل شے زیادہ ہونگی سبب افی ہو جائز ہو اگر مستاجر کے سستی یعنی دونوں استقلا طرائق عن المسمی پر
ہوئے ہم جہا سستی اور عدم تسمیہ میں اجز مثل جس قدر کہ ہو اور ان کے سوا میں عدم زیادہ علی المسمی ہواسلئے واجب کی کہ ذات منافع کی قیمت
بما نزدیک نہیں بلکہ او کی قیمت عقد یا شہہ عقد ٹھہرتی ہے پھر جب کہ منافع کی قیمت ہوتی تو رجوع واجب ہو عقد کی قیمت کیطرت اور زیادہ علی
ساقط ہو گئی ہواسلئے کہ عاقدین اس کے سقاط پر راضی ہو اور جب کہ اجز سے محمول اور عدم ہو تو مرجع بنتقی ہو تو سوجب اصلی واجب ہو یعنی جو
قیمت جس قدر کہ ہو تقریر اس کلام کی حیثیت لکن ہواسلئے کہ عمار قوم اس مقام میں مضطرب ہیں کذا فی الدرر و ینفص عنہا التسمیہ
اور اجز مثل سستی کہ ہو سبب فاسد ہونے تسمیہ واستثنیٰ الذی یلحق بالواستاجر امر علی لا یستثنیٰ فاسد و سبب استثنیٰ اجز المثل بالغابا بلکہ اور شیعہ
قاعدہ مذکور کہ وہ مستثنیٰ کی کہ ایک گھر اجارہ لیا اس شرط پر کہ مستاجر اس میں سکونت نہ کرے یعنی باوجود تسمیہ تو اجارہ فاسدہ اور اگر مستاجر اس میں سکونت
کر گیا تو اجز مثل واجب کی جس قدر کہ ہو ہم یہ مناد اجارہ شرط مخالفت عقد ہو تو لازم تھا کہ اجز مثل سستی زیادہ ہوتی پھر یہ منادہ ہوئی تو یہ صورت
قاعدہ مذکورہ شے ٹھہری و حکم فی الجرح علی ما اذا جہل المثلے اور جہا لائق میں اس صورت کو جہا سستی پر محمول کیا ہو یعنی مسئلہ مذکور میں اجز سستی محمول
تو اجز مثل واجب کی تو در حقیقت قاعدہ مذکورہ استثناء ثبہ لکن اگرچہ قاضی خان فی شرح الجامع الی جہا لیسے فاسد و علی کل قیاس استثناء
لیکن قاضی خان مسئلہ مذکورہ کو جہا سستی کیطرت پھر اس کو اسکو سمجھنے اور ہر تقدیر پر استثناء نہیں تو آگاہ رہو ہم طحاوی کے کہما سلب جہا لائق اور

بدو اور زمین کے بھی نسخ اجارہ جائز قول اصح میں ہر طرح خواہ اجارہ زوجہ اور سکو عیب لگتا ہو تو اس کی شخصیت کا عیب لگتا ہو ولو غیر ظاہر
 بقا بقا رہا لا یقبل فی حق المشتاجر اور اگر نکاح غیر ظاہر ہو ہر طرح کہ نکاح معلوم ہو یا ہو دو نوک کے تحت سے تو زوج اجارہ فسخ
 ہوا سے کہ دونوں کا قول مستاجر حق من قبول نہیں والی مستاجر نہیں لکھا اور نہ ضما وجوہا فجوہا لیتا و نحو ذلک من الاخذار اور
 کو دیکھ نسخ اجارہ جائز دیکھ حاملہ ہو جائے اور اس کی بیاری اور اس کی ظاہر نکاح کی اور اس کے نسخ اجارہ جائز ہم نسخہ عذر نکاح
 یہ کہ اگر نکاح اس کے دودہ کو کر کے التا ہد یا دیا یا رقبہ ہو یا نکاح اس کا دودہ پتا ہو یا حاصل جو امر غیر کو نہیں تو اس کا نسخ مستاجر کو نہیں چاہیہ
 دلیل دیکھ غائب ہونا اور جو نہیں ہوا اس کا نسخ جائز نہیں اور اس قدر اجارہ سے مستثنی ہو گا ناز کے اوقات کے اندک کذا فی الخطا ولا یقبل بالان
 بالصبی اور نسخ اجارہ جائز نہیں دیکھ کہ کھڑے ہوا سے اس کا نسخ کو ضرر نہیں کرتا ولو مات الصبی والظلم انقضت الاجارہ اور اگر
 مر گیا یا دیا تو اجارہ ٹوٹ گیا ولو مات ابوہ اور اگر صغیر کا باپ مر گیا تو اجارہ نہیں ٹوٹتا ہم ہوا سے کہ اجارہ صغیر کے وسط ہونے کے باوجود
 خواہ صغیر کا مال ہو یا نہ ہو بعض قولے کہ بشرط مال صبی اجارہ باطل ہو گا علیہا غشیل الصبی ثلایہ و اصلاح طعایہ و دھتہ بفتح الدال طلیہ بالذ
 لا غشیل و هو معتبر فلا یصلح فیہ اور دایہ پر لازم ہے صغیر اور اس کے کپڑوں کا دھونا اور اس کا کھانا درست کرنا اور اس کے بدن میں تیل لگانا سبب
 رواج اور رواج کا اعتبار وہاں ہے جہاں نص شرع نہیں شارع نے کہا نہ بن بفتح دال عبارت سے تیل لگائے سے ہم قاعدہ کلیہ سے کہ جب کسی کام پر
 اجارہ ہو تو جو چیز اس کام کی توابع سے ہو اور اجیر ہر اس کی شرط نہ ہوئی ہو اجارہ میں تو اس میں رواج کا اعتبار کفایہ میں ہر کہ صغیر کو اس کے
 کپڑے گونہ پیشانی دھونا دایہ سے اور کپڑے کپڑوں کا دھونا اور سپر نہیں اور خواہر الفتاویں اس قول کو صحیح ترکہا ہو اور اصلاح طعام مراد ہے
 کہ دایہ طعام کو چبا کر صغیر کو دے اور ایسی چیز کھانے جس سے دودہ فاسد ہو جائے اور اس پر صغیر کا کھانا پکانا بھی لازم کذا فی الخطا وی لا یلزم کھا
 شی من ذلک وما ذکر محمد بن ان الدھنی الریحانی علیہا فساد اھل الکوفۃ اور دایہ پر لازم نہیں ان چیزوں کا بن یعنی تیل وغیرہ کا اور یہ جو
 نے ذکر کیا ہر کہ تیل اور ریحان دایہ پر لازم ہوا سوا ہل کوفہ کی عادتیں دھوئی نمینہ والجرۃ علیہا علی انہ ان لکن لہ للصغیر مال الا نفق مالہ
 لانہ کا نفقۃ اور وہ یعنی تیل وغیرہ کا بن اور اس کے دودہ ملا کی اجرت اس کے باپ سے اگر صغیر کا مال نہ ہو اور اگر اس کا مال ہو سہر یا سہرے تو اس کا
 بن سہر مال میں ہو سوا سے کہ وہ نفقہ کے مانند فانما ارضعتہ بلبن شاة او عدۃ بطعام ومضۃ المدة لا اجر لھا سوجب کہ دایہ
 لڑکے کو کبری کا دودہ پلایا یا اس کو کھانے کی غذا دی اور نہ لڑکے کی تو اس کی اجرت نہیں لان الصبی ان یعقود علیہ ہوا الا فسخ والتریبۃ لا اللب
 والعتدۃ عنایہ ہوا سے اجرت نہیں کہ قول صحیح ہے کہ جب عقد اجارہ واقع ہوا وہ آدمی کا دودہ پلانا اور پرورش مطلق دودہ در غذا دینا
 کذا فی العناۃ بخلاف ما کو دھتہ الی خاصیتھا حتی انقضت او استأجرت من ارضعتہ حیث یستحق الاجرۃ الا اذا اشتراط رضا عھا علی
 الا فسخ ثلایہ عن الذخیرۃ بخلاف اس صورت کے کہ اگر دایہ صغیر کو اپنی خادمہ لوندی کو تو اس نے اس کو دودہ پلایا یا سہرے اور عورت کو چاکر
 رکھا جس نے صغیر کو دودہ پلایا تو دایہ اپنی اجرت کی مستحق ہوگی مگر جب کہ خود دایہ پلانا شرط ہوا اجارہ میں تو غیر دودہ پلوانے سے مستحق اجرت
 کی ہوگی بقول اصح کذا فی الشرع ثلایہ عن الذخیرۃ ہم فنادی عالمگیری میں ذخیرۃ قول صحیح مذکور ہے اصح پھر فتاوی صغیر منقول ہے کہ قول اصح
 یہ ہے کہ مستحق اجرت ہوگی انتہی جب کہ دایہ دوسری عورت کو لڑکے رکھے دودہ پلوانے تو دایہ پوری اجرت پاوے گی اور دوسری عورت کی اجرت دایہ پر لازم ہے
 کذا فی الخطا ولو أجزت نفسها لذلك لقوم آخرین ولو لم یعلم الا ولون فارضعتھما وقربا یمت ولھا الاجر کما یلا علی الفریقین لیسھما بالاجر
 الحاقن المشتد لہ وتماہ فی العناۃ اور اگر دایہ اس واسطے یعنی دودہ پلانی اس واسطے اپنی ذات اجارہ نہ دے دوسری قوم اور پہلے مستاجر کو اجارہ نہ
 معلوم نہیں ہو اس نے دونوں لڑکوں کو دودہ پلایا تو اس سے پوری اجرت دایہ کو دینا چاہیہ اور اس کی پوری اجرت لازم ہوگی دونوں میں سے پہلے
 مستاجر کو دایہ پر فاض اور اگر مشترک سے اور اگر اول مستاجر کو دوسری جگہ کی تو کبری معلوم ہے دایہ پر نہ ہو گا

اچھے مشرک کے ساتھ تشابہ کی وجہ سے کہ دایہ کو ایسا فعل دینا جیسے ممکن ہو یا طے کے ماخذ اور صحیح قول شرح سہیجا بی میں دینا کو یہ کہ اگر دایہ کے گھر میں معیار
دورہ پلا کو تو دایہ اچھے مشرک ہے اور اگر دایہ کو مستاجر اپنے گھر میں رکھا تو وہ جیہ خاص کے کذا فی لفظ طے کے لایق الاجارہ لغت التیسرے حصے کے لایق الاجارہ
صحیح نہیں اجارہ کی جہتی کا یہی شرک کے واسطے کامادہ پر گاہیں کہنے کیونکہ ہم بعض لوگ پانچ یا دس روپے دیکر عمدہ گھوڑے کو گھوڑوں میں پرچھوڑتے ہیں
کیونکہ اسے سو جائز نہیں حدیث شریف میں اس شخص کو اور حجتہ کی خیر کی کو حرام فرمایا اور سوئے کہ گاہیں کہنے پر قدر حاصل نہیں تو اس پر حجت لینا جائز
نہوگا حاشیہ سبلی میں اور اگر فعل بطریق عاریت کے ہو تو مستحب ہے چنانچہ حدیث میں اگر وہ ولا لاجل المعاصی مثل البغاة والنوح والملاہی لو اخذ
بلا شرط مباح اور نہ اجارہ صحیح ہوگا کیونکہ سب سے چنانچہ راگ در نوحہ گری اور باجو کیواسطے اور اگر بلا شرط اجرت کے تو مباح ہے مگر نوحہ گری یہ کہ سب پر
اور اسکی غریبا بیان کرے اور ملاہی مراد ہے میں چنانچہ فراہم اور طبل وغیرہ یعنی لہو و لعب کا طبل در اگر غازیوں کا طبل ہو یا شاید کسی کا طبل تو جائز ہے اور
اسی طرح طبل کاخذ درست ہے متقی میں کہ مال کسب کیا پھر گری اور طبل فواری تو وہ دیکے مالکوں کو پھر اگر وہ لوگ معلوم ہو اور نہیں ہو اسکو خیرات کرے اور اگر
بلا شرط ہو تو مال مباح امام شہاد کہہا کہ بلا شرط بھی مال حلال نہیں اسوسطے کہ معروف شرط کے مقدمہ انتہی اور ہمارے میں بھی مال بالیقین موقوف ہے
اسواسطے کہ غیر معلوم ہو کہ گائیو اور بجا سوا بدو اجرت کے نہیں جاتے کذا فی لفظ طے کے لایق الاجارہ لغت التیسرے حصے کے لایق الاجارہ
والفقہ و یقینی الیوم بصحبتنا لتعلیم القرآن الفقہ الامامہ والاذان یجوز المستاجر علی دفع ما قبل فنیب المستعقر بعد اجارہ المثل اذا المیزان کمدہ شہر
من الشرک و یجوز بقیۃ الاجارہ صحیح ہے طے کا کیواسطے مانند اذان اور حج اور اسات اور تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ اور حج یعنی اس زمانے میں موقوف کیا
صحیح اجارہ کا تعلیم قرآن اور فقہ اور اباست او اذان کیونکہ اور مستاجر پر مذہبی ہوگی اور مال کے دینے پر مجاز قبول کیا ہو تعلیم قرآن وغیرہ وہ سب سے تو اجرت
میں عقد اجارہ واجب ہوگی اور اجرت قبل و اجرت کی جب کہ مدت اجارہ مذکور نہ ہو ہو کذا فی شرح الوہابیۃ من کتاب الشرک اور مستاجر اجرت مذکور نہ ہو
سے قید کیا جائے تو اس کا فتویٰ ہے اصل ہے کہ عبادہ اپرا جارہ جائز نہیں لیکن مستاجرین مشائخ و مخ نے تعلیم قرآن اور فقہ اور اباست او اذان
مذکور کرنا موقوف ذیاب اس دلیل کے زبان سابق میں بل علم کی معاش بیت المال مقرر تھی اور لوگ تعلیم علوم دینی کی واجب جاتے تھے اور خلیفہ کو تحصیل
علوم کا شوق بہت تھا اور اس وقت میں اسلام ضعیف ہو گیا امور مذکور سب پر ہم ہو گئے اور اہل علم تحصیل معاش میں مشغول ہو گئے اور وہ لوگ نیند کر کہ ہو
جو یہ تعلیم کر تو اگر تعلیم بالاجرت کی فتح باب نہ ہو تو قرآن اور فقہ موقوف ہو جائیں لہذا اجارہ مذکورہ کا موقوفہ اور مشائخ مذکورین فرمایا کہ حکام مختلف
ہو جائیں گے خلافت کے کذا فی المنوع وغیرہ تو زمانہ سابق میں اجارہ مذکورہ بدلیل مسطور جائز نہ تھا اور اس زمانے میں جائز ہو کر فرمایا واللہ اعلم اور تعلیم
اور طب اور تعمیر کی نوکری بالاتفاق جائز ہے و یجوز علی دفع الحلوۃ المرسوۃ ہی ما یقصد للتعلیم علی رتبہ بعض سواد القرآن من حیث لاق العادۃ
ایہذا الحلوۃ اور علم قرآن کے ذکر رکھنے والے پر شیرینی مرسوم دینے پر بدست ہوگی شیرینی مراد وہ چیز جو حکم کو دیکھائی قرآن شریف کی بعض سورتوں کے
شرح کرنے پر چنانچہ سورہ تبارک اور فتح اور یس یہ نیاسمی پر شیرینی سواسطے ہو کہ شیرینی پر دینے کی عادت ہے ہم طوطا دی کہ شاید کہ سابق
یہ عادت تھی اور اب متروک ہے یا بعض بلا دینے و لو دفع غزل الاخر لیسبیلہ یقصد فی بعض الغنل واستاجر یغلا لیل طعنا و بعضہ او ثمر البطن
ببعضہ فبقدر فسدت الکلی لاند استاجر جبر من ملہ ولاصل ذلک فہی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قیس الطحان قد مناہ فی بیع الوفاء و
اگر ایک شخص دوسرے کو سوتا دیا تاکہ اسکو بیسے یعنی بی نصف شوکی مزدوری پر یا خیر کر لیا تو لاکھ اسکا اناج لاکھ بعض اناج مذکور کے کرایہ پر یا بیل کر لیا
لیا تاکہ اسکو گھوڑوں میں سے کچھ اسکو آٹے کی مزدوری پر تو سب صورتوں میں اجارہ قائم ہوگا سواسطے کہ مزدوری ٹھہرائی اجرت بعض عمل یعنی بنا کر
اور طعام محمول اور پیسا آٹا اجرت کے قفل حاصل ہوا اور اسکی مزدوری ٹھہری اور یہ جائز نہیں اور اصل اس باب میں فقیر طحسان کی حدیث بھی
اور اسکو ہم مقدم ذکر کر چکے ہیں بیع الوفاء باب میں ہم وجہ عدم جواز ہے کہ شرط صحت اجارہ ہے کہ مستاجر تسلیم اجرت پر قارہ ہو اور ان صورتوں میں قارہ نہیں
ہوگا عاجز ہے یعنی بعض منسوج یا محمول یا مطہر کرنا سب سے عاجز اسوسطے کہ حصول اسکا خیر فعل ہے اور آدمی دوسرے کی قدرت کا نہیں ٹھہرتا

و یجوز بقیۃ الاجارہ صحیح ہے
و یجوز بقیۃ الاجارہ صحیح ہے
و یجوز بقیۃ الاجارہ صحیح ہے

ہدایہ میں لکھا کہ اصل کسب یعنی قاعدہ کلیہ کثیر الفروع جس سے اکثر اجارے کے فساد کا حکم معلوم ہوتا ہے پانچ پانچ میں بھرتی پیلنے کا اجارہ کیا ہے بھرتی پیل کی مزدوری پر یا زمین
تادوسرے شخص اوس میں بھرتی لگاؤ اس شرط پر کہ زمین اور خشت سوجر اور مستاجر میں نصف نصف ہو تو اجارہ جائز نہیں خشت صاحب زمین کا ہو گا اور اوس بھرتی خشت
کی لازم ہوگی اور اجارے کے عمل کی اور اسطرح روٹی کا کتنا کچھ سوت پر اور کپاس نکالنا کپاس کے کھیت سے نصف کپاس یا کم و بیش پر اور جو باجر کا مالکانا یعنی
بایکونے دانہ جو کرنا نصف دانہ پر اور گہوڑوں کا کھیت پختہ کاٹنا نصف پر اور مانند اسکے اور اجارہ جائز نہیں ہیں کذا فی لفظ طحاوی عن القسطلی فقیر طحان کی صورت
یہ کہ ایک شخص دوسرے سے پیل اجارہ گہوڑوں کے سینے کیوئے اس شرط پر کہ پیل مالک کی مزدوری ایک فقیر آٹا یا دوسری گہوڑوں اگر ایک شخص دوسرے شخص کا
اونٹ اور کھال اجارہ لی پانی لائے کیوئے اس شرط پر کہ جس قدر اس میں شہتہ روزی دودہ دونوں میں نصف ہو تو اجارہ جائز ہے بھرتی پیل اگر کھال میں پانی
اوپر لا دلا دیگا اور پچھلے تمام شغل کا ہوگا اور حامل پرانے اور کھال کی اجرت شغل لازم ہوگی اور اسطرح اگر کھال لیا شکار کرنے کیوئے اس شرط پر کہ جس
شکار حاصل ہوگا وہ دونوں میں نصف نصف ہو جس قدر شکار ملے گا وہ شکار کرنا لیا گیا ہو اور کھال کی اجرت شغل واجب ہوگی اور اگر گای یا مرغی دوسرے
شخص کو چرائے کیوئے اس شرط پر کہ جس قدر دودہ اور انڈے ہوں وہ دونوں میں نصف ہو تو اجارہ جائز ہے دودہ اور انڈے مالک کے ہیں اور چرائے کو چرائی کی
اجرت شغل ملے گی اور اگر اسے اپنا چارو دیا تو اسکی قیمت پاویگا اور نصف ہونی چاہیے کہ نصف گاؤں اور مرغیوں کو اس کے ہتھ بیچ دے اور میں معاف کرے تو اب جو
پیدا ہوگا وہ دونوں میں نصف ہوگا ایک شخص کا بیٹوں دوسرے شہر میں اسے فروز کرے کہ اس کے پاس جا اور میرا مال حاصل کرے پھر جبے مال نہ کر لایگا تو شکار
دوسرے دم دنگا اوس مال پر پورہ گیا اور مال لایا تو فروز کی اجرت شغل واجب ہوگی اور میں دم کا اشتراط مال قبضہ سے شرط فاسد ہے اوسطرح کہ بعض فقیر طحان سے
کذا فی العالگیریہم جمیع مسائل مذکورہ فقیر طحان میں داخل ہیں والحمدلہ ان فقرہ لہ الاجارہ ولا اوسمی فقیر بلا تعین ثمر بطنہ فقیر ابن فنجو اور
مسائل میں جو انکا حیدرہ کہ اوسکی اجرت پہلے سے جدا کر دی یعنی چاہے کسوت اور حال کو طعام قبل از شہر و محل کے یا فقیر طحان کی صورت میں ایک فقیر
اکتا اجرت مقرر کرے بلا تعین یعنی یوں کہ اس گہوڑا کا آٹا پھر اوسکو ایک فقیر آٹا اس کے پیسے آٹے سے بے ہم ہو اسطرح کہ جب آٹا معین گہوڑا کی طر منسوب
ہو تو مستاجر کے ذمہ پرنے واجب ہو اور اجرت کا جسطرح مشارالہ ہونا جائز اسطرح اوسکا دین فی الذمہ ہونا بھی جائز ہے پھر جب کہ یہ جائز ہو تو مستاجر
کو اجارہ کہ اوسی گہوڑوں کے آٹے سے اجرت مذکورہ کے کذا فی العالگیریہ عن المحیط وکذا استیجاب لیکھ لہ نصف لہذا الطعام بنصفہ الاخر لاجارہ
اصلاً لصیور ورنہ شریکاً اور ایک شخص سے اجارہ کیا ہسکا کہ مالک یا نصف غلہ لاد بعض نصف مالکی تو اجرت کیوئے اسطرح اصلاً اجرت نہیں یعنی نہ جرت
سیر نہ اجرت شریک ہو جائے شریک ہم صورت اوسکی ہے کہ مثلاً زید کا من بھر یعنی چالیس سیر غلہ اپنے غلہ سے کہا کہ میں سیر لاد چل اور میں سیر
اپنی اجرت میں سوار چوراس لادو اوسکی کچھ مزدوری ثابت ہوگی کیونکہ خالد زید کا شریک ہو گیا زید نے کہا اور جو شخص اوس غلہ کو لاد جو اوس میں اور اس کے غیر میں
شریک ہو وہ سخی اجرت نہیں ہو تاہو اسطرح کہ جو عمل اپنے شریک کیوئے اسطرح کرے گا تو بعض عمل اپنی ذات کیوئے بھی واقع ہوگا لہذا استیجاب اجرت ہوگا وما استشکلہ
الزلیقی آجانب عند المصنف اور جو زلیقی مسئلہ مذکور میں شکیال کیا گیا ہے مصنف اوسکا جواب دیا یعنی اپنی شرح میں ہم زلیقی نے اس مسئلہ میں شکیال
نہ کر کے ہیں شکیال اول کی یہ اجارہ تو فاسد ہے اور حالانکہ اجارہ صحیح میں اجرت نقطہ عقد مملوک نہیں ہوتی تو یہاں ہر تسلیم اور بلا شرط تعجیل کیونکہ اجارہ مالک ہوگا
یعنی جب اجارہ مالک ٹھہرے تو شریک کیونکہ ہر شکیال فی یہ ہے کہ عدم استحقاق اجرت اور ملک میں ناسات ہے پھر جب اجرت سخی اجرت نہوا تو کون سبب مالک ہوگا مصنف نے
اول شکیال کا جواب یوں دیا کہ صورت مسئلہ تعجیل اجرت میں مفروضہ اور تعجیل اجرت سے فی الحال ملک ثابت ہوتی ہے جیسے اشتراط تعجیل ملک ثابت ہوتی اور شکیال ثانی کا
یوں جواب دیا کہ ملک فی الحال و عدم استحقاق میں ناسات نہیں اوسطرح کہ ملک فی الحال کا مطلب یہ ہے کہ ابتدا میں اجرت کا مالک ٹھہرے تاہو موجب عقد اور تسلیم جرت
کے اور عدم استحقاق کا مطلب یہ ہے کہ اجرت کا مستحق نہیں بطلان عقد کے سبب سے قبل از عمل باوجود مالک ہو جائے اجرت کے تسلیم سے کیونکہ وہ شریک ہو گیا مالک کا غلہ
میں قبل ایفا بقصد علیہ کہ تو دونوں بطلان میں متنافی نہیں بلکہ اول ٹکڑی ثانی کی طر نہ ہوتی لیکن اس جواب میں خلل یہ ہے کہ یہ عقد فاسد ہے اور فاسد میں بدون عمل
اجرت واجب نہیں ہوتی اور حالانکہ ہنوز عمل واقع نہیں ہوا اور یہ بھی کہ تعجیل نہیں ہو سکتی بدو جدا کر دینے اجرت کے اور حالانکہ یہ واقع نہیں لہذا بعض فقہاء نے کہا

بھرتی پیل کی مزدوری پر یا زمین تادوسرے شخص اوس میں بھرتی لگاؤ اس شرط پر کہ زمین اور خشت سوجر اور مستاجر میں نصف نصف ہو تو اجارہ جائز نہیں

کہ تاک فی الحاکم کلام علی سبیل الفرض التقدر واقع ہوا تو تقدیر کلام یونہی کہ اگر موت مفروضہ میں اتار دیا جائے تو اس پر ایک ہوتا ہے اگر کان فی الحال فحسب
کذا فی لفظ طحاوی مختصراً قال وھم یقولون بان دلالة النص عمومہا فلا یخصص عنہا شیء بالعرف کما رخصہ مشائخ بل یخصص ہنسی شرح میں کہا کہ
علما تصریح کی ہو کہ دلالت النص میں ہم نہیں تو دلالت النص سے کسی چیز کی تخصیص ہوگی جیسا کہ مشائخ بلج نے لگان کیا ہم زلیج میں کہ مشائخ بلج اور نسفی نے
حل طعام کو بعض محمول اور نسف ثوب کو بعض منسوج کی اجتر پر جائز رکھا ہے اپنے اہل بلاد کے تعامل اور رواج کے سبب اور جو اسکو جائز نہیں جانتا وہ اسکو
تغیر طحان محمول کرنا ہی حالانکہ قیاسی متروک ہو جائے تعارض اور اگر یونہی کہ عدم جواز بطریق قیاس کے نہیں بلکہ تغیر طحان کے نص اسکو شامل باعتبار دلالت
کے تو نص مخصوص ہو جائے تعامل اور عرف کے کیا تو نہیں جانتا کہ متصناع میں قیاس متروک ہے اور قواعد شرعیہ اسکی تخصیص ہوگئی ہو تعامل کے سبب
اور ہمارے مشائخ اس تخصیص کو جائز نہیں کہتے ہوا سبب کہ یہ ایک اہل شہر کا رواج اور اس کے حدیث تغیر طحان کی مخصوص نہیں بلکہ مختلف متصناع کے
کدام سکار رواج جمیع بلاد میں ہو گیا ہے اور ایسے رواج اللہ تعالیٰ قیاس متروک ہو جائے اور حدیث اور اثر مخصوص ہوتا ہے انتہی اور غنایہ میں اگر کوئی کہے کہ ہر قیاس
کو ترک نہیں کرتے بلکہ دلالت النص سے بعض مافی معنی تغیر الطحان کو تعامل اور رواج کے سبب مخصوص کرتے ہیں چنانچہ مشائخ بلج نے ثیاب میں تخصیص
کی ہو اسی شہر کے رواج میں کہتا ہوں دلالت النص میں ہم نہیں کہ اسکو مخصوص کہے کہذا فی لفظ طحاوی او استاجر جباراً الخیر کہ کذا لفظ فی
الیوم ہم فسدت عند الامام علی بن ابی طالب العلف والدفت ولا ترجم لاصدہم فیفسدہم لئلا یفرق لوقال فی الیوم او علی ان یفسد من الیوم
جاءت اجماعاً یا ان یفسد اجارہ کیا کہ اسکو اتنے لئے مثلاً ایک تغیر بھرتے کی آج روٹی بیکاد ایک م کی مزدوری پر تو اجارہ فاسد امام کے نزدیک سبب
بلکہ دینے مستاجر کے عمل اور دونوں میں ایک آخر کو ترجیح نہیں تو جھگڑا ہوگا تو اگر بجای الیوم کے فی الیوم کہے یا اس شرط پر اجارہ کہے کہ اجیران نری سے آج
فرغت پاک تو اجارہ جائز ہوگا اتفاقاً امام اور صاحبین کے ہم جب عمل اور وقت میں اجتماع ہوا تو دونوں اجارہ کی نیت رکھتے ہیں اور کوئی انہیں اسے نہیں فہم
باعث نزاع ففسد عقد اور اگر فی الیوم کہیگا تو وہ طرف ہوگا اور طرف نہ ہوگا کا مستغرق نہیں ہوتا تو گویا یونہی کہا کہ اگر بعض یوم میں فرغت ہو تو یہ
قول تعمیل کا نہیں تو ان پر ہی معقولہ علیہ ٹھہری بخلاف لفظ الیوم کہذا فی القایہ خیر او ارضاً بشرط ان یشترطوا ای یطبخوا ہر یوم او بکری الخ الخ
الاعظام اولیٰ ففسد البقاء اثر ھذہ الافعال لولہ الاوض فلو لم یضقی لہم ففسد یا زمین اجارہ کی اس شرط پر کہ مستاجر اسکو دوبار جوئے
یا اس شرط پر کہ زمین کی بڑی نہروں کو کھودے اور چٹا کر دے یا زمین میں مستاجر بائس ڈالے تو اجارہ فاسد سبب فی زمینے ان کاموں کے اثر کے مالک زمین
واسطے تو اگر انکا کچھ اثر باقی نہ ہو تو اجارہ فاسد نہ ہوگا ہم دوبار جوئے سے مراد یہ کہ ایک بار مستاجر اپنی زرعیت کی واسطے چوتے اور دوسری بار
بدست اجارہ کے بعد پھر چوتے اور انہار نظام کی قید ہوا سبب لگان کہ جداول یعنی الیوم کو کھود کی شرط زرعیت مستاجر کے ہے کیواسطے ففسد اجارہ
نہیں اور اسکا قاعدہ کلی ہے کہ ہر شرط اجارہ کی مناسب ہے و ففسد نہیں اور اجارہ اراضی کا فقط مستاجر منفعت کیواسطے ہر اثر جس فعل فقط مستاجر
ہو چنانچہ جوئے اور لونا الخیرینا تو وہ مناسب عقد اور جس فعل سے فقط سوج کو فائدہ ہو مستاجر کو وہ شرط لیتا عقد اور ہی ففسد اجارہ چنانچہ ہر عظیم
کھوٹا اور بعد دستا جبار یا لیس ڈالنا اور زمین کو جوئے کو سوج کر دینا کہذا فی لفظ طحاوی او بشرط ان یزرعھا بزراعیۃ ام یزرعھا لما یجی ان الحشوش باقرادہ یزرعھا
النشا یا اس شرط سے اجارہ لیا کہ مستاجر زمین میں زرعیت کرے دوسری زمین کی زرعیت کی اجتر یعنی اجتر زرعیت یہ مقرر ہو کہ سوج مستاجر کی زمین میں زرعیت
کرے تو اجارہ فاسد ہوا سبب کہ لگے نہ کوں ہوگا کہ فقط اتحاد جنس یعنی بلا تحقق مقدار تاخیر کو حرام کر دیتا ہے مراد یہ کہ ایک نوع کا اجارہ دوسرے مجنس نوع
چنانچہ اجارہ بکئی کا سکنی سے اور کو بکری کو بکری سے فاسد ہے اور شایع کی تعلیل میں اعراض ہے کہ مدت تاخیر کی مقدار میں آج اور یہاں مقدار میں گھٹا نہیں
بہتر تعلیل یہ کہ اجارہ خلاف قیاس جائز ہوا حاجت کیواسطے اور متحد المجنس منفعت کے اجارہ میں کچھ حاجت نہیں اپنی اصل پرنا جائز باقی رہا بخلاف
مختلف المجنس اور اتجا و جنس میں اگر سبباً منفعت ہوگا تو ظاہر الزام میں اجتر مثلاً اجتر کی کہذا فی الزیلعی منقرت وقولہ ففسد حیواناً بشرط وہو
قولہ وکولہ الخ اور اتجا کا یہ قول یعنی ففسد کا لفظ جواب اس شرط کا یعنی ولودہ غرلا الخ کہ فی شرط مذکور اور اس کے مبیع خطوطی کا جواب ہے

هم طحاہی کہ مراد یہ ہے کہ انکار اجارہ کے بعد کواد قانم ہو چنانچہ کل عام فقہاء اس پر دلالت کرتا ہے و فی الاشباہ بقصر الشواہد المحققون فان قبلہ لاجل الا
لا و کذا الصانع و المصنوع و اور شہادہ ہیں کہ وہ جوئی ہوئے سے انکار کیا پھر کرا و ہوا یا یعنی مقرر ہو کر تو اگر کرا اس کے دھویا انکار سے پہلے نہ ہوئی کی
اجرت اور نہیں اور نہیں اور نہیں حکم ہو کر زیادہ جو لا کام یعنی اگر نگریہ کر لارنگا انکار سے پہلے تو اجرت ہو اور اگر بعد انکار کے رنگا تو صاحب عمار
چاہے کرا لے اور اس قدر قیمت کے جس قدر رنگے کپڑے کی قیمت زیادہ کر دی اور چار رنگین کپڑا نہ اور سفید کپڑے کی قیمت کا تا دگر نیز سے بھر اور جو لا
نے اگر قبل انکار کرا بنا تو اس کی اجرت اور اگر بعد انکار بنا تو اجرت نہیں تو کرا جو لا کام اور اس پر شو کی قیمت کذا فی الولو بحثہ اور اس بیان شہادہ
شاح کا اجمال بفضل ہو گیا اجارۃ المنفعة بالمنفعة بخلاف اذا اختلفا جنسا کا مستحاج و مستحق داریہ منہ امرضی اجارہ ایک منفعت کا دوسری
منفعت سے جارتے جب کہ دونوں منفعتیں مختلف الجنس ہو جیسے اجارہ لینا گھر کی سکونت کا زمین کی زرعیت کے عوض واذا اختلفا لا تجوز اجارۃ البکریۃ
واللبن باللبس و الرکوب بالرکوب بخلاف اذا اختلفا لان الجنس لا یفرقہ بحر صاف فیما جلی المثل استیفاء النفع کا مرقعنا دالعقد اور جب کہ دونوں
منفعتیں متحد الجنس ہو جیسے اجارہ سکونی کا سکونی سے اور لباس کا لباس سے اور سواری کی سواری سے اور مانند اسکے ہر اسطے کہ تحقق ہو چکا کہ بعض فقط بذات خود بلا تحقق
مقدار ادا کو حرام کر دالتی ہے تو ہتھ پناہ منفعت سے اجرت شل واجب کی چنانچہ مذکور ہو چکا ہے بابت عقد استیفاء البکریۃ و اوجھ خطبہ فان وقت
لذلك وقتا جاز ذلک ٹھیک مقرر کیا ایک شخص سے تاسا کر جو اسطے شکار کرے یا لکڑیاں اڑے دھپے لاؤ تو اگر اسکے واسطے کوئی وقت مقرر کیا تو یہ
اجارہ ہم چنانچہ صبح سے شام تک شکار کرے اسطے مقرر کیا تو جارتے اس واسطے کہ منفعت پر اجارہ اور وہ تسلیم نفس حاصل ہوتا خواہ شکار کرے یا لکڑی
کیونکہ یہ اخیر خاص ہے اور اچھا خاص میں یہ وقت ضروری والا فلا فلو لم یوقت عین الخطبہ فسد اور اگر شکار کو اسطے وقت معین کیا تو اجارہ مذکور جاز
انہیں اور اگر وقت معین کیا اور لکڑیاں معین کر دیں تو اجارہ فاسد الا اذا عین الخطبہ ہو ای الخطبہ لکھہ یعنی زنجی زنجی بہ یعنی صید فیہ مقرر کیا
عدم مقرر وقت میں لکڑی معین کر دی اور حالانکہ لکڑی مستاجر کی ملک ہے تو اجارہ جارتے کذا فی المجتبی اسکا مقرر کیا گیا ہو کذا فی الصیر فیہ یعنی اگر وزن ذکر ہو
تو شکار اور لکڑی مستاجر کی ہوگی اور اجارہ صحیح ہو گا یہ مقرر ہادی میں کو رہی اور صیر فیہ میں تو عدم جواز اگر چہ یوم مذکور ہو چنانچہ صبح الغفار کی عبارت سے معلوم
ہوئے کذا فی الخطاۃ فروع مسائل ملحقہ شارح کے استیفاء جاز آئے لکن ہونہ خیر الا کل لویجی و للبیع جاز صیر فیہ اپنی رویت سے کہ اگر کرا گیا تو اگر کرا
اجرت پر ولی بکا و جاز نہیں اور چنانچہ کرا اسطے رویت ہو گیا پو ایمن تو اجارہ جارتے کذا فی الصیر فیہ ہم عدم جواز کی وجہ یہ کہ زوج کیواسطے زوجہ پر ولی بکا نا
واجب یا اعتبار دانت کے اس واسطے کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے کام بابت دیکھنے علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا علیہما السلام پر تو گھر کے کام حضرت زہرا پر مقرر ہوا
اور اگر کام حضرت مرتضیٰ پر مقرر ہوا تو ان کے واسطے جاز تھا اور جاز تھا ان کے واسطے جاز تھا اور جاز تھا ان کے واسطے جاز تھا اور جاز تھا ان کے واسطے جاز تھا
عن المصنفات صغیرا لکبریٰ قال قاضی خان ہذا القسوی علی مکتوباتہا لتبعیتہا فی السکنی فیحفظ زوجہ اپنا گھر زوج کو اجارہ دیا پھر دونوں اوس گھر میں
رہے تو کرایہ نہیں کذا فی المناشاہ والنمایۃ یعنی اس واسطے کہ سکونت کی منفعت سبب اور مستاجر دونوں کو حاصل ہے فقط مستاجر کو میں کہنا ہوتا لیکن اسکا حاشیہ
متوزر البصا و میں مضرات سے نسبت بقاوی کبریٰ بقول سے کہ قاضی خان نے کہا کہ بیان اجارہ مذکور کی صحت پر فتویٰ اس واسطے کہ زوجہ زوج کی تاسیج سکونت میں
تو اس اختلاف کو یاد رکھنا چاہیے ہم طحاوی نے کہا کہ خانیہ یعنی قادی قاضی خان میں عدم جواز کو کہہ شاید کہ فتویٰ جواز کا شرح جامع صغیر یا شرح زیادت
میں قاضی خان نے ذکر کیا ہوائی اور یہ بھی احتمال ہے کہ عدم جواز کا قول ظاہر روایت ہے اور جواز کا قول قاضی خان سے ہے اور اسکا علم و جاز اجارۃ الماثرۃ کہ لکڑی
العمر میں ان کے العمل المدۃ بوازیہ اور جارتے اجارہ مشاطہ کنگی کر نیوالی کا دو لہسن کے ساتھ کرا اسطے اگر عمل یا مدت مذکور ہو کذا فی البوازیہ ہم قاضی خان
نے شرح و بیان میں کہا العمل المدۃ کا دو معنی آو و جاز اجارۃ الفتاویٰ والتمیز مع المایۃ بکے لہسن ہم البکریۃ حضرت ادریشاہ اجارہ کار زیادہ
پانی کے مٹا اسی قول کا فتویٰ عموم حاجت کے سبب کذا فی البضرات ہم پانی کا اجارہ بوازیہ نہیں قیاس میں اس واسطے کہ ہتھ لاک عین پر عقد وادو اور
حالانکہ اگر ہوتا منافع عین پر ہتھ لاک عین پر لیکن عموم حاجت کے سبب سے اجارہ مذکورہ پر فتویٰ ہو گیا باب فہماں الا جبارہ یہاں مذکور

سقط ان لا یجوز غیرہ ولا یجوز لغيرہ فیکفی خاصاً و محققاً الدار بر فدان اوس صورت کہ مستاجر عمل کو اول کرے اور نہ کو بیچے ذکر کرے
اس طرح کہ اجیر کو اجارہ چرانے کی واسطے ایک مہینہ تو اب وہ اجیر مشترک ہوگا مگر جب کہ مستاجر پیشہ کرے کہ اجیر کسی کی خدمت کرے سو اس کے اور کسی
کے بیان پر اس کے واسطے قیاس تفسیر سے باوجود خیرت اجیر خاص ٹھہریگا اور تحقیق اسکی درمیان ہم درمیان ہوگا کہ مستاجر خدمت اور چرانے کا اجارہ مستاجر خاص
ہوگا جب کہ عدم خدمت غیر مشروط ہو یا نہ اول مذکور ہو اور بعد اسکی کہ جب شرط اول کلام واقع ہو تو منافع اس کے مستاجر کو واسطے اس میں حصہ
ہوگا اور غیر کو واسطے منافع کا ہونا بھی ممکن ہوگا اور بعد اس کے ذکر خدمت یا چرانے کا قتال رکھتا ہو کہ عقد عمل کی واسطے ہو تو وہ اجیر مشترک ہوگا اور نہ
بھی قتال ہو کہ جو عمل اجیر خاص پر واجب ہو اسکی بنا پر نوعیت خاص میں منظور ہو سو واسطے کہ اجیر خاص کی خدمت کا اجارہ بلا لینا نوعیت عمل صحیح نہیں ہے بلکہ حکم حق
خدمت کا قتال سے متغیر نہیں ہو سکتا تو وہ اجیر خاص ہی باقی رہیگا جب تک اس کے خلاف کی تفصیل تقسیم عمل کی شرط سے توبہ تقیم سے اجیر مشترک ٹھہریگا
اور اگر شرط کو بیچے ذکر کریگا تو اب اجیر مشترک ہوگا بلکہ مذکور انہی مختصراً و لیس لخاص ان یعمل لغيرہ ولو عمل لخص من اجرتہ بقدر ما عمل قتال النعال
اور اجیر خاص کو غیر کو واسطے عمل کرنا جائز نہیں و اگر غیر کا کام کریگا تو اسکی اجرت بقدر اس کے عمل کے کم کر ڈالا جائے گا فی کتاب النوازل و ان ملک
فی المدنی نصف الغنم و اکثر من نصف فلاحہ الا جرح کا ملہ مادام یرعی منہا شیئاً لما مر ان الحق علیہ تسلیم نفسیہ جنہ وہ وظاہر التعلیل بقام الا
لو ملک کلہا و صحیح فی العادیۃ اگر تاجارہ ہیں آدمی یا زبازہ بھیرے بیان ہلاک ہو گئے تو اجیر کی پوری مزدوری ثابت ہے جب تک کہ بعض کو ان میں چرانے
سو واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ بقدر عقول علیہ تسلیم نفس اجیر خاص نہ عمل کذا فی الجوبہ و اور خاصہ تعلیل ہے کہ اگر پوری باقی اگر سب بکریاں ہلاک ہو جائیں اور اسکی اجرت
کی ہو تو وہ میں ہم یعنی عیب عقول علیہ تسلیم نفس ہونا نہ عمل تو بعض یا کل ہلاک ہونا یا اگر اور یہی قول سنو اور زیلعی کے مواضع توبہ قول جوہرہ کی تفسیر ہوا
بعض پر مقدم ولا یفترق ما ہلک فی بدلا و بعد کثیر فی الثوب من قد لا اذا تعذر الفساد فیفسد کما لو دمع اور اجیر خاص تو اب اسکی اجرت جو اس کے
ما قصہ میں یا اس کے عمل سے تلف ہو گیا جیسے پھٹنا کر چکا اس کے کوٹے سے مگر جب کہ وہ قصداً بگاڑے تو تار ان کے امانت دار کے مانند در صورت تعدد
ہم عدم تاول او قیوت ہے جب کہ عمل متعذر ہو اور اگر بکری کو ایسا ہو کہ اسکی کھوپڑی پھوٹ جائے یا پانوں ٹوٹ جائے تو تاول اور چرانے کی واسطے کہ ضرب چرانے
کی عقد میں داخل نہیں اور چرانے کا رنے اور ضرب بقیہ سے بھی ہو سکتا ہے اگر ضلع علی هذا الاصل بقولہ فلا ضمان علی ظہور فی جینی ضائع فی
یکرھا او مشرقاً ما علیہ من الحلی لکونھا اجیر و حدیث بصرہ صنف اسر قاعہ پر تقریر کی اپنے اس قول کو تاول نہیں دیتے پر اس کے مین جو اس کے
پاس ضائع ہو گیا یا جو زیورادہ سپر تھا وہ چوری ہو گیا سو واسطے کہ دایہ اجیر خاص ہم اجیر خاص او قیوت ہو جب کہ مستاجر گھر رہتی ہو اور اگر اپنے گھر کے لیکو
لیگتی ہو تو اجیر مشترک ہے یعنی قیل صحیح ہو کہ فی الاتقانی و کذا لا ضمان علی حادس السوق و حافظ الخانی اور اس طرح تاول نہیں ہوتا کہ چوکیدار
اور مسافر خانہ کی محافظت کرنی والے پر ہم چوکیدار اور محافظت نقیہ ابو جعفر کے نزدیک اجیر خاص اور صاحب محبوس کے نزدیک اجیر مشترک ہو لیکن
ذخیرہ میں کہ اول قول پر متفق ہو کذا فی النہوی عن البرقی و صحیح تردید الا جرح بالتردید العمل کان خطہ فارسیا فبدیدہم اور مکیا فبدیدہم اور
اجرت کی تردید صحیح عمل میں توبہ کرے چنانچہ مستاجر کا خیا ط سے یوں کہنا کہ اگر توبہ کو مثلاً بطور فارسی کے سینے گا تو ایک درم اجرت ہو اور اگر توبہ
کے طرز پر سینے گا تو دو درم اجرت ہیں ہم تردید سو واسطے صحیح ہوئی کہ مستاجر عمل کی دو معین قسموں کو ذکر کیا اور ہر ایک کا اجرت عاقد دیا کر دی تو چنانچہ باقی توبہ
و زمانہ فی الاول کذا بخط المصنف علی حق و لیسیر حیدر و سنیخ اور زمانہ عمل کی تردید صحیح ہر اول میں سب طرح سے صنف کے خط سے متن کے ساتھ ملتی اور صنف
اس قول کی نسخ الغفار میں شرح تہیں کی اور تردید زمانہ کا مطلب ہے واضح ہوگا یعنی قولہ والحمل کی شرح میں ہم یعنی قولہ زمانہ فی الاول نسخ الغفار میں داخل نہیں
لیکن نسخہ متن میں داخل بخط مصنف قال شیخنا الرضی ومعنا كما يجوز في اليوم الاول دي الثاني كان خطه اليوم فبدیدہم او غدا فبدیدہم
ہمارا و ہوتا درم ایک کہ زمانہ فی الاول کا مطلب ہے توبہ جائز پہلے دن میں دوسرے دن چنانچہ مستاجر کا خیا ط یوں کہنا کہ اگر توبہ
دن قبل ہی تو ایک درم مزدوری ہو یا کل کے دن ہی تو نصف درم مزدوری ہو گا نہ کہ ان سکنت ہذا فبدیدہم او غدا فبدیدہم اور کان عمل میں

اگر توبہ کرے
تو توبہ کرے
تو توبہ کرے

جسکو اوسنے خدمت کیو اسلئے چاکر کھا سفر کی مشقت کے سبب یعنی سفر کی خدمت زیادہ تر شاق سفر کی خدمت کے الابلط لان الشرح انکاف
 علیک ام لک مگر سفر میں لیجائی کی شرط البتہ ساتھ لیجانا درست ہے ہواسلئے کہ شرط تیری مفت یا منفعت کیواسلئے زیادہ تر ملکیت یا مالکیت کا سبب
 یعنی شرط مشروع کی پر اگر عین آدمی کو چارہ نہیں نفع ہوا زمین یا نقصان و کذا لوقرنت بالسنف لان المعرف کا مشروط اور اسلئے طرح اگر
 کا سفر میں جانا معلوم ہو تو غلام مذکور کا سفر میں لیجانا درست ہے ہواسلئے کہ شرط مشروع کے مانند ہم معلوم ہونے کی صورت یہ ہو کہ اجارہ کے وقت
 شخص سفر کا سال کرتا ہو کذا فی الزلیعی بخلاف العبد الموقفی بخلافہ فان لم ان یستأجر فیہ مطلقا لان مکنتہ علیہ برکات اوس غلام
 جسکی خدمت کرنیکی سولنے موصی کہ کیواسلئے و صیت کی ہو تو اوسکو غلام کا سفر میں لیجانا درست ہے ہر طرح خواہ سفر میں لیجائی کی شرط
 ہوئی ہو یا نہ ہو ہواسلئے کہ اوسکا خرچ موصی پر ہو یعنی بخلاف غلام امیر کہ اوسکا خرچ موصی پر ہو نہ مستاجر پر و لوستا فرائستاجر فہلکہ فیہ
 فہا جبکہ اجارہ علیہ وان سلم لان الاجر الضمان لا یجتمعا عند الشافعی لاجل الشل اور اگر مستاجر غلام کو سفر میں لیگیا پھر غلام مر گیا تو اوسکی قیمت
 تاوان اوسپر لازم ہوگا ہواسلئے کہ مستاجر بلا شرط لیجائی سے غاصب ہو گیا اور اوسپر اجر واجب ہوگی باوجود تسلیم ہواسلئے کہ اجر تاوان مجتمع
 نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک اوسکے واسطے اجر مثل ہو ولا یستأجر مستاجر من عید او صبی محجور ارجا دفعہ الی اجل علیہ لہذا ہا بعد از
 خفیہ استحقاقا اور مستاجر غلام یا صغیر ممنوع التصرّف سے وہ اجر بھی نہیں لے جاتا اوسکو دی اوسکے عمل کی جہت ہواسلئے کہ
 اجارہ فرائع عمل کے بعد صحیح ہو گیا بطور استحسان کے ہم وہ غلام اور صغیر مراد ہے جسے بلا اذن سے اور ولی کے آپ نوکری کی اور اجر
 اجر مثل مراد کذا فی لطحطاوی ولا یضمن فیا صلبہما اکل الغاصب اخرج الذی آجر العبد لنفسہ بہ لعدم تقویہ عندہ حیثہ اور
 تاوان دیکھا وہ غاصب غلام کو جسے اوس غلام معصوب کی اجر کھائی جسے اپنی ذات کا اجارہ کیا اجر شکر اگر بسبب مقوم ہو اوسکے انام عظم کے
 نزدیک ہم تاوان لازم آتا ہوا لہذا محجور مقوم کے اتلاف اور مال محرز نہیں ہواسلئے کہ غاصب موصی غلام کا اور نہ اوسکا نائب اور غلام اپنے اختیار
 میں نہیں بلکہ وہ غاصب کے تصرف میں ہوتا ہوا لہذا محجور مقوم ٹھہرا اور صاحب کے نزدیک تاوان ہواسلئے کہ غاصب پر یا مال بلا اذن بلا دلیل تلف کیا کہ الی
 کمالا یعنی اتفاقا لواء ارجا صلبہ لان لایکیر چنانچہ غاصب پر تاوان نہیں باقی خفیہ دائرہ ثلثہ اگر غلام کو غاصب اجارہ ہواسلئے کہ
 اب اجر غاصب کی ہوگی غلام کے مالک کی ہم اجر سے غاصب لیگا اور غاصب پر مالک کیو سلئے اجر مثل لازم ہوگی کذا فی لطحطاوی و اگر ارجا العبد
 قبضہ لواء اجر نفسہ لالواء اجر المولی لا یؤکد لالوانہ العاقبہ عنایہ اور غلام کو اجر کا قبضہ کرنا جائز ہے اگر اوسنے آپ اجارہ کیا ہو نہیں جائز
 غلام کا قبضہ کرنا اگر مالک نے اوسکا اجارہ کیا ہو مگر مالک کی وکالت سے قبضہ جائز ہے ہواسلئے کہ پہلی صورت میں عاقد غلام اور دوسری میں
 عاقد سولے ہو کذا فی العناۃ فلو جددھا مولا قائم فی یدہ اخذھا لبقاء ولکہ کسرت فی بعد القطع پھر اگر غلام کا مالک غلام کی اکثر کو
 غاصب کے پاس موجود ہو تو اوسکو بے سبب باقی رہنے مالک کی بلکہ مال سرتو کہ ماند قطع ید کے بعد ہم ہر چند وہ مال مقوم نہیں بلکہ مالک کی
 مالک اوسین ہنوز باقی لہذا اوسکو مالک لیگا کذا فی الزلیعی استاجر عبد شہر بن شہر با وبعثہ وشہرہ بخمسۃ صحیح علی الترتیب لہذا کو رجعی لی
 عمل فی الاول فقط فلہ اربعۃ وبعثہ خمسۃ دو مہینے کو اجارہ لیا غلام کا ایک مہینے کی اجر چار درم اور دوسرے مہینے کی اجر پانچ درم تو
 صحیح ہر ترتیب کو ریر تو اگر اؤن مہینے میں فقط عمل کریگا تو چار درم یا دیکھا اور دوسرے مہینے میں پانچ درم اختلافا لاجرا والمستاجر اباقی العبد
 او مضرہ او جرم ما حال ہی ہو کہ الحال فیکون القول قول من شہرہ الحال مضرہ مضرہ او مستاجر نے غلام کیا غلام کے ہاگنی یا اسکی ہماری میں ہوگی
 کو اپنی جاری ہو میں نہ حال حکم اور پچ فیصلہ کرنا لایا ہو کہ یعنی قول اوسکا مستاجر کا جسکے تو کا شاہ ظاہر حال ہوگا اوسکی قسم کے ساتھ کچھ کہ الحال اولا تم فیہ
 شہرہ اختلافا فی بیعہ ای التمر معھا ای الشجر فالقول قول من فی یدہ التمر جس طرح حال حکم ہوتا ہے اگر رخت ہوا جس میں پہل لگے ہیں
 اور باق التمر شری فیصلہ کی بیع میں مختلف ہیں درخت کے ساتھ تو مقبول قول اوسکا قول سے جسکے اتھ اور قبضہ میں پہل ہو لا اصل

فہا جبکہ اجارہ علیہ وان سلم لان الاجر الضمان لا یجتمعا عند الشافعی لاجل الشل اور اگر مستاجر غلام کو سفر میں لیگیا پھر غلام مر گیا تو اوسکی قیمت تاوان اوسپر لازم ہوگا ہواسلئے کہ مستاجر بلا شرط لیجائی سے غاصب ہو گیا اور اوسپر اجر واجب ہوگی باوجود تسلیم ہواسلئے کہ اجر تاوان مجتمع نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک اوسکے واسطے اجر مثل ہو ولا یستأجر مستاجر من عید او صبی محجور ارجا دفعہ الی اجل علیہ لہذا ہا بعد از خفیہ استحقاقا اور مستاجر غلام یا صغیر ممنوع التصرّف سے وہ اجر بھی نہیں لے جاتا اوسکو دی اوسکے عمل کی جہت ہواسلئے کہ اجارہ فرائع عمل کے بعد صحیح ہو گیا بطور استحسان کے ہم وہ غلام اور صغیر مراد ہے جسے بلا اذن سے اور ولی کے آپ نوکری کی اور اجر اجر مثل مراد کذا فی لطحطاوی ولا یضمن فیا صلبہما اکل الغاصب اخرج الذی آجر العبد لنفسہ بہ لعدم تقویہ عندہ حیثہ اور تاوان دیکھا وہ غاصب غلام کو جسے اوس غلام معصوب کی اجر کھائی جسے اپنی ذات کا اجارہ کیا اجر شکر اگر بسبب مقوم ہو اوسکے انام عظم کے نزدیک ہم تاوان لازم آتا ہوا لہذا محجور مقوم کے اتلاف اور مال محرز نہیں ہواسلئے کہ غاصب موصی غلام کا اور نہ اوسکا نائب اور غلام اپنے اختیار میں نہیں بلکہ وہ غاصب کے تصرف میں ہوتا ہوا لہذا محجور مقوم ٹھہرا اور صاحب کے نزدیک تاوان ہواسلئے کہ غاصب پر یا مال بلا اذن بلا دلیل تلف کیا کہ الی کمالا یعنی اتفاقا لواء ارجا صلبہ لان لایکیر چنانچہ غاصب پر تاوان نہیں باقی خفیہ دائرہ ثلثہ اگر غلام کو غاصب اجارہ ہواسلئے کہ اب اجر غاصب کی ہوگی غلام کے مالک کی ہم اجر سے غاصب لیگا اور غاصب پر مالک کیو سلئے اجر مثل لازم ہوگی کذا فی لطحطاوی و اگر ارجا العبد قبضہ لواء اجر نفسہ لالواء اجر المولی لا یؤکد لالوانہ العاقبہ عنایہ اور غلام کو اجر کا قبضہ کرنا جائز ہے اگر اوسنے آپ اجارہ کیا ہو نہیں جائز غلام کا قبضہ کرنا اگر مالک نے اوسکا اجارہ کیا ہو مگر مالک کی وکالت سے قبضہ جائز ہے ہواسلئے کہ پہلی صورت میں عاقد غلام اور دوسری میں عاقد سولے ہو کذا فی العناۃ فلو جددھا مولا قائم فی یدہ اخذھا لبقاء ولکہ کسرت فی بعد القطع پھر اگر غلام کا مالک غلام کی اکثر کو غاصب کے پاس موجود ہو تو اوسکو بے سبب باقی رہنے مالک کی بلکہ مال سرتو کہ ماند قطع ید کے بعد ہم ہر چند وہ مال مقوم نہیں بلکہ مالک کی مالک اوسین ہنوز باقی لہذا اوسکو مالک لیگا کذا فی الزلیعی استاجر عبد شہر بن شہر با وبعثہ وشہرہ بخمسۃ صحیح علی الترتیب لہذا کو رجعی لی عمل فی الاول فقط فلہ اربعۄ وبعثہ خمسۃ دو مہینے کو اجارہ لیا غلام کا ایک مہینے کی اجر چار درم اور دوسرے مہینے کی اجر پانچ درم تو صحیح ہر ترتیب کو ریر تو اگر اؤن مہینے میں فقط عمل کریگا تو چار درم یا دیکھا اور دوسرے مہینے میں پانچ درم اختلافا لاجرا والمستاجر اباقی العبد او مضرہ او جرم ما حال ہی ہو کہ الحال فیکون القول قول من شہرہ الحال مضرہ مضرہ او مستاجر نے غلام کیا غلام کے ہاگنی یا اسکی ہماری میں ہوگی کو اپنی جاری ہو میں نہ حال حکم اور پچ فیصلہ کرنا لایا ہو کہ یعنی قول اوسکا مستاجر کا جسکے تو کا شاہ ظاہر حال ہوگا اوسکی قسم کے ساتھ کچھ کہ الحال اولا تم فیہ شہرہ اختلافا فی بیعہ ای التمر معھا ای الشجر فالقول قول من فی یدہ التمر جس طرح حال حکم ہوتا ہے اگر رخت ہوا جس میں پہل لگے ہیں اور باق التمر شری فیصلہ کی بیع میں مختلف ہیں درخت کے ساتھ تو مقبول قول اوسکا قول سے جسکے اتھ اور قبضہ میں پہل ہو لا اصل

ان القول ان شہدہ الظاہ اور سکا قاعدہ کلیہ کہ اس شخص کا قول مقبول ہے جس کے ساتھ ظاہر حال گواہی و فی الخلاصۃ انقطع ماء الرحم سقط من
 الاجر بحسابہ ولو عاد عاذا او خلاصہ میں کہہ کر چکی پانی بند ہو گیا تو اس کے حساب کے موافق اجر سا قہ ہو گیا اور اگر پانی پھر جاری ہو گیا تو اجارہ پھر ہو گیا
 ولو اختلفا فی قدا الا لقطاع فالقول للستاجر لو فی نفسه حلف الخال او اگر دونوں نے اپنے آپ کو کیا پانی کی مقدار لقطاع میں متاجر کا قول مقبول اور اگر خود
 پانی میں اختلاف ہو تو ظاہر حال حکم کر گیا والقول قول رجل الثوب بینه فی القميص القباء والخرقة والصفره وكذا فی الاجر عده اور اگر کسی مالک کا قول
 مقبول ہے قسم سے نص اور قبضہ میں اور زردی میں اور اس بطرح اجرت اور عدم اجرت میں ہم یعنی مالک کہتا ہو کہ میں نے تمہیں سلا یا تھا اور
 ضیا ط کہتا ہو کہ قبا سلا تھا تو مالک ہی کا قول قسم سے سموع ہو گا یا مالک کہتا ہو کہ سرخ رنگ کے ہیں کہا تھا اور رنگیز کہتا ہو کہ زرد کو کہا تھا
 تو مالک ہی کا قول مقبول ہو گا اور اس بطرح اجرت اور عدم اجرت میں لک ہی کی بات سموع ہو گا قال ابو یوسف ان کان الصانع معاملة له فله الا
 والاک لا اور ابو یوسف نے کہا کہ اگر کارگیر اور مالک نے اپنے اجرت کے ساتھ معاملہ ہو کر یا ہو تو اس کی مزدوری ثابت ہو گی اور نہیں تو نہیں یعنی اگر مفت ہو تو
 سموع یا جو اجرت نہیں دیتے وقال محمد ان کان الصانع معاملة له فله الا اجرت قیام حلالہ بھا ای بھتہ الصنعة کان القول مقبول
 بشہادۃ الظاہر الا فلا ذیہ یعنی زبلی اور بعضوں نے کہا یعنی مجھے نے کہا کہ اگر کارگیر اس پیشہ کے تھے مشہور ہو اجرت لینے میں اور اس کا قیام ش
 اسی پیشہ سے ہو گا کہ کارگیر کا قول مقبول ہو گا ظاہر حال کی شہادت کے سبب اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا قول مقبول ہو گا بلکہ مالک کا قول سموع ہو گا اور اس کی
 محمد پر قہور کرانی الزبلی وهذا بعد العمل اما قبله فتیما اختیار اور یہ یعنی حکم نہ کر اور تو سموع کہ اختلاف ہوا اس کے بعد یعنی سینے اور گھٹنے کے
 بعد مثلاً اور اگر قبل عمل اختلاف ہوا ہو مالک اور پیشہ ور دونوں میں کھائیں کذا فی الاختیار خرخرج من کل ملحقہ شارح کے فعل الاجرت فکل
 الصنائع یضاعف ولا یستأجر فیھا اقله یضمنہ الاستاذ اختیار سب پیشوں میں مزدور کا کام اور اس کے استاد کا کارگیر کی طر منسوب ہو گا
 سو جس چیز کو مزدور دیتا ہے کر گیا تو اس کا تاوا استاذ دو کا زار دیکھ کذا فی الاختیار یعنی مالک یضمنہ ہو عادیہ یعنی استاد اس وقت تاواں جب
 مزدور کی طر سے زیادتی اور قصور نہ ہوا ہو اور صورت قصور مزدور ہی تاواں کر گیا کذا فی العاویہ استاد یعنی استاد دو کاں خیاط یا رنگر یا جیر شکر ہی لہذا اور یہ
 تاواں اور مزدور یا جیر خاص دو کا زار کا لہذا اور یہ تاواں نہیں مگر صورت قصور یعنی اگر شاہ ادعی نازل الخان و داخل الحام و سکر العبد
 لا یستأجر لالی الغصب لم یضدک ولا جرحک قلت وکذا مال الیتیم علی المقتدر فتنسبہ اور شاہ میں کہہ کر کے اور خوا
 اور حرام کے داخل ہو گیا اور جو مکان کہ کر یہ کیواسطے بنا اس کے رہنے والے نے غصب کا دعویٰ کیا یعنی میں اس مکان میں بلا اذن مالک بطور
 غصب کے رہا ہوں مجھے پر کرنا واجب نہیں بواسطہ عدم اجارہ تو اس کے قول کی تصدیق ہو گی اور کر لید واجب میں کہا ہو اس بطرح مال یتیم کا
 حکم ہی یعنی دعویٰ غصب اس کی بھی اجرت سا قہ نہیں بقول مفتی بہ تو اگر وہ رہو وہاں اجرت لا لارض کا کسراج علی المعتقد فاذا استأجر
 للزاد اعتد فاعظم الزرع آفہ و قبلہما قبل الا مطلقا ما بعدہ قلت وھو ما اعتدہ فی الولیجۃ اور شاہ میں کہہ کر کے زمین کی
 اجرت خراج کے مانتے بنا بر قول معتد پھر جب کہ زمین جا رہی زراعت کیواسطے پھر آفت سا و یا ارضی کہیت برادر کر دیا تو قبل از استیصال
 اجرت واجب ہو گی اور بعد استیصال کے اجرت سا قہ ہو گی میں کہتا ہوں او مانع ل کو معتد کہا ہی ولو البجیہ میں ہم یہ قول ولو البجیہ کے مخالف سموع استاذ
 کہ اس میں خراج اور اجرت میں فرق بیان کیا ہی یعنی آفت رسیدگی سے خراج واجب نہیں ہوتا ہی قول معتد ہی انتہی اور یہ جو کہا کہ ما بعد استیصال
 کے اجرت سا قہ ہو گی ہو سو قول مفتی کے مخالف سموع بواسطہ کہ محیط میں کہہ قوی اسپر ہی کہ جب زراعت تلف ہو جائے بعد اتنی مدت باقی نہ رہے
 بسین عادیہ زراعت مکن ہو تو ستاجر پر اجرت واجب ہو گی اور اگر دوبارہ زراعت کرنا ممکن ہو مانند اول کے یا اس کے کتر تو اجرت واجب ہو گی اور یہ حکم
 ہو منع غاصب کا کذا فی المخطاوی لکن یجزم فی الخانیۃ بروایۃ عدم سقوط شئی حیث قال اصحاب الزرع آفہ فھذاک او غرق ولھ
 یثبت لرجل اجرت لاند قد روع ولو غرق قبل ان یزرع فلا اجر علیہ اھل لیکن قنای قاضیان میں عدم سقوط اجرت کی روایت پر غما

نارینہ خانہ

کیا ہو چنانچہ کہا کہ زراعت پر آفت بڑی سودہ تلف ہو گئی یا ڈوب گئی اور نہ جی تو اجرت لازم ہی ہو سکتی کہ مستاجر اوسکو بوجھا اور اگر زمین ڈوب گئی ہوئے سے پہلے تو مستاجر پر اجرت نہیں آتی ہم قول محیط کے قول مفتی کے لفظ ہر چنانچہ مذکور ہو چکا واللہ اعلم

باب فیہ الاجارۃ یہ باب ہر منفعہ اجارہ کے احکام میں تقسیم بالقضاء والرضی بخیار و شرط و رد و یتہ کا مدعی خلافا للشافعی

اجارہ منفعہ کیا جاتا ہے حکم یا رضا عاقدین سے بسبب خیار شرط اور خیار رد و یتہ کے بیع کے مانند بخلاف امام شافعی ہم یعنی چونکہ اجارہ عبارت ہر شرا منافع سے لہذا اوس میں بیع کے مانند خیار شرط سے تین تک منفعہ عقد اختیار اور بے دیکھی چیز کا اجارہ اور بعد دیکھنے کے اوس

منفعہ کو ڈالنے کا اختیار لیکن امام شافعی کے نزدیک اجارہ میں خیار شرط صحیح نہیں اور نہ بے دیکھی چیز کا اجارہ درست ہے و بخیار عیب حاصل قبل العقد و بعدہ بعد القبض اوقبلہ اور اجارہ منفعہ کیا جاتا ہے اوس عیب کے خیار عیب سے جو حاصل ہوا ہو عقد اجارہ پہلے یا بعدہ بعد القبض

کے پیچھے یا قبض کے پہلے یقوت النفع یہ صفت عیب کھرا بردار و انقطاع ماء الریح و انقطاع ماء الارض حصول اوس عیب سے اجارہ

منفعہ کیا جاتا ہے جس کے سبب منفعہ فوت ہو جائے چنانچہ گھر کا دیوان ہو جانا اور بن چکی کا پانی منقطع ہونا اور زمین مزدعہ کا پانی منقطع ہونا شارح

کہا یفوت النفع کا جملہ عیب کی صفت و کذا لو کان ثقیلاً من السماء و انقطع المطر فلا اجارۃ ای و ان لم یمنع علی الاصل کما علی اور

اسی طرح اگر زمین سچی جاتی ہو تو کان پانی سے سو فیصدہ منقطع ہو گیا تو اجرت نہیں کدانی الخانیہ یعنی قطع بارش سے اجرت ساقط ہو جاتی اگرچہ بنا قول

اصح اجارہ منفعہ نہیں ہوتا چنانچہ مذکور ہو چکا خلاصہ اس باب سے پہلے ہم خیار شرط اور خیار رد و یتہ اور خیار عیب سے اجارہ منفعہ نہیں کیا جاتا

لیکن حق منفعہ ایسے ثابت ہوتا ہے اور یہی قول اصح ہو اور غیر اصح قدوری اور صاحب تحفہ کا کلام ہو و لہذا منصف نے تقسیم کیا کہ ہر منفعہ منفعہ فی الجو

لو جاء من الماء جائز و بعضہا فالبستاج بالخیار ان شاء منفعہ الاجارۃ کا گھاسا و ترک و دفع محاسبہ مادی منہا اور جو زمین

کہ اگر آنا پانی آیا جس سے بعض زمین کی زراعت ہو سکی تو مستاجر کو اختیار چاہے سبب میں کہ اجارہ منفعہ کر دے یا چھوڑے وہ زمین جہاں پانی نہیں پہنچتا

اور جس قدر زمین میراب ہوئی ہو اوس کے حساب سے موافق اجرت دینی لو الجحیہ لو استأجر ہا بغیر شیش ہا فاذا انقطع ماء الارض علی وجہ

الاجرت فی فلد الخیار و ان لم یمنع فقلیلاً فقلیلاً و یجوز منہ التثقی فلا جرح اجرت اور ولو الجحیہ میں کہ زمین اجارہ کی بدولت شرب یعنی اوس

زمین کی آب پاشی کی نوبت اجارہ میں داخل کی پھر حکمت کا پانی اس طرح پر منقطع ہو گیا کہ اوسکی اسید باقی نہیں ہی تو مستاجر کو منفعہ اجارہ میں اختیار

اور اگر چھوڑا چھوڑا پانی قطع ہو گیا اور اوس قدر سے پہلے کی اسید تو اجرت واجبہ و فی لسان الحکام استأجر کما فی قرینہ ففی غل و رکھو اسبقط

الاجرت و ان نقص بعض الناس لا یسقط الاجر و لسان الحکام میں کہ حمام اجارہ لیا ایک گاہون میں سودا دمی دکان سے پہلے سے

ڈرنے اور کوچ کر گئے تو مستاجر پر سے اجرت ساقط ہو گئی اور اگر گاہون کے بعض آدمی کوچ کر گئے تو اجرت ساقط نہو گی اگرچہ بخل عطفت علی انفس

یہ ای بالنفع بحیث یتنفع بہ فی الجملة کما فی العبد و دبر الدابة ای قرینہ ہا و سقوط جاکظ دار یا اجارہ منفعہ کیا جاتا ہے اوس

عیب سے جو منفعہ میں خلل ڈالتا ہو اس طرح پر کہ اوس عیب کے ساتھ کچھ منفعہ حاصل ہو سکتی ہو چنانچہ غلام کا بیمار ہو جانا اور جانور کی پٹھیر

لگ جانا یعنی اوس میں خم کا ہونا اور گھر کی ایک دیوار کا گر جانا و فی التبنین لو انقطع ماء الریح و البیت یمکن النفع بہ لغیر الطحن فعلم

من الاجر بحیث یبقا بعض المعقود علیہ فاذا استوفی فاکثر حصۃ اور تین میں اگر بن چکی کا پانی منقطع ہو گیا اور بن چکی

کی کوٹھری ایسی کہ آٹا پیسنے کے سوا اور نفع اوس سے حاصل ہو سکتا ہو تو مستاجر پر اجرت واجبہ اوس کے حصہ کے موافق بسبب فی سبب بعض

معقود علیہ کے پھر جب بان کی بود باش وغیرہ مستاجر نفع حاصل کر گیا تو اجرت بقدر اوس کے حصہ و سبب لازم ہو گی فان لم یمنع العیب باوان

الموجی و انتفع بالخل سقط خیارہ لن دالی السبب پھر اگر عیب منفعہ کا خلل انداز نہ ہوا ہو جو اوس عیب کو زائل کر دی یا مستاجر خلل دالی چیز

سے نفع حاصل کر کر تو اوسکی اضافہ منفعہ ساقط ہو گا بسبب اہل ہو جائے سبب منفعہ کے ہم عیب غیر خلل چنانچہ لو کہ کا نا ہو جانا یا اوس کے بال جھڑکا

اور از ال عیب کی یہ صورت ہے کہ دار منہدم کو موجد جلد طیار کر دے و عمارۃ الدار المستاجرۃ و تطبیقہا و اصلاح الیٰ الٰہی ما کان
 من البناء علی رتب الدار و کذا کل ما یجوز بالمشکلیٰ اور اجارہ کے گھر کی مرمت اور اسکے مٹی لیسنا اور پانالہ و مرمت کرنا اور جو چیزیں میں
 تہہ کے ہو گھر کے مالک پر اور اس طرح جو چیزیں سکونت میں داخل انداز ہو وہ صاحب فائز کے ذمہ پر ہے ہم تطبیقہا کہ مراد وہ مٹی لیسنا جو جس کا
 داخل انداز اور بعضی کتابوں میں عیبت کی مٹی لیسنی کو یہ کذا فی الخطا وی غلظ ان صاحبها ان یفعل کان للمستاجر ان یخرج منها
 اکل ان یلکون المستاجر استاجر ہا وہی کذلک و قدر اھل الضاہ بالعیب پھر اگر صاحب خانہ تعمیر و ترمیم کے انکار کرے نہ بناو تو مستاجر کو اس
 گھر سے نکلنا درست ہے مگر یہ کہ مستاجر ناوہت گھر دیکھ کر اجارہ لیا ہو تو اب نکل جانا جائز نہیں بسبب راضی ہو جائے اگر عیب پر و اصلاح ما و الٰہی
 و الباقی و الخیر علی صاحب الدار لکن بلا جبر علیہ لانه لا یجب علی اصلاح ملک فان فعل المستاجر فهو مستاجر و لا یخرج
 ان آتی رہنما خانہ ای آگاہا کہ اگر وہ کوئین کے پانی اور نجس پانی کے چھپے اور بد رو کی اصلاح اور درستی گھر کی مالک کے ذمہ پر
 لیکن اگر بد روستی نہیں اسو سے کہ مالک پر ملوک کے دست کرنے کو بد روستی نہیں کی جاتی پھر اگر مستاجر شیا و مذکورہ کو نبیالیا تو وہ محسن بلا عیب ہے اور
 مستاجر کو اس گھر سے نکل جانا جائز اگر اس کا مالک اس کو مذکورہ کی درستی انکار کرے کذا فی الخانیہ یعنی اگر اس صورت میں نکلنا درست نہیں جب
 اس سے ناوہت گھر دیکھ کر اجارہ لیا ہو چنانچہ عقیقہ نبی کو یہ چکا و فی الجملہ و کذا ان یفعل کما لیس فیہ بلا قضاء اور جو چیزیں کہ مستاجر کو
 کو جائز ہے کہ تنہا اجارہ کو نسخ کر دے بلا حکم حاکم و لو استاجر دارین فسقطت او تعینت احدھا ذلک تر کھسا الوعد علیہما تہفقہ واحد
 اور اگر وہ گھر کو اجارہ لیا سو ایک گھر منہدم یا معیوب کیا تو اس کو وہ دنوں کا چھوڑ دینا جائز اگر دنوں پر تھی یکبارگی عقد کیا ہو یعنی اگر جدا جدا عقد ہو
 تو ایک گھر کے سقوط سے دوسرا گھر نہیں چھوڑ سکتا قلت فی حاشیۃ الاشباہ و معنی بالبناء یتلک العبدک ظاہر انفس و اولاد مشدہا
 لا یفتر و هو الا صحہ میں کہتا ہوں اور حاشیۃ اشباہ میں نہایت سے منقول ہے کہ اگر عذر ظاہر ہو تو مستاجر نسخ اجارہ تنہا بلا حکم حاکم کر سکتا
 اور اگر عذر مشتبہ ہو تو بلا حکم حاکم نسخ نہیں کر سکتا اور یہی قول اصح ہے ہم اگر عذر سے نسخ اجارہ کی حاجت ہو تو صاحب عذر نسخ میں متفرق
 یا قصار ضاکی حاجت ہمیں روایات مختلف ہیں اور قول صحیح ہے کہ اگر عذر ظاہر ہو تو متفرق اور اگر مشتبہ ہو تو متفرق نہیں کذا فی فتاویٰ
 قاضی خان و یحکم عطف علی بخیار شرط لزم ضرر لم یستحق بالعقد ان یقوی العقد کما فی سکون ضرر میں استحقاق العقد و مقول
 عنہ ان اختلاصہا استحقاق شرط بخیر لعلہا ولیمہا اور نسخ کیا جاتا اجارہ لزم ضرر غیر مستحق بالعقد کے عذر اگر عقد باقی رہے یعنی
 اگر عقد اجارہ کو قائم رکھے تو مستاجر کو وہ ضرر لزم ہو جس کا استحقاق عقد ثابت نہیں چنانچہ اس آئہ کے در کاساکن ہو جانا جس کے اوکھار
 کے وسطے اجیر معین کیا یا اس زوجہ کا مہر جانا یا اس کا خلع کرنا جس کی شادی کھانا پکانے کی واسطے باورچی کی ہر کیا ہم یعنی جب دروٹھ گرا
 تو آڑہ اوکھارنے میں صریحا مستاجر کا ضرر ہے بطرح زوجہ مردہ یا مملوہ کے ولیمہ کرنے میں مہر سہا ل کا خلع کرنا ہی تو اس عذر سے نسخ
 اجارہ درست ہے شریح نے کہا قولہ و بعد زخیار شرط بر طوط کہ زمین کو ہر کسی کے عذر مراد عاجز ہونا احد العاقدین کا اجارہ قائم رکھنے میں مگر بخیل ضرر
 زائد جو عقد مستحق نہیں و بعد لزم دین سوا کان ثابتا بعدا من الناس اوبیان ای بدینہ اوافس اردو الحال اندلا مال الٰہی غیر
 ای غیر المستاجر لانه یجب ان یستقر فی قیمتہا اشباہ اور اجارہ نسخ کیا جاتا لزم
 دین کے عذر خواہ دین ثابت ہو لوگوں کی دہشت یا گواہوں کے بیان یا سوچے اور اسے اور حالانکہ اس کا کچھ مال نہیں اجارہ والی چیز کے سوا
 اس واسطے کہ اگر وہ چیز آدین کی واسطے نہ بھی جا اجارہ سبب سے تو دین سبب سے موجد محبوب کا تو اس کو ضرر پہنچا مگر جب کہ پیشگی ہی ہوگا اگر اس
 چیز کی قیمت کی برابر ہو تو اب دین کے عذر سے اجارہ نسخ نہ ہوگا کذا فی الاشباہ ہم یعنی اگر قیمت گھر کی سودم ہو اور مستاجر اس قدر اجیر موجد کو پیشگی
 دی ہو تو نقصان دت اجارہ نکٹ صاحب دین تہظر کرے تو دین کے عذر سے اس وقت اجارہ نسخ ہوگا جب کہ قیمت زیادہ ہو اگر تہ و بعد اقل مستاجر

دکان بیچتا اور جارہ فسخ کیا جاتا ہے اور اس کے مفسد ہو جانے سے جسے دوکان جارہ لی سوداگری کیواسطے یعنی اسواسطے کہ افلاس میں
بجارت ممکن نہیں و بعد از افلاس خیاط بیل بمالہ بارتہ استاجر عبد الجلیل فخری عجلہ اور جارہ فسخ کیا جاتا ہے اور اس خیاط
کے افلاس سے جو اپنی سوئی اور مقررہ سے کام نہیں کرتا بلکہ اپنا مال خرچ کر کے ہنرمند کام کرتا ہے کہ غلام کو سینے کے واسطے مزدوری لگاتا ہے
سو غلام نے اس خیاط کا کام چھوڑ دیا اس کے افلاس کے سبب سے اور اگر خیاط فقط اپنی سوئی اور مقررہ سے کام کرتا ہو تو اس کا افلاس
فسخ جارہ میں غدر نہیں ہے و بعد از بدلتی دکان مفسد اور جارہ فسخ کیا جاتا ہے اس غدر سے کہ جانور کے کرایہ لینے والے کا
دل ہٹ گیا سفر کرنے سے ہم اگر جانور کرایہ لیا بعد از دکان پر اسکو سفر کرنا ہر معلوم ہوا یا حج کیواسطے اونٹ کرایہ کیا پھر اس سال حج کا ارادہ
موقوف رکھا یا وہ شخص بیمار ہو گیا یا سفر سے عاجز ہو گیا تو یہ غدر ہے فسخ جارہ کا کہ اس نے قاضی خان دلوئی نصف ظریفہ ذلہ نصف
الاجران استویا صعبہ و سہولۃ و الا فبقدرہ شرح و ہبانیۃ و خانہ اور اگر نصف راہ میں دل ہٹا سفر سے تو جانور کے مالک کو
نصف کرایہ ملے گا اگر راہ کے دونوں نصف سختی اور آسانی میں برابر ہوں اور اگر برابر ہوں تو بقدر اسکی زیادتی یا کمی کے ٹیگا کذا فی شرح الوہاب
والخانیۃ بخلاف بدلاء المکاری فانہ لیس بعاذہ یکملہ ارسال البیہم بخلاف دل ہٹ جانے مکاری کے کہ وہ فسخ جارہ کا غدر نہیں ہے
اسواسطہ کہ مکاری یعنی جانور کے مالک کو اپنے مزدور کا بیچنا جانور کے ساتھ ممکن ہو فی الملتقی ولو عرض و ہو غدر فی دواۃ الکفری دون
دواۃ الاصل قلت و بلا لوی یفتی اور ملتی میں ہر اور اگر مکاری ہمارا ہو تو وہ غدر ہے کرنی کی روایت میں نہ بسوط کی روایت میں کہ تاجران
اور پہلی روایت یعنی کرنی کی روایت پر فتویٰ ہے لہذا قال ولو استأجر دکانا لعل الخیاطۃ فذکرہ لعل الخیاطۃ صاحب ملتی نے کہا اور اگر دکان
کرایہ کی دخت کے عمل کیواسطہ پر اسنے دخت کو چھوڑا دوسرے عمل کے سبب سے تو یہ فسخ جارہ کا غدر ہے ہم حید قول تفصیل فادی کی کہ سبکی مخالفت
فتاویٰ عالمگیری میں بکری سے منقول ہے کہ اگر تاجر دوسرے عمل کیواسطہ دکان میں مستور ہوا تو اسکو نقص جارہ درست نہیں اور نہیں تو نقص جائز ہے
انتہی اور اسی کو شارح بعد اسکے دلو الجیہ سے نقل کر گیا و کذا لو استأجر دکانا لعل الخیاطۃ فذکرہ لعل الخیاطۃ صاحب ملتی نے کہا اور اگر دکان
لیا پھر سفر کا ارادہ کیا انتہی فانی الملتقی فی القہستانی سفر مستأجر دکانا لعل الخیاطۃ فذکرہ لعل الخیاطۃ صاحب ملتی نے کہا اور اگر دکان
جسے گہرا جارہ لیا رہے کیواسطہ غدر ہو نہ اس کے مؤجر کا سفر یعنی صاحب خانہ کا سفر فسخ جارہ کا غدر نہیں و لو اخذنا فالقول المستأجر فسخ جارہ
عن علی المفسر اور اگر مؤجر اور مستاجر کے سفر اوعدہ سفر میں اختلاف کیا تو مستاجر کا قول مقبول ہے وہ یوں قسم کھائی کہ اسکو سفر کا ارادہ کیا اور
فی الولو الجیۃ فتولہ عن حیدرۃ الی غیرہا عند ذلک لو فی الملتقی فذکرہ لعل الخیاطۃ فذکرہ لعل الخیاطۃ صاحب ملتی نے کہا اور اگر دکان
دوسری پیشہ کی طرف غدر ہو فسخ جارہ دکان کا اگر حیدر مفسد ہو گیا ہو جبکہ اسکو اس پیشہ کا کرنا دکان میں ممکن نہ ہو یعنی اگر ممکن ہو تو غدر
نہیں و فی الاستیجار المکاری الذہاب معہا ولا ارسال غلام وانما یجوز لاجل استیجارہا اور استیجارہ میں ہے کہ مکاری کو جانور کے
ساتھ جانا لازم نہیں اور نہ بیچنا غلام کا اجرت تو خلیہ جانور سے واجب ہوتی ہے و بخلاف زلیہ استیجارہ مستأجر عبد الجلیل فخری عجلہ
بذکرہ فی التہذیب الا مکان الخبیم بخلاف اس خیاط کے جسے غلام کو مزدوری لگایا دخت کیواسطہ پھر دخت ترک کی تاکہ
غلام سرائی کرے تو یہ غدر نہیں غم کا اسواسطہ کہ جمع بین الصلین ممکن ہے یعنی دونوں کام ہو سکتے ہیں اسطرح کہ دکان کی ایک طرف خیاطی کری
اور دوسری طرف صرافہ ہی طحاوی نے کہا تو کہ و بخلاف ترک خیاطۃ الخ ترکیب رکب الملتقی ہے باوجود تالیف اضافات کے تو اگر یوں کہتے
(و بخلاف خیاط استاجر عبد الجلیل فخری عجلہ فذکرہ لعل الخیاطۃ فذکرہ لعل الخیاطۃ صاحب ملتی نے کہا) تو واضح رہتا و بخلاف ہم ما جرحہ فانہ ایضاً لیس بعد ذلک و لب
موقوف دین کا صریح یوقفت بعد الی نقضاء مدتها و ہن الخیار لکن لو قضی الجوازۃ فغذ و تمامہ فی شرح الوہاب کیۃ اور بخلاف بیچارہ لینے
مؤجر کے اس جس چیز کو جس کو اس نے جارہ دیا کہ وہ بھی غدر فسخ نہیں ہون لاق بویہ کے چنانچہ گذر گیا اور بیع اسکی موقوف رہی نہ ت اجارہ

ملکے البیہم
بویہ الخانیۃ

استقصی ہو گیا اور پھر محمول لیکن اگر قاضی جواز بیع کا حکم دیکھا تو نافذ ہوگا اور فوراً اسکا بیان شرح و ہدایہ میں ہے و فیہ معنی بالخانیۃ لوبالک
 الاخر المستاجر فاما المستاجر ان یمنع بیعہ لا یمنع کہ ہو الصحیح ولو بالک الراہن الا ان یمنع صحیحہ اور شرح و ہدایہ میں ہے تخانیۃ کہ اگر مستاجر
 نے اجارہ کی چیز پر بیع اور مستاجر چاہا کہ اسکی بیع کو منع کرے تو وہ اس پر قادر نہیں اور اگر راہن مرہون کو بیع تو مستاجر نہیں کو اختیار ہے کہ اسکی بیع
 منع کرے ہم لیکن عادیہ میں دی صغیر ہے کہ بیع مرہون کی راہن اور مرہون کے حق میں نافذ راہن اور مرہون اسکو منع نہیں کر سکتے اجارہ
 والی چیز کی بیع کے مانند کذا فی الخطا دی و تفتیح بلا حاجۃ الی الفیہ بموت احد العاقدین عندہ نالانچہوندہ قطبہ عقداً فی نفسہ
 بدو منع کرنے کے اجارہ منع ہو جائیگا احد العاقدین کی موت سے کہ مرہون دیکھ اس کے جنون مطبق ہو جائے تو سے وہ اجارہ منع ہو جائیگا جسکو
 اپنی خاصیت ان کو واسطے عقد کیا ہو الا ان فی حق مرہون ملک ولا حاجۃ فی طریق فیتقی الی مائۃ فیرفع الاموال القاضی لیس فی
 الاصل فیوجز ہذا لو امینا او بیعہا بالیقین ویدفع لہ اجرۃ الایا بان مرہون علی ذیہا و تقبل البینۃ ہنا بلا خصم لانہ
 الاخذ من غیر مافی بدۃ الشبہ احد العاقدین کی موت سے اجارہ منع ہو جائیگا لیکن ضرورت کے سبب منع نہیں ہوتا چنانچہ مرہون کا جانا
 مکہ معظمہ کی راہ میں اور حالانکہ راہ میں کوئی حاکم نہیں اس ضرورت کے تابع منع اجارہ باقی رکھا جائیگا پھر مقتدرہ ہاں کے قاضی کے
 سنا پیش کیا جائے کہ قاضی جو بہتر ہو سو کرے سطر پر کہ جائزہ اجارہ منشا پر کو اگر وہ امانت دار ہو جائے تو کر بقیہ بیع ہوگا اور مستاجر کو بھیجے گی
 اگر دے اگر مستاجر نے جانے کی چیز دینے کو اگر وہ اسکی ثابت کر دے اور اس مقام میں بدو مدعا علیہ کے گواہ مقبول ہوں سو اسطے کہ دعویٰ اس خبر کی سن
 سے لیا جائے جو اس کے قبضے میں کذا فی الاشباہ و فی الخانیۃ استاجر اذا ارحما ما اور ارحما شہرہا فسکن شہرہا ہل یکر صراحت الشہرہ الثانی
 ان معدا الاستغلال نعم ولا کلا بقیہ اور خانیۃ میں کہ گھر یا حمام یا زمین ایک ہینہ کو اجارہ فی پھر مستاجر اس میں دو چھ سکونت کی
 اس پر دوسرے مہینے کی اجرت لازم ہوگی یا نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ اگر وہ غیر فقط کرایہ کی واسطے مہیا کی ہو تو ہاں دوسرے مہینے کی اجرت لازم ہوگی اور اگر
 کو چکر اسطے ہیا نہیں تو اجرت لازم نہیں اسی قول کا فتویٰ قلت فکذا الوقت وحال المیتیم وکن الوفاقا صاۃ المالك وکلا لہ بالاجل فسکن
 یکر صراحت الشہرہ الثانی ہذا میں کہتا ہوں اسطر ح مکان کو اور مال یتیم میں دوسرے مہینے کی اجرت لازم ہوگی اور اسطر ح اگر مستاجر سے
 شہرہا میں تقاضا کیا اور اجرت شہرہا کی مالکی پھر مستاجر سا کرے یا تو اس پر اجرت لازم ہوگی اسکی سکونت کرنے سے بعد اس تقاضے کے و کلا لہ بالاجل فسکن
 بعد موت المورث ہل یکر صراحت الشہرہ الثانی قبل نعم یمنع علی الاجارۃ وقیل ہوا کا المستغلا لہ اور اگر مستاجر ساکن با بعد موت مستاجر کی اسکو
 اسکی اجرت لازم ہوگی یا نہیں بعضوں نے کہا ہاں اجرت لازم ہوگی بسبب چلے مستاجر اجارہ سابقہ پر بعضوں نے کہا کہ یہ مسئلہ پہلے مسئلہ سکونت شہرہا کے مانند
 ہم یعنی اگر وہ مکان کرایہ کی واسطے بیجا ہو کر وارث شہرہا میں تقاضا کرے یا تو اس پر اجرت لازم ہوگی اور نہیں لازم نہیں دینیگی ان کا نظریہ
 الا نفسا ہما لو طال البیۃ الوارث بالتفرغ او بالانعام اخی آخر لو معدا الاستغلال لانه فضل حجۃ فیہ و ہل یکر صراحت الشہرہ الثانی
 او اجرت مثل ظاہر تقبیر الثانی و تمامہ فی شرح الوہبانیۃ اور لائق بقواعد فقہ یہ ہے کہ یہاں اجارہ منع ہو جانا ظاہر ہو جب کہ وارث
 سوچ کا محال خالی کرشیہ کا مطالبہ کرے یا التزام اور اجرت کا نہ ہو اگر وہ مکان کرایہ کی واسطے بنا ہو سو اسطے کہ یہ مسئلہ مجتہدینہ اور کیا
 اجرت معینہ لازم ہوگی یا اجرت مثل لازم ہوگی ظاہر فقہیہ اجرت مثل پر دلالت کرتا ہے اور اسکا پورا بیان شرح و ہدایہ میں ہے و فی المئۃ مائۃ احد
 والی بیع یقبل بقیہ العقد بالمستقیم حتی یکر صراحت الشہرہ الثانی و بعد المدۃ باجر المثل اور معنی ہے کہ احد العاقدین مر گیا اور کھیت ساگ ہو یعنی ہنوز
 کھیت خام ہو تو عقد اجارہ باقی رہیگا چنانچہ تک بعض اجرت معینہ اور بعد انقضائے اجرت مثل پر باقی رہیگا دنی جامع الفصولین لہ
 رضی اللہ او ث و ہو کبیر بمقارۃ الاجارۃ و رضی بہ المستاجر جازا فیہ اسی فیجعل الرضی بالبقاء انشاء عقدہا لہ لہا
 بالاعطای قضا مائۃ اور جامع الفصولین میں اور اگر مستاجر کا وارث بالغ بقا اجارہ پر رضی ہو اور مستاجر رضی اس پر رضی ہو تو ہاں اس پر ہاں ہاں

و فی المئۃ مائۃ احد
 والی بیع یقبل بقیہ العقد بالمستقیم حتی یکر صراحت الشہرہ الثانی و بعد المدۃ باجر المثل اور معنی ہے کہ احد العاقدین مر گیا اور کھیت ساگ ہو یعنی ہنوز
 کھیت خام ہو تو عقد اجارہ باقی رہیگا چنانچہ تک بعض اجرت معینہ اور بعد انقضائے اجرت مثل پر باقی رہیگا دنی جامع الفصولین لہ
 رضی اللہ او ث و ہو کبیر بمقارۃ الاجارۃ و رضی بہ المستاجر جازا فیہ اسی فیجعل الرضی بالبقاء انشاء عقدہا لہ لہا
 بالاعطای قضا مائۃ اور جامع الفصولین میں اور اگر مستاجر کا وارث بالغ بقا اجارہ پر رضی ہو اور مستاجر رضی اس پر رضی ہو تو ہاں اس پر ہاں ہاں

بانی الفصولین یعنی تو باقی رہنے کی رضامندی ایجاد عقد قرار دیا جائی یعنی جواز اجارہ کیواسطے رضامندی انشاء عقد ہوگی بواسطہ تعالیٰ کے
 اسکو تامل کرو فی حاشیہ الاشبہ المستأجر المشتري الحق بالعين من سائر العقد صحیحاً ولو فاسداً فاستوفى
 للمعراء فيلحفظ اور اشباہ کے حاشیہ میں کہ مستاجر اور مرہن اور مشتری زیادہ تر عقد رہیں عین کے باقی دین والوں کے اگر عقد اجارہ اور مرہن
 اور بیع صحیح ہو اور اگر عقد فاسد ہو تو مستاجر اور مرہن اور مشتری برابر دین والوں کے اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی اگر موجد مرگیا اور بیع
 دیون میں تو اور دین کے مستاجر زیادہ تر عقد رہے اور اسبطرح مرہن اٹھے اور اگر چیز خریدی اور ہنوز قبض میں نہیں آئی کہ بائع مرگیا اور دین
 میں مشتری اٹھے یعنی اول مشتری اپنا حق لیگا پھر اگر کچھ زیادہ باقی رہیگا تو اور رباب دیون یا دین کے کان عقد تھا الغیر کا شرح
 کو کیل ای بالاجارہ پھر اگر عاقد اپنے غیر کیواسطے اجارہ منعقد کیا تو عاقد کی موت کے اجارہ منسوخ ہوگا چنانچہ اجارہ لینے کا وکیل یعنی مثلاً زید
 خالہ کہہ کہ میری بیوی کسی کو اجارہ اور اسنے محمود کو اجارہ دی تو خالہ کے مرنے سے حویل کا اجارہ منسوخ ہوگا کیواسطے کہ اجارہ عاقد
 کے واسطے نہ تھا واما الوکیل بالاستیجار اذا مات بطل الاجارہ لان التوکیل بالاستیجار انما یستلزم فی الواقع فساداً کالتوکیل
 بشراء الاغنیاء فیصدیر مستأجر النفس ثم یصدیر موجد الموکل فلو لم یکن التوکیل بالاستیجار بمنزلة المأذون لکان
 نقلاً المصنف عن الذخیرة قلت ومثله فی شرح الجمع والبنان زید والعمادیتہ اور اجارہ لینے کا وکیل اگر مر جائیگا تو اجارہ باطل ہوگا
 کیواسطے کہ اجارہ لینے کی توکیل خریداری منافع کی توکیل ہے تو یہ شراء اعیان کی توکیل کے مانند ہے تو وکیل مستاجر ٹھہرے گا اپنی ذات کیواسطے
 پھر موجد ٹھہر جائیگا اپنے موکل کیواسطے سو یہی مطلب ہے ہمارا مثل کا کہ اجارہ لینے کا وکیل بمنزلہ مالک کے ہوا یا نقل کیا ہو مصنف نے وغیرہ
 میں کہتا ہوں اور اسی کے مانند شرح جمع اور بنان زید اور عمادیتہ میں ہے ثم قال المصنف قلت هذا مستقیم علی ما ذکرہ الملک فی قولہ انما
 یثبت لائق التوکیل ثم ینقل الی الموکل واما علی ما قالہ ابو طاهر من ان یشبہ التوکیل ابتداءً وبجانب من فی الکنہ وھو لا صحیح
 کما فی الجہان فیستقیم واللہ اعلم انھی پھر مصنف نے اپنی شرح میں کہا میں کہتا ہوں یہی مستاجر وکیل کی موت کے اجارہ باطل ہونا مستقیم ہے
 کہ جسے اس قول کے بموجب کہ ملک وکیل کے واسطے ثابت ہوتی ہے پھر موکل کی طرقت منتقل ہوتی اور وہ جو ابو طاهر نے کہا ہے کہ ملک موکل کیواسطے ابتداً
 ثابت ہوتی اور اسی قول پر یقین کیا ہے کہ زمین اور یہی صحیح تر قول ہے چنانچہ بحر الرائق میں تو بطلان اجارہ مستقیم نہیں وانشاء علم انھی قول المصنف
 قلت واعقبہ شیخنا بانہ غیر مستقیم علی ما ذکرہ الملک فی الجہان فیستقیم علی ما ذکرہ الملک فی الجہان فیستقیم علی ما ذکرہ الملک فی الجہان فیستقیم
 والوجوب للیقین والفساد للملک المستقیم شارح کہا میں کہتا ہوں اور مصنف کے قول پر ہمارا استاد اعتراض کیا ہے بطرح کہ بطلان
 اجارہ بموجب اس قول کے بھی جسکو کہ جس نے ذکر کیا ہے غیر مستقیم ہے بسبب متفق ہونے فقہاء قرابت دار وکیل کی عدم آزادی پر اسواسطے کہ وکیل
 کی ملک مستقر اور قائم نہیں اور عتیق اور فساد کا موجب ملک مستقر ہونہ غیر مستقیم فساد مراد فساد بکسب ہے جب کہ وکیل اپنی زوجہ لونڈی کو
 اور اسکے مالک سے خرید کرے اپنے موکل کیواسطے کذا فی الجہان فیستقیم والحاصل ان الاصح ان الاجارہ لا تنقہ بموت المستأجر والفعل
 بہ مستقیم انھی واللہ اعلم پھر ہمارا استاد کہا اور حاصل کلام یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اجارہ منسوخ نہیں ہو جاتا اجارہ لینے والی کی موت
 اور اس قول کی نقل فقہاء میں مشہور اور معروف ہے انھی قولہ وانشاء علم ودعوی واب وجد وقاضی ومتقی الوقت لبقاء المستحق علیہ المستحق
 عتیق لو مات المعقود لہ بطلت در اور چنانچہ وصی یتیم اور رباب اور دادا اور قاضی اور وقف کے متولی کی موت سے اجارہ منسوخ نہیں ہوتا بسبب
 باقی رہنے مستحق علیہ اور مستحق کے تو اگر وہ شخص مر گیا جسکے واسطے اجارہ منعقد ہوا تو اجارہ باطل ہوگا اور اسکی موت کذا فی الدرر مستحق علیہ
 مراد موجد اور مستحق مراد وہ جسکے نفع کیواسطے شخص موجد کو رہنے اجارہ لیا چنانچہ موکل اور یتیم اور صغیر اور بوقت علیہم کذا فی الطحاوی
 مع التوضیح الا اذا کان مقولہ خاص بہ وجمیع حالاتہ کما فی وقف الاشبہ لا معنی لکسبانیۃ قال والحداد والنفع

ببخارہ قلت وباطلاق التوقیت قادی الہدایہ فکان ہذا المذهب المعتمد کما قالہ المصنف فی حاشیہ علی الاشباہ منوی وقف کی موت
سے اجارہ نسخ نہیں ہو تا مگر جبکہ ایسا منوی ہو کہ وقف اوس کی ذات کی واسطے ہو اور سبب غایہ وقف کا اوس کی ذات کی واسطے ہو تو اس منوی کی موت
سے اجارہ نسخ ہو گا کذا فی وقف الاشباہ عن الزبانیہ صاحب اشباہ نے کہا اور متون فقہ کا اطلاق اس مسئلہ کے خلاف ہے میں کہتا ہوں اور اطلاق
متون کا منوی دیا ہے قادی ہی دیا ہے تو وہی اطلاق مدح مند ٹھہر گیا ایسا کہ یہ مصنف نے کہا ہوا ہے حاشیہ میں جو اشباہ پر دکانا قال فی الاشباہ
اعلایم اوراق لا تنسخ الا حیاۃ موت مخرج الوقف الا فی مسئلہ ایذا آخرھا الواقع فی اقل ثلث مات لبطان الوا وقف
برئۃ وہیما اذا اجر ارضہ لثمن فقہ علی عین ثمن مات یفسخ اور اس واسطے اشباہ میں کہا ہے چار ورق کے بعد کہ اجارہ نسخ نہیں ہو جاتا مخرج
وقف کے مرجع نے سے کہ دو مسکنوں میں ایک مسئلہ ہے جبکہ زمین کو اجارہ دیا وقف کے کہیو اس نے پہرہ فرمادہ ہو گیا پھر مر گیا بسبب طل ہو گیا
وقف کے واقع کی ابتدا سے اور دوسرا مسئلہ ہے جبکہ مالک نے اپنی زمین اجارہ دی پھر وہ زمین وقف کر دی ایک شخص میں پھر واقع مر گیا تو
اجارہ نسخ ہو گا یعنی اس واسطے کہ ابتدا عقد اپنی ذات کی واسطے تھی اور پہلی صورت میں وقف میراث ہو جائیگا وہی وقف قادی ابن نجیم مسئلہ اذا اجر
الناظر ثمرات فاحکاب لا تنسخ الا حیاۃ فی الوقف جموت المخرج والمستاجر کذا یرایتہ فی جلد نسخہ لکنہ مخالف لہذا فی اجارۃ
کذا لہذا فی فتاویٰ قادی ابن نجیم کی کتاب الوقف میں مذکور ہے کہ ابن نجیم سو بیحد سوال ہوا کہ جب ناظر وقف نے اجارہ دیا پھر وہ مر گیا تو جارا بدا
کہ اجارہ وقف میں مخرج اور مستاجر کی موت سے نسخ نہیں ہو جاتا اس طرح میں نے دیکھا ہوا قادی مذکور کے کئی نسخوں میں لیکن وہ مخالفت ہوا قادی
قادی ہی دیا ہے کہ کتاب الاجارہ تو آگاہ رہیوم مخالف فقہ ہے کہ اس میں لفظ مستاجر زیادہ ہے کذا فی الحلبن فیہا ایضاً لا تنسخ جموت المتولی
ولو الغلۃ لا یجوز دہ فتنبہ اور اوس قادی میں یہ بھی ہے کہ منوی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہو جاتا اگرچہ وقف کا غلہ فقہ منوی
کیواسطے ہو سو خبر دار رہنا ہم شارح نے خبر داری سے اشارہ کیا کہ مذکور کی طے یعنی وہاں اشباہ میں مذکور ہے وہ اس قول سے بھی
برہ ہو گیا وہی فی الفیض الواقف لو اجر الوقف بنفسہ ثم مات فی الاستحقاق لا یبطل الا اجر الخیر تھی ومثلاً فی الذرازیۃ اور فیض میں ہے
کہ وقف کرنا الا اگر وقف کو اجارہ دیا نہ خود پھر مر جائے تو استحسان میں اجارہ باطل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اوس غیر دین کیواسطے اجارہ دیا یعنی
غیر کے مستحق موت عرف علیہم ہیں نہ راقن اور اس طرح نزاع میں ہر وہی الی شراعیۃ وحکمہ عزل بالقاضی المتولی کلمات لا تنسخ اور سراجہ میں
ہے اور قاضی لہ منوی کی مغربی کا حکم موت کی برابر ہو تو اس کے عزل سے اجارہ نسخ ہو گا قاضی نے ایضاً بتوہت احاد مستاجرین اور حواریہ سے
حصہ ای حصہ المیت لو عقد ہا لنفسہ فقط وبقیت فی حصۃ الخیر اور دو مستاجر دین بار و نہ جوہر میں سے ایک مستاجر ایک مخرج کے رجاء
سو بھی اجارہ نسخ ہو جاتا ہو فقط اوس کے حصہ میں یعنی میت کے حصہ میں نسخ ہوتا ہو اگر میت بذات خود اجارہ منع کیا ہو اور باقی رہ گیا اجارہ زندہ مستاجر
یا مخرج کے حصہ میں **فمن** سلسلہ شارح کافی وقف الاشباہ تخلیۃ البعید بالطلۃ فلو استاجر قریۃ وہو بالمصر لم یضم تخلیۃ علی الخیر
فی نسخہ للمتولی ان ینتہب للقریۃ مع المستاجر او غیر فیخلۃ بینه وینہا او یرسل ویکلہ او رسولہ اعیاء لکمال الوقف فلیحفظ
قلت لکن نقل حشیش ابن المصنف فی ذواہر الجواہر عن نبوع قادی قادی الہدایۃ انا متی مضی ما لا یتکلف من الذہا
الیہا والدخول فیہا کانت قابضاً والا فلا فتنبہ انتھی اور اشباہ کی کتاب الوقف میں مذکور ہے کہ مکان بعید کا تخلیۃ یعنی اجارہ کی
زمین کو مستاجر کے قبضہ وقف میں کر دینا باطل ہے تو اگر گانون اجارہ لیا اور حالانکہ مستاجر میں سے تو اس کا تخلیۃ صحیح نہیں بابر قول صحیح ترک منوی
وقف کو لائق ہو کہ گانون میں مستاجر یا غیر مستاجر ساتھ یعنی اس کے دلیل کے ساتھ ہر تخلیۃ کر دی درمیان مستاجر اور درمیان گانون کے یعنی بلا رجعت
اس کے اوسکو تعدد میں کر دیا منوی اپنے دلیل یا پیغام میں گانون کو ساتھ ہی جو مال وقف کے قائم رہی کیواسطے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے میں کہتا ہوں لیکن
اشباہ کو حشیش مصنف کی فرزند نے ذواہر الجواہر میں قادی قادی ہی دیا ہے کہ کتاب البیوع سے نقل کیا ہے کہ جب اتنی مدت عقد اجارہ بعد گزر جائے کہ جس میں

مستاجر گانون کی طرف جاتا اور اسکے داخل ہونے میں قادیان و گانون کا قابض ٹھہر گیا اور اگر اتنی مدت مشق نہ ہو فقط مستاجر کے حق امتیاز
 قابض ٹھہر گیا انتہی مافیہ ذوالجواہر ہم ذخیرۃ الناصرین کے اگر گانون اجارہ لیا اور وہ شہر و دیہہ اور مستاجر اس کے قبضہ کا اقرار کیا تو مستاجر
 اور اقرار اسکے اطل تیار و تمکین اتنی مدت تک جس میں ہاں جائے اور قبضہ کرے یا اس قدر مدت کہ بعد اقرار کرے یا سوچے اور مستاجر اپنے وکیل یا رسول
 بھیجیں کہ ان فی المحل و مسائل **مشق** یہ چند مسائل متفرق ہیں ان میں حصہ اول بقایا اصول قصبہ محصور فی ارض مستاجر ہے
 اور مستعاقبہ جلائین باقی جرین قصبہ مقطوع کی جو اجارہ یا عاریت کی زمین کے اندر واقع ہیں ہم قصبہ یعنی بالیں اور زر کل بطریق مثال کے جو
 اس کی خصوصیت نہیں بلکہ گھاس اور ہر قسم کے کھیت کی ٹھوٹھوں کے جلائین کا ہی حکم ہر کدانی شرح انھوی موشکہ ارض بیت المال الحکومت
 لحوۃ القوافل والا حمال و عمری الذائب و طرح المحصاۃ ثلث و حاصلہ ان لو یکن لہ حق الاستفاد فی الارض فحق ما احرقتہ
 ممکنہ بنفس الوضوح لا مانع لہ الریح علی ما علیہ الفقہاء کا شیخنا اور اجارہ اور عاریت کی زمین کے مانند بیت المال یعنی برکاری زمین جو
 قائلون اور بجاری اس کے اوتارنے کی واسطے اور جائزوں کی چراگاہ اور کھلیاؤں کے ٹپے کی واسطے مقرر ہیں کہتا ہوں اور خلاصہ یہ کہ
 اگر جلائین شخص کی واسطے حق استفادہ نہ ہو زمین میں تو اوپر تار لازم ہوگا اور جس کو آگ نے جلا دیا اس کی ان میں بھرنے کے لئے
 نہ اوس میں کتاؤں جس کو جلا یا آگ اور اگر بنا بر قول شریعی یا سیاسی کچھ کہنا ہی ہوگا اور اس ذخیرۃ الدین رکلی فاحسن و ششے من ارض عسیر
 لہو یضمر لہ نہ سبب لامبا شریک اجارہ یا عاریت کی زمین میں کھیت کی ٹھوٹھیاں جلائین غیر شخص کی زمین کوئی چیز جل گئی تو جلائین
 والے پتاؤں ان میں اس واسطے کہ احراق مذکور ہے اسحاق کا نہ مباشرت یعنی اور تار کی تہہ یا سبب سے نہ سبب ان لو قصبہ یا لہ ریح
 کانت مضطر بہ فحق لا نہ یعلم انہا ششے ارضہ فیکون سبب عدم تار اس شرط پر کہ کہہ ہوا میں روڑ نہ چلتی ہو اور اگر ہوا میں ہو
 تو جلائین تار اور دیگا اس واسطے کہ وہ جانتا کہ ہوا کی تیزی سے آگ اور اس کی زمین میں شہری نہ رہے گی تو یہی شخص احراق کا مباح شریعی
 ہلا نیو الا تھمرا و کن اکل موضع کان للواضع حق الوضیع فیہ اسی فی ذلک الموضع لا یفنی علی کل حال اذا تلف بذلک الموضع
 شئی سو اتلف بہ و ہو فی مکانہ اور بعد با ذلک عینہ اور اس بطرح جس موضع میں کر کے رکھنے والے کو رکھنے کا حق ہوتا ہے نہیں ہر حال
 میں جب کہ اوس کھی چیز کوئی اور جز تلف ہو جائے خواہ جز تلف ہوا میں حال میں کہ شے موضوع اپنے مکان میں ٹھہری ہو یا تلف ہو اپنے مکان میں
 ہست جائے بعد بخلاف ما اذا لم یکن لہا وضع فیہ حق الوضیع حیث یضم الوضیع اذا تلف بہ ہاں ہوا مکان و کذا بعد ما ذیل
 لا یجوز بل کوئی قسم حق فی الطریق ثم آخر آخری قد خیرنا انکسرنا ہر کدانی جلائین کا ہر کدانی ہر کدانی ذلک بہر بل کریم و سبیل لا یضمن العین
 ہذا ہوا اصل فی ہذا المسائل کا حقیقۃ الخانیۃ برخلاف حکم سابق یہ ہو سکتا ہے جب کہ رہنے والے کا اور مکان میں رکھنے کا حق
 نہ ہو سبب سے رکھنے والا تار اور دیگا جب کہ کوئی چیز اوس کھی چیز سبب سے تلف ہوگی اور حالانکہ شے موضوع اپنے مکان میں ہے اور اس
 تار اور لازم ہوگا شے موضوع کے خود دل جائے بعد ہوا ٹالنے والے کے چنانچہ گھڑا رکھنا راہ میں پھر دوسرے شخص دوسرا گھڑا وہیں کھا پھر
 دونوں گھڑے دھکے اور دھکے کر لوٹ گئے تو ہر شخص دوسرے شخص کے گھڑا تار اور اگر شے موضوع ٹل گئی کسی چیز کے ٹالنے سے چنانچہ
 ہو یا سبب سے تو رکھنے والا پتاؤں نہیں ہر قاعدہ کلیہ ہوا ان سداون میں چنانچہ اس کی تحقیق خانیہ میں کی ہو تو وہ علیہ بقولہ فاق وضع
 جھڑی الطریق فاحرق بذلک شے ضمن لہ عدل یہ بالو نزع پھر شے اپنے قول پر نزع کی اس میں سے تار اگر چکاری رکھی ہو
 میں اوس کے سبب کوئی چیز جل گئی تو تار اور دیگا سبب اپنی تقصیر سے رکھنے سے ہم اس واسطے کہ راہ میں چلنے کا حق نہ آگے رکھنے کا و کذا
 یضمن کل موضع لیس فیہ حق المدد اور اس بطرح تار اور دیگا ہر ایک اوس موضع میں جہاں چلنے کا حق ثابت نہیں ہم حق مرد خانیہ میں کہہ رہے ہیں
 حق وضع لہ عدم حق وضع مذکور ہوا اور عدم مرد کے حق کو صاحب خلاصہ ذکر کیا ہو اور کہا ہو کہ اس قول پر توی ہو کذا فی المحل و

اولاً اذہبت بہ اسی بالی صغر الریح فلا ضآن لیسٹھا فیکہ وکذا لو نہ خرہ السید الجیوب یعنی خاتمہ مگر جب کہ رکھی ہوئی تھی
 کو دکان ہو اور ایکجا تو اب تلف ہونے سے تاوان نہیں اس واسطے کہ ہونے رکھنے والی کا فعل ملتا دیا یعنی اب حراق ہو کی طرف منسوب ہو گا نہ رکھنے
 کے کی طرف اور اس طرح اگر سیلاب نے پھر ڈھلکایا اور کوئی چیز تلف ہو گئی تو لکھنے والے پر تاوان نہیں اسی بل پر فوٹی کہذا فی الخانیۃ و لو آخر
 الحداد الحدیدین ایک کپڑے کا نہ ٹھوس بلکہ بڑے بڑے ٹکڑے تھے جرح الشراہ الی الطریق و آخر شیعہ کہیں دلو لہو فیہ شیعہ و آخر جہد الریح کلاذی
 اور اگر لوہا کو لوہا نکالا بھیجی ہے اپنی دوکان میں پھر اوپر پھرتا مارا سورہ کی طرف چنگا دی نکل گئی اور اسے کوئی چیز خلا دی تو لوہا تاوان
 دینا اور اگر اوپر پھرتا نہیں مارا اور چنگا دی ہو نکالی تو اب جتنے سے تاوان لوہا پر نہیں کذا فی الریحی سقی ارضہ سقیلاً تحتہ فتعد
 الماء الی ارض جائزہ فافسدھا حقن لانه منبا شرکاً متسبباً ایک شخص نے اپنی زمین اس قدر بکثرت سخی کہ زمین اس کو نہ تمام سکی ہو
 پانی اوہل کر اس کے ہمسایہ زمین کی طرف بہا اور اس کو خراب کر دیا تو سب سے پہلے پڑاوان لازم ہو گا سو اسطے کہ وہ مباشرت و فساد کا
 نہ سبب بلکہ اتنا ضیاع اوصفاً غرق حافضہ علیہ العمل بالیضف سوا انحدالعمل ام اختلاف کھیا ط مع قصار حرج
 استسنا لکلا شریک الصنائع فہذا ابو جاحیہ یقول و ہذا یحدا قمر یعمل خیاط یا رنگر نے اس شخص کو اپنی دکان پر بیٹھا جو کچھ
 کو سینے یا سنے کا کام لیکر نصف نصف اجرت خواہ دونوں کا عمل ایک ہی ہو یعنی دونوں خیاط ہوں یا دونوں رنگر یا عمل مختلف ہونے سے
 خیاط و دھوئی کے ساتھ تو یہ درست ہے باعتبار استحسان کے سو اسطے کہ یہ شرکت ہو صنایع کی نہ شرکت وجوہ حبس کہ صاحب ہر ایک کا
 تو یہ شخص سبب اپنی وجاہت اور رداری کے کام لیتا ہے اور یہ یعنی دو کا زار اپنی کار گیری کے سبب سے کام کرتا ہو گا سبباً و جمل لیل
 علیہ محاکم الالبین الی مکتہ و لہ المجل المعداد و رؤیتہ اذک و کذا اذا المریر لطل حنہ والیجات جیسے صحیح ہے کہ یہ لیا غیر
 اونٹ کا تاوان اوپر حمل لا دیا اور اس پر سوار ہو کر مکہ معظمہ تک اور حالانکہ حمل روانہ کے موانع اور دیکھ لینا حمل کا سبب ہے یعنی
 قطع زراعت کی واسطے اور اس طرح اجارہ جائز جب کہ چھوٹا اور بڑا نہ دیکھا ہو ہم شامل میں نہ کرے کہ وہ اونٹ مکہ معظمہ تک کر لے گیا
 ایک اونٹ پر حمل کرے اور وہ شخص اوپر سوار ہو اپنا اور بیٹا چھوٹا لیکر سو مکاری سے سوار ہو والوں کو دیکھا اور دیکھا سبب مذکور نہیں کیا
 اور دوسرے اونٹ پر کئی من سوار پانی اور سرکہ اور تیل وغیرہ لا دیا اور اس کی مقدار بیان کی یا یہ شرط کی کہ مکہ معظمہ سے پہلے کی وقت
 تھا لٹ لا دیا وگیا جس قدر لوگ لا دلاستے ہیں تو یہ اجارہ فاسد تیس میں اسبب غیر معین ہو بوجہ کے اور باعتبار استحسان جائز ہے
 سو اسطے کہ اسکار و اج جارہی انتہی زینتی کما وجہ استحسان یہ کہ معقود علیہ را کب ہو سو معلوم ہو حمل تابع ہو اور اس کی جہت سنا کی طرف تیر
 زائل ہو جاتی اور اس طرح اگرچہ بچھونے کی جہت دور ہو جاتی کذا فی لوطا و فی الو لول الجیمہ و لو تدار الی مکتہ لا یلاہ سنا بعض
 آجیانہا جاز فی جعل المعقود علیہ حملاً فی ذمہ المکارم و الی الی و جہا لہا لک تفسیر قلک فہا یفعلہ الجحیم من الی جارہ لک الی
 الرکب الی مکتہ بلا تعین الی الی صحیح واللہ اعلم اور و لول الجیمہ میں اور اگر چار یا دس اونٹ بلا تعین کر لے مکہ معظمہ تک تو جائز ہو
 معقود علیہ بوجہ قرار دیا جاتا ہو مکاری کے ذمہ پر اور اونٹ بوجہ فساد کے آلات ہیں اور ان کی جہا اجارہ مذکور کی مفسد نہیں ہیں کہ تاوان
 کہ وہ جو حاجی لوگ جارہ کرتے ہیں بوجہ آلاہ اور سواری کی واسطے مکہ معظمہ تک بلا تعین انہوں نے تو صحیح ہو مگر علم ہم وجہ ہوا یہ ہے کہ مطلق
 سنا کی طرف مفسد ہو استنا جن حملہ مکہ مقداد من الزل ذکار کل منہ و منہ منہ من ذلہ و لول الجیمہ ایک اونٹ کر لے لیا تو شیعہ کی مقدار میں
 کے لا دیا سو اسطے سو تو شیعہ میں کچھ کہا گیا تو اس کی عوض تو شیعہ یا تاوان کی اور غیر پھر اوپر لا دی جہا قال لکنا صفا سرہ فی تہا و لا فا جہا
 کل شریک نہ کہ نام لیسٹھا علی الفاصنہ المشی لان سکون تدریعی صاحب خلیفہ نے گھر کے غصب کر سوا اسے کہا کہ گھر خالی کر دے اور نہیں تو
 کر لے اور اس کا ہواہ اتنا دینا ہو گا سو غصب نے گھر خالی کیا تو غصب پر کر لے مذکور و واجب ہو گا سو اسطے کہ اس کا سکوت رضا مند ہے اجارہ کی

اذا انکر الغاصب ملكه وان اثبت مبیعہ لا ینفذ الا انکره لیس یکن ارضیا بل جازعاً مگر اوس صورت میں کر ادا جب نہ ہو گاجب کہ غاصب صاحب خانہ کی ملک کا انکار کرے اگرچہ صاحب خانہ اپنی ملک گراہوں ثابت کرے ہواسطے کہ جب وہ ملک کا منکر ہو تو اجارہ براضی ٹھہرا ان اقس عطف علی انکرہ ایہ بالک کہ وہ یکن لیس یکن بل جازعاً نہ صحت بعد م الرضی یا غاصب اوسکی ملک کا اقرار کیا دلیکن آخر پر رضی ہوا تو بھی اجارہ واجب نہ ہوگی ہواسطے کہ او عدم رضا کی تصریح کر دی فی الاشباہ السکوت فی الاجارہ رضی وقبول فلو قال للسائل اسکت لیکن واذا فانتقل او قال الراعی لا ارضی یا المسمی بل بكذا فسکت ان لم یکن مسمی اور شاہد میں کہ جب رہنا اجارہ میں ضا اور قبول ہو اگر کسی نے گمراہی و کان کہنے و اس سے کہا کہ بعض اس قدر کر ایہ سے سکوت کر اور زمین نخل جایا چراہیو اس نے کہا کہ میں اجارہ براضی نہیں بلکہ اس قدر اجارہ لوں گا پھر اوس نے سکوت کیا تو اس قدر اجرت لازم ہوگی جتنی او معین کی بولی سکوت ثم لما طالب قال لواء اسمع بکلامکم هل یصدق ان یتهم نعم و لا کلا عملاً بالظاہر باقی رہی بیات کہ اگر ساکن ہو کو نے سکوت کیا پھر جب مالک نے کرایہ لگا تو بولا کہ میں تیرا کلام سنا تھا تو اسکی تصدیق ہوگی یا نہیں جواب یہ کہ اگر وہ شخص میرا ہی تو ہاں تصدیق ہوگی اور اگر وہ شخص میرا نہ ہو تو تصدیق نہ ہوگی بنا برعلیٰ بظاہر حال المستاجر ان یوجی الموجر بعد قبضہ قیل وقیل من غیر معجزہ و اما من مخرج فلا یجوز وان تخلل ثالث ید فی التملیک لما لک من اجارہ کو جائز کہ اجارہ والی چیز بعد اس کے قبضہ کرنے کے اوس کے مالک کے سوا اور شخص کو اجارہ دے بضمون کہا قبل از قبض بھی اجارہ دینا جائز اور اوس کے مالک اجارہ دینے والے کو اجارہ دینا جائز نہیں اگرچہ تیسرا شخص میان میں واقع ہو مگر یہ کہ مستاجر اول مستاجر ثانی کو اجارہ دے اور مستاجر ثانی بھی کو اجارہ دے اسی قول پر فتویٰ بسبب لازم ہو تملیک مالک کے ہم یعنی عین کا مالک منافع کا بھی مالک نہ ہو مستاجر اوس کے قائم مقام ہو کر ذائقہ طوطا و هل یطل الا ولی بالاجارہ لک الصیحم لا وہبانیہ ثلث و صح قاضخان وغیرہ فی المضمرات و علیہ الفتویٰ اور کیا پہلا اجارہ مالک کو اجارہ دینے سے باطل ہو جاتا یا نہیں جواب یہ کہ صحیح قول یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا میں کہتا ہوں اور عدم مطلقان کو صحیح کہا ہے قاضخان وغیرہ اور مضمرات میں اور اسکی نقل پر فتویٰ ہو وقد مناعن العیض یا الخی ہرۃ الا صح نعم و ان المصنف تمت و نقل مناعن الخلاصۃ ما یفید ان قبضہ من بعد ما استاجر بطلت و لا لا فلیکن التوفیق فتاویٰ اور بھی بحر الرائق سے نسبت بجزیرہ پہلے نقل کیا کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ ان اجارہ باطل ہو جاتا مالک کو اجارہ دینے سے اور ثابت رکھا ہے فی نقل کو مصنف زمان اور اپنی شرح میں یہاں خلاصہ وہ نقل کیا ہے جو اسکا مفید کہ اگر مستاجر مستاجر اجارہ کی چیز قبض کی بعد اس کے اجارہ لے لے تو پہلا اجارہ باطل ہوگا اور نہیں تو باطل نہ ہوگا تو اب تو دونوں قولوں میں اختلاف رفع ہو گیا اتفاق ہو گیا سوا اسکو غور کر لے ہم یعنی بطلان اجارہ اولی کا قول عدم قبض ہو جرح محمول ہو اور بطلان کا قول قبض ہو جرح محمول ہو محیط میں کہ مستاجر مستاجر لیکر قبض نہیں کیا تو مستاجر اول پر اجرت لازم و هل یسقط الاجر ما دام فی ید الموجر خلاف مبسوط فی شرح الوہبانیہ اور کیا آخر سا قاضخان جب تک اجارہ کی چیز ہو جرح قبض میں ہر اس میں اختلاف ہے جو شرح وہبانیہ میں شرح مذکور ہو و کلاً باستیجار عقار ففعل الوکیل وقبض دلیع یسکتھا او لیسلم الوکیل العین الموجرۃ الیہ ام الی الموجر حتی مضرت المدۃ فالاجر علی الوکیل لان اصل الحق فی الحقوق ورجع الوکیل بالاجر علیہ لیتا بتبعہ عن فی القبض فصار قایضاً حکماً ایک شخص نے دوسرے کو غیر منقول کے اجارہ لینے کا وکیل کیا سو وکیل نے ویسا ہی کیا اور اس پر قبضہ کیا اور وکیل نے اجارہ کی چیز موکل کو تسلیم کی یہاں تک کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو اجارہ وکیل پر ہو ہواسطے کہ وہ اصل ہو عقد حقوق میں اور وکیل اگر پھر موکل امر کرے تو اس سے بسبب نائب ہو وکیل کے موکل کی جانب سے قبض کرنے میں تو موکل حکماً قابض ٹھہر گیا ہم وکیل موکل سے اجرت بھر لے خواہ وکیل نے موکل کو اجارہ کی چیز سے باز رکھا ہو یا نہ رکھا ہو کذا فی الدرر کذا ان حکم ان شرط الوکیل فی قبض المدۃ و قبض المدۃ و لم یطلب الا غیر المدۃ منہ فانہ یس جرح ایضاً الصیرو و لا غیر قایضاً

بعضی حالتوں میں منع اور اس طرح حکم ہو اگر دیکھیں کہ پیشکی اگر دیکھیں کہ گھر قبض کیا اور پھر اجاہ گزری گئی اور اگر کسی نے
 اس گھر کو مانگا تو وہ دیکھیں کہ اس کے پاس سے جو گھر کو اجاہ دیا اور جو گھر سے اجاہ نہ کرے پھر اس کا سبب ہو جائے تو اس کے قبضہ کر کے
 جب کہ دیکھیں کہ اس کی جانب سے منع نہ ہو یعنی تا وقتیکہ جو گھر کو تصرف باز نہ کرے ورنہ طلبہ کے لئے دار منہ و آبی العیال کے لئے اجاہ
 لا ین جم لا ینا حبس الدار یعنی لہ یبق یدہ یلدا ینا ینا فلم ینا الموکل فایضا حکما فلا ینا مد الا جی اور موکل نے دیکھیں کہ گھر مانگا
 اور دیکھیں کہ نہ دیا تمہیں اگر اس کے سبب سے تو اب اگر فقط دیکھیں کہ پر پٹی اور دیکھیں کہ موکل سے رجوع نہ کر سکیگا ہوا سبب سے کہ جب اسے گھر کو سبب سے روک رکھا تو اس
 قبض نیابت کا قبض باقی نہ رہا تو موکل کو قبضہ ٹھہرا تو موکل پر اجاہ لازم نہ ہوگی کیونکہ القاضی اجاہ علی کتبہ الوائقی والمخاض السیارات قد
 ما یجوز لہ فی قاضی سببی اجاہ موثر و سنا ویز اور محضرون اور محلوں کے لئے ہے نہ جس قدر قاضی کو اجاہ لینا جائز ہے قاضی پر حکم کرنا واجب
 نہ لکھ دینا لہذا لکھنے سے مستثنیٰ اجاہ کا ہوا لیکن یہ جائز نہیں کہ جس قدر قاضی چاہے اجاہ لے بلکہ جتنی اجاہ اور شخص اس قدر لکھنے پر لیتے ہوں اور سبقت
 قاضی بھی اجاہ لے سکتا ہے علم منہ سے زیادہ طلبی کرے گا لکھتی فاند یستحق اجاہ المثل علی کتابہ الفتن لان العا جب علیہ الجواب بالکتاب
 دیون الکتاب بالکتاب ومع هذا الکف اولی احتیاجا من القیل والقال و صیانتہ لاء العجز عن الاستدال بترایہ و تمام
 فی قضاء العیال و بیانیہ چنانچہ فتویٰ دینے والا عالم کہ وہ بھی اجاہ پیش کا مستحق ہوتا ہے فتویٰ لکھ دینے پر ہوا سبب سے کہ مفتی پر زبان جواب دینا واجب
 ہوتا ہے اور گائیون لکھ دینا اور باوجود اسکے اجاہ لینا بہتر ہے تاکہ قیل اور قال سے بچے اور اگر ابتدال سے محفوظ رہے کذا فی البرایہ اور پورایہ
 اسکا وہا نیہ کہ کتاب القضاء میں فی الصیرفیہ حکم و طلب اجاہ لیکتب شہادۃ جائز فی کذا المفتی لونی البکد و غیرہ و قیل
 مطلقا لان کتابہ لیسنت بواجب علیہ اور صیرفیہ میں کہ قاضی حکم کیا اور اجاہ طلب کی تاکہ اپنی گواہی لکھ دے تو جائز اور یہی حکم ہو
 مفتی کا اگر اس شہر میں اس کے سوا اور کوئی بھی فتویٰ دینے والا ہوا اور بعضوں نے کہا خواہ ہو یا نہ ہو مطلقا طلب اجاہ تحریر شہادۃ و اجاہ
 ہوا سبب سے کہ لکھنا واجب نہیں مفتی پر مخطاوی نے کہا شاید کہ گواہی سے مراد قاضی کا وہ خط ہو جو دستاویز پر لکھا جاتا ہو یعنی قاضی کے
 دستخط یا جو والا بیان تو گھنٹہ قاضی میں نہ شہادین اور فراموش نہ کیجیو جو ذکر ہو چکا کہ اجاہ لینا بقدر کتابت غیر قاضی جائز ہے نہ زیادہ و فیہا
 استاجی لیکتب لہ تعویذ لہم جل السبح جائز ان بین لہ قدر الکاغذ والخط والمکتوب اور صیرفیہ میں ایک شخص نے اجاہ مقرر کیا
 تاکہ وہ اس کے دفعہ سے سحر کا تعویذ لکھ دے تو جائز اگر اس کا غذا و خط اور مکتوب کی مقدار بیان کر دے ہم ہوا سبب سے کہ کاغذ کی مقدار ذکر ہو گئی
 تو معلوم ہو گیا کہ مقدار سطور کی اور سین گئی اس کے اعتبار سے اور تفاوت بعض کلمات کے زیادہ ہو نیکیا سبب سے اور ظاہر اخط سے مراد عدد و سطور
 ہوا سبب سے کہ بیان مقدار کا غذا و عدد و سطور کا بیان لازم نہیں تو اس صورت میں لفظ مکتوب کی کچھ حاجت نہیں اور لفظ مکتوب سبب الغفار میں صیرفیہ
 کی نقل عبارت میں نہیں اور خطبے کا خط مراد نہیں ہو سکتا ہوا سبب سے کہ عادت یہ ہے کہ کاتب کا خط اول دیکھ لیتے ہیں کذا فی الخطا
 المستأجر لا یكون محصا لمذعی الا جارة والرهن والشرای لان الدعوی لا تكون الا علی مالک العین مستأجر عا علیہ ہوتا
 اجاہ اور رہن اور ضریکہ مذعی کا ہوا سبب سے کہ دعویٰ نہیں ہوتا اگر مالک عین پر اور مستاجر تو مالک نہیں ہم مثلا ایک گھر خرید کر لیا سو دوسرے شخص نے
 دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرا اجاہ میں یا میرا پس گرد ہو یا میں اس کو خرید کر یا ہو تو اس کی جواب دہی مالک سے متعلق نہ رہے بخلاف المستأجر الموقف
 لہ مالک لکھنا العین بخرات مشتری اور موہوب لہ کے سبب لکھنا ہو دیکھ لیتے ہیں یعنی مشتری اور موہوب لہ عین مالک میں تو وہ مدعا علیہ ہو سکتی ہے
 اجاہ اور رہن اور ضریکہ دعویٰ دھل بیشل و محض لہ اجاہ مع المشتق تو لہ اور کیا خاف ہونا جو مشتری سنا تھہ دعویٰ اجاہ میں
 شرط پر اس میں قول ہوا کہ قول میں شرط ہو اور دوسرے قول میں نہیں و تقیم الا جارة و فیہا والمزادۃ والمعاکد والمضارۃ والکفا
 والکفالة والایضا عو والعصبۃ والقضاء والامارة والطلاق والعتاق والوقف والکون کلوا احد ما ذکرہ ضاآلی الزمان

کتاب الایمان
 فی القضاۃ
 فی الاجاہ
 فی القضاۃ
 فی الاجاہ

مستقبل اس کے لزوم میں دو قول صحیح ہیں اور عدم لزوم کے قول کی ہر طرح تائید کی گئی ہو کہ عدم لزوم پر موقوف ہو فی الجہتی کہ مسکنہ انہما
 الیائہ و من حمل تجوز لہ منہ تعالیٰ سجد اور مستفیض و ابھی نہیں کہ اجارہ عمارت کا بار زین کے جائز نہیں اور بھی سہ ایک روایت میں اجارہ
 مذکورہ جائز اگر عمارت سے نفع حاصل ہو چنانچہ دیوار و چھت اور اسی قول پر موقوف ہو ہم خلاصہ میں کہ فقہ ائمہ کے نزدیک اجارہ بار و عمارت کا اجارہ ہر دو میں
 صحیح ہو کذا فی الخطاوی و منہ اجارہ بنا عمارت و کذا اجارہ اوڑھنا اور اسی قسم سے اجارہ کہ مسکنہ کی عمارت کا اور اسکی زمین کا اجارہ مکروہ ہے
 ہم مختارات النوازل میں کہ بنا کہ معطلہ کی بیع اور اجارہ میں کچھ مضائقہ نہیں اور وہ ان کی زمین کی بیع امام کے نزدیک مکروہ ہو اور صاحب جن کے نزدیک جائز ہے
 اور امام سے بھی اسکی روایت ہو کذا فی الخطاوی عن شرح الوہابیۃ بعد البرہ فی الوہابیۃ سہ فی الکلبۃ الذی فی قولان والیسا کام فی
 اذا رخصھا لیس ثمنہا + اور وہابیہ میں اور کئے اور باز کے اجارہ میں اختلاف ہے جیسے کہ مکہ معطلہ کی عمارت میں اختلاف ہو سوا سطر کہ وہ ان کی زمین کا
 اجارہ نہیں تمام کئے اور باز میں اگر بات مذکور ہو بعض کے نزدیک اجارہ جائز ہو اور بی کا اجارہ چوبہا کیلئے کیو اسطر بالاتفاق جائز نہیں کذا فی الخطاوی
 و کذا فی الدلال ثوباً للتاجر + یقلیہ لو رخص لیس یحسب + اور اگر دلال وہ کہرا جسکو بیع کیو اسطر بیع پھر یا تو تاجر کو دیا اگر تاجر سفر کر جائی و دلال
 پر تادان نہیں و من قال قصدی ان اسکر فی کافضین + فلو کفہ او فاسأل رجلاً لیکدک + اور جس مستاجر ہو جسے کہا کہ میرا دھڑا سفر کروں ہوا اجارہ
 فسخ کروا سکو قسم دیا اس کے فسخ کے سوال زیادہ کیا کریں ہم یعنی اگر مستاجر سفر کر نکلا اظہار کرے اور فسخ اجارہ چاہے اور جو کہے کہ یہ سفر نہیں کریگا فسخ
 کیو اسطر حیلہ الگیری کتابہی تو قاضی مستاجر سفر کر جائی قسم لے یا اہل قافلہ سے پوچھے کہ تمہارا ساتھ ساتھ مستاجر بھی مستعد سفر ہی یا نہیں اگر وہ کہیں کہ ہاں تو عذر
 فسخ ثابت ہوگا و فسخ من ترک التجرارۃ ما اکثری + ولو کان فی بعض الطريق و من غیر + لہ فسخھا لو مات منها مبعون + و اطلق یفقد
 و بالضعیف ینک + اور ترک تجارت سے فسخ ہوگا اجارہ اوس جائز کا جسکو سوداگر نے کرایہ لیا اگر یہ ترک تجارت کچھ راہ چلکر واقع ہو اور جو
 اجارہ فسخ کرنا جائز ہو اگر حیرانہوں کے اجارہ میں ایک عین اونٹ مر جائے اور ابو یوسف نے مطلق کہا ہے یعنی خواہ اونٹ مصلی ہو خواہ غیر مصلی ہو
 فسخ جائز ہو و قول ابو یوسف کا ضعیف ساتھ مذکور ہو یعنی قول ضعیف لانی عمل کے نہیں ہم یعنی اگر مستاجر نے مصلی اونٹوں کا کرایہ کیا سواری اور جو حیرانہ
 کو بھراونٹ مر گئے تو اجارہ فسخ ہو گیا اور اگر بلا عین اونٹوں کا اجارہ ہو اور مستاجر کو اونٹ تسلیم کیے تو اب مر جائے اجارہ فسخ ہوگا سوا سطر
 کہ عقد اجارہ خاص اونٹوں پر واقع نہیں ہو تو مستاجر پر واجب ہوگا کہ اور اونٹ لادے اور یہ جو ناظم نے کہا کہ مستاجر کو فسخ کا اختیار ہی اسکی کچھ حاجت نہیں
 سوا سطر کہ اجارہ غریب فسخ ہو جائے جو عین کی موت کذا فی الخطاوی و ایضا ردی ضعیف من الکمل جائز + و لو ان اجرا لانیل منی الذاک اکثر + اور
 اجارہ دینا بیار کا تمام اس جائز ہو اگر اجرت مثل اس کے اجرت سے زیادہ تر ہو م مروت و سکی سہ کہ ایک شخص کا بیگ مال شلہ پانچ لوات میں اور وہ شخص
 برض الموت اور اوپر دیون میں اور اس کے وارث ہیں سو بیار نہ کورنے پانچ اونٹ اجارہ دے پھر مثل سے کہ کہ تو اجارہ مذکورہ جائز ہی ہر سطر کہ بیار کا وہ
 جائز نہیں جمیع ارباب یون اور وارثوں کا حق منعلق ہو اور ان کا حق تو اعیان سے متعلق ہر منافع ہوا سطر کہ منافع بعد بیار کے باقی نہیں ہے تعلق حق منقطع ہو
 کذا فی الخطاوی عن عبد البر بنصر و منکحات مد یون نا و اکثر عقارہ + ففقاہ لا یستاجر الحبس اجارہ اور جو شخص دیون مر گیا اور اس نے اپنا مال غیر منقول
 اجارہ دیا اور اسکی اجرت پیشگی بھری تو مستاجر کو جس لائق تر ہو ہم یعنی تا انقضاء مدت اجارہ مستاجر سے منافع کر لیا اور اسے ارباب یون دیا
 زمین وغیرہ میں اپنا تصرف کریں و انشاء علم و ستغفر اللہ الکریم **کتاب المسکات** یہ کتاب ہو خلاصہ مسکات ہے حکام میں مناسبت کے
 للاجارتہ ان فی کل منہما جلاک الرقبۃ لشخص منفعۃ الخیرۃ کتاب المسکات کی مناسبت کتاب بالادبارہ ہے کہ دونوں میں قید تو ایک
 شخص کا مملوک ہو اور منفعۃ اسکی غیر شخص کو کر کی ہم مسکات کا رقبہ مملوک کا مملوک ہو اور منفعۃ کتاب کی اور اجارہ میں رقبہ غیر کا مملوک ہو اور
 متاجر کی الکتابۃ لغت من الکتاب وھی جمعہ اخرہ فی بیہ لانی فیہ ضم خیراتہا لیکل احدی الی القبر کتابتہ لغت میں کتاب الفیہ ہے شرح
 اور کتب عبارت ہو خیر کے جمع کہ منہ سے عقد کتابت کو کتابت ہو سوا سطر نام رکھا کہ اس میں خیریت پر کچھ حیرت و غیب کے ساتھ لانا اور جمع کرنا ہر ہم خیریت کا کتابت

کتاب المسکات

یون کہتا کہ کتاب عبارت ہے جمع سے یعنی جمع حروف نہ کہ کتاب اس واسطے کہ جمع حروف کتابت کی تفسیر نہ کہ کتاب کی مقتضی سے منع الغفار میں کہا کہ کتاب اسم مفعول
کتاب مکاتیب سے اور مولیٰ کتابت ہو کہ کتاب اور اصل اس کی کتاب سے ہو اور کتاب عبارت ہو جمع سے اور اس میں ہو کہ کتابت یعنی طالبہ جمعہ لشکر کا اور اس میں
ہو کتاب اس واسطے کہ وہ جامع الارباء و فصول کی اور اس میں ہو کتابت یعنی لکھنا اس واسطے کہ وہ جامع حروف کی اور اس میں عقد کا کتابت اور کتابت اس واسطے
نام رکھا کہ اسم بلا ہوا حرکت پر کتابت رکھ کر کتابت اس واسطے کہ یہ دو تفسیریں یا زیادہ مجتمع ہوں ہیں اس واسطے کہ غلام اور مولیٰ مشابہت رکھتے ہیں
اور یہی وجہ اخیر ہے کہ انتہی و شریعتاً تقریباً المملکۃ لکھ کر کتابت ای من جملة الید جلا و رقیۃ کا کہ کتابت یعنی اداء البذل حتی لو اداء حاکم کتابت
حاکم اور شریعت میں کتابت عبارت ہو ملک کو فی الحال آزاد کر کے باعتبار تصرف کے اور اس کی گردن آزاد کرنے سے باعتبار انجام کار کے یعنی بل کتابت
کے اور اس کے تحت تو اگر بعد عقد کتابت کے فی الحال بدل کتابت اور اس سے تو فوراً آزاد ہو جائے ہم یعنی جب بدلے نے اپنے غلام سے کہنا کہ
ہیں تجھ کو کتابت کیا سو درم پر مثلاً یعنی اگر سو درم کا لاکھ تو آزاد ہو جائے تو مجھ کو اس کلام کے غلام آزاد ہو گیا تصرف کی راہ سے یعنی حسب طرح
آزاد لوگ خرید و فروخت اور نوکری چاکری میں بطور خود تصرف کرتے ہیں ویسا ہی غلام کتابت بھی تصرف کرے گا ہمیں یہی علم کے اذن کی حاجت نہیں
اور جب سو درم اور اگر کتابت اس کی ذات آزاد ہو جائے گی تو کتابت عبارت ہو محدود و لوگ مشابہت ہو جائے اس واسطے مشابہت ہو کہ ہنوز اس کی گردن آزاد نہیں
اور بدل کتابت اور جس سے اس واسطے مشابہت ہو کہ آزاد کی طرح تصرف کرے اور اپنی کافی کا مالک ہو تو وہ کتابت عبارت ہو بلفظ الکتابۃ او
مالکۃ یعنی معنایاً اور کتابت کارکن اسباب و قبول ہو بلفظ کتابت یا بلفظ کہ موصول یعنی کتابت ہو ہم مثلاً مولیٰ کہے غلام سے کہ میں تجھ کو کتابت
کیا یا تیرے ساتھ عقد کتابت منعقد کی اور غلام اس کو قبول کرے اور ہم معنی کتابت کا یہاں ہو کہ کہے کہ میں تجھ پر ہزار درم تصرف کرے تو اس کو آزاد
کر یا یوں کہے تجھ کو ہزار درم ہر مہینے میں دو کر دو کر تو آزاد ہو اسباب قبول کی تفسیر تعلق عین کتابت خارج ہو گئی اور لفظ کتابت کی قید سے
اعتنا علی المال خارج ہو گیا اور فرق معنوی ہے کہ کتابت مجھ سے بھر بیق ہو جائے نہ تعلق علی المال و شرط تھا کو البذل المذکور فیہا
معلوقاً قدر وہ وجہ شہ و کوثر الرقیۃ فی الملک قائماً اور کتابت کی شرط ہونا ہو اس بدل کا جو کتابت میں مذکور ہو معلوم بقدر و الجسر
اور ہنوز بارق کا عمل میں یعنی ذات مملوک میں قائم ہم اور اگر بدل کی مقدار اور ضمن معلوم نہ ہو تو کتابت فاسد ہو اس واسطے کہ جہاں باعث نزاع ہو
برابر ہو کہ بدل ہو یا نہ ہو کذا فی الدرر لا کہہ ملکیاً او ملکیاً لکھتا ہوا بالحوالی ہونا بدل کا فہم ہونا قبل سبب صحیح ہو کتابت کی اصل
کے آزاد کرنے سے ہم یعنی بدل کا ہونا یا قبول ہونا کتابت کی شرط نہیں تنجیم اور موصول میں فرق یہ جو کہ موصول وہ کہ نام مال کی ایک شے متصرف
اور منجھ وہ جو جس کی مدین ہر سال ہزار درم کی دس تین ہر سو درم کی مدت ایک مہینہ و حکم تھا فی جانب العبد انقضاء انجھ فی الحال
و شریعتاً الحرات فی حق البذل لا الرقیۃ الا بالاداء اور کتابت کا حکم یعنی اثر ترتیب غلام کی جانب میں دور ہونا عدم تصرف کا فی الحال
ثابت ہونا آزاد کی کتابت کرنے کے حق میں گردن کے حق میں گرا دای بدل کتابت کی جانب المقول فی ثبوت ولا یتعطل البذل
فی الحالی انکانت حالک والملك فی البذل اذا قبضہ و عودہ ملکک اذا تجر اور اثر ترتیب بدلے کی جانب میں ثابت ہونا مطالبہ بدل کی
ولا یتعطل فی الحال اگر کتابت بلا ہوا مالک ہونا بدل کتابت کا جب کہ اوپر سے قبض کرے اور غلام کا پھر اس کے ملک کی طرف جب کہ وہ آزاد بدل
کتابت سے عاجز ہو کتابت وہ ولو القن صغیراً یعقل بمال حال ای نقد کلہ او موقوف چکے او تنجیم ای مقتضی علی اشیم معلومہ او
قال جعلت علیک القاتل ذیہ نجوماً اقلوا کذا و اخرها کذا فان ادینہ فانت مجتہد ان جہزت فینقذ و قبل العبد ذلک و صہار
مکاتب اطلاق فعلی تعالیٰ فکاتبہم کتابت کیا اپنے غلام کو اگر وہ غلام ایسا صغیر ہو کہ خرید و فروخت کو سمجھتا ہو کتابت کیا یعنی
مال کے خواہ مال ہو یعنی سب مال نقد ہو یا سب مال موصول ہو یا تنجیم ہو یعنی اس کی تفسیر میں مقرر ہو گئی ہو تفسیر میں یوں پر یا موصول ہو یا
کر میں تنجیم پر ہزار درم متصرف ہو کہ نہ ہو تو آزاد کرے قسط اول قسط فلا ناہمیدہ اور آخر قسط فلا ناہمیدہ تو آزاد کرے تو آزاد کرے

فیکذا الخیر لما لیتما فی الجلاء وشیء فی قیمته بالغاً بالعتق قبل ان یتزاعاً للفاضی ابن کمال پیر اگر پہلی صورت میں مکاتب شراب اور
اسی طرح شہور ذکر نو آزاد ہو جائیگا بسبب مال ہونے شراب اور سور کے بے الجہد یعنی اگرچہ اہل اسلام کے نزدیک مال نہیں لیکن کافروں کے نزدیک
مال ہے اور کوشش کرے مکاتب مذکور اپنی قیمت میں جس قدر کہ اسکی قیمت ہو قبل اس بات کے کہ اسکا مراغہ فاضی کے پاس ہوا ہو گذر ذکر ابن کمال
ہم جیسے قیمت ادا کرنے سے قبل بطل فاضی آزاد ہوگا اسواسطی کہ قبل دفع عین فاضی کے بطلان سے عقد مذکور کا عدم کذا فی الطحاوی وجمہور
انہ منہی سبب مال و فساد کتابتہ بوجہ من الوجہ فی حق من یزاد علیہ معلوم کر جبکہ مال سے ہوا اور کتابت فاسد ہو جائے کسی صورت
وجہ منسوخ ہو تو مال سے نقصان کیا جائیگا بلکہ اوپر زیادہ کیا جائیگا وکو کتابتہ علی میتہ و نحو ہا کا عدم بطل العقد لعدم مالیتہما اصل
عند احدی فالجہد بالاداء الا اذا علقہ بالشرط صریحاً فی حق الشرط للعقد اور اگر غلام کو مکاتب کیا مردار اور غلام اسکی چنانچہ خون
نکات باطل ہوگی اسواسطی کہ مردار اور غلام اصل مال نہیں کیسے نزدیک تو مکاتب آزاد ہوگا مردار اور غلام کے ادا کرنے سے مگر جبکہ مولی صریح شرط
کے ساتھ متفق ہو کہ متعلق کرے تو غلام آزاد ہوگا شرط کے سبب سے نہ عقد کے سبب سے ہم جیسے اگر مولی نے یہ کہ غلام سے کہ اگر تو مردار یا غلام
مکود ہو تو تو مکاتب سے پرہیز مردار یا غلام لا یا تو آزاد ہوگا تعلیق کی جہت سے نہ عقد کتابت کے سبب سے نہ عقد علی حیوان یا بیع فقط
ای لا فوعد و صفیہ و یو فی الوسطہ او فی مائدہ و یجوز علی قبولہا اور عقد کتابت صحیح ہے اس جاندہ پر جبکی فقط جنس بیان ہوتی نہ اسکی نوع اور
صفہ اور مکاتب اس جنس کا متورط حیوان یا اسکی قیمت ادا کرے اور اگر موسیٰ انکار کرے تو قبول قیمت پر اوپر برکتی ہوگی وجمہور ایضاً صحیح کافی
کاتباً کا قول علی خیر لما لیتہ عندہم معلوم ہے ای مقولہ لا یملک البتہ اور صحیح ہے کتابت مالک کافر سے بھی جیسے اپنا سا کافر غلام مکاتب
کیا شراب معلوم الزن او انفسہ پر تاکہ ہاں معلوم ہو جائے کہ شراب پر اسواسطی کتابت صحیح ہوئی کہ وہ کافروں کے نزدیک مال ہے
وای من المولی والعبد استلم فله قیۃ الخیر عتق بقضائہ التعلیق عقدہ باء الخیر لکن من فکک یسعی فی قیۃ کافر اور مالک اور غلام سے جو شخص
اسلام قبول کرے تو شراب کی قیمت دینی اسکو لازم ہوگی اور آزاد ہوگا شراب کے لینے سے تو اسطرح متعلق ہونے متفق غلام کے شراب کے ادا کرنے پر
لیکن باوجود اسکو غلام کوشش کرے اپنی قیمت کے دینے میں چنانچہ غریب گذر کیا و جمہور ایضاً علی حد متہم لای الحاق او لغیرہ کا اور کتابت
صحیح ہو ایک میں موسیٰ کہ نہ مت یا غیر موسیٰ کی خدمت پر بھی او خیر یزاد و بناء دار اذ ابان قد لا للمولی ولا لغيرہ ایقرم الزنا لحصول الرکن
و الشرط یا کتابت صحیح ہو کہ میں کہو نے پر با گھر کے بنانے پر جبکہ بنائی چیز اور اینٹوں کی مقدار کا اسطرح بیان ہو جائے کہ نزاع کو رفع
کر دی بسبب جاصل ہونے رکن اور شرط کتابت کے ہم رکن ایجاب اور قبول ہے اور شرط معلوم ہونا بدل کا لا تفسد الکتابۃ بشرط لشدہا
یا کتابتہ ابتداء لا ہا مبادلہ بغیر مال و ہا التصرف کتابت فاسد نہیں ہوتی شرط سے بسبب مشابہ ہونے کتابت کے نکاح سے باعتبار ابتدا
کے اسواسطی کہ کتابت مبادلہ ہی غیر مال سے اور غیر مال نصبتہ غلام ہی ہم اگر موسیٰ نے غلام کو مکاتب کیا مقدار مال پر یا بشرط کہ غلام فقیر
بہر بخا ہو تو شرط باطل ہے اور عقد صحیح ہے اسواسطی کہ کتابت باعتبار ابتدا عقد کے نکاح سے مشابہ ہی یعنی بطرح نکاح میں مبادلہ مال کا ہونا غیر مال
سے یعنی تنوع سے اسطرح کتابت میں بھی مبادلہ مال ہی یعنی آزاد و نکاحاً نصبتہ ہونا غلام کا تو جیسے نکاح فاسد نہیں ہوتا شرط سے ویسی ہی کتابت بھی
فاسد نہیں ہوتی الا ان یمکن الشرط فی طلب العقد فتفسد لشدہا بالبیع انما لا فی البذلک ہذا ہی اصل مگر یہ کہ شرط مصلب عقد یعنی عقد
کتابت کے اندر واقع ہو تو کتابت فاسد ہوگی بسبب مشابہ ہونے کتابت کے بیع سے انتہائی راہ سے اسواسطی کہ فساد بدل میں واقع ہوا ہی یہی
قاعدہ کلیہ ہے ہم مصلب عقد میں شرط ہونا چنانچہ خدمت مجبورہ غلام پر شرط ہو یا شراب یا سور پر کتابت ہو کتابت بیع سے اسواسطی مشابہ ہے کہ
مبادلہ مال کا مال سے انجام کار میں تو جیسے بیع فاسد ہو جانی ہے شرط سے ویسی ہی کتابت بھی جبکہ شرط مصلب عقد میں متکثر ہو یا بایک چیز
للمکاتب ان یفعلہ و ما یفعلہ بایہ باب ہو ان افعال میں بشکرا مکاتب کو جائز ہے اور جوا افعال کہ جائز نہیں لیکن کتابت البیع و الشرط

بایہ باب
بکتابت
بشرط

نہ ہوگی اور نہ اس کے آزاد ہونے سے اور نہ مکاتب کا نکاح منع ہوگا خرید کرنے سے اس واسطے کہ وہ اس کا مالک نہیں ہوگا تو مکاتب کے جائز ہونے کی عام دلیل کی دلی
 کوئی ملک نکاح کے سبب سونہ ملک میں کے سبب ہوگا المکاتب اذا اشتریت بعتھا اور اس طرح نوڈی مکاتب کا نکاح منع نہیں ہوگا جبکہ وہ اپنے
 شوہر کو خرید کر ہو تو اس کے شوہر کو اس کی دلی ملک نکاح جائز ہو غیر ان لہا بے مطلقا لان الحرة لو تظنت من جہتها ان تفرق ہی کہ مکاتب کو شوہر
 نوکر کی بیع مطلقا جائز ہے اس واسطے کہ شوہر کا آزاد ہونا مکاتب کی جہت سے ثابت نہیں ہوا ہم نے بظن مکاتب کے اگر وہ اپنی ام ولد کو خرید کر یا والد کے
 ساتھ تو آزاد ہی یعنی حق آزادی کا والد کی جہت سے ثابت ہوگا اور مطلقا سے ظاہر اچھے مراد ہو کہ بیع شوہر کی جائز ہے اگرچہ مکاتب اپنی والد کو شوہر کے ساتھ
 خرید کرے کذا فی الطحاوی ولو لکھا بایں ذلہ ای بدین الولد جار لہ بیعھا قالہما اور مکاتب اپنی ام ولد کا مالک ہو بدین والد کے تو اس کو ام
 کا بیچنا جائز ہے بظن برغان مذہب صاحبین وان ولید لہ من امته ولد فادھا فیکتاب علیک تبعاً لہ اور اگر مکاتب کا ولد پیدا ہو اس کی نوڈی سے
 پھر اس کی نوڈی کا دعویٰ کیا تو فرزند بھی اس کی کتابت میں داخل ہوگا باپ کی تبعیت سے ہم نے بظن اعراض کیا ہے کہ مکاتب کو اپنی نوڈی سے دلی کرنا جائز
 نہیں اس کا جو اس سے کہ نسب علت بر موتوں نہیں چاہتا اپنے فرزند کی نوڈی کی دلی میں یا مشترک نوڈی کی دلی میں در صورت او عا نسب ثابت ہوتا ہے
 مالک دلی ممال نہیں وکأن کسبہ لک کسبہ اور مکاتب کے فرزند کا کسب مکاتب کا ملوک ہوگا اس واسطے کہ مکاتب کے کسب کا کسب یعنی فرزند کسب
 ہے باپ کا تو فرزند کی کافی کسب اس کی ہوئی ذوقہ المکاتب امته من حیدرہ فکانہما فوارث دخل فی کتابتہا وکسبہ وقیمتہ لوقل لہا لان
 آدب مکاتب نے اپنی نوڈی کا نکاح کر دیا اپنے غلام سے یہ دونوں مکاتب کیا پھر مکاتب نے اپنی نوڈی کا نکاح کیا کی کتابت میں داخل ہوگا اور اس کی
 کافی اور اس کی قیمت اگر اس کو کوئی تمل کر ڈالے مکاتب کی ملک ہو نہ اس کے شوہر کی اس واسطے کہ باپ کی تبعیت غالب تر ہو باپ کی تبعیت سے ہم دہرجان ہیں
 ہے کہ مولود میں وہ نہ نفقات شریعہ جو ان بن ثابتہ میں چاہتا ہے یہ اور اس کے علاوہ اور حریت اور مالک سیرایت کر جاتی ہیں کذا فی الطحاوی مکاتب
او کذونکم امہ زعمت انہا شریعتہ باذنیہ اصنعانی بیکم فیہا لہا شہادۃ تم استخففتہا فالولد دقیق فایس لہ اخذہ بالقیمة حالاً فلیکون لہ
والد المخرور غلام مکاتب یا مانوون نے اپنی مولے کے اذن سے نکاح کیا اس نوڈی سے جسے آپ کو آزاد ظاہر کیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اس کا باپ یا مانوون
 ہے یہ وہ نوڈی سے مستحق ملک غیر نکاحی تو لڑکا غلام ہی نوڈی کے مالک کا تو مکاتب یا مانوون کو لڑکا لیا قیمت دیکر جائز نہیں بخلات محمد اس واسطے کہ وہ مفروضی
 ہو گا کہانے والے لڑکا فرزند ہے ہم کو کہ ہمیشہ حب ہو کہ مکاتب یا مانوون قیمت دیکر اپنے فرزند کو لے گیا اس واسطے کہ اس کو دیکھا ہو کہ نوڈی کو آزاد
 سمجھا لیکن اس کو نہ دیکھ قیمت دیکر مکاتب یا مانوون کے آزاد ہونے کے بعد لازم ہو گا نہ افضل کذا فی العسائہ وخصم المخرور وکذا لیس لہا سراج اصحابہ
 اور شیخین نے مفروض کو آزاد کے ساتھ مخصوص کیا ہے صحابہ کرام کے اجماع کی دلیل ہے یعنی اگر آزاد ہو کہ دیکھا ہو یا تو وہ اپنے فرزند کو قیمت دیکر لے گیا نہ مکاتب
 یا مانوون فاستشکلہ النبی اور زلی نے اس مسئلہ کو مشکل بنایا ہے ہم جب مشکل بھی ہو کہ غلام پر جبکہ دین لازم ہوتا ہے مولے کے اذن کے سبب سے
 تو وہ دین مولے پر لازم ہوتا ہے اور اس سے فی الحال مطالبہ ہوتا ہے اور یہاں نکاح باذن مولے مفروض ہے تو چاہیے کہ مولے پر فی الحال قیمت
 لازم آوے نہ مکاتب پر اس کو آزاد ہونے کے بعد چاہے محمد کا مذہب ہو اس کا جواب رازی نے یوں دیا ہے کہ مولے نے تو نکاح کا اور اس کی تعلقات
 یعنی پھر اور نفقہ کا اذن دیا ہے نہ فریب کہانے کا تو مولے اس سے رضی نہیں تو قیمت دینا مفروض ہے لہذا مکاتب کے آزاد ہونے پر کذا فی الطحاوی
فصل لو اشترى المکاتب امہ شرعاً فاسیداً فوطئہا ثم ردھا للفساد لیس لہا وشرھا حیضاً فاستخففتہا فکسبہا العقر فی حالۃ الکتابۃ
قبل حقیقۃ لہا حوطہ فی کتابتہ لان لادان بل لشرایع اذن بالی اور اگر مکاتب نے نوڈی مولیٰ خریدی فائدہ کر پھر اس سے فریب کی پھر مالک کو پھر دینا بیع کے
 سبب سے یا اس کو خرید صحیح مولیٰ لیا یعنی پھر دلی کی سودہ مستحق ملک غیر نکاحی تو مکاتب پر عشر قیمت واجب ہوگا کتابت کی حالت میں اس کی آزاد ہونے سے
 پہلے بے دخل ہوئے خرید فروخت کے اس کے عقد کتابت میں اس واسطے کہ خرید کر نکاح اذن دلی کر نکاح اذن سے ہم لڑوہ عقر کی بہتر تعلیل ہے
 کہ کتابت موجب خرید کی اور خرید موجب سقوط حد کی اور سقوط حد موجب عقر کی تو کتابت ہی موجب عقر کی اس واسطے کہ خرید کا اذن دلی کا اذن

[illegible]

قصص الفقهی فی کل مالیتین بصل و لا یجوز علی العبد الا ان یتبع من یشترک فی غلام کے مالک سے کہا کہ اپنے غلام نے غائب غلام کو متکا
 کر ہزار درم پر اس شرط سے کہ اگر میں چھو ہزار درم ادا کر دوں تو وہ غلام آزاد ہوے سو منوں نے اس شرط پر اسکو متکا کیا اور منوں نے قبول کیا
 پھر آزاد نہ کرنے ہزار درم ادا کئے تو غلام آزاد ہو گا بموجب شرط مذکور کے اور اس طرح اگر اس شخص نے اپنے ادا کرنے کو ذکر کیا پھر اس ہزار درم
 ادا کئے تو غلام مذکور آزاد ہو گا اسحسان کی راہ سے بقیہ ہو جائے نفعت نفعتی کے ہر ایک اوس امر میں جو ضرر نہیں اور شخص آزاد غلام مذکور سے ہزار
 درم بہرہ لگا اسو اسکو کہ وہ مجھ سے معاوضہ قبل المصلیٰ شائع نے منبر کا مرجع منوں کو قرار دیا اور زیلعی اور شرح ماسکین میں قبل المصلیٰ
 واقع ہے اور یہی بلا تعلقت مناسبہ واذا بلغ العبد هذا المصنف قبل صا صا کتا انما یجوز لعل لعل علیہا وجہ غلام غائب کو اس امر
 کی خبر پہنچی بیٹھے قبل ادا کرنے حر مذکور کے سو غلام نے کتابت قبول کی تو وہ سکا تب ہو جائیگا قبول غلام کی حاجت تو فقط اسو اسکو ہے کہ بدل کتابت کو
 لازم ہو جائی بیٹھے موت کتابت غلام کے قبول پر موقوف نہیں بلکہ لزوم بدل قبول پر موقوف ہے قال عبدہ صاحب المسائل کا کتابت عن نفعتی عن علی بن
 الغائب فکا تبہ ما قبل العبد الحاضر حقه العبد المستحقا فی الحاضر اصلہ والغائب یجوز غلام حاضر نے اپنے مالک سے کہا کہ مجھے ساتھ عقد
 کتابت منعقد کر میری ذات کی طرف سے اور فلا نے غلام غائب کی طرف سے سو مالک نے دونوں غلاموں کو متکا کیا سو حاضر غلام نے قبول کیا تو عقد صحیح
 ہے اعتبار اسحسان کے غلام حاضر میں اصل تھا صحیح ہے اور غائب غلام میں تبعاً و ایضا اذی بدل کتابت عتقا جیسا بل لا یجوز و جیسا المولیٰ علی
 القبول البدل میں آجیسا اور دونوں میں سے جو غلام کہ بدل کتابت ادا کر گیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے بلا رجوع یعنی ادا کرنا غلام مذکور
 غلام سے بقدر اسکے حصہ کے مطالبہ نہ کر سکیگا اور مالک پر زبردستی ہو قبول بدل کتابت پر ایک کی طرف سے یعنی دونوں غلاموں کا بدل کتابت اگر ایک غلام
 ادا کر گیا تو مالک کو بجز قبول کرنا ہو گا ولا یطالب العبد الغائب بشیء لعل المستأجر اور غلام غائب کسی چیز کا مطالبہ اور مواخذہ نہ ہو گا اسکے
 عدم التزام کے سبب سے یعنی اس نے عقد کتابت کو قبول نہیں کیا کہ اس سے کچھ مطالبہ ہو قبولہ الکتابۃ لعل لا یجوز کہ لپا ہوا اور غلام غائب
 کا کتابت قبول کرنا لغو ہے یعنی معتبر نہیں جیسو اسکو رد کرنے کتابت کا اعتبار نہیں ہم قبول اور عدم قبول غایت اسو اسکو معتبر نہیں ہو سکتی کہ عقد کتابت
 بدون اسکی قبول کرنے کے نافذ اور تمام ہو چکی تو بعد اسکے قبول اور عدم قبول کا کیا اعتبار ہے ولو حرک کہ سقط عن الحاضر حصہ ہذا اگر مالک
 نے حاضر غلام کو آزاد کر دیا بلا اخذ بدل کتابت تو حاضر سے اسکا حصہ بدل کا سقط ہو گا ہم ہو سکتی کہ غائب عقد میں قصد داخل ہے اگر مقصد و
 بالخطاب نہیں تو بدل کتابت و فوہر منقسم ہو گیا اگرچہ اس سے مطالبہ بدل کا نہیں ولو حرک الحاضر او مات اذی الغائب حصہ ہذا ولا یجوز
 اور اگر غلام حاضر آزاد کیا گیا یا وہ مر گیا تو غلام غائب اپنا حصہ بدل کتابت سے نقد ادا کرے اور نہیں تو پھر غلام بنایا جائی ولو حرک الحاضر او وکعبہ
 لا یجوز جیسا اگر مالک نے غلام حاضر کو تمام بدل کتابت معاف کر دیا یا تمام بدل کتابت اسکو سب کر دیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے مفت
 ہم اور اگر بعض بدل معاف کر گیا تو باقی کا مطالبہ ہو گا حاضر سے نہ غائب سو کذا فی المطاع و ان کتاب الامۃ عن نفیسہا وعن ابنان بصغیرین
 لہا وقیل صحیحہ مستحسنہا لہا حق اور اگر مالک نے اپنی نوڈی سے عقد کتابت منعقد کیا اسکی ذات سے اور اس کے دو چوتھے بیوں سے
 اور نوڈی نے قبول کیا تو عقد صحیح ہے باعتبار اسحسان کے بدلیل گذشتہ یعنی اصلہ نوڈی کی طرف سے اور تبعاً اسکی بیٹوں کی طرف سے عقد کتابت صحیح ہو
 و ایضاً اذی عن لعل یجوز علی الاخر لانا متذکر و جیسا علی القبول الی اخرہ اور اشخاص مذکورین میں سے جو شخص کہ بدل کتابت ادا کر گیا وہ
 دوسری سے رجوع نہ کر گیا اسو اسکو کہ وہ مجھ سے اور منوں نے پھر شخص کے ادائیگی بدل کے قبول پر جبر ہو گا تا آخر احکام مذکورہ سابقہ ہم زیلعی میں
 جہ اولاد کا قبول اور عدم قبول کتابت میں معتبر نہیں اور اگر مالک مان کو آزاد کرے تو اولاد پر بدل کتابت باقی رہیگا بقدر اسکے حصہ کے اوس کو
 نے اصال ادا کرین اور منوں نے مطالبہ بدل کا اوکی باقی سے کرے نہ اوس کو اگر منوں نے انکو آزاد کرے تو اوکی مان پر سے او کا حصہ سقط ہو گا اور
 اگر مالک اولاد کو نہیں مانا تو اس سے یا او کو سب کرے تو سب میں نہیں اور اگر اوکی مان کو دین معاف کرے یا سب کرے تو مان ہی آزاد ہو گی اور اس

کتاب الکتب

ساتھ اسکی اولاد بھی اسے تو یہ مسئلہ غلط ہے مسئلہ سابقہ کا جسے احکام میں کذا فی المطالعہ **فتح** مسئلہ شائع کا کتاب نصف عبدہ
 فاذی الکتابۃ عنقی نصفہ و سببی فی بقیۃ قیمۃ والا لصلہ کما مکاتیب علی الذی المال بہ نأخذ حادی القدی الک نے اپنا نصف غلام مکاتیب
 کیا سو اسنی بدل کتابت اور کیا تو نصف غلام آزاد ہوگا اور کوشش کریگا اپنی باقی قیمت اور کرنے میں اور صاحبین نے کہا کہ نصف غلام کی کتابت سے
 غلام غلام مکاتیب ہوگا اور یہ قدر مال پر اور اسی قول صاحبین کو ہم لیتے ہیں کذا فی حادی القدی **یاد کتاب الکتب المشتک**
 یہ باب ہر مشترک کی کتابت کے احکام میں ہے مشترکین اذین اسے ہما لصاحبہ ان یکاتب خطہ بالف و قبض بدل الکتابۃ فکاتب
 الشریک المأذون له نقد فی خطہ فقط عند الامام لیتقی الکتابۃ عندہ و لیس لشریک فی خطہ کذا فی غلام سے دوسرے کو یا ایک شریک
 نے اپنے ساتھی و دوسرے شریک کو اسکا اذن دیا کہ وہ اپنے حصے کے برابر درم پر کتابت کرے اور بدل کتابت پر قبضہ کرے سو جس شریک کو اذن لا
 اوسنی غلام کو مکاتیب کیا تو فقط اوسکے حصہ میں کتابت نافذ ہوگی امام اعظم کے نزدیک نسبت پذیر ہونے کتابت کے اور نہ نزدیک مانند عناق
 کی اور اس کے شریک کو نسخ کرنا کتابت کا جائز نہیں اوسکو اذن کے سبب ہم اذن شریک کا فائدہ یہ ہے کہ اوسکو اسطرح فیج باقی خبری اور صورت
 ہم اذن اوسکو نسخ میں اختیار ہو اور اذن بالقض کا فائدہ یہ ہے کہ مال مقبوض سے اوسکا حق منقطع ہو جائے تو مقبوض مخصوص بقابل اسو
 کہ قبض کا اذن گویا غلام کو اسکا اذن ہو کہ مال کتابت کو حاصل کرے شریک کو دمی تو اوسنی اپنی حصہ کا احسان کیا غلام مکاتیب پر مال اگر قبل اور
 بدل وہ مکاتیب کو منع کر دے تو بھی صحیح ہوگی اسو اسطرح کہ احسان ہنوز تمام نہیں ہو اذ فی الزلیعی لخصا و اذا قبض بعضہ بعض الالف فخر فالمقبوض
 کما للقبض لا یؤخذ لہ یا لقبض فیکون متبرکا ولو قبض الالف تحقق خطہ القابض اور جبکہ برابر درم سو کچھ درم قبض کئے ہر مکاتیب اور بدل
 سے عاجز ہو گیا تو بالکل مال مقبوض قابض کا ملوک ہو گا نہ دوسرے شریک کا اسو اسطرح کہ قبض کا اوسنی اذن دیا تو وہ محسن شہر غلام پر اپنے حصہ کی
 ایت اور اگر برابر درم قبض کر لیا تو قابض کا حصہ آزاد ہو جائیگا ہم دیاہ اور درم کا ظاہر کلام سبب دلالت کرتا ہو کہ احسان نہ کو قابض پر ہے کذا
 فی المطالعہ و امہ بین شریکین کتابتھا فوی لہما استارھا فو لدت فادعاه الوالی فوطیھا الشریک الاخر فو لدت فادعاه الوالی الثانی
 جھٹ دعویٰ لہما ہر ایک کا ایک نوٹ ہی مشترک ہو دوسرے کو نہیں دونوں نے اوسکو مکاتیب کیا سو اوسنی سے قربت کی ایک شریک
 نے سو وہ جہنی تو قربت کر لیا نے اوسکے ولد کی فرزند کی کا دعویٰ کیا پھر دوسرے شریک نے اوس سے قربت کی سو وہ دوسرا کا جہنی سو دوسرے
 قربت کر لیا نے دوسرے ولد کی فرزند کی کا دعویٰ کیا تو اسکا دعویٰ صحیح ہے اسو اسطرح کہ ظاہر اسکی ملک ہنوز قائم ہے برخلاف مذہب صاحبین
 ہم کہنا ہے صاحبین کے نزدیک مکاتیب شریک اول کی ام ولد سے بطور تحمیل استیلا تو شریک ثانی کی وطی غیر کی ام ولد کے ساتھ واقع ہوئی تو
 شریک ثانی سے ولد کا نسب بن نہوگا اور اسپر تمام مہر یعنی عقر لازم ہوگا لیکن شبہ ملک کے سبب اوسپر مد لازم نہوگی کذا فی الزلیعی فاذا
 تحرفت بعد ذلک جعلت الکتابۃ کان لہ تکی و حیثین فی الحقیقۃ ام ولد الاول لوال الما دم من الانقضاء پھر اگر مکاتیب عاجز ہوئی
 اور اسی بدل کتابت سے بعد اسکے یعنی دونوں وطی اور دونوں دعوت کے بعد نویون شہر یا جائیگا کہ گو با کتابت کہی نہی اور اب تو مکاتیب حقیقت پر
 شریک اول کی ام ولد ہوگی بسبب دور ہو جانا اس چیز کے جو مانع تھی انتقال ملک کی ہم یعنی زوال کتابت سے مکاتیب شریک اول کی بالکل ام ولد ہو گئی
 اسو اسطرح کہ مضمی تملیک قائم ہے اور تکمیل ملک سو کتابت مانع تھی اسو اسطرح کہ کتابت انتقال ملک کو قبول نہیں کرتی پھر جب کتابت زائل ہوگی تو مضمی
 تملیک نے اپنا عمل کیا کذا فی الزلیعی والد رتقطا و وطی سابق اور شریک اول کے وطی سابق ہو شریک ثانی کی وطی سے ہم یہ جواب ہو اس سوال
 مفرد کا کہ نہ دوسرے کو ان کی ملک مکاتیب میں ثابت ہو اور ہر ایک نے وطی کی اور ہر ایک نے ولد کا دعویٰ کیا تو کیا وجہ ہو کہ مکاتیب شریک اول کی
 فقط ام ولد ہو گئی شائع نے جواب دیا کہ شریک اول کی وطی سابق سے بھی وجہ ہے انحصار کی و ضمن الاول مشترک اذ نصف قیمۃ و نصف
 عقر ہا اور شریک اول اپنے شریک کو اسکی نصف قیمت اور نصف عقر کا دانہ ہم مراد قیمت مکاتیب کی ہے اور مکاتیب کی قیمت اوسنی غلام کی

موسیٰ بنی برحقول سیمکرذانی الموطاوی والمکاتب اذا مات وله مال کفی بالبدل لوتنفیذ وکذا کی کتابت من مال و اور اگر کتاب فرجانی
اور اسکا مال ہو جو بدل کتابت کیو سطل کفایت کرے تو کتابت فسخ نہوگی اور بدل کتابت اسکا مال سے ادا کیا جائیگا ہم بعد موت کے ہمارا کتابت اور
دل کتابت سو فائدہ منیب ہے کہ ہنگام کتابت کے فرزند اس کے آزاد ہوں اور اگر مال ادا کی کتابت سے پہلے تو وہ اسکو ورثہ ہو وچکو بعینہ فی آخر حین
ضمن اجزاء حیات یا بعد موت ہوگا اسکی آزاد کیا اسکو اجزاء حیات میں سے کسی اخیر جز میں ہم بعد موت سب ہو جو ہر یکا اور بعضوں کے نزدیک بعد موت کے
آزاد ہوگا کیونکہ بعضی اولاد ہا الموالودین فی کتابتہ لا قبلہا چنانچہ حکم ہوگا اسکی اولاد کی آزادی کا وہ اولاد جو اسکی کتابت کے زمانے میں
پیدا ہوئے نہ اور کجا جو قبل کتابت کے پیدا ہوئے ہم ہنگام سے معلوم ہو کہ جن اصول و فروع کو کتابت نے حال کتابت میں خرید لیا وہ آزاد ہوئے حالانکہ انکی
آزادی کا بھی حکم ہوگا تو یوں کہنا حق نہا کیونکہ حکم یقین سے مندرج ہے کتابت یعنی چنانچہ ان شخصوں کی آزادی کا حکم ہوگا جو داخل ہو گئے اسکی کتابت
میں کذا فی الحلوی والبقی من مالہ میلک لوتنتہ اور جو کتابت مذکور کے مال میں سے ادا بدل کتابت سے باقی رہیگا وہ اسکی وارثوں کی میراث میں
ہوگا اگر کتابت کے نوادہ اس کے مال کی وارث ہوگی اور اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو مال باقی ہوئے کو بلکا بطریق ارث کے کذا فی المحموی
ولو لم یترک مالا و ترک ولدا ولما فی کتابتہ ولا و غاء بعین کتابتہ و مستحق لابن فی کتابتہ ایہ علی بنی وہ المقتسطہ اور اگر کتابت ہو گیا
اور کچھ مال نہ چھوڑا اور ایک اسنو وہ بیٹا چھوڑا جز بیان کتابت میں پیدا ہوا اور اسکا کتابت کیو سطل کچھ مال نہیں تو کتابت کی کتابت باقی رہیگی اور بیٹا اپنی
باپ کی کتابت میں کو شش کرے ہو جب اسکی اساطہ میں سے کے فاذا ادا کی ہو کہ بعین ایہ قبل موتہ و بعینہ تبعاً پھر جب اسکا بیٹا بدل کتابت ادا کر چکا
تو اس کے باپ کی آزادی قبل از موت پر حکم ہوگا اور بیٹی کی آزادی پر حکم ہوگا باپ کی بعینت سے ولما اشتد فی کتابتہ ادا کی البدل کا ادا کر
الی حالہ دقیقاً و مستویاً بیٹھا اور اگر کتابت نے وہ بیٹا چھوڑا جسکو اسنی اپنی کتابت کی حالت میں سول لیا تھا تو وہ بیٹا بدل کتابت کو فی الحال ادا کرے
یا اگر نے الحال نہ ادا کر سکے تو اپنی غلامی کی حالت کی طرح پھر ادا یعنی جس طرح کہ غلام تھا ویسا ہی غلام بنارہیگا نہ وہ آزاد ہوگا نہ اسکا باپ اور صاحبین
نے دونوں بیٹوں کو برابر رکھا ہے یعنی جو بیٹا کہ کتابت میں پیدا ہوا اور جو کہ خرید ہوا دونوں حکم میں برابر ہیں یعنی ہو جب اساطہ کے بدل کتابت ادا کر سکے آزاد ہو گئے
و اما الموالون فیکونون للرق کما مات و قالان آذیا کما لا اعتقاد الا لادار کتابت مذکور کے مان باپ کا تو یہ حال سے کہ بجز موت کتابت کے مال کی
کیونکہ پھر سے جاوین گے اور صاحبین نے کہا کہ اگر وہ وفات نے الحال بدل کتابت کو ادا کر سیکے تو آزاد ہو گئے اور نہیں تو آزاد نہ ہو گئے ہم شرح جمع اور
شرح تالیہ میں مصرح ہے کہ یہ صاحبین کے نزدیک اصول کتابت کی فروع کی مانند ہیں ادا بدل کتابت میں ہو جب اساطہ میں سے تو نظر کرنا چاہیے کہ شارع نے
بعد کلام کہان سے لیا یعنی تفریق بین الاصول والفروع کذا فی الحلوی اشتد المکاتب ایہ فمات عن وفاء و رتہ ایہ ملو فہ شکل عن ابن حسن
کما حق کتابت پنا بیٹا خرید کیا پھر وہ مر گیا اتنا مال چھوڑ کر کہ ادا بدل کتابت کیو سطل کافی ہو تو اسکا بیٹا اسکا وارث ہوگا اسو سطل کتابت آزاد ہو کر
مر گیا اپنی آزادی بیٹی کو چھوڑ کر چنانچہ مذکور ہو چکا ہم نے جب بدل کتابت ادا ہوا تو آخر حیات میں کتابت آزاد و ظہر لگا اور اسکی سادہ اور وقت اسکا
بیٹا آزاد ہوگا تو وہ دونوں آزاد ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ باپ آزاد ہوا اور بیٹا چھوڑ کر کذا فی الزلی و کذا یوثقہ لو کان ہوا ای المکاتب ایہ المکاتب
حکایتیں کتابتہ و ایہ بصیرتہما کیخص و لحد ضرر من القاد العقل اور یہ طریقہ کتابت کا بیٹا اسکا وارث ہوگا اگر کتابت اور اسکا مال بیٹا
کتابت ہوں ایک کتابت سو سبب ہو جائے و دونوں کے ایک شخص کی مانند انما و عقد کی ضرورت کی جیت سے ہم بالغ کی و لکنا یہ خطا سے مصرع غر کرنا ایہ
جست قال اوکو تیک ہو و ایہ بصیرتہ او کبیر ہر کذا فی الحلوی موطاوی کہیادون جواب ہو سکتا ہے کہ کہی کی فید اسو سطل لکائی کہ مبادا کوئی تو سہم کرے کہ بالغ
بسیب باونہ کے مستقل ہو کتابت میں فان ترک المکاتب ولما من سحرہ ای معتقہ و ق و کذا یوثقہ بعد لہ اسفنی الولد نقضیہ بہ بما جنی
حق بمالہ و ض و سنی انکالاب لم یعتق لعل لیکن ذلک القضاہ تعین ایہ لعدہ المنا فانیہ پھر اگر کتابت نے وہ بیٹا چھوڑا تو یہ سوسو بیٹھ
معتقہ سے اور کتابت سے نہ تو نہ پڑتا میں چھوڑا ہو بدل کتابت کیو سطل کافی ہو پھر وہ سنی قتل خطا واقع ہوا سو قاضی نے یہ سبب چھوڑا ہے

کتابت کی کتابت
اور اسکا مال ہو جو بدل کتابت کیو سطل کفایت کرے تو کتابت فسخ نہوگی اور بدل کتابت اسکا مال سے ادا کیا جائیگا ہم بعد موت کے ہمارا کتابت اور

ما کے برابر ہر دین کا حکم کیا اس ضرورت سے کہ اس کا بابت ہر آزاد نہیں ہوا۔ مگر اس کے بدل کتاب سے تو یہ قاضی کا حکم کرنا اس کی باقی عاجز
 نہیں رہا۔ نہیں ہے بعلت عدم منافات یعنی حکم مذکور کتاب کے منافی نہیں کہ حکم بغیر ہر کتاب کا حکم حرمہ کی تفسیر معقیمہ ہو۔ اس طرح حرمہ صلی کے
 والد پر کسی شخص کا ولا نہیں اور جنایت سے جنایت خطا مراد ہو۔ اس طرح کہ جنایت عدین برادری پر دین نہیں گذارنی الطوطا کو دیکھا اور جو جمع نہیں
 یعنی ان کی برادری باپ کی حوالی سے دین کو جمع نہیں کر سکتی ہو۔ اس طرح جب انہوں نے دین دی تھی تو ان کو واسطے حق ولا ثابت تھا اور باپ
 حوالی کو تو حق ولا کتاب کے آزاد ہو۔ نیچے بعد ثابت ہو گا کہ بالذات لا ینالان فی القضاء بل لا لحاق بالاکثر لا مکان
 الا فی بعض الاحوال معنی نے دین کی قید ہو۔ اس طرح لگائی کہ اگر مکان کا مترکہ عین ہو گا تو ان کی طرہ و لہ کے لحاق کا حکم نہیں حاصل ہوتا
 بسبب ممکن ہے اور اس کے بدل کتاب کے نے احوال ولو قضی لہ بالحق لاء لفقہ اقلہ بعد خصو متصم م قوم الاس فی ولائہ فہو
 القضاء بما ذکر فی تحقیق لہ فی فصل مجتہد فیہ اور اگر قاضی نے اس کی مان کی قوم کیو اس طرح ولا کا حکم کیا اور ان کی خصوصیت کر نیچے بعد باپ کی
 قوم کے ساتھ اس کی ولا میں تو حکم مذکور عاجز نہیں رہا۔ مگر کتاب کا اس طرح کہ قضا امر مختلف فیہ میں واقع ہوئی ہم یعنی جبکہ مینا مر گیا مکان مذکور
 کی موت کے بعد جو جگہ رہا باپ کی قوم اور ان کی قوم کے درمیان اس کی میراث میں سو قاضی نے ان کی قوم کیو اس طرح لا یعنی میراث کا حکم دیا تو یہ قضا
 کتابت کا فسخ کرنا ہے ہو۔ اس طرح خصوصیت واقع ہوئی بقا اور عدم بقا کی کتابت میں اور میراث کسی قوم کیو اس طرح ثابت ہوگی بدون اس کی یعنی اگر کتابت
 باقی ہو کر بدل کتابت ادا ہو گا اور باپ آزاد ہو گا۔ تو ولد کی میراث باپ کی قوم کیو اس طرح ثابت ہوگی اور اگر کتابت باقی نہ رہی تو میراث مان کی قوم کے
 واسطے ہوگی اور صحابہ کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہی بعض صحابہ کا یہ مذہب ہے کہ جب مکان مر جائے بدل کتابت چھوڑ کر تو وہ غلام مر گیا نہ آزاد ہو کر
 اور بعض صحابہ کا یہ مذہب ہے کہ مکان مذکور آزاد مر گیا۔ ہر جب قاضی نے میراث کا حکم مان کی قوم کیو اس طرح کیا تو فصل مجتہد فیہ میں قضا و قوم
 ہوئی اور مختلف فیہ میں قاضی کا حکم بالاتفاق نافذ ہو جاتا ہے تو یہ قضا بغیر کتابت نہیں گذارنی الطوطا و مختصر و طاب المستند وان لم
 یکن مضمناً فالصدقة ما اذی الیہ من الصدقات فحیث تبدل المالك واصلہ حثاً بریرہ علی الصدق ولنا ہدایۃ اور جو صدقات
 کا مال مکان کو دیا گیا اور مکان عاجز ہو گیا ادا ہی بدل کتابت سے وہ مال مکان کے موبلے کو حلال ہے اگرچہ یہ خیرات کا مصنف نہ ہو۔ بسبب لکھا
 لکھ کے اور اصل اس کی بریرہ کی یہ حدیث ہے کہ صدقہ تیری واسطے تو صدقہ ہو اور ہمارے واسطے جو یہ بھی ہم اپنے بدل ملک بدل عین کی مانند ہو تو
 گویا وہ اور خیر ہو گئی اور اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کی حدیث میں اشارہ کیا کہ صدقہ بریرہ کے واسطے صدقہ اور ہمارے واسطے
 یہ یہ ہو سبب اس وقت فرمایا جبکہ بریرہ صدقہ کی چیز خیرت کو بدیتی تھی اور بریرہ اس وقت میں مکان تہہ نصین گذارنے الزلیعی قاری ہدایت
 نے کہا بلکہ وہ حرمہ نہیں گذارنی الطوطا و کافی و ادب شخص فقیر مات عن صدقة اخذها وادئہ الخیۃ چنانچہ اس شخص فقیر کے
 وارث میں جو مر گیا صدقہ چھوڑ کر تو اس صدقہ کو اس کا والد وارث لیکھا یعنی ہر چند صدقہ مالدار پر حرام ہے لیکن جبکہ صدقہ کا موثر فقیر اول
 مالک ہو اس پر اس کے بعد اس کا وارث غنی مالک ہوا بطریق میراث کے تو وہ صدقہ غنی کے حق میں حلال کیا۔ تبدیل ملک کے سبب و کما فی ابن
 سبیل اخذھا واصل الی مالہ وہی فی بدعہ الن کوۃ اور چنانچہ اس فرما کہ کوۃ کا مال لیا پھر اس کو پہنچ گیا اپنی مال کے پاس
 اور حالانکہ مال کوۃ اس کے قبضہ میں ہے تو وہ اس کو حلال ہے ہو۔ اس طرح کہ جب اس کو لیا تھا تب وہ محتاج تھا و کفیل استغنی وہی فی بدعہ
 فافہا یطیب لہ اور اس محتاج کی مانند جو کوۃ لیکر غنی ہو گیا اور حالانکہ کوۃ اس کے پاس ہے تو کوۃ اس کو حلال ہے ہم اس طرح کہ
 غنی پر ابتدا اخذ کوۃ حرام ہے کیونکہ اس میں ذلت ہو تو ہو لکھا لینا جائز نہیں بل ضرورت اور یہاں ضرورت پائی گئی ہر جب اس کو محتاج کی حالت
 میں لیا تو بعد اس کے نہیں مگر استدانت ہو گا کہ ان فی الزلیعی معلوم ہوا کہ پہلے وہ نو مسلم نہیں تبدیل ملک حالت کی علت ہو اور پچھلے دو
 مسلمان میں تبدیل حال علت ہو بخلاف فقیر یا غنی اوہا شعی عین کوۃ اخذھا لا یجوز لان الملائم بتبدلہ بخلاف اس محتاج کو جس نے

نہیں لکھا کہ
 مکتبہ
 لکھنے والی
 زبان کو قاضی
 بطریق میراث
 ہو حلال

نمی یا با شمی کو عین الی زکوة جیکو فقیر نے لیا تھا مباح کرو یا تو غنی یا با شمی کو حلال نہیں ہو سکتا کہ ملک تبدیل نہیں ہو گئی ہم سو اسلو کہ اب اس سے
 مباح کرنا اس کے ملک زائل نہیں ہو جاتی تو مباح نہ ہو سکتا اول کرتا ہے بیع کی ملک پر فاقہ بچنے عبدہ و کاتبہ سیدہ جاہلا بجنایتہ
 او جانی مکاتبہ فلیہ یقضی بہ عما جانی فحق فاقہ شاء الموت ذقہ العبد او قدی الزوال المانیع بالجنحہ پھر اگر غلام نے کسی کو قتل کیا
 اور اس کے مالک نے اس کو مکاتب کیا یا دستہ اس کی جنایت سے یہ کتاب نے کسی کو قتل کیا سو اس کی جنایت پر ہنوز کچھ حکم نہ ہوا پھر وہ بدل کتابت
 سے عاجز ہو گیا تو اگر موسے چاہو اور لیا مقتول کو غلام ذری یا فدیہ کے سبب زوال نفع کے عاجز ہو جانے سے یعنی نفع و نفع کتابت ہی سے عاجز
 ہونے سے زائل ہو گئی تو اب مالک کو دفع اور فدیہ میں اختیار ہے وان قضی بہ علیہ حال کو نہ سکا تھا فحق بیع فیہ لا یشغال الحق من
 رقبۃ الی قیمتہ بالقتل اور اگر جنایت کا حکم ہو گیا اور سہر حالت کتابت میں پھر وہ عاجز ہو گیا اور بدل کتابت سے توبہ یا جو گیا اس میں سہر
 کہ حق اس کی گردن اس کی قیمت کی طرح منتقل ہو گیا قضا کے سبب بشریکہ قیمت اعلیٰ ہو دیت سرگذا فی المجلد عن النبی قید بالجنحہ المکاتب علیہ
 کسبہ و یکن ما لا قتل من قیمتہ و من الاکثر من معصن و غیر مکاتب کی قید اسلو لگائی کہ مکاتب کی جنایات خود مکاتب پر ہوتی ہیں اس کے کسب بن و لازم ہوا
 اس پر کسب قیمت میں سہر اور توبہ میں سہر یعنی اگر قیمت کسری دیتے تو قیمت کا دینا سہر لازم ہو گا اور اگر دیت کسری قیمت تو دیت کا دینا لازم ہو گا وان نکل دقت قبل القضا
 فعلیہ قیدہ واحد و لو بعدہ فحقہ اور اگر قبل از قضا قاضی کا شہدہ چند بار جنایت کروا دے ہوئی تو سہر ایک ہی قیمت واجب ہوگی اور اگر بعد قضا چند بار جنایت
 واقع ہوئی تو چند قیمتیں اور سہر لازم ہوگی ہم نے اگر مکاتب نے ایک شخص کو قتل کیا پھر دوسرے کو پتھر سے مارا تو قاضی قاضی تو ایک ہی قیمت اور سہر
 واجب ہوگی اور اگر مکاتب نے ایک بار جنایت خطا واقع ہوئی اور قاضی کا حکم ہو گیا موجب جنایت پر تو وہ سہر کی قیمت میں اگر وہ کسری ہو دیت سہر
 پھر بعد اس کے اگر جنایت ثانیہ واقع ہوگی تو اس پر قیمت ثانیہ لازم ہوگی و علی ہذا القیاس قیمت متعدد ہوگی تعدد جنایت سے و لو اکثر جنایتہ خطا
 لزمۃ و کسبہ بکل حکم بھا اور اگر مکاتب نے اپنی جنایت خطا کا اقرار کیا تو اس پر قیمت لازم ہوگی اس کے کسب میں بعد اس کے کہ موجب جنایت پر قاضی
 کا حکم ہو گیا ہو و لو بعدہ حکم علیہ حتی یصل الی بطلان اور اگر قاضی کا حکم اس پر نہ ہوا یا شک کہ وہ عاجز ہو گیا بدل کتابت سے تو جنایت باطل ہے کذا
 فی الدر عن القاعدۃ ہم نے در حق موسے جنایت باطل ہو اور اس کا مواخذہ اور مطالبہ ہو گا آزاد ہو سیکے بعد امام کے نزدیک خلافا لملصا جہن فی الزوال
 مطالبہ ہو گا کذا فی المطالع وان مات المسلم لم یقضی لکتابۃ کالتدبیل و لو مویا الولد و کاجل الدین اذا مات المطالب اور اگر موسے مر گیا
 تو کتابت فسخ نہیں ہو جاتی جس پر تدبیر اور امام ولد ہونا باطل نہیں ہوتا اور چنانچہ دین کی مدت باطل نہیں ہوتی جبکہ طالب دین مر جاوے و یؤتی المال الی
 و ترثۃ علی بنحوہ کاجل الدین اور ادا کیا جائے مال کتابت کا موسے کی موت کے بعد موسے دار تو لکھو اس کی قسطوں کے موافق دین کی مدت
 کے مانند یعنی اگر وارث بکیر تو کمال و یا جاوے اور اگر صغیر ہو تو اس کی دینی کو دیا جاوے کذا فی القہستانی بخلاف حوت المطلوب لجنحہ ہتہ بر خلاف
 موت مطلوب کے سبب شہدائے اس کے ذمہ کے ہم نے اگر دیون مر جاوے تو مدت باطل ہوگی اس پر طیکہ اس کا ذمہ خراب ہو گیا اور دین ترکہ کی طر منتقل ہوا و ترکہ
 عین ہے نہ دین کذا فی الزلمی ہذا اذا کاتبہ و هو صحیح و لو فی مرضہ لا یصح تأجیلہ الا من الثلث یمعنی او مال اقساطا بقدر کسبہ ہنوز
 اس وقت ہی جبکہ موسے نے اس کو مکاتب کیا ہو اپنی صحت کمال میں اور اگر اس نے بیماری میں مکاتب کیا ہو تو اس کا مدت طہرانا باطل نہ لکھتا مگر ثلث مقرر ہے
 یعنی مال کتابت و ثلث فی المال اور اگر مال ایک ثلث اقساط معینہ کے موافق کذا فی الشرع لایہ وان سئل فکذا ای کل الود قلا فی مجلس احد عشق
 کھانا نام مستحبابا و یجوز ابراء اقتصاء اور اگر وارثوں نے یعنی تمام وارثوں نے مکاتب کو آزاد کر دیا ایک مجلس میں تو وہ مفت آزاد ہو جاوے گا
 استحسان کی راہ سے اور آزاد کرنا ابرا قرار دیا جائے بطریق اقتضاء کے ہم قیاس یہ ہے کہ مکاتب آزاد نہ ہوا وارثوں کے آزاد کرنے سے اس پر طیکہ
 آزاد ہوا مگر تا ہی جو مالک ہو اور حالانکہ وارث مکاتب کی مالک نہیں ہو سکتے ملک نہیں ہوتا کسی سبب سے تو میراث سے بھی ملک نہیں ہوتا جو سہر
 استحسان یہ ہے کہ اعتاق ابرا قرار دیا جائے بل کتابت سے اسو اسلو کہ بدل کتابت وارثوں کا حق ہی اور میراث اس میں جاری ہو تو اعتاقی بدل کتابت

قول سے یعنی ذمی ہو کر لا حاصل ہوتی ہے نہ میراث اس قول کا فساد نہایت قریب کے دفعہ سوم سے واضح ہو گیا کہ ولا تو وہی میراث ہی ہم نے یہی
 ذمی کو لا اور غیر ذمی کو لا میراث اس کی حاصل نہیں ہوتی تو صاف معلوم ہو گیا کہ ولا اور میراث متحد الحقیقہ نہیں اور سابق مذکور ہو چکا کہ میراث ولا کا
 حکم اور اثر ہے اور تعریف بالحقم جائز ہے ذمی ہو کر لا اس کی عین مسلم کا اس واسطے وارث نہ ہو گا کہ ارث کی شرط حاصل نہیں یعنی اتحاد ذلت وارث و مورث
 تو اگر ذمی مسلمان ہو جائے اور عتیق مسلم ہو سکے بعد مرے تو اس کو میراث اس کی ملکی کذا فی الطحاوی ولو اعتق جہلی فی دار الحرب مستبدل احسن بالحق
 یہی احتیاط ہے ان کی سبیلہ فاذا استلحق حیثی ولا ولا لا حتی لو اکتسب المسلمان کثیرا مضافا للذلت ان اگر حربی دار الحرب
 میں حربی غلام آزاد کیا تو بجز عتاق بلا غلبہ کے وہ آزاد نہ ہو گا مگر یہ کہ عربی غلام مذکور کو غلبی الطبع کر دی پر جب اس کو مطلق العنان کر دی یعنی اپنی قبضہ
 تو نہ شریعت میں نہ کو تو وہ اس وقت میں آزاد ہو جائیگا اور اس کی ولا اس کو ملکی ہو گا اگر حربی اور اس کا عتیق دونوں مسلمان ہو کر دارالاسلام میں آویں گے تو عربی
 اس کا وارث نہ ہو گا بر خلاف مذہب ابو یوسف کہ اس کے نزدیک میراث پاویگا وکان له ان یوالی من شاء لانه لا ولا ولا ولا علیہ اور عربی کے غلام اور
 کو جائز ہے کہ حریق چاہے عقد موالات منعقد کرے اس واسطے کہ سبکی ولا اور نہیں ہے جو عقد موالات دو سب سے بڑے کے ولو اکتسب مسلم فی دار الحرب
 فاستلحق عتقا فاعقده بالقول لا تملک ولا تملک اور اگر مسلمان دار الحرب میں گیا سولہ برسوں میں غلام خرید کیا پھر اس کو زانی بلا غلبہ آزاد کیا
 یعنی دار الحرب میں تو وہ آزاد ہو جائیگا ہم یہ روایت شریعتی کی اس روایت سے مخالف ہے کہ جب مسلمان غلام حربی کو دار الحرب میں آزاد کرے تو اس کو
 اس کی ولا حاصل ہوگی امام کے نزدیک کذا فی الطحاوی اور اس منافات کا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ معتق عتیق ذکر کیا ہے نہ ولا اور شریعتی میں
 لغوی ولا مذکور ہے نہ لغوی عتیق کی اور سابق مذکور ہو چکا ہے کہ ولا اور میراث متحد الحقیقہ نہیں واللہ اعلم ولو کان العبد مستلحقا فاعقده مسلم او حری
 فی دارالاسلام فلا ولا ولا ای لمعتقہ اور اگر غلام مسلمان ہو سوا اس کو مسلمان یا حربی دارالاسلام میں آزاد کرے تو اس کی ولا اس کو ملکی یعنی
 اس کو آزاد کرے والیکو قولہ مسائل لمحہ شارح کے ادعیا ولا میت و یوتھن کل انہ اکتسب فی غلبہ والمیلان لہ ہاد و شخصوں سے
 میت کی ولا دعوی کیا اور شریعت کے گواہ لایا کہ اس سے اس کو آزاد کیا ہے تو دونوں مدعیوں کی واسطے ولا اور میراث کا حکم ہو گا جب تم جیم
 آتی لی لیست بکف الولاء او کفنی شغل منہ وصایا کفنی منہ یوشہو لے آزاد کرنا اس کو کفنی ولا ہوتا ہے مصبات سے پہلے تو عتیق کی میراث سے ہو کر
 کی وصیتیں نافذ ہوں اور اس کو دونوں اس سے اوکھ جائیگے اگرچہ عتیق کتابت یا تدبیر یا سنبلا جیسی ہو کذا فی الطحاوی الکفایۃ الثانی فی ولا ولا
 الثانیۃ فتنی البایحۃ کفنی العتق العتق الذی لا یخرج من سیرۃ من ولایۃ عتق میں معتبر ہے تو آزاد غلام سو اگر کا برابر ہی عتق فرشت کی آزاد
 نہ ہو سکتا نہ داغیت کے پواسلے کا غلام آزاد ہم تو اگر سو اگر کی معتقہ داغیت کی عتیق سے نکاح کرے تو اس کے مرنے کو قسم نکاح کا اختیار ہو نا وقتیکہ
 ولادت یا حمل ہو کر کذا فی الطحاوی اذا کان حراً لا اصل عتیق عتق الرق فی اصلہ فلا ولا ولا علیہ جبکہ عورت حرہ اصلی ہو یا یعنی کہ جسکی
 اصل میں کوئی نوٹ نہ ہو اور غلام نہ ہو تو اس کے فرزند پر ولا نہیں ہے اگرچہ اس کا باپ غلام ہو اس واسطے کہ حریت اور رقیق میں لڑکان کا تابع ہوتا
 ہے نہ باپ کا کذا فی الطحاوی ہم حراً اصلی فقہلہ کے نزدیک دو معنوں میں مستعمل ہے ایک کہ جسکی ذات برحق یعنی کسی ملک جاری ہوئی ہو بلکہ وہ
 پیدا ہوا ہو معتق سے بعد گذر سنے چہ سبب سے نکاح اور عتق کی وقت سے یا اس شخص سے پیدا ہوا ہو جسکی اصل میں رقیق ہو اور دوسرا یہ کہ جسکی
 اصل میں اصل رقیق نہ ہو کذا فی الدرر والایضاح اذا کان کذا لث فلو عتق یا لا ولا ولا علیہ طلقا اور بات جبکہ اس طرح کا حراً اصلی ہو تو اگر وہ عربی ہے
 تو اس کو ولد پر ولا نہیں مطلقاً یعنی نہ باپ کی قوم کی واسطے ولا ہو نہ مان کی قوم کی واسطے ولو اکتسب مسلم فی دار الحرب مستبدل احسن بالحق
 ہم یہی مضافا للذلت ان اگر باپ غیبی ہے تو اس پر ولا نہیں باپ کی قوم کو اور ولد کی میراث پاویگا مان کا آزاد کرنا ولا اور اس کا قصہ پر غلام
 مذہب ابو یوسف ہم ابو یوسف کے نزدیک بیٹا تابع ہے باپ کا لا میں چنانچہ شخص عربی میں تابع ہوتا ہو اس واسطے کہ نسب باپ کی طرف سے ہے اگرچہ
 نسب ضعیف ہو اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ ولا ثابت ہوتی ہے نص سے کہ سبب سے اور ولد کی واسطے نص نہیں ہے باپ کی طرف سے اس واسطے کہ عربی

کے سوا جہم میں نہ صرف یہ کہ یہ نہیں ہے درمیں ہے الحاصل اگر والدین حرا صلی ہوں یعنی مذکور تو دلہر ولا نہیں اور اگر دونو معتق ہوں یا اولیٰ
اصل میں معتق ہو تو ولا باپ کی قوم کو واسطی ہے اور اگر مان معتق ہو اور باپ حرا صلی یعنی مذکور تو اگر باپ عزی ہو تو دلہر قوم مادر کی ولا نہیں اور اگر باپ
خیر عزی ہو تو قوم مادر کو واسطی ہے امام اور محمد کے نزدیک ابو یوسف کے نزدیک کذا فی الطحاوی **فصل فی نکاح و مولاہ**
نیکہ فصل سے ولا مولاہ لغت میں معنی ستاعت ہے اور شرع میں چنانچہ اسبیابی نے کافی حاکم کی شرح میں تصریح کی ہے
کہ مولاہ یہ ہے کہ مرد مسافر و سرحد پر شخص سے کہو کہ میری برادری نہیں اور نہ کوئی مدگار سو مجھ کو اپنی طرف ملائے اور اپنی قوم کی طرف تائین
تیری جماعت میں گنا جاؤں سو تو میری مدد کیجو اور میرے نواب اور مہاسب دور کیجو اور اگر میں مر جاؤں تو تو میرے مال کا وارث ہو
تو دونوں شخصوں میں ختم مولاہ منعقد ہوگی لیکن بشرط قبول شخص ثانی تصنف نے ولا رعناقت کو ولا مولاہ پر اس واسطی مقدم کیا کہ وہ قومی ہو
قابل اعتدال نہیں جیسے احوال میں بخلاف ولا مولاہ کہ وہ نقل پذیر ہے قبل از ادیت اور ولا رعناقت بالاتفاق سبب میراث ہے بخلاف ولا مولاہ
کہ امام مالک اور شافعی کے نزدیک اسکا کچھ اعتبار نہیں والدلائل سے الطحاوی کذا فی الطحاوی اسلمو رجل مکلف علی یدلہ آخر و الا لا اولی
خیر الشریک انما یجوز لامستلما علی ما روایہ عن علی بن ابی طالب اذ اصابت و یقول عنہ اذ اصابت و یقول عنہ اذ اصابت و یقول عنہ اذ اصابت و یقول عنہ اذ اصابت
دوسرے شخص کے ماتھے پر اور اسکا تابع ہو یا اسکی سوا اور شخص کا تابع ہو اس شرط پر کہ متبوع اسکا وارث ہو جبکہ تابع مری اور شخص متبوع اسکی
طرف سے دیت دی جبکہ تابع کسی قتل خطا صادر ہو تو یہ عقد مولاہ صحیح ہے بشرط اس کے کہ اسکا وارث ہو یا اسکی سوا اور شخص کا تابع ہو اس شرط پر کہ متبوع اسکا وارث ہو جبکہ تابع مری اور شخص متبوع اسکی
اور آگے پہرے کو ہو گا ہم اسلام کی قید با قیاد غالب حال کے ہر شرط نہیں عاقل بالغ ہو سکی قید اس واسطی لگائی کہ عقد مولاہ نصف دار ہے
نفع اور ضرر میں اس واسطی کہ اس میں ایجاب میراث اور التزام دیت ہو تو بدین عقل اور بلوغ کے صحیح ہو گا اگر باذن اور عجمی کے قید اس واسطی لگائی کہ تمام
عرب کا قبائل سے ہے تو عقد مولاہ کی عرب کو کچھ حاجت نہیں کذا فی الدرر و عقلا علیہ و ارثہ لکھار دیت اسفل کی اسطے پر ہو اور میراث اسفل
کی اعلیٰ کبر اسطے پر و کذا فی القوط الاشراف من الجائین اور سبطم عقد مولاہ صحیح ہے اگر میراث دونو جانوں شری مشروط ہو یعنی اگر اسفل مری تو اسطے
میراث اسکی ہے اور اگر اسطے مری تو اسفل اسکی میراث ہے ہم تو ارث میں الجائین سبطم اکثر کتا بوئین بلا خلاف مذکور ہے لیکن علامہ مقدسی نے
ابن ضیاس نقل کیا ہے کہ جہ صاحبین کا قول ہے اور امام کے نزدیک ثانی مولیٰ ہو گا اول کا اور اول کی ولا باطل ہو جائیگی اس واسطی کہ تابع متبوع
نہیں ہوتا اور نہ متبوع تابع و اشد حکم کذا فی الطحاوی و لو والی صبی عاقل باذن آبیہ او وصیتہ صحیح لعداہ المتابع اور اگر عقد مولاہ منعقد
کرے منفر عاقل اپنی باپ یا اسکی وصی کے اذن سے تو عقد صحیح ہے سبب عدم مانع کے کما لو والی العبد باذن سید لا یغیر کانه یصح و یقول
وکیلا عن سیدنا بقولہ المولاہ لکھ جیسے کہ اگر غلام اپنی مالک کے اذن سے دوسری شخص سے عقد مولاہ منعقد کرے تو صحیح ہے اور غلام ذکیل ٹھہرے گا اگر
مالک کی طرف سے عقد مولاہ کا ہم غلام ذکیل ٹھہرے گا اس واسطی کہ وہ میراث اور التزام مال کا اہل نہیں ہے بلکہ اہل کیسب ہے ذکیل ہو و اشیاء
ارثہ عن ذی الرحم الخ خفیہ اور مولای مولاہ کی ارث نامہائی رشتہ دار سے موصوفہ ہے اسکی ضعف کے سبب سے ہم اس واسطی کہ مولاہ عاقل
کا عقد ہو تو ادب کے خیر یہ وہ لازم نہ ہوگی اور نامہائی رشتہ دار ارث شرعی سے تو عاقلین اسکی ابطال کے مالک نہیں ولہ النقل عنہ بخلاف
الی غیرہ ان لہ یقول عنہ او عن ولہ وان عقل عنہ و لک لا یقتل لک اکیلا اور عاقل اسفل کو عقد مولاہ کا نقل کرنا عاقل اعلیٰ
اور اسے سبب اسکی غیر کی طرف جائز ہے اگر عاقل اسطے اسکی طرف سے یا اس کے دلہ کی طرف سے دیت دیتی ہو اور اگر دیت دی ہو اسکی طرف سے
یا اسکی دلہ کی طرف سے تو ولا مولاہ منتقل نہ ہوگی اس واسطی کہ مولاہ نے اسکو مکرر مکرر مکرر دیا دیت کے دینے سے ولا کیوالی منتقل
احمد بن حنبل رحمہ و لاہ النکاح اور عقد مولاہ منعقد کرے غلام آزاد کسی شخص سے سبب ازیم ہونے ولا رعناقت کے امر آہ و التیم و والدت
محبوب الی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیسب مولاہ منعقد نہ ہوگا ایک لکھ (سکا باپ معلوم نہیں) جتنی تو وہ لڑکا اپنی ماں کا ازیم

اور اگر وہ بین مند ارجس ہے، یہ کہ جس سے غم مریم حاصل اور ضرب کی مقدار میں جو جس سے در شدید پیدا ہو اور بین الیسی کوئی حد نہیں جس
 کمی اور زیادتی ہو جس کے بموجب ایک نصب مفاد و راسی سے مستحق ہو بلکہ جسے حاکم کی تجویز بموجب فرض ہے کیونکہ مختلف اختلافات اشخاص میں کذا فی الطحاوی
 عن الزمینی و هذا القول معارقبہ و هو مختلف باختلاف الاشخاص فان الامتياز بقولنا بکلام حنفی و اکثرہ لکن دیکھا کہ بعضی الکراہیہ
 المتاخر ابن کمال اور یہ بھی موجب غم کثر تر ہے اگر وہ کراہ کا اور وہ مختلف باختلاف اشخاص جو اس طرح کہ مشرف تو ممکن نہیں ہو جائے
 بین سنت بات سے اور کہنے اکثر آئندہ نہیں ہوتے مگر ضرب شدید سے کذا ذکرہ ابن کمال و الزمینی کون الکراہیہ مختلفا علی القول علیہ
 قبلہ و لا یختلفہ کبیر کالہ او علی شخص اشخاص کلا فی مال الغیر او علی الشرع کشراب الخمر و الزنا اور اگر وہ کی جو طبی شرط متعین ہو تاکراہ
 بالغی کا قبل الزکراہ اس میں فصل سے جس کے دوا و ہیز روستی ہو یعنی اگر اس پر کراہ نہ ہو یا تو وہ فعل کرے یا تو اس پر حق کرے یا تو اس پر کراہ چاہے یا مال چاہے یا دوسرے
 شخص کے حق کے سبب جو اس پر کراہ لگ کر یا با حق شرع کی جہت سے کراہ چاہے شراب خوری اور زنا کاری ہم انہی مال کے بین میں کہلے غیر
 مجبی سے اور امتیاز مال غیر اور شراب خوری میں کراہ مجبی سے قالوا اگر بقتل او ضرب شدید یا تلف کبیر یا سب طہن الاعلیٰ المذکور
 والعدین بزاہدہ نو اگر ایک شخص پر کراہ ہو اسبب قتل یا ضرب شدید متلف کو نہ ایک دو کوئی کی ضرب کہ وہ تلف کرے یا بی نہیں مگر آلات متاثر
 اور اگر ہر البتہ متلف ہو کذا فی الزمینی ہم زبانی سے مذکور ہو چکا کہ ضرب شدید حاکم کی ہادی پر فرض ہو اس کی کچھ حصین نہیں اور تصرفات مذکور
 میں کی کراہ غیر مجبی سے ہوتے ہیں اور ضرب متلف نو اگر وہ مجبی من و نخل ہو کذا فی الطحاوی یعنی مشایخ کو ضرب شدید میں متلف کی قید لگانے
 کی کبیر حاجت نہ تھی و حبس او قید مل یل فی بیاضات حبس یوم او قید او قید غایت شدید لکن لا یجوز ہذا کراہ ہو حبس دراز یا قید
 طویل سے بر طواف حبس کر دہ یا قید کر دہ یا ضرب خفیف کی کہ وہ کراہ نہیں ہو مگر عزت دار سے حق میں البتہ کراہ ہو کذا فی الدرر ہم قید
 سے مراد بر این با توین الزام سے جسے چنانچہ مشہور ہو عام میں حق باعہ او اشتدوی او اقرا او ارجس فی حقہ معا فقہ یعنی اگر ایک شخص
 پر تہرید قتل یا ضرب شدید یا جس مدید یا قید طویل سے کراہ ہو اسبب تک کہ اس میں مال بچا یا خرید کیا یا کسی کے حق کا اقرار کیا یا عارہ کیا تو وہ
 شخص عقود مذکورہ کو تسخیر کر دے بعد الزکراہ ہم عقود مذکورہ سے مراد وہ عقود ہیں جو قابل فسخ ہیں چنانچہ بیع اور شرا اور جارہ اور صلح اور
 ہبہ اور بیعون اور کنس اور بیعہ کذا فی الدرر و لا یجوز حق الفسخ جمعی احدهما اور حق فسخ کا باطل نہیں ہوتا جا رہا یا بھجور کی موت سے ہم شے
 کرہ بالغی کا وارث اپنے مورث کا قائم مقام ہو گا فسخ میں اور کہہ بالکسر کا وارث اپنے مورث کے قائم مقام ہو گا یعنی اس کے ترکہ سے رجوع ہو گا
 و لا یصح المشری و لا بالی اذ لا یصح المفسخ و لا من فسخ باطل ہو گا مشتری کی موت سے اور نہ زیادت مفصلہ سے ہم زیادت مفصلہ چاہے
 بچہ اور بیل و زیادت مفصلہ سے بطریق اولیٰ فسخ باطل ہو گا و لا یصح بالکسر اذ زیادت مفصلہ کا دان لازم ہو گا مشتری پر اس کی تعدی کرنے سے
 و یصحی انہ یستردون لکن اذ لا یصح المفسخ و لا من فسخ باطل ہو گا مشتری کی موت سے اور نہ زیادت مفصلہ سے ہم زیادت مفصلہ چاہے
 بالکسر و لا یصح المشری و لا بالی اذ لا یصح المفسخ و لا من فسخ باطل ہو گا مشتری کی موت سے اور نہ زیادت مفصلہ سے ہم زیادت مفصلہ چاہے
 جارہ اور بیعون اور کنس اور بیعہ کذا فی الدرر و لا یجوز حق الفسخ جمعی احدهما اور حق فسخ کا باطل نہیں ہوتا جا رہا یا بھجور کی موت سے ہم شے
 کرہ بالغی کا وارث اپنے مورث کا قائم مقام ہو گا فسخ میں اور کہہ بالکسر کا وارث اپنے مورث کے قائم مقام ہو گا یعنی اس کے ترکہ سے رجوع ہو گا
 و لا یصح المشری و لا بالی اذ لا یصح المفسخ و لا من فسخ باطل ہو گا مشتری کی موت سے اور نہ زیادت مفصلہ سے ہم زیادت مفصلہ چاہے
 بچہ اور بیل و زیادت مفصلہ سے بطریق اولیٰ فسخ باطل ہو گا و لا یصح بالکسر اذ زیادت مفصلہ کا دان لازم ہو گا مشتری پر اس کی تعدی کرنے سے
 و یصحی انہ یستردون لکن اذ لا یصح المفسخ و لا من فسخ باطل ہو گا مشتری کی موت سے اور نہ زیادت مفصلہ سے ہم زیادت مفصلہ چاہے
 بالکسر و لا یصح المشری و لا بالی اذ لا یصح المفسخ و لا من فسخ باطل ہو گا مشتری کی موت سے اور نہ زیادت مفصلہ سے ہم زیادت مفصلہ چاہے

مشتري پرادر مسيح تين سو جانو مالک چاہی اگر اہ کرے یا نہ کرے تو ان قیمت کا لے جائے مشتري سے تو دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیع مذکور کہ مشتري اول
مشتري ثانی کے انتمیم کرے اور ثانی ثالث کے اتمہ اور ثالث رابع کے اتمہ مثلاً اور مالک مشتري ثانی یا ثالث سے نادان قیمت کا لے تو ان
کے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ پہلے کی اور اگر مشتري اول سے نادان لگا تو تمام خریداریاں جائز ہو جائیں گی طحاوی لکھا کہ معتبر یہ تھا کہ مسقف ہوں
مسئلہ کو علیحدہ ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مسئلہ نہ اول ایہی میں مفروض ہے اور پہلا مسئلہ مشتري واحد میں مفروض ہے و فی الجملہ المشتري الصالحین بالقرین
علی بائعہ تو نادان دینو والا مشتري میں بیع کا بنو بائع سے بھستے بخلاف ما اذا اکتھا اکتھا لک الحمد الباعث بحیث ہو فی الجملہ بیع
الغن من المشتري الاول لذوالی المبالغہ بالاجازۃ بخلاف سابق یہ منہر ہے جبکہ مالک کسی بیع کو یوم مذکورہ میں بیع جائز ہو کر چھوٹ
آخر میں اجازت واقع ہو کہ ذوالی المبالغہ وی فوسب الکی اور پہلی یوم جائز ہو جاوین گی اور مالک مشتري اول سے شری لگا وجہ جواز کل نو عدول
بائع سے یعنی بائع صحت یہ نہ ضرماندی تھی مالک کی سوا کسی اجازت سے بائع دفع ہو گیا فان اکر علی اکل صحت یہ ان میں ان خصوصاً
شریخصیر لکراغید علی بیعی بوسب او قید لیکن اذ لا ضرر ولا فساد فی اکر اکتھے یہ اگر ایک شخص پر اگر اہ واقع ہوا ضرر یا غن یا ضرر کے
گوشت کھانے پر یا شراب کے پینے پر واسطے اگر غیر پہلی کے چنانچہ جس یا نصیر یا قید کی تحدید سے تو کہاں اطلاق نہیں اس واسطے کہ کوئی ضرر نہیں
اکراہ غیر پہلی میں یعنی محرمات مذکورہ تو ضرورت بیاہ ہو جائے میں چنانچہ نصیر میں اگر جب جان یا عضو کے تلف ہو چکا خوف نہوا تو ضرورت ثابت
نہوئی کہ ذانی الممنوع کما فی الشیخین مان بھہ لبتہ ہے کہ اگر اہ مذکور کسی اگر شراب کو پیے تو اوپر حد نہ داری جائیگی شبہ اباحت کی
سبب دان اکر علی بیعی بقتل او قطع عضو او ضرر صدمہ اس کہ کما فی الفل بل ضرر اور اگر اہ لہج واقع ہوا سبب یہ قتل یا قطع عضو یا ضرر
شد یہ متلف کے کذا صرح ابن کمال تو فعل مذکور محلال ہے بلکہ فرض ہے یعنی اس واسطے کہ محرمات مذکورہ عند الضرورة مباح ہیں اور جان بچانے
سے زیادہ کوہن ضرورت ہے ہم مسائل اگر اہ کی میں قسم میں ایک قسم ہے جس میں عدم غریمت ہی یعنی جسے کو نہ پر اگر اہ واقع ہوا اس کا کرنا
افضل ہے اور اگر کرنا گناہنا تک کہ قتل ہوگا تو گناہنا ہوگا اور وہ شرب غمرا در تناول مردار اور مانند اس کی دوسری قسم میں غریمت ابتلاع سے
اور اقدام رخصت ہو اور وہ معاذ اللہ ابراہیم کہ کفر او دشنام ہی علیہ صلوٰۃ و سلام ہی اور جو کہ کفر سے اور اشتقاق زین کا سبب ہو مشرک
قسم میں غریمت سے اور اقدام میں رخصت نہیں حال میں اور وہ قتل نفس مسموم محترم سے یا اس کا قطع عضو کذا فی الاطلاق
فان حدک یقتل لک الا اذا ارادہ مفاطعہ اللہ فلا بأس بچاہر اگر محرمات مذکورہ کی کہانی میں صبر کیا یا شاک کہ قتل ہو گیا تو گناہنا ہوگا
مگر جبکہ اس ابتلاع سے کفار کی غضب ناکی اور کجائی کا ارادہ کرے تو کچھ مفاطعہ نہیں ہم وجہ عصیان یہ ہے کہ تبادل محرمات اس میں
میں سیاح ہے اور جان یا عضو بچانے سے تلف کرنا حرام کذا فی الزیلعی و کذا فی الحدیث لک الحمد بالاکراہ لک الحمد فی حقیقتہ
بالکمال کما فی الخط ابیہ اول الاسلام اونی دار الحرب اور اسلام اگر صابر متولی اباحت محرمات مذکورہ کے اگر اہ سے بچانا ہو
تو گناہنا نہ ہو گا سبب منع ہونے اباحت کی تو ضرور ہو گا ناوشکی جس احکام شرعیہ کی ناوشکی ابتدا ہی اسلام میں یا دار الحرب میں قدر
ہم اباحت محرمات عند الضرورة محل خلاف اور اس میں اختلاف بھی علاوہ صابر کے گان اشتغال صحت احراز سے تو معذور نہیں
کہ انہ الزیلعی ابتدا اسلام میں مراد یہ ہے کہ کافر مسلمان ہوا اور ہذا احکام شرعی کے سیکھنے کی فرصت نہیں پائی یا دار الحرب میں
مسلمان ہوا تو جہل سے معذور ہے کما فی حکمہ اذ منہا فی الحجۃ جسے شدت گرسنگی میں محرمات مذکورہ کے کھانے اور
مردمانے سے گناہنا نہ ہو گا چنانچہ ہم نے اس کو کتاب الحج میں بیان کیا ہے وان اکر علی لک الحمد لک الحمد و استلحق صل اللہ علیہ وسلم
بھم دفع دسری قطعہ اذ قتل شخص لہ ان بظہر اکر یہ علی السائدہ و ہوئی و قلبہ و طہر لک الحمد اور اگر اہ ہوا خدا سے انکار کا
یا نبی سے اللہ علیہ وسلم کی دشنام کذا نے الجہم واللہ درہی خواہ قطع عضو کسی اگر اہ ہو یا نفس سے تو اس کو جائز ہے کہ زبان سے

طلب شخص سے سنا کہ یہ موجودہ ساکت رہا تو شفقہ اس کا باطل ہو گا ولا یردہ بل سائیدہ و قلبہ مطہر باکیماں فلا ینبئ رجبہ لانه لا یقین نقل
 انه لم یحسنا فقلت وقد مناعن النوازل خلاصه فعلیہ قیاس فناما ۱۱ اور بڑا دسکار باقی مرتبہ ہوا مجھ سے کراہ سے اور عالما اس کا دل کچھ
 ساتھ مطہر اور ثابت ہو تو اس کی زوجہ چوتھ بنی گئی ہو سکتی کہ زبردستی کے ارتداد سے وہ کا فر نہیں ہو جاتا اور عدم ارتداد دینی میں اس کا قول مستبر
 ہے استہسان کی دلیل سے میں کہتا ہوں اور اس سے بچھلے جسے خلاف کے نقل کیا ہو نوازل سے تو شاید کہ نوازل کا قول قیاس سے نہ استہسان سے
 ہو سکتا بل کرم نوازل اور جلالہ شریعہ کے تفصیل نقل کی ہے کہ در صورت قریب زوجہ نضا چوتھ جاوے گی نہ و یا نہ اور اگر قریب کا قصد کیا
 باد و دوسری دل میں منظور ہونے کے نزدیک و لوط سے چوبیگی آگیا القاضی رجلا لیس فیہ رقة و قبل رجلیہما و لیبق قطعیہ بل رجلیہما بعدا فشا
 بد لک قطعیہ یدہ او قیل علی ما ذکرہ ان کان المقتضی موصوفا بالصلاح فقتض من القاضی ان یقتضی القاضی و ان یقتضی القاضی و ان یقتضی القاضی
 لا یقتض من القاضی استحضار الشہرہ خانیۃ قاضی نے زبردستی کی انکار پر بنا دیا و چوبیگی ایسی مرد کے قتل عہد کا قرار ہے یا نہ کسی شخص کے
 ائمہ کا نئے کا قرار کرے سو اس کے احوال اور کیا نواسا کا ائمہ کا نیا گیا یا وہ مقتول ہوا ایسے اقرار کے بموجب سو اگر اقرار کرے تو لاہو صوفیہ
 میں نیکی پر مبنی گرا رہو تو قاضی سے قصاص لیا جائے اور اگر مقرر اسے اس کے ساتھ نہیں ہوا اور چوبیگی اور غریزی میں مشہور ہو تو قاضی سے قصاص
 نہ لیا جاوے گا استہسان کی دلیل سے بسبب شہرہ و اتعہ ہونے کے کہ شہرہ الثانیہ ہم شہرہ پہلے کے شاید اوس کی ہو سکتا کہ اقرار کیا ہو قیل لہ
 اصنافا فشرکت ہذا الشہرۃ و تبیین کما ۱۱ ان کان شہرا لا یجوز کالمخلف الا لا قلبہ قال و کذا ۱۱ و نواسا و لکات ایک
 شخص سے کہا گیا کہ باس شہرہ و ب کو بے یا یا انکو کا باغ بیچ کر تو وہ کراہ ہو اگر مشرب بے پینے کی پریشہ لیت میں حلال نہ ہو چنانچہ شرب
 اور اگر مشرب حلال پسیر ہو تو کراہ نہیں کہانی القیہ صاحب فنیہ نے کہا اور سیر کا حکم ہے ۱۱ اور باقی حرمت کا حکم در صورت کراہ ہو
 اوس پر نوا و جنین وہ بعد زوال کراہ کے مختار ہے چاہے بیکوشن کرے یا جو نام کے صائدہ السلطان و لہ یقین بیع مالکۃ قباۃ عظمیٰ لہ
 تعلیق ایک شخص سے بادشاہ نے زبردستی مال طلب کیا اور اس کے مال بچھے کی تعمین نہیں کی سو اس کو کوئی چیز بھلائی بادشاہ کو دینو کے
 واسطے تو بیع صحیح ہوگی یہ بلاخیار بیع اس کو عدم تعمین کے سبب ہے مینے بادشاہ نے مال طلب کیا اور یہ نہیں کہا کہ فلائی چیز بیع
 کر دی تو وہ بیع میں طلاق اور راضی نہیں ہوا اسلئے کہ اداسی مال بیع کے سوا قرض لینے سے بھی ہو سکتا ہو کہانی العاکرۃ و الحیاۃ ان یقول
 من ابن اسحق و لا مال لی فاذا قال انما لیس لک انما صارت کل ما فیہ ہذا زیدہ اور جید جار بیع کا یہ جو کہ ظالم سے کہے کہ میں کہاں سے
 دون میری پس تو مال نہیں ہو جب مال ظالم یوں کہے کہ فلائی چیز بیع کر کے نواب وہ کرہ ہو گیا ایسی بیع میں کہانی ابن اسحق و لیس لک و لیس لک
 حق و حبشہ مہر ہا کہ قطع الہیۃ ان قال الی و بیع علی القرض و عورت کو اس کے شہرہ سے لینے پر دھکا یا برباک کہ اس کو اپنا مہر دینا
 کر دیا تو مجتہد صحیح نہیں اگر شوہر اپنے بڑا درہم ظاہر اطلاق مصنف ضرب متلفہ اور غیر متلفہ و دو کو شامل ہو لیکن جو غرضان کے فساد
 میں ضرب متلف کی قید ہو اور عدم صحت بہہ صاحبین کا قول پر دان ہوگا بطلان او تر بیع علیہا و تہر قلیس لکن الہ خانیۃ اور شوہر
 نے عورت کو طلاق دینو کی تہدیر کی یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کی یا لوطی کے سہ پہنے کی تو یہ کراہ نہیں کہانی الخانیہ ہم سوائے
 کہ طلاق اور دوسرا نکاح اور لوطی کو حرم کرنا یہاں فیما بین شریف میں درست ہیں اور افعال شرعیہ کراہ نہیں ہو سکتی و فی جمع القاضی
 صلح امراتہ املہ لیسۃ عن المسبۃ الی ابی ہا الا ان تہیکہ مہر ہا فویہبت بعض الہیۃ باطلہ لا تہا کا لہ لہ قیل و
 یجوز ان یصلح نوازل و فیہ قیل الیک من جمل فی الارادت الرقۃ فنعما الکاتب الا ان یشتہد علیہا اھا استوفیت منه یا اشتہر
 فادرتہم اذن لھا بالانفاق فلا یطرق افرانہا لک و فی معنی المکرہ وہ افق ابو السعوی معنی الوضو فی شہرہ صنفہ و فیہ قیل انما انفاق فیہ
 الہیۃ اور مجتہد ہا و میں جو کہ شوہر اپنی زوجہ یا رکن منع کیا اس کے والدین کی طرف جانے سے مگر بعد کہ وہ اس کو اپنا مہر شہرہ سے سوا دوسری کچھ

فی قولہ تعالیٰ کفایت ائمتہ علیہم السلام فی مالہ فقط ولو کانت اقل من حاکم اور وہ رشہ جو مذکور ہے حق تعالیٰ کے اس مال میں
 ہیں کہ اگر ائمہ میںوں کا رشہ معلوم کر دو اس کے مال دیکھو دو تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ فقط اپنے مال میں صلح علیہ مقدم اگرچہ فاسق ہو یا سبکدوش
 سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ہم اس صلح سے مال سے ملا یہ ہے کہ مال کو طلال میں صرف کرے نہ حرام میں اور صرف نفیوں خرج
 ہو اور امام شافعی کے نزدیک رشہ سے مراد اصلاح فی المال اور اصلاح فی الدین دو تو مراد میں کہ انی الطحاوی و علی القاضی و محمد بن محمد بن
 یحییٰ مالہ للذیہ اور قاضی مجتبیٰ کے یہ ہے آزادہ یون کو تاکہ وہ اپنا مال چھڑائے اپنے فرض ادا کرے کیوں صلح ہم ہا کہ اگر نادرین کا واجب ہو تو
 پر اور مصلحت یعنی مال کا جمل کے وعدہ پر صلح سے تو حاکم کو نہ یون کا جس کر نادرین صلح کرنا اسلئے لازم ہو اور قاضی محمد بن ابی احمد دینہ من دہر احمہ
 یعنی بلا احصا کا کذا لوقا کذا تاکہ اور حاکم اس کے دین کے روئے کو یون کر دیوں سے ادا کرے یعنی ظاہر ہو تو یون اور اسلئے اگر دین
 اسے بیان یون ہو تو یون کی شرفیوں سے ادا کرے و یا ح دنا یون لا در اہر دینہ و یا العکس مستحاکا کذا تھا فی التقیہ اور قاضی یون
 کی شرفیان چھڑائے ادا کرے یون کیوں اسلئے اور دین چھڑائے ادا کرے کیوں اسلئے استسنان کی وجہ سے اسو اسلئے یون ہوتے
 ہیں شرفی اور دینہ دونوں محدود ہیں کہ لا یصلح القاضی عنہ ولا عقارہ للذیہ فاما ما کہ ای بقوا لہما بیکم لہما لا یصلح اختیار و حصہ
 فی تصحیح القادری ہے نہ نیچے قاضی یون کے اسباب کو اور نہ زمین اور باغ و قیرہ مال غیر منقول کو دین غیر منقول کو نہ صاحب کے اور
 ضعی سے صاحبین کے اس قول پر کہ قاضی یون کے اسباب اور مال غیر منقول کو اور دین کیوں صلح ہو جائے چھڑا چھڑا شرفی و غیر منقول
 اور صلح کیا جو اس قول پر تصحیح ہو کہ دین و صلح نکالنا چھڑا فی المال اور بموجب قول مفتی کے حاکم چھڑا اسلئے ہر وہ چیز جسکی بد یون فی مال
 حاجت نہیں ہم ادا کر دیں پہلے اول نفوذ کی یہ ہو پہر اسباب کی پہر غیر منقول کی اور جسکی فی المال حاجت نہیں وہ بھی پہلے اول نفوذ اور فی مالین
 مسموم گرمی میں پہلے جاوے اور شرفیان بوسم سرابین اور نو سے کی اگھٹھی جی جاوے مٹی کی اگھٹھی سے دین اپنا کا کیم جائے کہ انی الطحاوی سے
 و لو اقل مال یا لہ بعد الدین ملک لیکن ثابتاً ہیبتہ اور علم قاض فی الاحوال و ما کمالہ من ملک کذا لہما فی المال کا اور اگر دین کسی شخص کے
 مال کا قرار کرے تو اسکو ادا کرنا لازم ہو گا بعد ازاں جو مال دین کے دیکھو وہ بموجب ہوا دیکھ مال مذکور کو یون سے یا قاضی کی علم
 سے ثابت ہو اور اگر ثابت ہو تو منکر اور صاحب دین کا مزارع ہو گا یعنی اس کے ساتھ وہ بھی اپنا دین لیکنا ادا اس مال کی جسکو یون تلف
 کرنا اسو اسلئے کہ جو نہیں سے نعمت چنانچہ مذکور ہو چکا ہم قول مستدہر سے کہ قاضی کو اپنی دانست پر بدہن کو جو کج حکم دینا جائز نہیں گذائے
 الطحاوی و افلس و معہ عرض شرا لا فیضہ بالاذن من بالعدو لم یق دفتہ فافتراسو الفراء فی ثمنہ ایک شخص منفس ہو گیا اور اسکو پاس وہ
 متاع ہو جو اسکی خرید کی اور قبضہ کیا ہو اس متاع پر اس کے بائع کے اذن سے اور ہنوز اسکا من ادا نہیں کیا تو اسکا بائع اذن دین اگر
 کی برابر سے متاع کے من چھڑا یعنی بائع منفس کے متاع کو نہیں لے سکتا بلکہ وہ متاع بیع ہو کر بائع اور باقی ارباب دین کو اسکا من حصہ سے
 دیا جائیگا اور باقی دین کیوں اسلئے حاصل قدرت دین کو مہلت دیکھا گئی اور یہ جو حدیث میں وارد ہو کہ جو اپنی متاع بعینہ مر منفس کے پاس
 پاوے تو وہ احی المتاع جو اپنی غرض اور امام اھدی کی روایت میں ہو کہ جو اپنی متاع بعینہ منفس کے پاس پہنچے تو وہ اسکا زیادہ تر حصہ اپنی متاع
 سے مراد وہ متاع جو بطریق نصیب اور عاریت اور ودعت اور اجارہ اور رہن کے ہو کہ وہ بعینہ اسکا مال سے اور صلح تو بائع کا مال نہیں اور
 نہ اسکی وہ متاع ہوگی بلکہ یہ چیز تو مشتری کا مال ٹھہریگی کیونکہ وہ بائع کی ملک کسی عمل گئی اور بیع اور قبضہ سے اسکا ضمان لازم ہو گیا کہ ا
 فی الطحاوی وہی توضیح قال افلس قبل قبضہ او بعد لکن یخیر اذن بالعدو کان لہ اسلئے اذ لا وجہ ہا القن وقال الشافعی بالآثم الفس
 پر اگر مشتری منفس ہو گیا قبل قبضہ سے بیع کے بعد قبضہ کے لیکن قبضہ مسبب بعینہ بائع کے اذن کے تھانہ تو بائع کو مبیع کا ہر لینا اور اسکا
 روک رکھنا نہیں کیوں اسلئے جائز ہے اور امام شافعی نے کہا بائع کو منفس بیع کا اختیار ہے سجد القاضی علیہ تہو فی مال قاضی اسخ فاطلہ و اجاز

مخاصم الحج کذا فی الحاشیہ و هو ما قلنا من الذی یصلح لظاہر ما فی سببہ ایک شخص پر جو کہ باقی بیع اور شرا و غیرہ سے اوسکو روک دیا پھر
اوسکا مرقعہ دوسرے کا فاسی کے پاس ہوا سو اوسنے اوسکو کہہ دیا یا مطلق العنان کرو یا اور چاہا کر دیا و اوس نے صرف جو جو چاہے کیا کذا فی الحاشیہ
تو قاضی ثانی کا اطلاق جائز ہے اور وہ یعنی ایجازت تصرفات مجر کی قطعاً اور اگر اور ہم الغرض سے وہاں صبیحہ کی مالک میں بیع و شمول
قبل اطلاق و شرائط و بعدہ کان سائر الا ان سبب الاول مجتہد فیہ فی حق علی مضافاً فی حق اخر اور جو مشتری مجتہد ہے اپنا مال میں کیا بیع یا شرا
سے قبل اطلاق ثانی کے اور بعد اوس کے وہ جائز ہوگا اسو اسکو کہ قاضی اول کا مجر کا محل خلاف مجتہد میں ہے پس موقوف رہے گا
و دوسرے قاضی کے جاری رکھنے پر **ف** و مسائل متحدہ شارح کی یہ صیغہ علی الغائب لکن لا یجوز ما یلحقہا کاتبہ صحیح ہو مجر کا شخص ثابت ہو
لیکن وہ مجر ہوگا جسب تک اوسکو معلوم نہ ہو کہ قاضی نے یہ مشتری منع کر دیا یا کوئی افغانیہ ہم اور اگر غائب ہو مشتری کرے قبل علم بعد
تو اس کے تصرفات نافذ ہیں اور اگر مشتری بالغ ہو سفہات کی حالت میں تو قبل از مجر قاضی مجر ہوگا اور بیعت کے نزدیک اور اس کے تصرفات نافذ ہونگے
اور عموماً نزدیک ہوگا کہ مجر کے کذا فی ثانی نہ دیا و دفعہ الحاشیہ ایشہ کی یہاں جو بیعت مجر کی قابل یا اطلاق القاضی لکن قاضی اوسکو اٹھو کا حکم دے و اولاً لکی
الرشد و ادعی خصیہ بقاء علی السلف و وہنا یعنی تعلیم بدینہ فقہ السلف لاشباہہ اور اگر دعوی کیا رشداً اور شرا یا کذا اور اوسکو مخاصمے اوسکو
یا قی رہے کا سفہات پر اور دو گواہ لائے اپنے دعوی پر تو بقاء سفہات کے گو مجر کو مقدم کہنا لان کہ کذا فی الاشباہہ طحاوی کہا تھا اشباہہ کی بیعت
مخالفت پر مقبول ہے کہ ہر ایک مذکور ہے کہ اگر صالح ہو گیا پھر فاسد ہو گیا قاضی نے یہ مجر کیا اور ایک انسان نے اس سے کہہ خریدا پھر مجر اور مشتری
اختلاف پر مشتری نے کہا کہ میں نے تجھ سے اسکو خریدا کیا تہا تیری صلاح کی حالت میں اور مجر نے کہا بلکہ تجھ کی حالت میں تو مجر کا قبول ہوگا
اگر دونوں گواہوں نے قریبی کے گواہ مقبول ہیں اتنے اور ذخیرہ خاطر میں ہے کہ بقای سفہات سے تو مال سفہات کے گواہ مقدم ہیں
و فی الودھانیہ سے ومن مدعی اقرار قبل علی من یدعیہ وقتہ فلیصل اور وہاں بیعت میں ہے اور جو دعوی کرے مجر کے اقرار کا مجر
موسم سے پہلے سو مشتری کے اقرار کا دعوی کرے جو کہ قاضی نے قبول ہے ہم شایع وہاں بیعت نے مطلب دون بیان کیا ہے کہ اگر مجر
نے کہا صالح ہو جائیگا بعد کہ میں نے یہ اسب تک راہم کا اقرار کیا تھا سو حالت مجر میں کیا تھا اور صاحب ال نے کہا کہ تو نے ہکا اقرار اپنی صلاح
کی حالت میں کیا تھا تو معتر کا قول مقبول ہوگا اسو اسکو کہ حالت مجر سانی سمت اقرار ہو تو در حقیقت وہ منکر عموماً تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور وہ ہر ایک
غیر بائع ہوگا کذا فی الطحاوی سے و لو باع والفاضل اجازہ قال لا تروی فادام من بعد غیثس اور اگر مجر نے بیع کی اور قاضی نے بیع جائز
رکھی اور قاضی نے مشتری سے کہا کہ تو اس کا شن مجر کو نہ بھجو سو مشتری نے بیع مجر کو شن ادا کیا بعد اس کے مشتری کا
القصاص ہوگا ہم اسو اسکو کہ جب قاضی نے مشتری کو ادا فرمیں سو بیعت کیا تو قیض شن کا حق قاضی کیو مطلق ثابت ہوگا تو اب مجر کو دینا ایسا ہوا
جیسے بیعت کو دینا تو مشتری نے اپنا مال ضائع کیا یعنی اوسکا شن دوبارہ اوسکو دینا پڑا اور اگر قاضی نے بیع مجر کی جائز رکھی اور ادا شن سے
مشتری کو بیعت نہیں کیا اور مشتری نے مجر کو شن دیا تو عاثر ہے اسو اسکو کہ اجازت بیع در حقیقت و بیعت شن کی ایجازت کذا فی الطحاوی **ق**
یہ فصل ہے صبر کے بالغ ہونے میں ہم بلوغت میں یعنی وصول ہے اور اصطلاح میں عبارت ہی انتہاء حد طفلی سے اور جو کہ عقل ایک سبب تھا
اسباب مجر سے اور اوسکی ایک نہایت تہی تو اوسکی انتہا کا بیان جب ہوا اور یہ فصل اوسکی بیان میں ہوئی کذا فی النہج بلوغ السلام بالاحکام
الاحتمال والاحتمال والاصل علی الاحتمال مانع ہر مطلق صغیر کا ثابت ہوتا ہی اسلام سے یعنی خواب میں منی چکنے سے اور عورت کے حاملہ کو بیعت سوا
انزال منی سے اور بلوغت میں اصل انزال ہے ہم اصل انزال اسو اسکو ہر اکہ اسلام خبر نہیں ہر دن انزال کے اور عورت حاملہ ہوتی گرا نزال سے تو
وہی اصل شرا اور احتلام اور اجال اوسکی علامات سے تو و الجارية بالاحتلام والحیض والحبل ولہذا انزال اصل صغیر کا بلوغت کا اصل
اور بالغ ہونا صغیر کا ثابت ہوتا ہی احتلام اور حیض اور حاملہ ہو جانے سے اور مصنف نے صغیر کے بلوغت میں انزال کو صبراً ذکر کیا

اسو اسطرگہ صغیرہ کا انزال سبب کہ دریا ہو تا ہے ہم موسیٰ زار کا جنما اور پستان کا اوپا ہونا طائر الروایۃ میں معتبر نہیں اور اسطرگہ نیلی اور سوچہ
 بیکر بال و کار کا بھاری ہونا معتبر نہیں مگر کذا فی المصلحہ فان لوین جلد متعاشی عقیقہ دیگر کل منہما حسن بشرہ سنۃ یہ فی بعض اہل زمانہ
 ہر اگر صغیرہ اور صغیرہ میں انورہ کردہ میں سو گویا برپا جاتا تو بلوغ کا حکم نہ ہو گا یہاں تک کہ صغیرہ اور صغیرہ کی پندرہ برس کی عمر ہی تو بلوغ
 بنو شعیب سبب کہ ہر بلوغ ہمارے اہل زمانہ کی عمروں کے ہم در صورت عدم وجود علامات بلوغ امام کے نزدیک صغیرہ کی حد بلوغ ہمارے سال سے اور
 صغیرہ کی سترہ سال اور صاحبین کے نزدیک پندرہ سال سے اور امام سیسی کی پشت پر و جوفری عادت غالب ہے اسو اسطرگہ علامات بلوغ کی میں
 مدت میں گھر ظاہر ہوتا ہے مگر اس وقت کہ علامت بلوغ ٹھہرا یا اس شخص کے جس میں علامت بلوغ ظاہر نہیں کی گئی کہ اسے اللہ اور خدا رحمت
 کرتا ہے عمر اہل زمانہ کو دلیل فوسے قرار دیا وادی مدینہ لہ انتفا عشرۃ سنۃ و طائفتہ سناتین ہوا تھا کہ فی احکام الصغیرۃ اور کثرت
 صغیرہ کے بالغ ہونے کی بارہ برس میں اور صغیرہ کی فوسے ہی قول تھا سے چنانچہ احکام صغار میں سے ہم شرح جمع میں ہو کہ فقہا کا
 اتفاق ہے کہ پانچ یا اس سے کمتر سال کی صغیرہ اگر خون دیکھو تو وہ خون حیض نہیں اور نو برس یا زیادہ کی صغیرہ خون دیکھو تو وہ حیض جو
 انہما کہ چہ اور سات اور آٹھ سال میں اور کافی میں بعض سو مشغل ہو کہ کثرت گیارہ سال پر کذا فی المصلحہ فان و اہل اہل بایں بلوغا ہذا
 السن فقا بلوغا صغیرۃ فان لوین جلد متعاشی عقیقہ عشرۃ سنۃ یشرط شرط اخلاصۃ افارہ بالبلوغ
 و ہوا یکنون بحال شکم مثلاً والا لا یقبل فی الشہد و ہذا تہذیب اگر صغیرہ اور صغیرہ قریب بلوغ ہوں یعنی اس وقت کہ نہ کہ پہنچ گئے ہوں اور
 دو نو کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو اس کے قول کی تصدیق ہوگی اگر ظاہر حال او کی تکذیب کر کے اسطرگہ عدم تکذیب کی تصدیق میں تہذیب لکھی جائے و غیرہ
 میں اور زیادہ برس بعد ایک اور شرط مشروط ہو کہ اس کی بلوغ کے اقوام میں ہونے کی وجہ سے صغیرہ کا ایسا حال ہو کہ ویسے صغیرہ کا حکم ہو تا ہو اور
 اگر اب نہ ہو تو اس کا قول مقبول ہو گا کذا فی شرح الوہاب ہم یعنی اگر صغیرہ بارہ برس کے بعد اور صغیرہ نو برس کے بعد بلوغ کا دعویٰ کریں اور نہایت بلوغ
 اور لا نادر حسنہ حالی ہوں تو انکی تصدیق ہوگی کیونکہ ظاہر حال ان کا وہ اس کے قول پر دلالت نہیں کرتا و ہا حیثیت کذا فی حکما فلا یقبل فی الجماع البلیغ
 بعد افرادہ مع احتمال حلالہ فلا یقبل فیستہ و لا یجوز اور صغیرہ اور صغیرہ اس وقت میں پہنچے اقوام بلوغ کثرت میں بعد شرائط مذکورہ کے بالغ
 جوان کی مانند ہیں حکم میں پس ظاہر بلوغ کا مقبول ہوگا کہ تفسیر اس کے بعد باوجود حال کہنے اس کی حالت کے تو اس کی نسبت اور یہ منقوض نہ ہوگی ہم
 فادوی فانی خان میں ہے کہ ایک لڑکا خرید فروخت کرنا ہو اور کہنا ہو کہ میں بالغ ہوں ہر اگر بعد اس کی کہہ کہ میں بالغ نہیں تو جبکہ او اس کی بلوغ کا اظہار
 کیا تھا وہ محض بزرگ تھا یعنی بارہ برس یا زیادہ کا تھا تو اب اس کا انکار معتبر نہیں اور اگر بارہ برس ہو گیا کہ اسے تو اقوام اس کا حکم نہیں اور جمعی میں
 ہے کہ دونوں احکام بالغہ کی مانند ہیں باقی تصرفات میں کذا فی المصلحہ و فی الشریعۃ لا یقبل قول المراقب قد بلغنا مع تفسیر کل
 بماذا یبلغ بلوغا و بشرط بلوغا میں کہ صغار قریب بلوغ کا نہ قول مقبول ہے کہ البتہ ہم بالغ ہو چکے ہر شخص کے اس بیان کے ساتھ کہ کون علامت
 سے وہ بالغ ہو یا وہ نہ ہم یعنی تصدیق قسم پر موقوف نہیں لیکن بیان کیفیت بلوغ البتہ او پر لازم ہو فی الحقیقۃ انفاقا بلوغ فقبل ثلثہ
 عشرۃ سنۃ لا یصلح بالکفۃ و بعد ان تصح ابنتہ او خواتین میں صغیرہ بلوغ کا قرار کیا تو بارہ برس سے پہلے میں نہیں کر گا ہوں سے اور بعد
 بارہ برس کے قرار دونوں شہادت صحیحہ ہو تا ہو کہ ہم حاضرہ انزال کی گواہی ہو تو اقوام بلوغ کا حکم ہو گا و لد علم و دستغیرہ اللہ العزیز

کتاب المادون

کتاب المادون

کے بعد اسطرگہ لا یکون سبب کہ مگر متعاشی عقیقہ ان لہذا لا یقبل اذن ثقت میں عبارت جو علامت سے یعنی بتائے اور حقائق سے فاموس ہر
 قانون بنی علم اور باعث مذکور سے و شر حاکم الحی فی التجارۃ لان التجار لا یختلف عن العبد المادون فی غیر واجب التجارۃ ابن جبر
 اور شہد میں قانون عبارت ہو متعاشی عقیقہ کے دور کو دیکھو یعنی تجارت میں ہو کہ جو کہ تجارت میں نہ نہایت ہوتا عیدان و اس تو اب تجارت کو سوا ہر

اور موصیٰ ہر مازون سے یہ گزشتہ ہر قیمت سے باکترے والے حسن البیوع بقضیۃ من العیال اور موصیٰ کو جائز ہے روک رکھنا بیع کا
 شرع کے لینے کو اس سے عذر اذون سے وکل الشیء من الاموال کا کیا صحیح شادی الحکمۃ مقولہ لیسلم المیت فی الجفۃ لایقبح علی عبد
 ذوق شریعہ کا حق کو ان الفتن عمر مٹا لوی کل العینہ بالعقد وھذا کلہ لولما اذون مندینا ولا لوی غیرہا بہما کہ یہ فائدہ اور شرع باطل
 ہوگا اگر موصیٰ بیع کو قبل بقضیۃ من العیال کہ اسے اس وقت کہ مصرت میں شرع دین ٹھہرے گا اور موصیٰ کا دین اور اسکے غلام پر واجب نہیں ہوتا تو بیع موصیٰ کے
 ماتہ سے مفت ٹھہر گئی تو اگر شرع شائع ہو گیا کی اور ورنہ چیز تو شرع باطل ہوگا بسبب متعین ہو جائے شرع کے عقد بیع سے اور یہ سبب نہ کو بیعت
 مازون کی بیع موصیٰ اور بیعت کی اذون کسی اور میں شرط ہے جبکہ اذون مایون ہو اور اگر وہ بیعت ہو تو موصیٰ اور اسکے غلام میں بیع جائز
 نہیں کہ اسے انہایت ہم جب غلام اذون کو گون کا مایون ہو تو اجنبی کی مانند ہو تو بیعت وہ تو نہیں جائز ہوگی اور در صورت عدم دین جو غلام
 سے کہ پاس سے وہ موصیٰ کا مال سے وہ خرید و فروخت اپنی ذات سے لازمی و لوی اوع المولیٰ منہ بالکفر خط الی الذل او فیما العقد ای فی بعض
 بیان فی فعل واحد لھما الحق العیال اور اگر موصیٰ نے کوئی چیز مازون کے ماتہ اکثر قیمت سے بیع تو زیادہ کو کم کر دے ای عقد بیع کو فسخ کر دے
 یا کہ کو امر کیا جو کہ وہ دونوں کا مایون میں سے ایک کام کرے دین والوں کے حق کے سبب سے فیما کان بین الفخار سے موصیٰ زیادہ کو کم کرے یا
 بیع کرے اس پر بین بر بیعت کی قسم سے ہر ہم طحاوی سے لکھا کہ اس قید کا مفہوم میں سے نہ تو نہیں جائز نہیں دیکھا اور شاید کہ یہ اثر سے
 اور میں بیع سے جو غلام اور لباس کی اسے ہر کہ اس میں فسخ بین تو اس کی تعمیر اور تلاش کرنا چاہیے و فیما الشہادۃ علیک ای العبد
 اطاء ذون بیعت مازون کے مضر ہوگا اسی مقبول ہوگی ہر ایک حق کی ہم چنانچہ مازون کی منصب اور استہلاک و دین کی گواہی یا اس کی
 اور منصب وغیرہ کی گواہی اور بیعت میں بشارت یا جوارہ اذون کی گواہی و ان کو فیما کان بین الفخار سے موصیٰ زیادہ کو کم کرے یا
 اس وقت حاضر ہو و لوی لا تقبل یعنی لا تقبل علی مولاہ علیہ فیما اخذ بہ بعد الحق اور اگر غلام بخر و منت ہو تو اگر اسی مقبول نہیں ہے
 اس کی موصیٰ مقبول نہیں بلکہ غلام بخر و منت ہوگی سوا اس کا مواخذہ ہوگا غلام موصیٰ کے آزاد ہوئے بعد و لی خصصنا ذلک الذی عوانے
 باسئلہ لا علی مال او غصبہ یعنی حل المولیٰ و ان باسئلہ لا و بدیعنا و یضاعہ علی الجحی ستم حل العبد و قبل حل المولیٰ اور اگر
 مولا اور غلام مجرور و حاضر ہوں تو اگر استہلاک مال یا اس کے عصبی و عوی ہو تو موصیٰ پر حکم ہوگا بیعت موصیٰ سے خطاب ہوگا کہ اس کو بیعت اور
 مولا دی اور اگر وہ بیعت یا ہضاعت کے تلف کر دے یا بخر و منت عوی ہو تو غلام پر عوی سجدہ ہوگا یعنی حق کے بعد اس سے مواخذہ ہوگا
 قول نبیؐ سے کہ توبہ پر مسموم ہوگا و لو شہدوا علی اوامر العبد یحییٰ لم یفسح علی المولیٰ لہ لھا و قمانہ فی العادیۃ اور اگر گواہی بین
 غلام کی اقرار کرنے پر ساتھ حق کے یعنی غلام نے کیسے حق کا اقرار کیا ہے تو اس کے مولا پر حکم ہوگا مطلقا خواہ مواضر ہو یا غائب اور ہر باطل
 عادیہ میں ہے و لا یحل الا رضی صاحبہ و مساکا و مزارعہ و یشترک فی امرہ عتہ اور غلام اذون غریب کی زمین کے بطریق دیگرہ اور مسلمہ اور غرض
 کی اور وہ بیعت ہو کہ جسکو بدوے و لوی اوع المولیٰ اور مازون اپنے غلاموں کو اور وہ کا فون اور اگر دین کو اجارہ اور زمین بطریق مزار
 کے کہ ان فی الطحاوی و یشارک عتہ کا لا یضاعہ و لا یحل الا رضی صاحبہ و مساکا و مزارعہ و یشترک فی امرہ عتہ اور غلام اذون غریب کی زمین کے بطریق دیگرہ اور مسلمہ اور غرض
 اجارہ اور اجارہ کہ اپنی ذات کا اجارہ ہر ہم ہر چند ایما بنفس مازون ایما مطلق سے معلوم ہو چکا ہے لیکن تصریح ہوا سطل کہ دی کہ اس میں
 امام شافعی کا غلام بیعت یعنی اور جسکو بدوے کا غلام اذون کو اجارہ دینا جائز نہیں و فیما کان بین الفخار سے موصیٰ زیادہ کو کم کرے یا
 اور غصب اور دین کا سنیہ بعد اقرار بیعت سے و لوی علیہ دین لغیرہ و یحیی و یضاعہ علی الجحی و ان اقرارہ لھما الذین باطل عندہ خلافا لھما
 اور اگر مازون ہر دوچ اور بیعت سے اقرار اور موصیٰ کے سوا کسی اور شخص کا دین ہو تو اقرار اس کا سیم سے ہوا سطل کہ مازون کا اقرار کرنا زوج اور
 بیعت اور بیعت اور موصیٰ کے دین کا باطل سے امام نے نزدیک بر غلاف نہ سبب صاحبین کے کہ ان فی العذر یعنی اگر زوج اور بیعت اور بیعت مازون کا اقرار نہ ہو

عن سے یعنی اگر مولے غلام سے برہمنیہ دینی درم مثلاً بلیا یا قیل لاحق ہونے کے تو اسکو دس درہم کا بلادین لاحق ہو سیکے بعد ہی اطرین
استن کے جائز سے اسو اسلک کہ مولے اگر اسقدر کے پینے سے روکا جائے تو وہ اسے غلام کو منہم صرف کر دی تو کما کی کر نکاد وازہ ہی بدستور جا
تو بن والون کا نصیبان ہوگا ان حبلہ من نفسہ لہم الذم یعنی اگر اکثر اہل سوقہ ان کا کثرت شاکا اور عید اذون مجر ہو جاوے گا مولے
کے مجر کرنے اور ان کے پینے سے لبریکہ خود اذون کو اور اسکے اکثر اہل بازار کو مجر کر دینے کا علم ہو اگر مولی کا اذن شہر ہر بازار یون میں اذون
کا علم اسو اسلک شرط ہو انکہ ضرر اس سے دفع ہو ہم یعنی اگر اذون مجر ہو سکے بدون اسکی اطلاع کے تو جو کچھ وہ نصرت کرے گا بعد مجر کے وہ دین اسکا
وینا پکا آذون کے بعد اپنے خالص اسے اما اذالو یقلک وہ ای یا کاذن الالعین صد لکھ پیچہ حلہ یہ فقط ولا یتفق مع ذلک
علم اکثر اہل سوقہ لا ینفعا الصبر ہا جبکہ اذون مولے کو کوئی سخا تا ہو نہنا غلام کے سوا تو اس کے مجر کرنے میں فقط اسکی علم کتابت کرنا ہی
اور اسکے ساتھ اکثر اہل بازار کا معلوم کرنا شرط نہیں بسبب تنہم سے کہ وہ فی اللزازیہ باع عبد المادون ان لو یکن علیہ عین صبا و عی علیہ
علم اہل سوقہ ببيعہم لا یحق البیع وان علیہ دین لا مال لہ فیہ المشیق لفساد البیع اور ہر بازار میں سے کہ مولے نے اپنے عبد اذون کو بجا
اگر اسے سبکیا دین نہ تو وہ مجر ہو گیا خواہ اہل بازار کو اس کے پک جانیکا علم ہو یا نہو بسبب ہم ہونے اسکی بیع کے اور اگر اسے دین ہو تو مجر
نہو گا جب تک کہ اسکو مشرعی اپنے نصیب میں نہ دے بسبب نہ سبب بیع کو ہم بیع نامہ میں فیض کے بعد مشرعی ایک ہر باہر و ہل لغز علیہ فسخہ ان فی
حالة لغز ان اذا کان بالتمن وفاء اذالو والعین اذادی الممل و تمامہ فی السلیقہ اور کیا دین والو کو نسخ بیع اذون کا اختیار ہی البیہ
جواب اسکا یہ ہے کہ اگر اس کے دین نہ دے کہنے الحال ہون تو مان نسخہ اس کے اختیار میں ہے مگر جبکہ اذون کے شے سے ادایہ دین ممکن ہو یا دین
والون نے اسکو معاف کر دیا ہو یا مولی نے دین اور اگر دیا ہو تو ہم نسخہ نہو گی اور ہر بیان اسکا سرامیہ میں سے وہی سببنا وجونہ فسخہ و کسلیقہ
و کذا یجوز ان المادون و سلیقہ ایضا بدلاو الحرج مثلا و ان العلم احب لاندہم حاکما اور اذون مجر ہو جائے یا نہ مال کی موت سے اور اگر
جنون مطبق ہونے سے اور اس کے دار الحرب میں نہانے سے مرتد ہو کر اور اسطرح اذون کے جنون سے اور اس کے لاحق ہونے سے دار الحرب میں
مرتد ہو کر اگر کو حق دار الحرب کو کوئی سخا تا ہو اسو اسلک کہ وہ ملکی موت ہو ہم محمد بن حسن سرور دین ہو کہ جنون مطبق وہ سے جو سال ہر ہر یا زیادہ
اور جو اس سے کم ہو وہ مطبق نہیں کذا فی الطلای و پیچہ حکما یا بافہ وان لو جملہ احکام کچھ نہو لو کما کثرتہ او افاق من جنتہ لو یقل الی ذلک
فی البیضہ و سلیقہ فسخہ ثانی اور اذون مجر ہو جائے حکما و سبب بھاگنے سے اگر کوئی سخا تا ہو نہ جنون ہو جائے اذون کے اور اگر وہ ہر
بھاگنے کے بعد پشیمین ہو جائے اپنے جنون سے تو اذون سابق خود نک بجا صحیح قول میں کذا فی الزلیعی و البستانی و یاسستیلادھا بائی لاندہ منہ
قادر حال کان سجرات لاندہ حکم یستخر خلا فہ اور جاریہ اذون مجر ہو جاتی سے استیلا و سلیقہ پر کہ بیٹے مولے سے ہر اس کے و لک کا مولی سے
دعوی کیا تو یہ استیلا و مجر ہو گا حکما باعث دلائل حال کے جبکہ کہ مولے اس کے خلاف کی تصریح کرے ہم استیلا و اسو اسلک مجر ہو گا کہ عادیون
جاری سے کہ کام و پردہ میں رہتی بلکہ مالک اسکو کچھنے سے اور لوگوں کے ساتھ اعتقاد کرنے سے خود فروخت میں راضی نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہی
مجر کی مان اگر مولے استیلا و کے بعد تصریح کر دی تو اذون تجارت کی تو حرج ثابت نہو گا اسو اسلک کہ دلائل سحرحت فوق سے کذا فی الطحاوی و لکھ لاندہ
اذون مجر ہو نہیں ہوتی تصریح یعنی اسو اسلک کہ پردہ میں رہنے کی عادت نہیں تو دلیل مجر کی بنائی گئی و جنتہ و حاکمہ لاندہ لاندہ
لو علیہ حادیہ صلیط اور مولی استیلا و اور تیر سے ام ولد اور دیرہ کی فقط قیمت کا تاوان دیکھا دین والو کو لبریکہ و دون پڑن مطبق ہو
ہم فقط کی قید ہو اسلک لکھی اگر قیمت سے زیادہ دین ہو تو اسکا مطالبہ آزاد ہو سیکے بعد ہو گا قیام لاندہ مبتداع بعد لکھی ان ما صد لاندہ اذو حاکم
تو دین علیہ لاندہ لکھی مجر ہو سیکے بعد اذون کا یہ اقرار کرنا کہ جو اس کے پاس سے وہ مالیت ہی یا غصب ہو یا اس پر دین ہو دوسر شخص کا صبر ہی
تسارح پنے کہا اقرارہ مبتداع اسو اسلک اگر سے فیوض غنہ و قالا لکھی تو دین و غنہ و اگر سے اپنے مال متبرع سے اور ما بقیہ کہا

[illegible]

صاحب در زمان سر دو فرسخی نے کون کیا ہے ہم غلط نشان کی مثال شکایوں کو نصب کرنا اور میں دان اسو اسکو کہ مسکریوں کو مفاہد متعلق ہے
چنانچہ اونا کونا اور برہم بچنا وہ بیٹے سے فوت ہوگئی کہ اسنے الخ واختلا المصوب بملک الفاصد حیث یستمر اعتبارا کا اختلاف ہے
اور کہیں کہیں شعیر صیدہ وعلکہ بالاصل اشتغال قبل ادایہ صارت اسی رضی مالک یا کادیا واولیہ النصین تاحین یا بل کی گیا منصوب
کی ملک سی اسطر جو کہ ہلکا جدا کرنا مستحب ہو چنانچہ مالک کے گہون کا بلانا غاصب گہون کا بعد اگر اخرج اور مفت ہو ممکن ہو جیسی گہون کا اختلاط
جو سے توان ینون صورتوں میں غاصبہ دان اور اسکا دی اور اسکا مالک ہو جائیگا بلا علت انتقام قبل ادا کرنے اسکے ادا ان کے ادای نہان سے
رہنا سے مالک مراعے خواہ رضا ادای نہان سے ہو یا مالک کے معان کر دی ہو مویا فاضی کے نادان لینے سے ہوم تو اگر مالک غاصب ہو یا حاضر ہو
کرنا دان لینے سے راضی ہو تو غاصب کو ادا سکنا یا یا غیر کو کہلانا اور رضی نہان قیمت جائز نہیں والقیاس حوالہ وہو بطلان فلو غصب طوعا
فیضہ حتی صا دستہ لکایتہ حلالا فی ردیہ ورجل صاحب الی العتدال کما ذکر فی الفیاض اور قیاس یہ ہے کہ ردال اسم اور اختلاط سی غصب
بلا رضی مالک حلال ہو اور وہ روایت بھی ہے تو اگر غاصب گہون کو اسکو چاہا یہاں تک کہ وہ مستحب ہو گیا اور اسکو حلال ٹھیک ہو جو برون قیاسی
کے اور حرام ٹھیک بنا بر احسان منہ کے تاکہ وہ فساد شہابی ہم وجہ ہجرتان یہ ہے کہ اگر قبل رضای مالک انتفاع حلال ہو تو غصب کا رد وازہ ہوتا
ہے اور حرام ہونے سے ہستصال مادہ غصب کدچہ شایہ التوبی بک الاضافہ فی شایہ غریب ذکر ان سلطان چنانچہ شایہ نبی شہ
ذکر کہ تاسارح کاشا شایہ کی توہین اضافت کے عوض ہے یعنی اپنے عرق کا بیچ کر تان سلطان نے بہ ذکر کیا ہے وطحیہ او شہیہ او لحنیہ اور ذکر
و جعل حد یلینقا و صغر آیت چنانچہ غیر کا توبہ ذہم کرنا اور اسکا پکانا یا بریان کرنا اور گہون کا پسینا یا اسکا کہیت میں لونا اور لونی کی تلو
بانا اور شہیل سے برتن بنانا ہم یہ مثالیں میں تفسیر غصب کی مع ردال اسم والبناء علی حاجۃ الجبر خشیہ عظیمہ تثبت یا لہند و قیمتہ
ای السبناء اکثر منہا ای من قیمتہ السبناء علیک البانی بالقیمۃ اور چنانچہ عارت بنانا ساگون کے لٹھے پر اور مالک قیمت عارت کی زیادہ تر
ساگون کی قیمت سی مالک ساگون ہوگا عارت بنا لای الا ان قیمت دیگر تارح نے کہا ساج بحت جہم لکری عظیم الجہم جو ہندوستان میں ہوا ہوتا ہے
یعنی ساگون ہم یہ مثال ہے اختلاط ملک غاصب کی جسکی استیازہ عرج کے ساتھ ممکن ہے وکذا الوغصب انصافتی علیہ او غرس او انصاف
تجاصح لولوا وادخل البقر و اسہ فی وادیا وخرج قصیلا فکرم فی بیت اللوح و لو یمن اخرا سہ لافہم الجلالہ و سقط دینار کہ
فی حیرۃ غیرہ و لو یمن اخرا سہ لافہم الجلالہ و اسہ فی وادیا وخرج قصیلا فکرم فی بیت اللوح و لو یمن اخرا سہ لافہم الجلالہ و سقط دینار کہ
صن کا شہادہ اور اسطرچ اگر زمین غصب کی پہر اسطر عارت بنائی یا درخت لکائی یا مرغی موئی گل کی یا بیل نے اپنا سر دیاگ میں ڈال دیا یا لونا و قیمت کیا
سو موضع کی کوٹھری میں جران اونٹ ہو گیا اور اسکا کانا لکائی یا بیل کو دیوار ڈاکر ایک شخص کی اشرفی و دوسری دوات میں گر پڑی اور اسکا کانا لکائی
انہیں گردوات توڑ کر اور مانڈا اسکے اور مثالیں تو نہان دے اکثر قیمت کا مالک کہ قیمت دے کو یعنی در صورت اشتراط نہیں جسکے مال کی زیادہ قیمت ہو
کہ قیمت داکو نہان دیگر اسکا مالک ہو اور قاعدہ کلیہ ان مسائل کا یہ ہے کہ سخت تر ضرر ہو سکے ضرر سے شایا جانا سے چنانچہ شہادہ کے ہی قاعدہ یعنی
القدر الا شہادۃ الا حق میں یہ سب کچھ مذکور ہے فقال ولولا انکم لو لوۃ خبات لا یشتق بطولات حرا لادی اعظم من حرا المادۃ فیکر
فی ترکہ وحوارہ الشافعیۃ قیاسا علی الشیخ لایخرج الولد قلت وقد مناکبنا من النعمان شیق اضا حلالا فی حق البصائر ولا یخرج
پر صاحب شہادہ نے کہا اور اگر انسان موتی گل گیا ہو مگر گیا تو اسکا بیٹ جبرائیل گاموئی کاٹنے کیو اسطر الجہم آدمی کی غرت مال کی غرت سی غلیم جو
اور قیمت اوس موتی کی اوس شخص کے متروکہ سے متعلق ہوگی اور شافعیوں نے موتی کاٹنے کیو سطیٹ پیرنا جائز کہا ہے اور کاٹنے کے چرسے پر تار
کو سے تار کہنے کہا میں گاہوں اور ہم باب الفنا میں فتم القدر سے پہلے ذکر کیجئے جن کہ موتی کیو اسطر بھی بیٹ جبرائیل گاموئی کاٹنے کاٹنے شہادہ اور قیمت
میں کہ حلالا یعنی زیادہ تر البصائر میں ہے کہ موتی کیو اسطر بیٹ جبرائیل گاموئی کاٹنے کاٹنے شہادہ اور قیمت

شخص قیمت دلال میں سلطان قید نہیں ہے اور یہ کہ تعین قاضی کا بھی قول لائق ہے خصوصاً استدلال وقت اور مال شیعہ میں تو کوکباد کہنا جائز ہے
واللہ اعلم ہم یعنی اموال تابعی اور دیران اوقات کی قیمت امیرون اور نوابوں اور حاکموں کی یہ قیمت کرنا اسے مقرر کرنے میں اور اس میں عین
فاحش ہوتا ہے اور قاضی کو حال زمانہ سے خصوصاً استبدالات میں تو اوقات میں لائق ہوتا ہے کہ قاضی کی یہ ضمانت قابل ہوئے کہ اتنی الطحاوی
عن الشریک فی حقہ کہ ایک شخص پر دین تھا سو وہ بھول گیا پھر مر گیا تو اس کا مواخذہ ہو گا قیامت کے دن یا ہو گا جو اب اس کا بھروسہ ہے کہ اگر
تجارت کا دین ہے تو امید ہے کہ یہ ہندو ہو گا اور اگر غصب کی بہت سے کوئی ہے تو مواخذہ ہو گا ایک شخص کا باب مر گیا اور اس پر دین تھا اور وہ
بھول گیا اور اس کا بیٹا جانکے قودہ اور اسے اور اگر بیٹا نہیں دین ہو کر مر گیا تو مواخذہ ہو گا ایک شخص نے باب کی چیز چوری کی پھر اس کا باب مر گیا تو
فرزند سے آخرت میں مواخذہ ہو گا اس واسطے کہ دین اور ضمانت سرور متعلق ہوا فرزند کی ضمانت باب کی موت کے بعد لیکن چوری کا گناہ اہل بیت پر اسے اگر
سیلے کا فرزدی کی چوری کی یا غصب کیا تو اس کا عذاب قیامت میں ہو گا اور جگر اسی کا قیامت کی سخت تر ہو گا اس واسطے کہ فرزدی پر زیادہ عذاب ہے
اور غیر فرزند کے عذاب سے اس پر تحقیق ہوا اگر کسی کی سبب و سبب کی تعین کے تو اس سے بعد غوی نہیں اور سلمان بھی اہل بیت میں اور جو ان کی خصوص
آدمی پر نہایت سخت تر ہے آدمی کی خصوصیت کو آدمی پر غاصب اگر غاصب مقصود میں بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنی چاہئے اور جو بسنے کہا ایک
شخص نے زمین غصب کی اور اس میں مسجد بنائی اور دو کاغذین اور حمام تو اس مسجد میں نماز کا تو خداوند عذاب نہیں لیکن حمام میں نہ جانا چاہئے اور
دو کاغذین کو گناہ یہ لیا جاسکتا ہے کہ فرزدی کے گناہ کو اس واسطے کہ دو کاغذین نے کہا میں مروہ جانا ہوں نماز اور مسجد میں نہ جانا کہ اس
مالک راضی ہو جائے اور اس کا دو کاغذین کو گناہ یہ لیا جاسکتا ہے کہ فرزدی کے گناہ کو اس واسطے کہ دو کاغذین نے کہا میں مروہ جانا ہوں نماز اور مسجد میں نہ جانا کہ اس
نہیں کہ اس نے الطحاوی واللہ اعلم واستغفر اللہ العظیم **کتاب الشفعة** یہ کتاب پر شفعہ کے مسائل میں مناسب ہے
تمثل مال الغیر یعنی ضلہ الشفعہ کی نسبت نصب ہو گا ہر اسے غیر کے مال کا دین اور کسی رضامندی کے یعنی خرید کے مال کا مالک ہونا
بدون اس کی رضامندی کے غصب اور شفعہ میں مشترک امر ہے لہذا غصب کے بد شفعہ کو نہ کر دیا ہے لہذا غصب شفعہ لغت میں یعنی قسم سے یعنی
طاعنا ہم زلیلی نے کہا شفعہ اخذ ہو شفعہ یعنی قسم سے جو فہمے و ترکی اور کسی سو شفاعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی گناہوں کی واسطے
و شفعہ کی شفاعت سے نہ نہیں قانون کے ساتھ ملے گے اور یہاں شفعہ کا غرض ہے کہ اس کے ساتھ طاعنا ہے لہذا اس کا نام شفعہ نہیں اور شفعہ
تمثلک البقعة جبراً علی المشتري لیساقام حکمہ بثلثہ لیساقام حکمہ لیساقام حکمہ اور شفعہ میں شفعہ عیار کے نزدیک لیساقام حکمہ بثلثہ لیساقام حکمہ
کر کے بعض اس کے جو شری پر خرید کر نہیں بلکہ جو بعض مثل شری کے اگر شری مثلی ہوا نہ نہیں تو برابر اس کی قیمت کے ہم شری
کی قید سے ملک بلا عوض سے احتراز ہو گیا چنانچہ یہ بلا عوض اور میراث اور صدقہ سے اور اس ملک سے جو بعض غیر عین کے ہو چنانچہ ہر اور اجارہ
اور صلح اور صلح دم عذر سے اس واسطے کہ امور مذکورہ میں شفعہ نہیں اور اگر یہ بعض ہو تو اس میں شفعہ ہو کہ وہ باعتبار انتہا کے عین ہے و سبب
انقصال ملک الشفعہ بالمشتری بشکریہ اور شفعہ کا سبب متصل ہونا ہے ملک شفعہ کا خریدی پیرے خواہ انصال شرکت کے سبب ہو
خواہ ہمسایگی کی قیمت ہو خواہ مشترک بقعہ میں ہو خواہ عین میں چنانچہ آگے معلوم ہو گا لہذا شفعہ کی حکمت یہ ہے کہ تا آدمی اجنبی شخص
کی ہمسائی سے تحلف بنا دے و شفعہ طاعنا بثلثہ لیساقام حکمہ لیساقام حکمہ اور شفعہ کی شرط یہ ہے کہ محل عیار ہو ہم در الشفعہ میں ہے کہ عیار سے
مرا بہان غیر متعلق ہو تو عیار میں گرم اور چکی اور کنہ لہاں اور بالا خانہ داخل ہے اگرچہ اس کے راہ شریکین ہوا اور عوارض اور اشیا عیار ہو گئی
اس واسطے کہ ان میں شفعہ نہیں اگر عیار کے ساتھ اگرچہ عمارت اور شجر کی بیج مع حق القمار ہو غلا قلائین الکمال لیساقام حکمہ لیساقام حکمہ ان غلا
شرف شفعہ ہوتا ہے اگرچہ عیار شریک ہو یا غلو یعنی نیچے کا مکان ہو یا اوپر کا مکان ہم شفعہ بالا خانہ کی مثال ہے کہ وہ شخص شریک میں
متعلق اور غلو میں سوا ایک شریک نہ بالا خانہ کا اپنا حصہ سیر کیا تو وہ شریک اس کا شفعہ ہو گا بحیث عیار کی کذا فی الطحاوی و ان لیساقام حکمہ

کتاب الشفعة

کتاب الشفعة

لیکن نظر فقہ فی المسئل لا ینالہ فی حق القراءۃ حذر شفعہ ثابت سے اگرچہ بالا غارت کی راہ پر چلے گا نہیں ہو سوسلو کہ
بالا خانہ ملحق بقدر سے اسوسلو کہ اسکی حق ثبات اور قرائت ثابت ہو کہ ان فی الدرر ہم کر منزل بالا اور منزل زیرین کی ایک ہی راہ ہو تو استحسان
شفعہ بسبب طریق کے ہو اسوجہ سے کہ وہ شخص شریک فی الحق ہو اور اسکی دوسری راہ ہو تو استحسان شفعہ بسبب ہمسائیگی کی ہے اور اگر منزل
زیرین کی برج ہو جی اور منزل بالا نہیں ہو تو یقیناً قول ابو یوسف شفعہ نہیں اور یقیناً قول محمد شفعہ ہے اور اگر منزل زیرین کی ایک شخص کی ہے اور
منزل بالا دوسری شخص کی اور وہ نوٹ کیے پاس گھر کیا ہے تو اس میں وہ فون کا شفعہ ہے کہ ان فی الخطاوی واما ما یجزم بہ ابن الکمال فی اولی
باب ما فی حق من ات اللبناۃ اذا یتیم مع حق القراءۃ یلتحق بالحقار ذرۃ شیعنا ان علی اقلی بعد ما اتبع اللزائم وغیرہا فی حفظ
اور وہ ہوا بن کال علی اوس باب کے اول میں جسکے اندر شفعہ سے اسکا یقین کر لیا ہے کہ جب بھی جائی عمارت حق قرائت کے ساتھ تو عمارت ملحق بقدر ہو
یعنی تو نہیں شفعہ ثابت ہو سوا اس کلام کو جاری و سنا و خیر الدین علی نے رد کیا ہے اور فتویٰ دیا ہے عدم شفعہ کا بزارہ و غیرہ کا تابع ہو کر تو اسکو یاد رکھنا
چاہیے ہم عمارت مع حق القرائت کی مثال یہ ہے کہ زمین وقف میں عمارت بنائی گئی اور بقا عمارت واقف یا مٹھنی سے شرط کر لیا ہو اگر عمارت مذکورہ کی
بیع ہو تو بن کال اور مفتی الواسع کے رد کیا کہ اس میں شفعہ ثابت ہے لیکن در السنۃ اور بزارہ اور اسراجہ اور منیہ اور قریہ میں عدم شفعہ بصرہ سے
سراجہ میں یوں ہے کہ ایک دو گھر سے وقف کی زمین میں نوادسکی وہ شفعہ نہیں اور اگر وہ شخص اپنی عمارت بیع تو اس کے واسطے ہی شفعہ نہیں کذا
فی الخطاوی قصہ و ذکر کتاخذ الشفعہ من اسکن المتعاقلین عند وجوب سبب و شرطھا اور شفعہ کا کر لینا ہی شفعہ کا با لیا شفعہ
سے رد و سبب اور شرط شفعہ کی نزدیک ہم یعنی جبکہ اتصال ملک شفعہ ہوا اور عقد شفعہ اور بیع عمارت و حکم کا بجا آئے الطلب عین شفعہ
تحقیق المسکبک ولو بعد سنیہ او حکم شفعہ کا جائز ہوا ہے طلب کا سبب نبوت کے نزدیک اگرچہ جواز طلب چند سال کے بعد ہو ہم سالہ سال
کے بعد طلب شفعہ اسوقت جائز ہوگی جبکہ شفعہ غائب ہوا اور اسکو بیع کا حال معلوم نہ ہو و صفتہ ان الاخذ بہا بمنزلة تیراۃ معتدۃ فی حیثیت یہا
کہا یثبت بالکسار اء کال لہ فی کذا و یتوہ عیب اور شفعہ کی صفت یہ ہے کہ وہ شفعہ شفعہ کے لینا ابتدا خرید کی مانند ہے وہ شفعہ سہودہ ثابت ہوتا
ہے جو خریداری سے ثابت ہوتا چنانچہ ہر یو یا بسبب خیاریت اور خیاریت کے کچھ ملکہ کا علیہ شفعہ واجب یعنی ثابت ہے شفعہ کی صفت کی
وہ بطن اور پرفست ہونے کو ہم شارح نے اس قول سے اشارہ کر دیا کہ یہاں وجوب یعنی ثبوت کے ہی نہ وجوب مطلق تھا جسکے ترک سہ گناہ لازم
آئی ہو تو اگر شفعہ شفعہ طلب کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بعد اللیم ولو فاسدا انقطع فیہ حق المملک کا یا شفعہ واجب ہو یہ بیع کے
اگرچہ ایسی بیع فاسد ہو جس میں ملک کا حق منقطع ہو گیا چنانچہ آگے آگیا ہم بیع فاسد میں حق ملک منقطع ہوتا ہے شفعہ کے تلف کرنے اور زمین
کے کٹے اور وصیت کرنے سے اور جیاد العشری یا شفعہ واجب ہوتا ہے بعد بیع کے مشتری کے خیاب سے یعنی اگر ایک کا خیاب ہو یا باع اور مشتری
و دونکا تو شفعہ نہیں و شفعہ کا لاشہاد فی حلیہ ای طلب الموائیۃ اور شفعہ مسترد ان ثابت ہو جاتا ہے گواہ کرنے واسطے بلکہ یعنی طلب
ہوا ثبوت کی مجلس میں فلا تطل بعدا تو شفعہ باطل ہو گا بعد گواہ کر لینے کے یعنی امد اشتہار کے اگر تاجر کرگا قاضی کے پاس جرح کرنے سے
تو شفعہ باطل ہو گا بوجہ ظاہر نہ بنتی ہے کہ و ملک بالا خن بالقراضی او یقضاۃ القاضی عطف علی الامتثال للذاتی و ملک الشفعہ
بجرح المحکم قبل الامتناع کا حکم ہا مثلا احساس و اور غفار سبع ملوک ہو جاتا ہے لینے سے یا ہم کہ ہر زمانہ میں سے یا ملوک ہوتا ہے قاضی کے حکم سے
شارح نے کہا انصار قاضی اخذ بر عطف ہوسے ملک شفعہ کے بچو حکم قاضی کی لہجہ ہو چنانچہ در میں لاخر سے اسکو رد کر لیا ہے ہم
شارح نے بیان عطف پر شبہ دفع کیا یعنی اگر قصار قاضی کا عطف تراوی پر کوئی بھیج لیا تو مطلب یہ ہو گا کہ ملک شفعہ لینے سے ہوتی ہے خواہ لینا
تراوی سے خواہ قاضی کے حکم سے حالانکہ یہ مطلب خلاف تحقیق لاخر سے بقدر ذرۃ من الشفعۃ لا الملک خلا لکذا قاضی شفعہ واجب ہوتا
اندر دوس شفعہ کے بقدر ملک شفعہ کے برخلاف مذہب ثانی ہم عدروس شفعہ اور مقدار ملک کی صورت یہ ہے کہ ایک گھر میں شفعہ میں

هم شارح نے کتاب المغفرین اجارہ و مہارت اور تاجرانہ سب سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں موت کہ کا اجارہ ایام
 حج میں اور امام فتویٰ دیتے تھے اہل مکہ کی اسکو گہر و نکو صاحبوں کے واسطے خالی کر دیں دلیل قول حق تعالیٰ **فَلَا تَقْرَبُوا مَوْتَكُمْ** یعنی تم اپنے
 میں تقسیم اور سفر پر سے ادا ہائے اجارہ جائز کہا ہے ایام حج کے نواسے میں تو ایسی سے کہ اسبت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع پر کیا کہ اسے
 الطحاوی نے اپنے ایام حج میں اجارہ مکروہ پر اور غیر حج میں اجارہ صحیح سے دیکھا و **يُحْتَجُّ بِالطَّلَبِ مِنْ وَكَيْلِ الشَّرِيعَةِ** اور ان کے لیے لکھا کہ
 و ان سبب لایطاعت هو الحقائق اور شاہد میں سے اور صحیح سے طلب کرنا شیعہ کا مشتری کے وکیل سے اگر معین ہو کسی کو اسکو تسلیم کر دیا
 اور اگر تسلیم کر دیا ہو تو طلب شفعہ وکیل سے صحیح نہیں تو وہ عوج شفعہ اس سے باطل ہے ہی قول مختار جو صحیح و معتد اور شارح کا کلام ہے کہ تو شیعہ سے
 کہ وکیل مشتری جبکہ شفعہ ہو تو اسکو اپنا شفعہ طلب کرنا صحیح و قبل تسلیم ہو کر کے اور بعد تسلیم باطل ہے حالانکہ در اور غیر میں ان سے کہ وکیل
 مشتری نصہ سے شفعہ کا جب تک ہو کر تسلیم کر کے اور تسلیم کے بعد تو ہو کر نصہ سے انتہی تو اس میں بطلان شفعہ مذکور نہیں اور اگر عظیم زمینی میں مذکور نہیں
 کہ ان فی الطحاوی لہذا ترجمہ میں کتب مذکورہ کی رعایت کی و لا شفعۃ فی الوفاق ولا لہذا و لا یجوز ہشتم و شامیہ خلافاً لہذا
 والبرازیۃ ولعل لا یستاقطہ قال المصنف ان شفعہ نہیں وقت میں اور نہ وقت کیو شفعہ کے کذا فی التوازیل اور نہ وقت کے جو اس میں شفعہ
 ہو کذا فی شرح المحم والخاصیہ برطاف خلاصہ اور برزانیہ کے اور شاید کہ لاسا قطری خلاصہ اور برزانیہ میں الباب کا ہی صحت نے شرح میں ہم وقت میں اسکو
 شفعہ نہیں کہ اسکی بیع جائز نہیں اور اگر کوئی گہر امکان وقت کے قریب بیع ہو تو اسکو وقت کرنا باطل ہے شفعہ نہیں لے سکتا اور نہ موتی اور نہ موقوف علیہ
 و قولہ لا لہ ولا یجوزہ والا ہی مطلب سے تو شارح کو اقتدار لا یجوزہ پر مبنی تھا چنانچہ صحت نے اپنی شرح میں ایسا ہی کیا جو صحت نے خلاصہ اور برزانیہ
 کی روایت یوں نقل کی کہ ان ثبت شفعہ بخوار الوقتی و شاید اصل عبارت دین ہوگی لا تثبت شفعۃ بخرار الوقتی کذا فی الطحاوی و ہی صحت نے خلاصہ
 شیخنا الی علی الاول علی الاخرین بدو الثاني حل احدث کا بیع فی الغیض حق الشفعۃ یعنی حل و صحیح البیوع الخ میں لکھا ہوا ہے
 ہمارے استاد خیر الدین نے قول اول میں عدم شفعہ جاریہ وقت کو محمول کیا ہے شفعہ لینے پر سبب قف کے یعنی اگر جاریہ وقت میں کوئی گہر کیا ہو تو اسکو
 اور موتی کو لکھا گیا ہے شفعہ کے سبب جائز نہیں اور قول ثانی یعنی موت شفعہ کو جو خلاصہ اور برزانیہ میں مذکور ہے محمول کیا ہے وقت کے خریدنے پر شفعہ
 وقت جبکہ اس وقت کی بیع ہو سو فیض میں سے کہ حق شفعہ میں سے صحت میں رہتے کلام ہم یعنی اگر شرعاً کسی وقت کی بیع جائز ہو اور وہ بیع ہو تو
 اسکو جو اس کے وقت موتی کو اسکا خرید کرنا بھی شفعہ درست ہو کذا فی الطحاوی **فَمَا ذَاكَ مِنْ الْوَقْتِ** یہاں لا شفعۃ فیہ و لا یجوزہ
 بحال شفعہ الشفعۃ تو علی کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ جو وقت کہ ملوک نہ ہو سکتا ہو کسی حال میں تو اس میں شفعہ نہیں اور جو وقت کہ ملوک ہو سکتا ہو کسی
 حالت میں تو اس میں شفعہ ہے ہم ملوک ہونے وقت کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے وقت کیا دو فرزند و غیرہ انصافہ اور ہر شخص کو اپنی حصہ کے اعتبار سے ہر مختار
 کیا سو ایک نے اپنا حصہ تقسیم کر کے بیع کیا ہو دوسرے نے اس حصہ پر بیع کرنا مشتری اول کو ہی شفعہ حصہ ثانی کا لینا جائز ہے کذا فی الطحاوی
 و اما اذا بیع بخوارہ او کان بعض المبیع ملکاً و بعضه وقتاً و یقیم المملک فلا شفعۃ للوقت و اما علم اور جبکہ جاریہ وقت میں کوئی بیع ہو
 یا بعض بیع ملوک ہو اور بعض وقت اور ملوک بیع ہو تو وقت کیو اسکو شفعہ نہیں و اما علم اور جبکہ جاریہ وقت میں کوئی بیع ہو
 طلب کر سکتے مسائل میں ہم چونکہ ثبوت شفعہ طلب پر موقوف ہے لہذا اسکا بیان اور اسکی کیفیت اور تسلیم کا بیان شروع کیا و لا یطالعہ الشفعۃ
 مجلس علیہ من مشیر اور دسولہ و عدل و احادیث البیوع اور شفعہ طلب کرنا شیعہ بیع دریافت ہونے کی مجلس میں فراہ علم بیع مشتری سے سوا ہر
 اس کے زستاد و سوا کسی اور ایک متقی شخص کے کہنے سے یا عد و کثیر کی خبر دینے سے و ان امتداد المجلس کا ذکر ہو لکھا ہے و لا یطالعہ الشفعۃ
 لیسائی جو اہل الفتاویٰ اذ علی الفیور و حلیہ الفتاویٰ مجلس علم بیع میں طلب لازم ہو اگر مجلس ازہر و عورت مخبر کی مانند ہی قول اصح ہے کذا فی الدرر اور
 اسی قول پر مبنی وقت شامل میں ہر خلاف روایت جو اہل الفتاویٰ کی کہ طلب علی الفور لازم ہو علی الفور یعنی فوری سے ہم طحاوی نے کہا جبکہ موت علی الفور

ایام حج میں

کتاب الشفعة

پرنوئی ہو تو بخفت کی کیا وجہ اور اسی روایت پر متفرع سے نوازل کا مسئلہ کہ جو شفع سلام کرے مشتری پر تو شفع باطل گنیا یعنی اسو اسطی
 کہ طلب پر اسنی سلام کو مقدم کیا کیونکہ طلب بعد علم یح فوراً واجب بنی اور نیلی میں ہی اور اگر شفع کو خبر بواسطہ خطبے ہوئی اور شفع اول یا وسط
 خط میں لکھا تھا سو اسنی تمام خط پڑا تو شفع باطل ہو گیا یعنی سبب تاخیر خطبے بشک علیہ مشتری اور شن ہو گیا جو بواسطہ سکوت اور سوقت رضا ہوا
 سے جبکہ مشتری اور شن معلوم ہو انہو مافی الخطا دی بلفظ وہو طلبہا اطلبہ الشفعہ و نحوہ کا ظاہر ایسا ادا اخلجھا ایسے اہل نظر سے شفع طلب کر کے
 جس کو طلب شفع سمجھی جائے چنانچہ یون کہنا کہ میں نے شفع طلب کیا اور اتنا اسکے چنانچہ یون کہنا کہ میں شفع کا طالب ہوں یا میں اسکو طلب کرتا ہوں
 وہی صحیح ہے طلبہا اطلبہا اسے املیا ذکر فرما اور علم یح کے بعد طلب کر کے کو طلب مواثبت یعنی طلب مبارکت کہتے ہیں ہم مواثبت نہا علت ہو تو ثواب
 یعنی پریشانی سے اور وہ بخارہ جو سرعت سے اسو اسطی کو ادا چل کر دے کر چلتا ہے وہ زمین کو جلد ہی اور شتاب سے قطع کرتا ہے والا شتاباً قد یسیر
 بالارزم بل یخاف استی الجحش اور طلب مواثبت میں گواہ کرنا لازم نہیں بلکہ اس میں شہاد خوف انکار کے دفع کرنے کو اسطی ہی ہم گواہ کر کے
 اور سوقت لازم نہیں جبکہ مجلس علم میں گواہ نہ ہوں والا گواہ کرنا تمہیں اور لازم ہے کہ ان فی النسخ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اسو سوقت گواہ ہوں تو ادا کو اپنے
 طلب کرنا گواہ کر کے اور اگر کوئی دبان ہو تو اپنی زبان سے طلب شفع کرے فائدہ طلبا بیسے تا اسکا حق عینا شہادہ ساقط نہ ہو جائے اور اگر مشتری
 طلب مواثبت کا منکر ہو تو شفع کو قسم کہا نا منکر ہے اگر حاکم قسم کہلا دی تو یہ تہذیب علی البایع لواء الوفاق فی بیہ اعلی مشتری وان لو یکن
 ذابلاً لآلہ الا عند الوفاق پر شفع گواہ کرے بائع پر اگر عفا ربیع اسکے قبضے میں ہو یا مشتری پر گواہ کرے اگرچہ وہ قاضی نہیں ہو اسو اسطی
 کر وہ مالک ہو اسکا گواہ کرے عفا کرے نزدیک فیقول مشتری فلا تکلک الہ الدار و اما شفع فیہا و قل کنت طلبک الشفعہ و اطلبہا
 لکنا فاشہد فرا علیہ و هو طلبک شہادہ و سببی طلب تقری تو شفع یون کہی کہ فلا تکلک یہ گہر خرید کیا اور میں اسکا شفع ہوں اور مشتری
 مجلس علم میں شفع طلب کر چکا ہوں اور اب میں اسکو طلب کرتا ہوں سو گواہ رہو اور یہ طلب شہادہ ہے اور اسکو طلب تقری ہی کہتے ہیں
 ہم اور اسکو طلب عفا بھی کہتے ہیں اور یعنی طلب اول کو طلب عفا کہتے ہیں و هذا الطلب لا بد منه حتی لو یمن ولو یکذب او یسول
 و لو یسئل بطاعت شفعہ اور طلب ثانی ضرور سے تو اگر شفع قادر ہو اسپر اگرچہ بواسطہ خط کہتے یا رسول بھیجے کہ ہوا اور ہوا جو اسکا گواہ نہ کرے
 تو اسکا شفع باطل ہو گا و ان لو یجئ منہ لا یقبل اور اگر اشہادہ پر قادر نہ ہو تو شفع باطل نہ ہو گا ہم بیخ الفار میں ذخیرہ کسی کہ اگر شفع
 راہ کہ میں ہوا اور بعد علم یح طلب مواثبت کرے اور طلب اشہادہ کسی عاجز ہو کر کے نزدیک یا صاحب ید کے نزدیک تو اسپر وکیل مقرر کرے اگر باوہی
 پر اگر باوہی تو قاضی بیجے یا خط کرے یہ بھی نہیں سکے تو اسکا شفع قائم ہے پر حسب آدمی طلب کرے اور اگر باوہی دقت کہہ کر گیا تو شفع باطل ہو گا
 و لو شہد کفی طلب المواثبت عند احدھما و لا یقبل الا عند مقام الطلبین اور اگر شفع نے طلب اول یعنی طلب مواثبت میں کیجے پاس ان میں سے
 سے یعنی گواہ یا بائع یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو اسکو طلب ثانی سے جہ کفایت کرتا ہے اور وہ طلب قائم مقام وہ طلب کے ہوگی تو بعد
 عقد فی الطلبین بطاعت عند قاضی فیقول مشتری فلا تکلک الہ الدار و اما شفع فیہا یا لک لانی لوال سبب لک کافى الملتی یشعل الشہادہ
 فی نفس المبیع پر ان دونوں طلب کے بعد حاضی کے پاس طلب کر کے تو شفع یون کہی کہ فلا تکلک فی نفس شخص نے اس میں خرید کی ہے اور میں اسکا
 شفع ہوں یا سبب فلا تکلک جو یہ امولک ہو شارح نے کہا اگر مصنف یون کہنا کہ میں شفع ہوں فلا سبب ہی یعنی سبب شرکت یا جو اس کے جس طرح
 ملحق میں سے تو شرکت نفس مبیع کو بھی شامل ہوتا ہے مصنف کی تعبیر میں حق مبیع کا شفع شامل ہے نہ شرکت نفس مبیع کا اور ملحق کی تعبیر میں دونو
 شامل ہیں فشرک المبیع لانی هذا عقد شفع مشتری و طلب المبیع لا یؤتی حق عفا و سبب لک کافى الملتی یشعل الشہادہ اور اسکو کہہ کر کہ جو
 دہی شارح نے کہا یہاں دوسرے صورت میں سے جبکہ گہر کو مشتری قبض کر چکا اور حالانکہ طلب خصوصیت فقط مشتری پر ہو تو نہ نہیں و ہو سببی طلب
 تخلیک و سبب ہوا اس طلب ثالث کو طلبہا علیہ اور طلب خصوصیت کہتے ہیں و تاخیرہ مطلقاً بعد از دیگر شہادہ او اکثر لا یقبل

الشفیعہ حیث یسألها بلسانہ یفتی وهو طاهر المذهب قبل یفتی بقول من ان آخره شهر بل احدث بطول کذا فی الملتقى یعنی دعوا
للشهر قلنا قد یفتی بغير الشفیعہ لما یشرک بالکلیه او المذللک اور طلب ثالث کی تاخیر کرنے سے ہر طرح خواہ تاخیر ہر در سے یا بلا عذر ایک چھینے
کی تاخیر ہو یا وہ شفیعہ ہل نہیں ہو اور جب تک شفیعہ اور مسکونہ اپنی زبان ہو سکتا ہے کہ اسی قول کا فتویٰ ہے اور یہی ظاہر ہے کہ ہر طرح خواہ تاخیر ہر در سے یا بلا عذر ایک چھینے
عموم کے قول پر بھی بین الکتبہ ثالث کو ایک مہینہ تاخیر کر گیا بدون عذر کے تو شفیعہ باطل ہو جائیگا کذا فی الملتقى یعنی جس کے قول پر فتویٰ دینے پر مشنری کیوں
ہے ہم جواب میں کہتے ہیں اس دلیل سے کہ دفع حرر مشنری کی تامل سے ممکن ہو تا تاخیر میں کوئی عذر نہ ہو لیسے کا یا جوڑنے کا ہم سابق مذکور ہو چکا ہے کہ
جب ظاہر نہ ہو کہ فتویٰ ہو اور یہی ظاہر ہے کہ فتویٰ ہو تو ظاہر اور ایہ مقدم ہے کہ کذا فی الملتقى و اذا طلب الشفیعہ مسائل الفاضل المصنف عن مالکین
الشفیعہ میں لکھتے ہیں اور جبکہ شفیعہ طلب صورت کرے تو فاضل تصدیق یعنی مشنری یا بائع سے سوال کرے کہ شفیعہ کے مالک ہونے سے اس چیز کا جس کی
ملکیت کے سبب سے وہ شفیعہ کا دعویٰ کرتا ہو ہم زعمی نے کہا ملکیت شفیعہ کا سوال کرنا بعد طلب شفیعہ کے غیر مناسب بلکہ تاخیر میں کسی سوال کرے
قبل مدعا علیہ کے کہ اگر کوئی شهر اور کس محلہ میں ہے اور اسکی حدیں کیا ہیں اسو اسطیکہ کہ اسکی حق کا دعویٰ کیا تو وہ معلوم چاہیے اسو اسطیکہ کہ دعویٰ قبول صحیح
نہیں ہو چکا ہے و یا ان کے تو سوال کرے کہ مشنری کی گھر کا تاج سے یا نہیں اسو اسطیکہ کہ بائع مشنری پر دعویٰ صحیح نہیں جسکا بائع حاضر ہو پر جب اسکو
بیان کرے تو شفیعہ کو سبب ہوا دے کہ وہ سوال کرے اسو اسطیکہ کہ اسکی مختلف چیزیں شاید کہ وہ سبب غیر صالح کے سبب سے دعویٰ کرتا ہو یا وہ اور
شخص کے سبب سے مجبور ہو پر جب یہ سبب صالح کا بیان کرے اور مجبور ہو تو اس سے سوال کرے کہ کچھ علم مع کب سے ہو اور تو نے کیا کیا تاج بجا سنا تھا اسکی
کہ شفیعہ باطل ہو چکا ہے طر زمان اور دعویٰ یعنی طلب اول اور طلب ثانی کے ترک کرنے سے تو اسکا یہی ظاہر ہے کہ جب اسکو بیان کرے کہ تو طلب تقریر کر
سوال کرے کہ کیونکر کی اور کے پاس شہادہ واقع ہو اور اس کے پاس شہادہ واقع ہوا وہ اقرب تھا اپنی عیسے یا نہیں پر جب شفیعہ یہ سبب کچھ بیان کر دے اور
کسی شرط کو اسکی حق نہ ہونے و یا وہ تو جو کچھ پورا اور کامل ہو گا تو اب مدعا علیہ کی طر فاضل متوجہ ہو اور اس کو کہ سوال کرے کہ سبب سے ہونے چاہتا
کذا فی الملتقى و فان اقر فی ای جملۃ مالیتہم بہ او کل عن الخلاف علی العلم او یمن الشفیعہ انما یجوز لک سال الذین الشراء علی الشفیعہ ام لا
سو اگر مشنری اسکا اقرار کرے یعنی اس گھر کی ملکیت کا جس کے سبب سے وہ شفیعہ چاہتا ہے یا انکار کرے قسم کہانے سے اپنی دانست پر یا شفیعہ گواہ کرے
کہ وہ گہرا اسکا ملوک ہو تو فاضل فرمے سوال کرے کہ آیا تو نے اسکو خرید کیا ہے یا نہیں ہم مصنف کو مناسب تھا کہ کچھ گواہوں کے بعد مذکور کرتا
اسو اسطیکہ کہ کچھ آقا مشنری پر ان سے عاجز ہونے کے بعد ہوتا ہے کذا فی الملتقى و کل عن الیمن علی الحاصل فی شفعہ الخلیط او علی السبب سے
شفیعہ الجواز الخلاف الشافعی کما مر فی کتاب الدعوی او یمن الشفیعہ قضی لہ چکا پر اگر مشنری خرید کا اقرار کرے یا انکار کرے
قسم کہانے سے حاصل ہونے یا قسم کہانے سے سبب پر شفیعہ جواز میں سبب خلاف ہونے شافعی کے چنانچہ کتاب الدعوی میں مذکور ہو چکا یا
شفیعہ گواہ لا دی اسکی خرید پر تو فاضل شفیعہ کیوں اسطیث ثبوت شفیعہ کا حکم کر دے ہم امام شافعی شفیعہ خلیط کے قائل ہیں نہ شفیعہ جواز کے تو اگر شفیعہ
خلیط کا دعویٰ ہو تو مشنری حاصل پر قسم کہائی اسطرح کہ واللہ بشفیعہ سے اسو اسطیث ثبوت شفیعہ نہیں ہے اور شفیعہ جواز میں سبب شفیعہ پر قسم کہائی
اسطرح کہ واللہ میں نے یہ گہرا خرید نہیں کیا لہذا اذا لم یتکلم المشتری طلب الشفیعہ فان اتی فالقول کہ یجوز ان کمال یہ سبب سے
شفیعہ کیوں اسطیث شفیعہ کا حکم کرنا خرید کے اقرار کے بعد اسوقت ہو کہ مشنری نے شفیعہ کے شفیعہ طلب کرنا یا نہ کیا ہو سو اگر وہ منکر ہو اسکی طلب
شفیعہ کا تو مشنری کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہو گا لہذا انکرہ ابن کمال وان لم یخص فی الثبوت وقت الدعوی فاضل یہ اقرار خرید شفیعہ کا حکم
کر دے اگرچہ شفیعہ نے دعویٰ کو ثبوت من حاضر کر دے یا ہو یعنی اسو اسطیکہ کہ حضار من قبل قضاء واجب نہیں و اذا قضی لک منہ استغلاہ و للمشتري
بما فی الدار لیس فی حقہ اور جبکہ فاضل ثبوت شفیعہ کا حکم کرے تو شفیعہ کو حاضر کرنا من کال لازم ہو گا اور مشنری کو گہرا کر روک کر کہنا من لینے
کیا اسطرح درست ہو فاضل قبل الشفیعہ ای بعد القضاء و اما قبله فلیحل عند غیر بعد لیس لک کذا فی الملتقى و ان فی حقہ فاضل ثبوت شفیعہ

بہر اگر شفیع سے کہا گیا کہ ثمن ادا کر سوا دے تاخیر کی ادائیگی ثمن تو اس کا شفیع باطل ہوگا بعد حکم قاضی کے اور قبل از حکم تو شفیع باطل ہوگا تاخیر سے
 محکم کے نزدیک کہا اس کے موافق ہونے کے سببے کذا ذکرہ الزلیلی والخلف للشفیع المشتري مطلقاً والبايع قبل التسليم الاول حلیہ والناجی
 یہاں لای کالی اور شفیع کا خصم مشتری ہے ہر طرح خواہ قابض ہو یا نہ ہو اور بائع مقدم قبل از تسلیم کے اول یعنی مشتری خصم ہے پس بائع کی مالک ہونے
 کے اور ثانی یعنی بائع خصم ہے پس قبض سے کذا ذکرہ ابن کمال و لیکن لا یستعمل البیعة علی کسی بخلاف المشتري لکن المشتري لیکن کو اہ نہ ہستے
 جاوین گئے بائع بچ بیک مشتری حاضر نہ ہو اس طرح مالک تو مشتری ہے و فی حقہ بجزوہ و لو سلم المشتري لا یدلکم حضور اللہ علیہ و آلہ
 الیہ والصلوٰۃ والسلام اور بیع نسخ کیجائی بائع کے سامنے اور اگر بائع نے بیع مشتری کو تسلیم کر دی ہو تو بائع کا حاضر ہونا قطع کیوت لازم
 نہیں پس بائع ہو جائے اس کی مالک اور قبض سے کذا ذکرہ ابن کمال و فی حقہ القاضی بالشفیع والتمہد للضمان الثمن عند الاستحقاق علی البائع
 قبل تسلیم البیع الی المشتري والتمہد علی المشتري لو بعد کمالہما اور قاضی شفعہ کا حکم کرے اور مالک ثمن کے ادا نہ کیا ہو عہدہ استحقاق کے
 نزدیک بائع پر ہے قبل تسلیم کرنے بیع کے مشتری کی کفایت اور عہدہ ضمان ثمن کا مشتری پر ہے اگر بعد تسلیم کے استحقاق ثابت ہوا بدلیل گذشتہ یعنی
 اس واسطے کہ تسلیم کے بعد بائع سے اس کی مالک اور قبضہ دونوں زائل ہو گئے تو وہ اجنبی ہو گیا للشفیع خیار الرجوع والعیب ان شاء المشتري المبرءة
 عند ذلک خیار الشرط والا قبل اختیار شفیع کی ہر خیاریت اور خیاریت جو اگر مشتری نے مزارعت عیب کی شرط کر لی ہو نہ خیاریت شرط اور
 مزارعت کی ان اختیار یعنی خیار شرط شفیع کی ہر خیاریت نہیں اگر مشتری کو اسے خیار شرط ہوا ہو اور ثمن کی مدت ہی نہیں اگر مشتری کا ثمن موعود
 و فی الاشیاء الشفیعہ بیع فی کل الاحکام الا ضمان الغرر والخیار اور اشباہ میں کے شفیع میں جو حکم میں فروگئے اور ان کے سوا جو حکم
 سببے ہم صورت اس کی بیعہ کے شفیع نے زمین کی سبب شفعہ کے پہلو سین عمارت بنائی یا درخت لگائے پھر وہ زمین غیر کی مالک بنی سو مالک مستحق نے ادا
 عمارت اور درخت کا چا اس واسطے ویسا ہی کیا تو شفیع ثمن پہلے مشتری سے ہی اس طرح کہ اب ظاہر ہوا کہ مشتری نے اس سے بائع میں لیا اس واسطے کہ
 زمین اس کی ملک تھی لیکن جو نقصان عمارت اور درخت کی قیمت میں واقع ہوا ہو سکونہ مشتری سے نہ بائع سے لیکن مشتری کو اگر ایسا ہو کہا ہوگا تو
 بائع سے وہ نقصان ہو لیا اس واسطے کہ بائع نے اس کو دے دیا اور شفیع کو مشتری کی جانب سے تو دے دیا نہیں ہوا اس واسطے کہ شفیع نے تو
 مشتری سے زبردستی شفعہ لیا کذا فی المطاہی و ان اختلف الشفیع والمشتري فی الثمن واللازم فی حقہ الثمن منفقاً صلیق المشتري
 لا یتصور ولا یجوز الا ان ادا اگر شفیع اور مشتری ثمن میں اختلاف کریں اور مالکہ مشتری کا مقبوض ہو اور ثمن بائع کو فروغ ہو گیا تو مشتری کی قبول و قسم
 تصدیق ہو کر اس واسطے کہ وہ منکر ہے و پر تسلیم بیع کا ثمن اول سے اور دونوں قسم کہا دیکھ ہم اس واسطے کہ مخالف و مان ہوا ہی جبکہ انکار و مان
 جانب سے ہوا تو دعویٰ ہی طریق سے ہوا و یہاں مشتری شفیع پر کچھ دعویٰ نہیں کرتا کذا فی الزلیلی مختصراً و ان یزعمنا فالشفیع لکن لا یتصور
 حلیہ من مستحق اور اگر شفیع اور مشتری دونوں گواہ لادین اپنے قول پر تو شفیع کو گواہ مقدم ہیں اس واسطے کہ شفیع کے گواہ لازم ہیں مشتری کو
 ہم اور مشتری کے گواہ شفیع کے لازم نہیں اس واسطے کہ مشتری کی جانب سے شفیع کے اخذ و ترک میں ادعیٰ المشتري تمتعاً
 ادعیٰ یا ثلثاً اقل منہ بلا قضاۃ فالقول لادای للمبايع دعویٰ کیا مشتری نے ثمن کا ادا دے کے بائع نے اس سے کٹر کا دعویٰ کیا بدین
 اس کے تبیین کرنے کے تو بائع کا قول مقبول ہوگا یعنی شفیع بائع کے ثمن بتائی ہو گیا و مع قضاۃ المشتري اور قبض ثمن کے ساتھ مشتری کا قول
 مقبول ہوگا تو موجب اس کو شفیع لیا و لہ حکم اس کے بعد قصیر القول المشتري فیکلف انہما کفالتہ و اگر دونوں نے مل کر کہا بائع مشتری نے اقل ثمن
 کا دعویٰ کیا اور بائع نے اکثر کا تو قبض ثمن کے بعد مشتری کا قول مقبول ہوا و قبل قبض کے دونوں قسم کہا لازم ہوگا و اگر کچھ ثمن قبول صحیحاً اور
 اگر کسی نے قسم نہ لیا کر کا تو دوسرے کا قول مقبول ہوگا و ان حلفاً فتم البیع و اقل الشفیع باقل البائع مطلقاً اور اگر دونوں نے قسم
 کہا ہی تو بیع نسخ کیجائی اور شفیع بائع کے قول کے موافق لیا کذا فی الملتحق وحکم البعض یطهر فی حق الشفیع فیما یزعم البائع و کذا حکم البعض

وہ اس سے کچھ زیادہ شرب کا حکم تو ظاہر ہے اور خضر کی وجہ یہ ہے کہ اس کی قیمت لینا بوسکی ذات کے لینے کی برابر ہے اور مسلم کو اس کی ذات کا لینا جائز نہیں تو مسلم طرح اس کو قائم مقام لینا درست نہیں اور یہاں قیمت سوکھنے کے اور بزرگ کا بدلہ نہیں ہو سکتی کذا فی العطاوی وطلیعت معن فقہ فیما یجوز الخضر یا لرجح الراجح الخ ای اشکم او فایقینا ب و لواناختلفت فیہ فالقول للشفعة یجوز فیہ لفظیہ غرض اور خضر کی قیمت کو صرف کار جوہر کے لئے اس ذمی کی قیمت ہو گیا یا اس مال کی قیمت جسے قویہ کی شراب خوار سے اور اگر شمیم اور شمیمی غرض اور خضر کی قیمت میں مختلف ہوں تو مشتری کا قول مقبول ہو گا کذا فی النایب ویاخذ الشفیع بالثمن وقيمة البناء والعرض مستحق القلم کا من فی العصب اور شمیم شمیمے ثمن سے اور اس عمارت اور درخت کی قیمت سے جو مستحق قلم سے چنانچہ عصب میں ہر کوئی چاہے غلاما لودھن یا بالودن کثیرہ یا بالطلکھا یخص کثیرہ جو الشفیعہ ہیں لکھا اور اس کا عطا یا زاد المصنوع فیہا لیتا نقدہ ولا فیہ نقضہ بخلاف الیاء وادانہا اور اگر مشتری بہت رنگوں کا روغن یا کچھ زمین یا بہت گچا کی اس میں نوشیع مختار سے اس کے چوڑ دینے میں یا اس کے لینے میں اور اس قدر کے دینے میں جس قدر گچہ کی قیمت رنگ آنہ سے زیادہ ہوگی بسبب تعدد ہونے نقض رنگت کو اور عطا او کڑے رنگ کی قیمت نہیں بخلاف نقض عمارت کہ اس کی قیمت کچھ باقی رہتی ہے کذا فی عادی الزاہدی لولم یشتري او عرض او کلہ الشفیع لیشتر کلہما شفیع ثمن او قیمت عمارت اور درخت کی دیکھے اور مشتری نے عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے ہوں یا کچھ شمیمی عمارت کو عمارت کو دینے اور درخت اور کھانے کی تحلیف دے لیا اذ اکان فی القلم فقصا لا یجوز فان الشفیع لکان یاخذ ہا صم قیمۃ البناء والعرض مقبوضۃ غیر ثابتۃ فہستاقی لکھجہ او کھانے میں زمین کا نقصان ہو نوشیع کو کھانے سے لیا گیا کہ وہی عمارت اور کھانے کے ساتھ کذا فی القہستانی وعن الثانی ان شاة اخذ بالثمن وقيمة البناء والعرض او ترک وبقال الشافعی ومالک قلنا یجوز فیما لغيرہ فی حق اقول ولذا نقض علی فقہنا اور یوسف سے روایت ہو اگر عارضی ہو یعنی ثمن اور عمارت اور درخت کی قیمت سے یا چاہے اس کو چوڑے یعنی قلم عمارت کی تحلیف نہیں ہے سکتا اور یہی کہا ہے امام شافعی اور مالک نے ہمارے جواب میں کہتے ہیں کہ مشتری نے اس میں عمارت بنائی ہے زمین غیر مشتری کا تو تیر حق ہے ولہذا وہ مقدم ہو گیا اس کے لینے میں مشتری پر تو اس کو نقض عمارت اور درخت میں بھی اختیار ہو گا کا یفقد الشفیع حکیم نقض قائمہ ای مشتری حتی الوقف والصحیل والمقبورۃ والمہتد بلعی وفضل جسطر مقبوض کر دیتا ہے شفیع مشتری کے سبب تصرفات کو یہاں تک کہ وقت اور مسجد اور قبرستان اور بیہ کو بھی کذا فی الزہبی والزاہدی ہم یعنی اگر مشتری نے خرید کے بعد اس کو وقف کر دیا یا مسجد بنائی یا قبرستان کیا یا کچھ بیہ کر دیا تو شفیع ان سبب تصرفات کو دینے کو سکتا ہے عطاوی نے قہستانی سے نقل کیا کہ نظم میں ہے کہ نقض مسجد اور شمیم ہونے کا جائز نہیں اور شمیم شفیع کا اصل ہے واما العلم واما النعم فلا یقلکم استخفا لا لایہایت معلومۃ وشیقہ لا یجوز اور زراعت تو نہ او کھانسی جاوگی ہوا سطل کہ اس کی بنیاد معلوم ہے اور اس کا باقی رہنا جو ضرر کے ہو گا یعنی اگر مشتری نے خرید کے بعد عمارت کی زمین میں تو وہ قائم رہے گی چنگی تک اور مشتری پر اس کی اجرت لازم ہوگی ورجع الشفیع بالثمن فقط ان اخذ بالشفعة ثمنی او عرض من شتر استخفت ولا یرجع بقیمۃ البناء والعرض علی احد الا نلین بغيرہ بخلاف مشتری او شفیع نقض ثمن کو پہلے اگر اس نے شمیم کے سبب دیا چوڑ و زمین عمارت بنائی یا درخت لگا یا بیہ وہ زمین میرا ملک کی ملک ہو گئی اور عمارت اور درخت کی قیمت شفیع کی ہے لہذا اس کو کسی سے نہیں دیا نہیں دیا بخلاف مشتری ویاخذ کل الثمن ان شہدت الذل وحق الشفیع لافعل اصلا ولا اصل ان الثمن یقال بالاصل لا الوصف اور شفیع کل ثمن سے لے کر اگر خود بخود ویران ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا اور قاعدہ حکم ہے کہ ثمن مقابل ہوتا ہے ہل سیم کے زیادہ اس کی وصف کے ہم عمارت اور درخت وصف خانہ اور باغ نہیں لکھتا بلکہ ثمن تو یوں کہنا بہتر نہ کہ ثمن ہل کے مقابل ہوتا ہے نہ تابع کے کذا فی العطاوی وذلک اذا امر بین ثمنی ثمن نقض او شفیع اور یہ بھی در صورت ویرانی خانہ اور خشکی باغ کے کل ثمن سے لینا اور سوتل ہو جبکہ بنا و منقرض یا درخت کی لکھنا سہ کچھ باقی رہا ہو فلو بقی واخذ مشتری لا یفصلہ من الارض حیث لربکن تبعاً للارض لا یفصلہ من الثمن فیمقر الثمن علی

یہاں عطاوی نے لکھا ہے کہ اگر مشتری نے خرید کے بعد عمارت کی زمین میں تو وہ قائم رہے گی چنگی تک اور مشتری پر اس کی اجرت لازم ہوگی ورجع الشفیع بالثمن فقط ان اخذ بالشفعة ثمنی او عرض من شتر استخفت ولا یرجع بقیمۃ البناء والعرض علی احد الا نلین بغيرہ بخلاف مشتری او شفیع نقض ثمن کو پہلے اگر اس نے شمیم کے سبب دیا چوڑ و زمین عمارت بنائی یا درخت لگا یا بیہ وہ زمین میرا ملک کی ملک ہو گئی اور عمارت اور درخت کی قیمت شفیع کی ہے لہذا اس کو کسی سے نہیں دیا نہیں دیا بخلاف مشتری ویاخذ کل الثمن ان شہدت الذل وحق الشفیع لافعل اصلا ولا اصل ان الثمن یقال بالاصل لا الوصف اور شفیع کل ثمن سے لے کر اگر خود بخود ویران ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا اور قاعدہ حکم ہے کہ ثمن مقابل ہوتا ہے ہل سیم کے زیادہ اس کی وصف کے ہم عمارت اور درخت وصف خانہ اور باغ نہیں لکھتا بلکہ ثمن تو یوں کہنا بہتر نہ کہ ثمن ہل کے مقابل ہوتا ہے نہ تابع کے کذا فی العطاوی وذلک اذا امر بین ثمنی ثمن نقض او شفیع اور یہ بھی در صورت ویرانی خانہ اور خشکی باغ کے کل ثمن سے لینا اور سوتل ہو جبکہ بنا و منقرض یا درخت کی لکھنا سہ کچھ باقی رہا ہو فلو بقی واخذ مشتری لا یفصلہ من الارض حیث لربکن تبعاً للارض لا یفصلہ من الثمن فیمقر الثمن علی

حاکم اوس سے کہے کہ توشعہ ہزار کا مفقود ہے اگر مدعی کہے کہ ان میں اس کا اعتقاد رکھتا ہوں تو اس کے واسطے شفعہ کا حکم نہ ہے اور اگر مدعی وہ نہ کہے تو
 حاکم حکم نہ دے غیرت شفعہ کا کہ انی المیتہ والبراز یہ ہم یہ ایک قول ہے اقوال شیعہ میں اور یہ علوانی کا قول حسن الاقوال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ
 حاکم حکم نہ دے کیونکہ مدعی اس کا اعتقاد نہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم حکم نہ دے ہو سیکے حاکم تو اس کے دیو کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہی مشہور ہے
 کہ انی المیتہ والبراز کے آخر الشفیعہ بجانب الطلب لکن القاضی لیکر اھا دفعی محض توشعہ نے کیونکہ طلب شفعہ میں غیر
 کی ہو سیکے فاضی وقت و جوب شفعہ کا مفقود نہیں توشعہ مفقود ہے یعنی اس قدر سے تاخیر طلب مطلق شفعہ ہوگی دکنڈا لو طلبت من انتقامی
 احضارہ فاستلمت خلاف مقتدی اليهود کمالیاتی اور یہ طریق شفعہ تاخیر طلب میں مفقود ہے اگر اوسنے فاضی سے مشتری کا حاضر کرنا طلب کیا تو
 فاضی نے فاما بالمشتری حاضر ہوا کہ ان ذکرہ ابو السور ورنظاف یہودی کے سبب سے چنانچہ آگے آگیا یعنی اگر سودی یوم السبت کی تعطیل کے سبب سے یا بصر
 یوم الاملا کی تعطیل سے طلب شفعہ میں تاخیر کرنا تو مفقود نہ ہو گا کہ انی شرح الحموی شفعہ میں اس کا جائز و فہم فراہم و یا بعد بجا تفرق اخذنا الشفعہ
 بالشفعہ اخذنا بالشفعہ لان شفعہ انقصت علی قیۃ الارض یوم الشراء قبل دفع المزارع علی قیۃ العراۃ لان بعد دفع المزارع انقصت علی قیۃ الارض
 زمین جس قدر کی سود کو پہر اس کی مٹی اور مٹائی اور سود کو پہر اس کی زمین میں توشعہ زلیا بشفعہ کے توشعہ اس کو دہم سے ہے ہو سیکے زمین کا
 شفعہ سے سود میں ہونا مایہ زمین کی اس قیمت پر جو خرید کے دن بھی مٹی لینے سے پہلے اور اس مٹی کی قیمت پر جو اس کی مٹی پر لیا اور دونوں قیمتیں برابر ہیں
 ہم طحاوی کہتا ہے تعلیل ظاہر نہیں مگر جبکہ وہ نوکی قیمتیں عند النقد برابر ہوں و لو کہتے اس کا نہ فالحوائج لا ینفاد و یقال للمشتري ان دفع
 ما کسبت فیما فی ینکک ساوا النافذ اور اگر مشتری نے زمین نوکر مٹی سے بہری جس کی کہ پہر بھی جو اب مفقود و نہ ہو گا یعنی شفعہ سکون
 یہ پاس ہی درم سے لیا اور مشتری کو کہا جاوے گا کہ خیال ہے جو اس میں توشعہ مٹی بہری ہے کہ وہ تو مشتری ملک ہو گا فاضی ماوی الزاہدی و فیہ شرح
 دادا الى المحکم و فلیس الشفیعان یجوز القن و یاخذھا بالشفعہ لانه ملکھا ببيع فاسد انتمی قلت و سبغی انہ لا یشفع فیما ینفاد فاسد
 و لو بعد الفیض لاحتمال الفیض نعم اذا سقط الفیض ینفاد و یجوز اور ماوی الزاہدی میں ہے کہ اگر خرید کیا قیمت کے مٹی کی مدت تک توشعہ
 کو جائز نہیں کہ شفعہ میں دوسرے کو بوجہ شفعہ ہے ہو سیکے مشتری اگر کا مالک ہوا ہے بیع فاسد کے سبب اسنے فاضی الحادی میں کہتا ہوں اور
 آوے گا کہ اس کے بیع شفعہ نہیں جس میں بیع فاسد ہوئی اگر بیع فاضل کے بعد ہوا خیال فاضل کے سبب ان کو بیع فاضل ہو گا و مشتری کی عمارت بنانے سے
 اور اس کے کوئی اور شفعہ سے توشعہ واجب ہو گا و فی المبسوط العتیشی علی العون انما تثبت الملك للوہوب لئلا یقضی الکل و لا
 و ہب دادا علی عیض العیض فقیض احد العوضین دون الآخر فوسلم الشفعہ فہو باطل حتی اذا قضی العوض الآخر
 کان لہ ابن یأخذ الدار بالشفعہ او مبسوط میں ہے کہ یہ بشرط عوض من تو ہو بہر کہ کی ملک ثابت ہوتی ہے جس وقت کہ مقبوض ہو یعنی دونوں
 عوضوں پر وہب اور وہب بہر کہ قبضہ ہو جائے تو اگر کہہ سہ کیا ہزار درم کی عوض پر پر ایک عوض پر قبضہ ہوا نہ دوسری عوض پر شفعہ شفعہ
 و یجوز انہ وہب بالکے جب دوسرا عوض مقبوض ہو تو شفعہ کو ثابت رہے کہ اگر بیع شفعہ کے سبب والد علم باب ما تثبت فیہ
 او لا تثبت فیہ باب ہے اور اس کا جیسے شفعہ ثابت ہوتا ہے یا ثابت نہیں ہوتا لا تثبت قصدا لانی عقار ملک یو حی خرج المیتہ ہوا ان
 خسر المیتہ شفعہ ثابت نہیں ہوتا قصدا لانی عقار میں جو ملک ہوئی ہے اوس عوض کے بدلے جو مال سے عوض کی قید سے بہر بلکہ عوض
 خارج ہو گیا اور مال کی قید سے نہ نکل گیا ہم قصدا کی قید اس واسطے لگائی کہ شفعہ غیر قصدا میں غیر عقار میں بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ شجر اور غیر
 میں شفعہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا ساتھ اور اس کا سوا میں خا نہ اس کا ساتھ اور اس کا سوا میں خا نہ اس کا ساتھ و ان لوکل فی شفعہ خلافا
 لقشاشی کسی ایسی قید لگے کہ ہم انھیں لکھنا چاہتے ہیں و ہب بیت صغیر لا ینکک قسمۃ اگر یہ عقار اور ناند عقار قسمت پذیر نہ ہو مگر خلافا
 شافعی چنانچہ اس کا ساتھ اور اس کا سوا میں خا نہ اس کا ساتھ اور اس کا سوا میں خا نہ اس کا ساتھ و ان لوکل فی شفعہ خلافا

کتاب الشفعة
 فیما ینفاد

مگر مثلاً ایک گز نہیں بچا یعنی کیا بین تو شیعہ کو شیعہ علیکالریعہ ہم اتصال کے ہم شیعہ کا سبب اتصال ملک شیعہ تھا سو اگر اس کی گز بہرہ امتداد بہرہ یا
بہرہ یا انکل بہرہ زمین شیعہ کی ایک بیج کی تو اب شیعہ اوسین شیعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ طول ستی شیعہ کے تمام گز کو اس میں ہوا درپیشیہ
سے شیعہ جوار کے ساتھ ساتھ کہ الف قول بان نصیب ذلک عاکسہ فی سہو اور تھیں قول کہ ذرا عاکسہ نصیب سہو سہو ہی ہم بعد قرین سے صاحب در کی
طوت رسو اسطر کہ صاحب در یون کہا جو کہ وہاں بین جو یہ عبارت دلائیہ شیعہ الا ذرا عاکسہ نصیب سہو کا تب کے سہو ہی جو سوار سراج کھا کہ اسکو سہو
کہنا سہو سہو اسطر کا نام تمام بہت میں شیعہ کا نصیب درجین ہو وکنا لا شفعۃ لو وہب هذا الفدک لشتری وقضۃ اور اسطر ہم شیعہ نہیں اگر ہند
شیعہ ہند ایک گز کو اس میں بیج نے مشتری کو بہ لا عرض کر دیا اور اسکو اسطر قضیہ بھی کر لیا ہم عدم ثبوت شفعۃ کی وجہ سے کہ ہم متصل شیعہ تھا
وہ موہوب ہو گیا اور موہوب میں شفعۃ نہیں طحاوی سے کہنا خواہ بہ قبل بیج کے ہو خواہ بعد بیج کے و ان ایستاعہما منہ یحقین
فی استاعہ یقیمہما فالشفعۃ علیہ فی الہی اولیٰ فقط والمباقی للمشری لاثۃ شس لیلۃ اور اگر مشتری نے اسکا ایک حصہ مثلا دسواں حصہ
بہرہ شس سے خرید گیا بہرہ یا تو خرید کیا تو ہمسایہ کی اسطر شفعۃ ثابت ہوگا فقط پہلے سے بین اور باقی گز مشتری کا ہوگا اسوا سطر کہ مشتری شریک ہو گیا
باکس کا سہم اول کی خرید سے اور شریک مقدم سے جابر ہم سہم اول بین ہو سطر شفعۃ ثابت ہو کہ پہلے بیج اوسکی ہوئی اور شریک مشتری کی باقی سہو
عقد ثانی کے وقت ہوگی شفعہ لینے سے پہلے اور مراد یہ ہے کہ شیعہ کو خرید بیج کی بنیادی کردہ و نون عقد کے بعد وحیلہ کلکۃ ان شریک اولیٰ داع
او الشہد بکل الثمر الا حصہ ما فی الباقی اور تمام شفعہ کے اقطاع کا یہ سہو کہ مشتری خرید کرے ایک گز کو مسئلہ اوسے بین یا سہم
کو خرید کرے اس مسئلہ میں تمام شس سے خواہ ایک دم کے اور باقی گز کو باقی ایک دم سہو خرید کرے ہم مثلاً ہزار درم سہو خرید کرنا منظور ہے تو اس گز کا
ہزار و ان حصہ ۹۹۹ درم سے خریدے اور باقی گز ایک دم سہو خرید کرے تو شیعہ کا شفعہ ہزار دین سے بین ثابت ہوگا ۹۹۹ درم کی شس سے اور
باقی گز میں شفعہ نہیں ہو سطر کہ مشتری شریک ہو گیا اور وہ اسحق ہی جابر سے کہانی الدرد و لیس لہ تخلیقۃ بآلہ ما اردت بہ ابطال الشفعۃ
اور جائز نہیں شیعہ کو قسم دینا مشتری کو اسطر کہ واللہ تو نے اس محل سے کسی شفعہ کے باطل کر دینا کا ارادہ نہیں کیا ولہ تخلیقۃ بآلہ ما اردت بہ ابطال الشفعۃ
الاولیٰ ما کان فی حلیۃ مؤید ذادہ معنی اللہ جبر اور شیعہ کو اس قسم دینے کا اختیار ہو کہ واللہ بیج اول تمیہ نہ تھی کہ ذکر ہو زیادہ عن البزیر
ہم نتیجہ اوس بیج کو کہتے ہیں کہ باقی اور مشتری بیج ظاہر کرن دشمن کے خوف سے اور حالانکہ وہ حقیقت میں بیج نہیں بلکہ وہ بزل ہی سکی
تخلیق کا اسوا سطر اختیار ہوا کہ اگر وہ تلجہ کا اقرار کرے گا تو باقی کی ملک ثابت رہیگی اور شفعہ جابر ہم لکنا فی الطحاوی و ان ایستاعہما منہ یحقین
کثیرہ قد تم ثوباً عنہ فالشفعۃ بالحق لا بالثوب فلا یزغب فیہ اور اگر بیع خرید کیا شس کثیر سے بہرہ کی عوض کثیرا دیا تو شفعۃ ثابت
ہوگا شس سے نہ کرے سے تو اس میں جو شس نہ ہوگی ہم مثلاً ایک گز کی قیمت سو درم سے اسکو ہزار درم کے شس سے خرید کیا بہرہ شس کے عوض باقی
کی رقم اسکو سہم ایک خان یا تو کہ شفعہ دیکر گز اسکو شفعہ ہزار درم کی عوض لکنا نہ خان کی عوض ہو سطر ہزار درم کی عوض نہاں دینا دوسرے عقد ہی اور اگر کسی
عوض نہ ہو ہزار درم کا شس ہو وہ حیلہ نعم الشریک علی الذلک انما شریک بالتم الذلک علیہ لیس لہ ان شریک المشری اور یہ سہو شریک دیا دینا کو عام لیکن باقی کو نہ
ہو اسوا سطر کہ باقی کو تمام شس دینا لازم ہوگا جبکہ شریک بیع غیر کی ملک ثابت ہوگی فاما اولیٰ بیع دہا ہوا شس بین یا لید بطل العاصۃ اذ لا استحقاق
تو بیجا درام شس کا ایک دینار سے بہتر ہے تاکہ حیلہ مستر باطل ہو جائے جبکہ استحقاق ملک خبر کا ثابت ہو ہم شس کے درام مثلاً سو سے مشتری کی ذمہ
بہرہ باقی نے سو درم کو ایک دینار سے مثلاً بچا جو جبکہ استحقاق ملک غیر ثابت ہوگا تو بہرہ عقد صرف فاسد ہوگی اسوا سطر کہ اب ظاہر ہو گیا کہ مشتری
کے ذمہ پر کثیرہ تھا تو مشتری نے یہ دیا ہی یا نہ کو سپرد دینا پر کیا یعنی دینار کہانی الطحاوی وحیلہ آخر ہے احسن واسئل وہی المتعارف
فما لا مصادیقہ کہ ہا بقیہ وہ و کذا لکی اشتری بد اھو معلومہ یونہ او اشارہ مع قضۃ فلیس من شریک الذلک اسجل کلہا و صمیم الفان
بہرہ القبط فی المجلس لان شفعۃ القطن قتم الشفعۃ در خلقت و نحو فی المضمی انہ او ایک دم دوسرا حیلہ ہے بہرہ اس ہا سب جیل نو

اوس شخص کو واقع نہیں ہوا جس سے قسمت کرنی تو یہاں قسمت نام مقصود ہوئی جو علم کا حکم ہے لہذا الشفیع اوسکو توڑ سکتا ہو گا تو اوشدنی انسان دارا دھان شفیعا
توسلہ شفیعیہ ثالث بعد کما قسما بعضا او غیر قله ای الشفیع ان یستقص القسمة حتر و س کما صید و کما نصف ثلثا شہد و ہا ہا چنانچہ اگر وہ شفیع نہ کہے
سول یا اور وہ دو تو شفیع بین اوس کہہ کرے کہ تیرا شفیع آیا وہ تو کئی قسمت کر لے کے بعد خواہ قسمت قاضی کے حکم سے ہوئی ہو یا سوا ہر کچھ غدار حامدی سے تو
شفیع کو قسمت کا ٹوکرو دینا جائز ہے نصف کی تہائی ہو جائے گی تو درست کذا فی شرم الوبانیہ ہم یہ تشبیہ و تقصیر قسمت کی مٹیا اوسکی جیسے کہ ایک کہے کہ تین بڑوسی
مثلا حق بین مثلا انہیں سے دو فرد کہہ کر ہر فرد کے بانی یا نصف نصف پتریک بڑوسی سے شفعہ طلب کیا تو قسمت مذکورہ بقرض ہوگی اس ضرورت سے کہ شفیع تہائی
تہائی کا مستحق ہو اور وہ دونوں مشتریوں سے ہر ایک کو اپنی نصف نصف ہوا دریمہ یا تین میں رہ سکتا اختلعت الحار والمشتد فی وسکیتہ العار والی شکیان فیہا الشفیع
اللہ ہو لیا اذ لکول لا المشتد لا یستحق اختلافا شفعہ اختلاف کیا پڑوسی اور شتری نے اوس کہہ کر کلکتہ میں جس میں شفیع رہتا ہو پڑوسی جو شتری کا
مستول ہو گا اوسو اسطرح کہ وہ شفعان شفعہ کا شکر ہے و لایا علی قضاہی تخلیف المشتد علی الجلو عند الیوسف وہ یقینی اور پڑوسی کو شتری کا قسم دینا
اوسکی دست پر جائز ہے ابو یوسف کے نزدیک اور اسکا قنوی پر ہم یعنی شتری یون قسم کیا کہ وہ اپنے ہر سیکہ علم میں شفیع کا مالک نہیں علم پر اسو اسطرح کہ
کہہ سیکے فصل بتخلیف ی اور شکر کے فصل پرفصل قاضی نہیں ہوا کا لیا اوشدنی طلب المواشاة فانه یخلع علی العیلم جیسے کہ شتری اگر طلب مواشاة کا مالک ہو
تو اوس علم پر قسم لیا کہ یعنی اوسو اسطرح کہ شفیع جو شکر کے فصل پر دینا اوشدنی طلب المواشاة فانه یخلع المشتد علی البیان لا یخلع علیہ
علما دونک الاول صاحب الدار اوشدنی اگر شتری نے بی لافات کی وقت طلب شہادتی یا شکر کیا تو شتری قسم کیا قطعاً اور یقین پر ہوا کہ شتری کا علم طلب شہادتی کو محیط ہے
و طلب شہادتی کو کذا فی مادی الزاہدی ہم اگر طلب شہادتی بھی غیر کا یعنی شفیع کا فصل جو لیکر جو کہ حالت کو سامنے کا فصل ہو لہذا قطعاً قسم لازم ہوگی جس وقت کہ جو شفیع طلب
شہادتی کا ہے اور اوس کو اپنی اسکو ثابت کر سکے وہ اور ہر صنف قبیۃ الشفیع اسحق قال ابو یوسف مدینۃ الشکر اور اگر شفیع اور شتری دو دو گوارہ لادین شفیع
کے گوارہ اسحق اور مقدم بین اور ابو یوسف کہا کہ شتری کے گوارہ مقدم ہیں **فروع** مسائل غنیہ شارح یا غنیہ فی اسیار القریہ حق شفیعیہ فان احاد البیہ
اختدھا لا یشفعون ولا یقبلون لاجلہ ان دھما مالک نہ وہ جو شریع کی جو غیر کے اجارہ ہیں اور حالانکہ سنا براد کا شفیع ہو سوا گستاخ بنے بیع اوسکی
جائز کہی تو اوسکو لیکر بطریق شفعہ یعنی اور اجارہ باطل ہو جاوگا اور اگر بیع جائز کہی تو اجارہ باطل ہوگا اگر شفعہ رد کر دی ہم یعنی عدم جائز بیع کو سنا
شفیع بھی طلب کیا تو اجارہ باطل ہوگا اسو اسطرح کہ طلب شفعہ صحیح نہیں کہ بعد بطلان اجارہ کذا فی الوبانیہ شری الطہر والابن شفیع کہ لہ الشفعۃ والوجہ کا کہ
قلد یسکتان فی شرح البیہ مایا لک فی شفعہ اپنے اپنے فصل منفر کید اسے خرید کی اور حالانکہ باپ شفیع ہو تو اسکا شفعہ ثابت ہو اور وصی باپ کی باندہ ہو میں
کہا ہوں لیکر بیع شریع ہو کہ حالت جو سو ضرور رہا ہم شرح جمع بین یون سے کہ باپ کی قید ہو اسطرح لگائی کہ وصی شفعہ نہیں لے سکتا اتفاقا اسو اسطرح کہ
شفیع لینا نہیں تو ہم دیکھ سکتے اور وصی کو شرم مال خرید کرنا جائز نہیں اپنی ذات کیونکہ لو کانت دارا الشفیع ملاحیۃ بعض المبیع کان لہ الشفعۃ فیہا لک
وقطہ لوفیہ بطریق الصنفۃ اگر شفیع کا کہ متصل ہو بعض مبیع سے تو اسکا شفعہ فقط اوسبقہ میں ثابت ہوگا جو کہ متصل ہو اگر کہ میں تفریق صنفہ ہوتی ہو
ہم صورت اوسکی جیسے کہ دو گھر کی بیع ہوئی اور شفیع کا کہہ کر ایک ہی کہہ کرے کہ اس جو جائز لا صدق ہو کہ ہر ایک کی دیوار علیہ ہوا اور دونوں دونوں اور دون
میں راہ نہ ہو مکان کی تسلی کے سبب ہو کہ دونوں کے اتصال کے سبب ہو کذا فی الطحاوی عن الحموی الاثر اعالا حصن الشفیع من یطلبہا اقصا مطلعا
لادیانۃ ان لم یلک کو شفا شفیع کیما ہی اسراہ عام کرنا شفعہ کو باطل کر دینا ہو ضروری اور اداۃ مطلب نہیں اگر شفیع شفعہ کو بخانا ہو ہم صورت
اوسکی جیسے کہ ایک کہہ کر تو باقی ای شتری نے کہا شفیع ہو کہ تو ہیکو بری الذکر کردی ہر صورت جو جو تیری خصوصیت نہ تہا ہی جانب ہو سوا اسو اسطرح ابراہام
کر دیا اور حالانکہ شفیع جانتا نہیں ہے کہ او کی جانب اوسکا شفعہ واجب ہو تو اس ابراہام سے قاضی کے نزدیک اوسکا شفعہ باطل ہوگا لیکن فیما بینہ و
بین شفعہ قاضی پر ہیکو اسو اسطرح کہ وہ جانتا تو شفعہ چھوڑتا اور ابراہام میں ہے کہ کہہ سیکے کہ قول پر اسو اسطرح کہ قول پر تو برات میں الجھوٹ
برائت ثابت ہو جائی جو قضا بھی اور دیا شہد بھی و علیہ القوم جیسا پیش منظرہ اور خلاصہ اور خزائہ الفتاوی میں ہے کہ فی الطحاوی عن الحموی اذا صبت

کہہا کہ میں سے جبکہ ارباب بیوت انہیں اہلقت کرین ہوسو کہ وہ لوگ چلے اور وہو کرنے اور لکھنے پر نہ اسہا بکتے میں سب برابر میں یعنی اگر میں
ایک شخص کا داران طول ہو اور دوسری کو شہری کو تہا کہ فی مائشہ الاشباہ والی المسودہ لا شفعۃ لہ فیما یستحقہ من ثواب نہین
کہ اسے کذا فی العنا یہ صبیح شفعہ لہ لہ لا یستلش شفعۃ وان نصبت القاضی فیما یطلب احاد سواہ ایک لا شفعۃ ہی جیساکہ کوئی والی نہیں
تو اسکا شفعہ باطل نہ ہوگا اور اگر قاضی اسکی طرف سے کوئی کارپرداز قائم کرے اور وہ شفعہ کے کہ اسے طلب کرے تو جانیے کذا فی الجواہر
شفعہ کر ما و لہ شفعہ عاتقہ فاقیمت الاشباہ کا کما المشتری فی القیامۃ و ان لا شفعۃ لہ ان لا شفعۃ لہ وقت القیامۃ من غیر شفعہ بکثرہ و
ان لا شفعۃ لہ حصۃ من الثمن حیثین فی مؤید نادۃ معنی بالواقفۃ الحاصلی انکوار کا باغ خرید کیا اور اسکا شفعہ غائب ہی سو دخت پہل لایم اور شہری
نے انکو کیا یا ہشتم ایا اسے وہ باغ جو ہی شفعہ لیا اگر دخت قبض مشتری کے وقت پہلے ہوں تو بعد قیمت بھلون کے میں سے سا قلم ہوگا اور اگر
پہلے نہ گئے قبض کو وقت تو میں سے کہ سا قلم ہوگا اسو اسکی پہل کا کچھ حصہ تہا میں میں اسوقت کذا فکرہ میرزا دہن افغان اسکا وفی الہدایۃ و
فیما یستحقہ من الثمن لہ صنفۃ اب و و حیثی للبلایع و حیثی اور باپ شفعہ لہ میں سے جو دخت اسے صنفہ فرزند کہ اسے خرید کیا
و حیثی خاصیت میں تاخیر سے تہیک کے بلوغ تک ہم اگرچہ خصوصیت میں تاخیر جائیے لیکن دمی کو لازم ہے کہ طایفہ کرے اور خرید کے دن گواہ
کرے کہ میں چنانچہ خزانہ اکل میں یعنی اسو اسکی تاخیر طلب ہی شفعہ باطل نہ ہوگا و لیس لہ تفریق دارین بیعتا و لو غیر جاریہ للشرع احد
اشفعۃ کو جائز نہیں تفریق کرنا ان دو گہروں کا جو سا شفعہ ہی مع ہوتی اور وہ دونوں کا شفعہ ہی اور اگر شفعہ ہمایہ نہیں دوسرے گہروں کا تو تفریق
الان تر سے تفریق اسو اسے کہ وہ تفریق شفعہ کے موجب اور ایک گہر کا شفعہ ہے اور دوسرے کا نہیں تفریق جائز ہے چنانچہ سابق میں مذکور ہوگا
سے و ما حکم استا طہ الخلیل مستقیما و تحلیفۃ فی الشک لا شک انک و اور ضرر میں کرنا اسقا ط شفعہ کا جلد سے دران حالیکہ وہ کا حصہ
اسقا ط کا یعنی کچھ مضائقہ نہیں تصد شفعہ سا قلم کرنے میں جلد سے اور تحلیف احد انما یجوز فی حالات انکار میں بلا شک و یکر اور میں شرعا
یعنی اگر بائع یا مشتری انکار کریں کہ میں سے اسقا ط شفعہ کا ارا وہ نہیں کیا تو شفعہ کو ان سے قسم لینا جائز نہیں کذا فی فتاویٰ فیضان الداعی عالم
دستور شرع تعلیم **کتاب القسمة** یہ کتاب جو قسم کے بیان میں یعنی سامی کی چیز کا بانٹا مائشہ استا احد الشریکین اذا ادا ادا لافراق
یا ع فیجب الشفعۃ او قسمہ قسمت کی مائست شفعہ ہو جسے کہ ہد شریکین جب افراق کا ارا و کبریٰ تو اپنا حصہ ہی کر گیا تو شفعہ واجب ہوگا
یا قسمت کر لیا کہ دون مع کے حق لغۃ اسو لا قسم کا لغۃ و لا لافراق قسمت لغت میں قسم ہی اقسام یعنی باشت لینے کا جیسے قدرہ ہسم
اقدار کا و شرعا چم نصیب شائع لہ فی مکان متعلک اور شرع میں قسمت عبارت ہو ایک شخص کے حصہ شائع کے جمع کردینے کو ایک معین
میں ہم مثلا ایک گہر کے میں شریک ہوں تو ہر شخص کا حصہ ہر گاہے اس گہر میں شائع ہے بلا تعین ہر جہاں دوسرے میں حصہ ہوگی تو ہر شخص کا حصہ
خاص خاص مکان میں مقیم ہو گیا اسی تعین حق شائع کا نام قسمت ہی و سب یہاں طلب الشکاء و بعضہم لا لا فافراق بلکہ علی وجہ الخصوص فلہو
طلبہم لا یحق القسمة اور قسمت کا سب طلب کرنا جو سب شریک ہوگا یا بعض کا اپنی ملک شفعۃ حاصل کر کے دوسرے پر وجہ بقصر و اگر شرع کو ان
کی طلب پائی جادی تو قسمت کرنا صحیح نہیں ہم مشترک چیز میں ہر شریک حق لینا ہی انہو فریک حصہ سے تو طالب قسمت گہر ہیہ سوال کرتا ہو کہ اسکو
اپنی حصہ کے اتقاق ہی خاص کر دی اور غیر کو اسکو انتفاع سے روک دی تو حاکم پر اسکی اجابت واجب ہوگی کہ فی الزعمی و ذکرہا حق الفعل
اللہ سے یحصل بہ الا قرار و التقدیر بالانصاء کے کلیل و ذہبی اور قسمت کا کرک و فعل ہے جس سے بذاتی اور ترکہ حاصل ہو جائی حقون
کے درمیان چنانچہ بیان کرنا اگر دوسے اپنا ہم یعنی چنانچہ گیلی چیز کو پائی کرنا اور وزنی چیز کو تولد اور عدد ہی چیز کو شمار کرنا اور شمار
چیز کو گز سے پانا یہ کرک سے قسمت کا کہہ دون اسکو قسمت کا وجہ نہیں و شرطا علم حق من الشفعۃ بالقسمۃ و لا بالقسمۃ فی حائط
و حکم اور شرع قسمت کی یہ ہے کہ مشترک چیز کی شفعۃ فوت نہ ہو دی یا شفعہ سے اور اسو اسکی قسمت نہیں کیا فی دیوار اور حمام اور اند اسکو

کتاب القسمة

مصلح ہوئی ہو تو قسمت باطل سے کذا فی منبہ النسخی وغیرہ ہم مطلقاً ہی میں مانگ کر بی بی یون نہ کریم اور اگر شرک شری ہون تو قسمت نہوگی ایک شرک کی غائب ہو
سے حاضر و غائب اگرچہ شرک اور حاضر ہو گا وہاں خریداری ہو و قیصر نقلی وید عتقاً انہ یدھم اور ملک مطلقاً اور شراکۃ صا لکھتے ہیں فلا فرق فی النقل
بائن شراکۃ وادنی و ملک مطلقاً اور قسمت کیا جائیوہ مال منقول جسکی میراث کا فیما بینہم شرکاء دعوی کرتے ہیں یا اسکی ملک مطلق کا دعوی کرتے ہیں یا اسکی خریداری
کا دعوی کرتے ہیں کذا فی شرح الوقا یہ بعد الشریعہ تو کچھ فرق نہیں نقلی یعنی مال منقول میں در بیان خریداری اور میراث اور ملک مطلق کے ہم منقول کی قسمت با
خریداری میں ہی جائز نہوگی کہ منقول میراث میں جو تو قسمت میں اسکا خضم اور حصار کا حق پونجی ہو اور قبضہ دلیل ہے ملک کی اور اقرار دلیل ہے صدف
کی اور کوئی اسکی ساتھ سازج نہیں قلت ودر النسخۃ المیناء والا شجاعت لم یتمدک بالقبضۃ واث تبدلک فلا حرج لہ شکک جذا
میں کہتا ہوں اور منقول مال منقول تجارت اور اشجار میں جہاں کہ قسمت متبدل ہو قسمت کرنے سے اور اگر قسمت بدل جائی تو قسمت ہو تو وہاں قسمت پر جہاں ہم
کہا ہے جاری اور ستادے و عتقاً ید عتقاً شراکۃ اور ملک مطلقاً اور قسمت کیا جائیوہ مال غیر منقول جسکی خریداری اسکی ملک مطلق کا شرکاء دعوی کرتے
ہیں فان ادعوا الہ میراث عن ذیل لا یقسطو حیث یقطن اعلی موطن وعلو ودر تنوہ پر اگر شرکاء دعوی کریں کہ غیر منقول میراث جو زمین سے اسکی قسمت
لججائی یہاں تک کہ گواہ لا وین زید کی موت پر اور اس کے وارثوں کی شمار پر و قال لا یقسطو باحتیاجہم کو فی الصلح الا شرا ودر صاحبین نے کہا کہ غیر منقول کی
بھی قسم کھجائی کی محض ان کے اقرار سے چنانچہ وارثوں میں قسمت ہوتی ہے یعنی خریداری اور ملک مطلق کی قسم میں ولا ان یزعموا ان العتقۃ معہا حتی یدھم
انہ لہما انفا فان لا حصہ لا یجوز انہ معہما باحد اوقادۃ او اعادة فکلک قسمۃ حقیقۃ و العتقۃ حق فیہ ودر قسمت نہوگی اگر وہ شخص دعوی کیا
کہ غیر منقول اس کے ساتھ جو یعنی اس کے قبضہ میں ہے یہاں تک کہ گواہ لا وین سپر کہ غیر منقول زمینیں و در خواص ملک جو باعقوان امام اور صاحبین کے قول میں
کہ احوال کہتا ہے کہ غیر منقول اس کے قبضہ میں ہی رہا جا رہا یا عاریت کو تو موصوت میں قسمت خلافت کی شہرگی اور حالہ کہ غیر منقول زیات خود محفوظ ہم وار
یزعموا علی الوحد و بعد الوافۃ وھو ای العتقۃ قلت قال شیخنا وکذا المنقول بالاولی معہما و فیہ صغیر وکذا غلبہ فیہ وھو وھب قاصد
لھما انظر للغائب الصغیر اور اگر گواہ لاتے مورث کی موت پر اور وارثوں کی شمار پر اور وہ فیہ عتقۃ غیر منقول اس کے قبضہ میں ہے اور وارثوں میں غیر
حاضر ہو ایک وارث کثیر غائب ہے تو در شہ عارضین میں قسمت کجائی اور غائب در صغیر کو اسطو ایک شخص اور کو حصہ قبضہ کرینا ملا کر کیا جائیگا کہ اسکی حق تلفی
نہو و لا بد من البینۃ علی اصل المیراث عندنا ایضا لھا کلاماً در ضرر سے شہادت سے اصل میثاق بھی امام کے نزدیک بر خلاف صاحبین چنانچہ
ذکور ہو چکا اصل میراث کی گواہی جسے کہ میراث کی میراث ہو کئی باب کی جانب سے مثلاً کذا فی مطلقا وی فان برھن وادلت واصل کا ایک سطر لا بد ان
حضور اثنین و لو احدھا صغیراً و معہ لہ وارث ایک وارث اور عدد و در شہ پر گواہ لا وی تو قسمت نہوگی اسطو کہ دو وارثوں کا حاضر ہوا
ہے اگر چہ و نہیں ہو ایک صغیر ہو یا معہ لہ وارث ایک وارث اور عدد و در شہ پر گواہ لا وی تو قسمت نہوگی اسطو کہ دو وارثوں کا حاضر ہوا
خصاً عن الغائب بخلاف الاولات یا شرک خریدار ہوں یعنی شرک ہوں دون میراث کے اور ایک شرک نہیں کسی غائب تو قسمت نہوگی اور ایک شرک
کی شرکت میں شرک حاضر شرک غائب کی طرف قسم ہونے کی صلاحیت نہیں یہ کہنا بر خلاف میراث کے کہ اس میں ایک وارث اور وارثوں کی طرف قسم
ہو سکتا ہے اور کذا فی صغیر الاولات العتقۃ و بعضہ مع الوارث الطحل او الغائب او کذا فی منبہ لا یقسطو لا مع القضاء علی المظن والذات
بلاخصر حاضرتھا یا کہ عتقۃ یا بعض عتقۃ میراث کی صورت میں وارث صغیر یا وارث غائب کے قبضہ میں ہو یا عتقۃ سے کچھ ہو تو اسکی قسمت نہوگی البتہ
ہونے وقت کے صغیر یا غائب پر دون حاضر ہونے سے حصہ دونوں کی طرف سے ہم صغیر کی مانند اسکی مان پر اور غائب کی مانند اسکا نزاع ہو چکی ہے کہا
شارج کا قول و بعضہ کہ ہو گیا من ہے کہ اس قول کے ساتھ آؤشی نہ و قیصر المال المشرک لطلب اسلھم ان اتھم کل حصصہ بعد القسۃ اور
یاں شرک قسمت کیا گیا ایک شرک کی طلب سے اگرچہ شرک اپنے حصصہ یعنی عامر کے قسمت کی بعد و یطلب ذی الشریک ان یقیم الامر لعل
حصصہ اور زیادہ حصہ و اسکی طلب سے قسمت کجائی اگر دوسرے شرک کو قلع حاصل نہو قلت حصہ کے سبب ہم یعنی اگر ایک شرک کو قلع ہوتا ہو کثرت حصہ

کے سبب سے اور اگر صاحب کثر قسمت طلب کر تو قسمت ہوگی اور اگر صاحب قلت طلب کرے تو قسمت ہوگی
 حصص سے بکر کیا ہے کافی میں کہا یہ قول اصح ہے اور ذمیرہ میں ہے کہ کسی قول پر تفریق سے کذا فی الدرر و فی الخانیۃ یفسر طلب کل و علیہ
 الفی فی التمسک علی الاول علیہا المعقول اور غایہ میں ہے کہ مال شریک قسمت کیا جائے صاحب قلیل اور صاحب کثیر ہر ایک کی طلب سے اور اس کی
 تفریق سے لیکن منقولہ قول اول پر عمل میں ہے عدم قسمت پر صاحب قلیل کی طلب سے تو متون میں ہی کی روایت قابل اعتماد نہ ہے ورنہ تفسیر کل
 لہر لیس لہر ضاہر ثلاثیۃ علی مضاف علیہ التبعین اور اگر قسمت ہو سکتی ہو تو کو ضرر ہو تو قسمت ہوگی اگر شریک کو بھی رضامندی ہو کہ
 قسمت ہو کر اپنی موضوع پر شریک ہو کر ہم یعنی موضوع قسمت یہ تھا کہ ہر شریک نفع پاوی اپنی خاص ملک سے یہاں مقتودہ کی افہامی تاں ان
 سبب سے ہونے قسمت درست ہو کہ حق اور کلام سے اور وہ اپنی حاجت کی زیادہ تر وافت میں لیکن قاضی اسکا تفسیر نہ کر دے وہ طلب کرین اور اس کے
 شریک سے کذا فی الزیلع فی المبتغی سائنٹک لما یعلق فیہ طلب احدھا القسمة ان اشک کل ان یعمل فیہ بعد القسمة ما کان یعمل فیہ
 قبلھا اکثر ولا لا مجتہد میں ہے کہ ایک دوکان سے دو شریکوں کی حسینہ وہ اپنا کام کرتے ہیں ہر ایک شریک سے قسمت طلب کی اور دو شریک
 شریک نہیں بناتے تو اگر ایسا ممکن ہو کہ ہر ایک اس میں کام کرے قسمت بعد صیلا کام کہ قسمت سے پہلے کر تا تھا تو قسمت کی جائی اور اگر ایسا نہ ہو تو قسمت
 کی جائی تو شریک حق کا حصہ جسہ لا الحسنان بعضہما فی بعض و انفعلا حصا و حصہ لا یتجزا فیعتل الذوا و ذلک جملہ القسما و قسمت کی جائی
 ان عروض اور سبب کی جنگ میں مستعد ہو قسمت کی جائی و حسینہ بطرح بعض غیر بعضی شریک کو دیکھا جائے باقیع ہونے قسمت کو معاوضہ ہو کر تفریق ہو کر
 تو اختلافات جنس میں تراضی شریک پر اعتماد کیا جائے قاضی کے جبر کو نہ پر ہم یعنی اگر شریک اور اس سبب ایک جنس سے چاہے مکمل یا موزون یا عدد و مقدار
 یا چاندی ہو تو اس میں ایک شریک کی طلب کا قاضی جبر کر جائے قسمت یا بطرح کہ کچھ یا جس شریک کو دیکھا اور کچھ دوسرے کو اس طرح کہ مقتودہ و نوہین برابر ہو تو
 قسمت تفریق واقع ہوئی ہوتا قاضی کو اس میں جبر کا اختیار ہوا اور میں ہے کہ ضمن کی قسمت میں داخل بعض کا بعض میں طرح صحیح نہیں کہ ایک شریک کا وراثت
 دیکھے اور دوسرے کو دیکھ کر یا ان مثلا جس میں کو دوسری شریک کے مقابلہ کے ہم سطحیکہ دو دو جنسوں میں اختلاف اور اتحاد و نہیں تو یہاں قسمت تفریق واقع ہوئی
 بلکہ معاوضہ ہوگی تو یہاں تراضی پر اعتماد ہو گا قاضی کے جبر پر اس واسطے کہ قاضی کو جبر کا دان اختیار ہے یہاں قسمت میں تفریق نہیں معاوضہ انہو کا لا وفاق
 و حد لا یفیش التنا و ت فی الاولیٰ اور نہ قسمت کیا جائے قطع ملک یعنی نوڈی غلام اس واسطے کہ آدمی میں تفاوت بہت ہو تا ہی ہم آدمی میں
 تفاوت ہو یا معانی یا طبع کے سبب سے چنانچہ ذہن اور ہوشیاری بخلات باقی حیوانات کے ارضیت تفاوت قلیل سے اتحاد جس کثرت میں فقط کی قید اس واسطے لگائی
 کہ اگر نوڈی غلام کے ساتھ کوئی اور بزرگ یا قیامت ہوگی تو اس وقت ملک کی بھی اس کے ساتھ ملک قسمت ہو جاوے گی بالفاق امام اور صاحبین وقت لا
 یفسر نوڈی کو ذلک فقط و انما تافظہ کا یفسر الاول والعلم و دقیق المعقول اور صاحبین نے کہا کہ اگر ملک فقط غلام ہوں یا فقط نوڈیاں ہوں تو قسمت
 ہوگی جیسو انٹ ایدر بزرگ کی اور غنیمت کے نوڈی غلام کی قسمت ہوئی ہے و لا یجوز اھر لغش تعاد تھا اور نہ قسمت کیا وین جوابات اذ کی کثرت
 تفاوت کے سبب ہم اگرچہ جواب ہر ایک جنس ہوں تو یہی قسمت ہوگی اس واسطے کہ او کی قیمت میں بڑا تفاوت ہوتا ہے تو بعد میں نہیں ہو سکتی و لا الختام
 و البذر و الرطی و الکب و کل حافی قسمہ خود و نہ قسمت کیا یا عام اور کثرت اور کثرت میں اور جس چیز کی قسمت میں ضرر ہو ہم شایع
 عدم قسمت کی چند مثالیں دیکھ لیں عطف عام کے علت عدم قسمت پر اشارہ کر دیا کہ جس چیز کی قسمت میں ضرر ہو تا وہ قسمت پذیر نہیں اس واسطے کہ قسمت کو قبول
 قسمت کیو بطرح ہر شریک کا حصہ انتفاع مقتودہ کو لائق زمانہ یعنی قسمت میں ہر ایک کو ضرر نہ ہو اس کا شریک کو بھی رضامندی ہو کہ قسمت جائز ہے
 بدینہ گذشتہ ہم یعنی اگر شریک نہ کر دے کی قسمت میں باوجود ضرر کے شریک کا رضامندی ہوں تو قسمت جائز ہوگی کہ جو نوادہ نہیں کاہی و لو ادادہ احدھا البیم
 وان لا یخیر لہم علی سیم نصیبہ سلاھا لما لا یلحق اور اگر ایک شریک نے بیع کا ارادہ کیا اور دوسرا شریک نہیں اتنا بیع تو اس کے حصہ کی بیع ہو کر جائی
 جائی بخلات نہ ہوا امام مالک و فی الجواز ہا مقتودہ الکتاب بین الوثوق و لیکن یقوم کل بالمعا کایة و لا یفسر بالاقواق و لو یضام اور

و یکتا فی قضائہ کما اول والثانی والثالث وھلک حبس احد قاسم صلو کو لقب کو مری اول اور ثانی اور ثالث کے ساتھ و علی نہ القیاس رابع
 اور قاسم بقدر حاجت کہ ہم ترتیب حصص بطریقے قاسم شروع کرتے تاکہ ہر شریک کے الزام پر نادر ہو قریہ کئے کیوقت کذا فی الزمعی و یکتا
 اسکا بیحد و قیاس لکھنا فی القیاس اور شر کو کئے نام لکھے اور قریہ دہائے لیکن فلو کیو بطور ہم ہر شریک کا نام علیحدہ علیحدہ پر یہ کاغذ پر لکھیں اور
 کاغذ کو سنی یا موم کے اندر لکھ کر کوئی یا وہی جو ہر وہ میں ہو کہ قریہ واجب نہیں غرض اس سے تسکین طلب ہو کہ کسی کی جانب داری معلوم نہ ہو اگر قاسمی
 نہ وہ قریہ دہائے کے ہر شریک کا حصہ میں کر دی تو جائز ہے فمن خرجہ اصحابہ او کافلہ اللہ ہذا اولی ومن خرجہ ثانیاً کافلہ اللہ ہذا ثانی
 الی ان یتقی فی الاخر سوا حبس کا نام قریہ میں پہلے کئے تو اس کے کو پہلا حصہ اور جس کا نام دوسری بار کئے اس کا دوسرا حصہ بھی یہاں تک کہ اخیر
 تک پہنچ جائے جو ہم شرح و قادیان سے کہ قاسم غایت مقصود میں جدول کی قلم سے کل ذراع فی ذراع کو لکھ کر خشت خام کے خانہ بندی کر دی اور
 اور مکانات کو گزوں میں پیمائش کر کے اور جد ہر کسی چار قسمت شروع کر کے تو اگر غریب جانب کو اول قرار دی تو اس کے متصل کو ثانی چھوڑا دے اور اس کے
 متصل کو ثالث دے علی نہ القیاس تو جس کا نام قریہ میں اول کئے تو اس کا حصہ جانب غریبی سے دہی عمارت اور زمین سے ایک ایک اس کا حصہ پورا ہو جائے ہر
 جس کا باقی دوسری بار کئے اس کا حصہ اول کے ساتھ متصل دی خواہ حصص سادی ہوں خواہ متفاوت بہو لخصا در بین ہے کہ اگر عمارت شریک میں بین شریک
 ہوا ایک شریک کا حصہ اور دوسرے کا ثالث اور سب کے نصف ہو مثلاً تو زمین یا گھر کے حصہ ہم چھوڑا دی اور اول کو لقب ہم اول کر دی اور اس کے پانچ ایک
 لقب ہم ثانی دے علی نہ القیاس سوا ایک کرے اور شر کو کئے نام لکھیں اور قریہ دہائے جس کا نام پہلے کئے تو اس کو ہم اول اور اگر صاحب سدن ہو تو وہ
 پانچ سے اگر صاحب ثلث ہو تو اول ہم لے اور اس کے پاس والا دوسرا ہم لے اور اگر صاحب نصبت ہو تو اول ہم اول و سکا پاس کے دوسرے اول
 و اعلم ان الزاھم لا تدخل فی القسمة للعقار ولا یرضاهم فلو کان ارضاً و بناءً و منقولاً فیسیر بالقیمة عند الثانی وعند الثالث
 بقرۃ من العریضۃ بمقابلۃ الدیارات بقول فیصل ولا یتمک الشویۃ دھا الفضل لھا لھا لھا و درۃ و یستحسن الاختیار و در یہ جان رکھ کہ نقد ہم
 زمین اور گھر کی قسمت داخل نہیں ہوتی زمین کی گھر کیون کی رضامندی سے تو اگر زمین اور عمارت یا مال منقول ہو تو اس کی قسمت قیمت کے موٹی البویس کے
 نزدیک اور محمد کے نزدیک میں ہر دو کا عمارت کی مقابلہ میں ہر گرجہ عمارت زیادہ یا قری سے زمین دیکر اور برابری دو دو حصوں میں ممکن ہو تو قیمت در
 زیادت در ہم ہر گرجہ جاون ضرورت کے سبب اور اختیار میں اس قول کو پسند کیا جو ہم صورت اس کی یہ ہے کہ ایک گھر ہے حاجت کا سوا تھوڑے
 قسمت کا ارادہ کیا اور ایک جانب میں زیادہ عمارت جو سوا ایک شریک ہے یا اگر عمارت کو عرض درم دی اور دو کرنے چاہا کہ اس کے عوض زمین
 تو عوض زمین بھی دیکھا لیکن اور صاحب عمارت سے درم نہ دلائی جاوے گی گرجہ کہ زمین کا عوض متعدد ہو تو اب قاضی کو قدرت ہی یعنی درم دلانا ہوگا
 کہ قسمت حقوق لکھ سہو اور شرکت ان لوگوں کی گھر میں ہے نہ زمینوں تو اس کی قسمت جائز نہ ہوگی جو شریک نہیں کذا فی الدرر فیہ و لا یجوز
 جسٹس علیہ او طریق فی مالک الاسماء و الحال انہ لو شہد فی القسمة صحف عند امکن ولا شیخ القسمة اجماعاً و استنبط شریک
 گھر کی قسمت ہوگی اور ایک شریک کا نایاب اور راہ آمد رفت کی دوسرے شریک کی ملکات ہو اور حالانکہ شریک اسل او طریق قسمت میں ہر شریک طہ نہیں ہوا
 تو نایاب ان اور راہ اس کی طرف سے دوسرے طرف سے یا اگر ممکن ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو قسمت قسم کیجی یا اتفاق امام اور صاحبین اور ہر سر تو قسمت
 کیجئے و بطریق کہ ہر شریک کا نایاب اور راہ آمد رفت اور اگر شریک راہ اور نایاب ان کا قسمت میں شریک ہو گیا ہو تو قسمت پر قرار دیا کہ ان کی ہر شریک
 ولو اختلاف فی افعال بعضہا بقیدناہ مشترک کا کان ان امکن او اذ کل فعل کا بطریق علی اور اگر شریکوں کے اختلاف کیا سو بعضوں نے کہا
 کہ بیٹے اس کو بیٹی راہ مشترک باقی رہا جس کا قبل قسمت کے تھا تو اگر ممکن ہو جدا کر یا ہر شخص کو اسے تو حاکم دیا کہ کسی سے چنانچہ بی بی سے اس کو
 مشترک بیان کیا جو ہم زمینی میں یون ہو کہ اگر قسمت کے اتھا دھال طریق میں اختلاف ہوا اس طرح کہ بعضوں نے کہا کہ راہ کی قسمت نہ ہوگی بلکہ وہ مشترک راہ
 باقی رہے گی جب کہ قبل قسمت تھی تو اس میں حاکم مائل کرے سوا اگر شریک اپنی حصے میں راہ نکال سکتا ہو تو حاکم حاجت کی راہ کے سوا اور راہ

قسمت کردی و تحلیل منفعت کیا سطلے کا ہر طرف سے جدا ہی ہو جائے اور اگر ایسا نہیں ہے تو راہ کو قسمت می اوٹھا کر کے یعنی راہ کو مشترک باقی رکھ کر
 نے الطریقہ مختصراً استدلالاً فی مقدار عرض الطریقہ تحلیل عرضها قدر عرضی یا سبب الاراد و اما فی الارض فبقدر کما لکن فی سطلے مشترک
 نے اختلاف کیا عرض طریق کی مقدار میں تو راہ کا عرض کچھ کے دروازے کی عرض کی برابر کیا جائے اور زمین میں تو عرض راہ کا بقدر چلنے بل کے
 کیا جائیگا در صورت اختلاف کذا فی الزلیلی ہم یعنی جب گہر کی قسمت ہو گئی شریکوں میں اور ہر حصہ کی راہ کے عرض میں اختلاف ہو تو ہر حصہ کی راہ مشترک
 گہر کے دروازہ کے عرض کی برابر کیا جائے ہر سطلے کا گہر کا دروازہ متفق علیہ ہے تو مختلف فیہ متفق علیہ طبعاً ہر جا گیا اور اس سطلے کی دوسری طرف
 وہ ہے ہر حصہ نے اپنی شرم میں قناری یا فصیحاً کسی فصل کی ہے وہ ہے کہ ایک گہر و دوسرا زمین مشترک ہو اور اس گہر میں سے حصہ کے
 سطلے کی راہ سے شریکوں گہر کی قسمت جائے اور صاحب طریق نے چاہا کہ اگر کوئی قسمت کو منع کرے تو او کو منع کا اختیار نہیں لیکن اگر شخص کو سطلے
 اور تین چوڑی راہ چوڑی جاوے جتنا اوں گہر کا بڑا دروازہ و چوڑا اور اس گہر کے دروازہ سے شخص ثالث کے مکان تک اور باقی گہر کی قسمت ہوگی
 مسئلہ منزل طریق کے ہے کذا فی الطریقہ بطولہ ای ارتفاع حتی غیر کل واحد منہ جہاں فی اصصیان فوق التبا لا یجدادہ لا
 قالہ حول السبب من الهواء و من الماء و البناء علی الهواء المثلث لا یجوز کما بدی الشراک جلابہ طریق کے اختلاف میں عرض او سکا بقدر عرض
 دروازہ سے طرک کا جائے اور سطلے کے ساتھ یعنی دروازہ کی ارتفاع اور بلند نہی کے ساتھ یعنی بقدر باب گہر کی راہ مشترک کی چوڑی اور چوڑی
 کرنا چاہیے تو ہر شخص شریکوں میں سے ہر حصہ کا کھانے اپنے حصہ میں گروہ دروازہ سو اوٹھا ہونہ دروازہ کو کچھ ہو سطلے کا بقدر طول اور بلندی دروازہ
 کی مشترک ہو اور ہو مشترک پر بنانا جائز نہیں اگر شریکوں کی رضامندی ہو کذا فی الجملانہ ہم یعنی گہر کی راہ مشترک میں جس کا ارتفاع اور عرض گہر کے
 باب عظم کے دروازے کی برابر قرار ہو گیا اگر کسی شریک کا مکان اوں راہ کے کنارے پر ہے اور وہ چہرہ کہا یا گہر کی یا درمندان اپنے مکان
 میں راہ کی جانب بنانا چاہے تو اگر باب عظم کی بلندی کسی اور بناوے تو درستی ہو اور اس سے نیچے میں بنانا درست نہیں و لو شریکوں ان کی کو
 المطریق فی قسبہ الاراد علی التفاوت جازوان و صلیہ مکان سہامہ فی الاراد مضافاً و ذلک لان القسبہ علی التفاوت و باقی ارضی فیہما
 الاحوال الموقوفہ جازانہ قسبہ التبع بالاکسار لا لہ لیس ہونہ لا العنبر بالکثیر علی التحصیر بل بالغبان و اللیلان کذا و اگر شریکوں
 نے شرط کی کہ گہر کی قسمت میں راہ متفاوت رہے تو جائز ہے اگر چاہے کچھ زمین برابر ہو اور ہر سطلے کے تفاوت قسمت کر آپس کی رضامندی ہو
 جائز ہو سوا ان مالوں کے جن میں سود و ربا جہاں ہو تا ہے تو جائز ہے نہیں کا بائنا سببوں سے یعنی جالی جو کچھ وغیرہ کے اوٹھا نیچے دے سببوں سے
 بنا کی جائے ہو سطلے کے جس زمین پر زمین سببیں باج کا احتمال ہو اور جائز نہیں اگر کوئی گہر کا بائنا گہر کی ٹوکی سے برقی صیغہ بلکہ قیام یا ترازو سے اسو
 کردہ و وزنی ہے ہم فتاویٰ خاصہ خان کی عبارت ہے و منہ القن بالجمال و کر نے التوازی ایہ یجز اقلہ التفاوت لانه لیس ہونہ ایہو متسا
 اس عبارت کے اگر اگر جائزہ رسیان کیا اسو سطلے اگر جمع سے کرنا منع کی اور وہ ہمینی برستی کے ہے اور یہ بھی جہاں ہے کہ اگر اربع ہو کر اربع
 کی اور وہ عبارت جہاں عراقی سے قاسوس میں بیان کا ترجمہ سطلے کی ہے اور وہ عبارت جہاں ترازوی بزرگ سے تو تروید کا یہ مطلب ہو سکتا ہے
 کہ اگر کوئی قسمت بڑی یا چھوٹی ترازو سے جائز ہے و الله اعلم و سطلے ای فوقہ موقوفہ مکان و سطلے جہاں مشترک و العلوی و الخونی جہاں مشترک
 و السفل الخونی کل واحد من ذلک علیہ و قسبہ القیہ عندہ و یہ یفقد نیچے اوپر کا مکان دونوں مشترک اور نقطہ نیچے کا مکان مشترک
 اور اوپر کا مکان دوسری شخص کا اور نقطہ اوپر کا مکان مشترک اور اوپر کے نیچے کا مکان اگر شخص کا جو تو ان مکاناں مشترک کی قیمت ٹہرا کی جائے
 علیہ علیہ اور شریکوں قیمت کچھ قیمت سے محمد کے نزدیک اور اسی قول پر نفی ہے ہم امام عظم کے نزدیک قیمت سے ہوگی بلکہ نیچے کے
 مکان کا ایک گہر بقدر دیگر کے ہوگا اوپر کے مکان سے اور اوپر سے گز کے ہے اور محمد کے قول پر تو ایہ ترازوی
 ہوا کہ نیچے کا مکان اچھی صلاحیت رکھتا ہے جو اوپر کے مکان میں صلاحیت نہیں چاہیہ اگر زمین کوٹوان ہو و نا اور تہ خانہ بنا اور سطلے کو ترازو

و اگر شریکوں میں سے ایک شخص کو سطلے کا بائنا گہر کی ٹوکی سے برقی صیغہ بلکہ قیام یا ترازو سے اسو کردہ و وزنی ہے ہم فتاویٰ خاصہ خان کی عبارت ہے و منہ القن بالجمال و کر نے التوازی ایہ یجز اقلہ التفاوت لانه لیس ہونہ ایہو متسا

یہ سورت ہو کہ ایک شریک کے حصے میں چار کر کے اتفاق ہے اور دوسرے کے حصے میں چار کر کے اتفاق ہے تو انی اول کو ایک کر کے حصہ دینے والے کے حصہ میں
تقسیم القسمة الا اذا اختلفوا ای الدار او ابرأ لقرمانه دفعوا الوثقا ویقعی عنها ای من الذمکة سالیفی بھن والی المائیم
شریک مسموم میں میں ظاہر ہو تو قسمت تسخیم یا سببی یعنی ہوا ہو کہ دین مقدم ہے میراث پر اگرچہ دین کو دیا کر دین یا ارباب دینوں وارثوں کو
برہی الذمہ کر دین یا بکرہ سے اوستا باقی ہو گیا ہو جو ادا دین کو ہو کہ قسمت تسخیم ہوگی مانع کے و در ہو جانے کے سبب سے ولو طھن
غایب فارحی لا یدخل تحت التوقیر فی القسمة فان كانت بقضایہ لطلعت اتفاقا لان نصت القاضی مقیلا لعدل لم یجد اور اگر قسمت
ایسا نقصان کرے یا جزا جو قسمت کر نہ ہو اگر میں داخل نہیں ہوتا تو اگر قسمت حکم فانی ہو تو قسمت باطل ہوگی بالاتفاق ہوا ہو کہ فانی کا نصبت
متسبی عدل کے ساتھ اور حالانکہ وہ بہان یا یا نہیں گیا ولو وقعت بالذم ای بطل ایضا لا یحق لان شرط جوازھا المعاملۃ ولم یوجہ
فوجب نقصانھا خلاصۃ القول کالکثر لیس کان اول اور اگر قسمت تراضی میں ہو تو قسم باطل ہوگی قول اصم میں ہوا ہو کہ
جو قسمت میں برابر ہی حصوں کی شرط ہو اور وہ باقی نہیں گئی تو اسکا توڑنا واجب ہو گیا ہر حصہ نصیم خلاصہ میں کہتا ہوں تو اگر نصبت کثر کی مانند ہو
بطلت کی تسخیم کہتا تو بہتر ہو نام کثر میں ہون ہو تو کثر نہیں فاضل نے تسخیم تسخیم یعنی اگر غبن فاضل قسمت میں ظاہر ہو تو قسمت کیا ہوگی جو کہ
عبادت تخصیص اور قسمت فانی اور قسمت تراضی دونوں کو شامل ہے لہذا اشارت اسکو بہتر کہا کہ فی الطحاوی و یقسم دعوا لذلک ای ساڈل
من الغبن الفاضل ان لم یقسم لا استیفاء وان اؤیہ لا شتم دعوی القلول والغبن للناقض الا اذا ادعی الغصب فیشتم دعواہ و
تأثم فی الخلیفۃ اور شریک کا وہ دعویٰ غبن فاضل کا مسموم ہو گا اگر اسنے حصہ بانکا قرار کیا ہو اور اگر اسکا قرار کر چکا ہو تو سماعت نہ ہوگی
دعویٰ غلط اور غبن فاضل کی سبب ناقص کے کہ چیکہ وہ غصب کا دعویٰ کرے یعنی ہون کہ کہ قسمت بعد میرا حصہ جسے غصب کیا تو دعویٰ مسموم ہو گا اور ہوا
اسکا بیان غابہ میں ہے ادعی احدی المتعاسین للذمکۃ مدعی فی الذمکۃ دعوا لانه لا یستأحق المتعلق الذمکۃ بالاعتی والقسمة بالصلو لشریک
بائت لیسوا والزمین سے ایک شخص نے دین کا دعویٰ کیا شرک میں تو اسکا دعویٰ صحیح ہے ہوا ہو کہ قسمت کر لینے اور دعویٰ دین میں تا تعین نہیں سبب
متعلق ہونے دین کے معنی متروکہ سے اور متعلق ہونے قسمت کے متروکہ کہ ہم دین میں سے متعلق ہو یعنی متروکہ کی البت سوا اسکا متعلق
تو اگر متروکہ کے وارث ہوں تو وہ دونوں کا ادا کرنا اپنی پاس کا اور متروکہ کو اپنی ہوا ہو کہ قسمت کر لینا درست ہے کہ انی الطحاوی کا ادعی عیشت
باقی سبب کان لا شتم للناقضین اذا اذاع علی القسمة اعتراض بالشمک خاد اگر دین کے سوا کسی میں کا دعویٰ کیا کسی سبب سے
خواہ عاریت یا غصب تو دعویٰ مسموم ہو گا بسبب ناقص کے ہوا ہو کہ قسمت پر پیش قدمی کرنا اقلہ سے شرکت کا دینی غابہ اقسما ادا اولیٰ
شر ادعی احدہم فی قسمہ الاخرینہ و غلا دعویٰ لیسہ و غلا دعویٰ لیسہ اور غابہ میں ہو کہ شریکوں ایک گہرا زمین باشتی ہر ایک کے دوسرے
کے حصہ میں عمارت یا دھت کا دعویٰ کیا یعنی یہ کہہ کہ مدعی نے اسکو بنایا ہے اور دھت کو لگا ہے تو اسے گواہ قبول نہ ہوگی یعنی سبب ناقص
دفعت شریک فی نصیب احدہا اغضاھا متدلیۃ فی نصیب الاخر لیس لہ ان تجدد علی قطع ما بہ یقین لانا سکتی الخیج باغضاھا اختیام
درخت ایک شریک کے حصہ میں پڑا ہو اسکی شاخیں ٹک ہی میں دوسرے شریک کے حصے میں ہو اسکو نہیں پہنچتا ہے کہ اس پر برکتی کرے شاخوں کے
کاٹنے پراسی قول پر ہوتا ہے ہوا ہو کہ وہ درخت کا ستن ہو گیا ہو اسکی شاخوں کے ساتھ کٹانی الاختیار یعنی کات مذکورہ وہ مسخ ہوا ہو کہ
کی کون وہ حصہ بنی اسکا ای احد الشریکین بغیر ذلک لیس فی عقار مشترک بیدھا غلط شریک دفع ما بہ یقین القادان وقع البتہ فی
نصیب النبا فیہا و یعمت والا ہدم البتہ و سکر الغریب کذلک ذلک ایک شریک نے دوسرے شریک کے دونوں اذن کے عمارت بنائی اس
زمین میں جو دونوں میں شریک کے ہوا اس کے دوسرے شریک نے عمارت کا رنج کرنا چاہا تو زمین کی قسمت کیا ہو شوگر عمارت مذکورہ بنا ہو اس کے حصے میں
پڑے تو خوب ہے اور زمین بھارت ڈانٹی جاسی اور اسطر حکم درخت کا جو کٹانی البرازیہ ہم ان کردہ شریک کو راضی کرے تو ہم نہ ہو گا کہ

اور اس طرح اگر دو تہائی بیج ایک شخص کیلئے ہو اور ایک تہائی دوسرے کیلئے ہو اور حاصل غلہ دو نوین آدھوں آدھ یا غلہ بقدر ان کے بیج کے تو وہ
 بیج فاسد سے بسبب شریکوں کے مالک نہیں کے عاریت ہو کر مزارعت میں کذا فی العادی یعنی اس طرح مالک میں سے مال پر پل کا عاریت دینا شرط کیا
 کذا فی الطحاوی واعلم ان نفقة الزوج مطلقاً بعد مقتضى صفة المزارعة علیہما بقدر المخصص اور معلوم کر کہ عیث کا خرچ مطلقاً بعد کذا جانی
 مزارعت کے دو نوپر سے بقدر ان کے حصوں کے ہم مطلقاً یعنی خواہ عیث کی حاجت ہو کہ عیث بچہ ہونے سے پہلے یا بعد اسکے کذا فی الحلی واما
 قبل مضیہا فکل علی قبل انتهاء الزوج کفقتہ وبقیہ حفظہ وکذا فی غیر علی العامل ولو بلا شرط فاذ انما فی بیع مالا مہمنا کذا فی
 علیہ ما مہمنا کذا فی حدیث اور اس کی صفت و حکم علیہ اصل حدیث الشیخ فی حفظہ اور مزارعت کی مدت گذر جانے سے پہلے تو جو عمل کسبت
 بختہ ہوئے کے قبل سے جیسے بیج کا صرف اور بچہ جانی اور نہ صرف کرنے کی محنت ہو وہ عامل ہے اگرچہ اس کی شرط ہو جو ہو پر جب کسبت بختہ ہو کر مال کا کوئی
 تو اصل مشترک ہو کر جانی ہو گیا تو عامل اور مالک میں دو نوپر خرچہ اور سکا وجہ ہو گا چنانچہ کسبت کر لیا اور دامن چلا گیا جرت ہیطرم خرچہ کی جو مستحق
 اپنی شریعت میں اور کسی دینی یا قبل مہمنا ہر صد شریعت کے قاعدہ کو محمول کیا جو تو اس کو باور کرنا چاہیے ہم صد شریعت نے ہون کہا ہے کہ جو عمل
 بختہ کے سے وہ عامل ہے مستحق یہ عمل قبل انقضای مدت مزارعت پر یا بقا عقد اور تحقیق عمل عامل پر مشورہ کیا کہ کسبت بعد عقد ہو یا مستحق
 فان شرطہ علی العامل فشدت کا لوشہادہ علی تہا کذا فی حدیث پر اگر عادی نے بختہ کی عمل شرط کیا عامل یعنی مزارع تو بقدر فاسد جو خاں فاسد
 اگر صاحب زمین پر عمل کر شہد کیا یعنی ہو مگر اس شرط کو عقد متعفی نہیں کذا فی الطحاوی وبقیہ خلاف حالو صوات وکذا فی الارض فکل فان العمل
 فیہ جمیعہ علی العامل او وادارہ لبقا عملة العقل العقوب علی العامل عملاً بختہ الیہ الی انتہای الزرع بر خلاف حدیث یہ مروت ہو کہ اگر
 صاحب زمین ہو گیا اور کسبت ہنوز گاس اور گاس جو بیعی وہ نہیں نکلا تو دامن تمام عمل عامل ہے یا اس کو وارث پر بسبب کی رہنے مدت عقد کے اور عقد واجب تا
 سے عامل پر وہ عمل جب کی طرف عاریت ہو یا انتہای الزرع چنانچہ مذکور ہو چکا ہم علی نے کہا تو بقدر مختلف مرتبہ سے قولہ وبقیہ الزرع علیہما بختہ واما
 قبل البیوع بطلت ولا شیء الا کذا کما کذا لوشہادہ کذا فی حدیث پر اگر زمین کا مالک ہو گیا بیج ڈالنے سے پہلے تو عقد باطل ہو گیا اور مزارع کی
 جراثیمی کی کچھ جرت نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا اور ہیطرم جو جانی کی کوپل جرت نہ ہو گی اگر مزارعت قسم کی گئی بسبب دامن کے جو مضطر کہ بیج زمین کی طرف
 کذا فی بختہ وجمیعہ اشتراط العمل کما ہوا وکذا یس وبقیہ علی العامل عند الثاني للتعامل وھو لا یصح وعلیہما بختہ وجمیعہ شرط لیسنا
 عمل کا چنانچہ کسبت کا ثناء اور بائنا اور غلہ کو بختہ صاف کرنا اور یوسف کے نزدیک بسبب بیج اور عیث کے اور بیج قول ہم سے اور بیج پر نفوی سے
 کذا فی التفسیر ہم علی مذکور بل شرط عادی ہر سے اور شرط مزارع پر لازم ہے حکم عیث کذا فی الطحاوی عن النایہ الغلہ فی المزارعة مطلقاً
 لو فاسدۃ اما نہ فی ید المزارع بقرع علیہ بقولہ مزارعت میں مطلقاً اگرچہ مزارعت فاسد ہو غلہ امانت ہو مزارع کے فاسد میں ہر مصنف نے اس
 قول پر تفسیر کی کہ بقول ابنہ فلا ضمان علیہ لوشہادہ الغلہ فی یدہ فلا ضمان علیہ لوشہادہ الغلہ فی یدہ ان نہیں اگر غلہ تلف ہو گیا اور
 یا بیع بدو ان اسکے کر کے تو غلہ کی ضمانت میں نہیں نعم لو کفین بختہ لیسنا بختہ المزارع وکذا فی الکفالة ان تک علی غیر الشرط ولا فلت
 المزارع وکانہ ان اگر ایک شخص ضامن ہو صاحب زمین کے جسے کا اگر مزارع اس کو تلف کر دے تو مزارعت اور ضمانت دونوں میں میں بختہ عیث کے کفالت
 بطریق شرط کے نہ ہوا اگر بطریق شرط کے ضمانت ہو گی تو مزارعت فاسد ہو جائیگی کذا فی النامہ ہم کفالت مذکور ہو اس طرح ہو جی کہ وجوب ضمان کے
 سبب کفالت ضمانت ہو جی یعنی استہلاک کفالت وبقیہ فی الحکم المعاملۃ ای المساقاۃ فان حصة العامل فی ید العامل انما اور مزارعت کی
 مانہ حکم میں معاشرت یعنی مساوات جو اس پر کہ مزارع کا حصہ عامل کے انہ میں امانت ہو واذ اقصی المزارع وبقیہ لارض حتی ھذا الزرع فبذا
 السبب لو فیض المزارع فی المزارعة الفاسدة وبقیہ فی المصیحة لوجب العمل علیہ کذا فی کما مہمنا ہی فی یدہ اما فی فیض المزارع فی یدہ اما فی فیض المزارع
 نے قصہ کیا زمین کے سپنے میں یہاں تک کہ کسبت خشک ہو گیا اس سبب جو مزارع تاوان نہ ہو مزارعت فاسدہ میں اور تاوان کا مزارعت صحیح نہیں

مذکور کہ یعنی تزیید بالعقل وان مدلولہ انما انتہی لا تقصر کما انما لا یستعمل علیہ مساقات سیم و اگر دشت مذکور میں کیا چھین ہو یعنی جو عامل کی محنت سے بڑھے اور اگر چہ پہلے جو چاہی نہایت کو پر سیم گیا تو مساقات سیم نہیں مزارعت کی مانند عدم حاجت کی سبب کو قدم لادھا بچہ اندھ متعلق ایضاً ہوں و یکنون الارض والشجر بیدھما لا تقصر لا شراط الشریک فیما فیہ جود قبل الشریک و کذا لقیہ الحارث بن عسکرمین سفیر نبی خانی صاف زمین دی مدت سیم پر تاکہ عامل زمین اور دشت و دوزمین نصف نصف ہو تو مساقات سیم نہیں بیشبہ و طو سیم شرکت کے اور سیم جز میں جو دوسرے شرکت سے پہلے یعنی زمین تو بہہ بغیر الحارث کی مانند ہوا تو فاسد ہوگا و الشریک الغریب لرب الارض تبعاً لادبہ و لا لادبہ فیہ سیم بیدھما الغریب لرب الارض متعلق عملیہ اور مسئلہ مذکورہ میں پہلے اور دشت صاحب زمین کا ہے اسکی زمین کا تابع ہو کر اور دوسرے شخص یعنی عامل کے و پہلے اور سیم شرکت کی قیمت ہی جو قیمت کہ دشت لگانیکے دن بھی اور اسکے عمل کی بہتر مثل ہے و حیلہ الجواز ان یمیم نصف الغریب نصف الارض و یسینا کسب لب الارض العامل ثلث سینون مثلاً شتی قبل یصل فی نصف و صل الشریک و شرکت مذکورہ کی جواز کا یہ حلیہ کہ عامل آدھے دشت کو ہو تو زمین دشت زمین کے بیع کر دوزمین کا مالک مل کو مثلاً تین سال کیو اسطو نوکر کو کہے تو سیم اجرت پر تاکہ مالک کے حصہ میں و قیمت کیسے دشت طیار کر دی کذا فی شرح الوفاۃ بعد الشریک ہم تو اس قدر سے صاحب میں نصف زمین اور نصف دشت و مالک ہوگا اور اسطو ج عامل نصف زمین اور نصف دشت و مالک ہوگا اور سیم شرکت سے ملنے کے لائق ہو جائے دھبت لیس بچہ سوا و جیل و الدھما فی کرم آخر قیمت سیم شجرہ فقی اصحاب الکرم اذ لا یقیمہ للشرکاء البکر و کی لکھلی کو جو اوڑا لکھلی اور دوسرے شخص کے باغ میں اور سکو و الاسو اس سے دشت جانو دہ دشت صاحب باغ کا ہی اسو اسطو کہ لکھلی کی کچھ قیمت نہیں و کذا کو و قیمت شجرہ فی الارض غیرہ فہذا لث لان للفرقة لا ینتہی الا بعد فیہا کسبہا اور اسطو اگر شتا نو دوسرے کی زمین میں گرا پھر وہاں جائزہ میں کے مالک کا ہوگا اسو اسطو کہ شتا نہیں جتا مگر اگر گوشت کے جانیکے بعد یعنی جسے قیمت فقط لکھلی باقی رہی اور لکھلی کی کچھ قیمت نہیں و شتیل ای المساقاة کا المزارعہ عیون اسو اسطو و متعلق سیم تھا و الشریک ہذا فیکذا لصیون المتعلق فی الارض و مساقات مزارعت کی مانند باطل ہو جاتی ہے احد العاقدین کی موت سے اور اسطو کی مدت منتفی ہو جائے سو اور حالانکہ پہلے کچھ سے خارج نے کہا یہ یعنی غای فر موت اور انقضاء مدت و دوزمین قید ہی فان ملک العاقل یقوم و وقتہ علیہ ان شاقا حق مدلول الشریک وان کذا لقیہ ان مدلول الارض وان ارادوا القلم فی شجرہ علی العمل سو اگر عامل مر گیا تو اس کے وارث اسو اسطو قائم رہیں اگر چاہیں بیٹا نہ تک کہ پہلے بچہ ہو اگر نہ دینو والا یعنی زمین کا مالک اسکو پسند کرے اور اگر وارث پہلے توڑنا چاہیں تو عمل کرنے پر انہر جبر نہ ہوگا ہم اور مالک زمین کو اسو اسطو تین تین میں امر میں اختیار سے چاہے دار و نو کے ساتھ وہ بھی کچھ پہلے توڑنے اور قیمت کرے اور چاہے عامل کے حصے کی قیمت دی اور سیم پہلو کا مالک ہو اور چاہے خرچہ کر کے پہلو کی خرید کر دی اور کئی شتیل تک اور جو صرف ہو وہ عامل کے حصے جو بچہ تو نہیں ہے مگر اگر کسے کذا فی المطحادی وان صانت الدافع یقوم العامل کا کات و لکھ کر و دوقۃ الدافع مدلول الشریک و اگر دوزمین مالک میں مر جائے تو قائم رہے عامل پر جصل پہلے تھا اگر نہ مالک کی وارث راضی نہیں ہو مگر دفع کر کے سبب سے جو ہم اور اگر عامل کے جصل توڑ لینے پر راضی ہو تو اسکو خستہ یا سیم اسطو کہ عقد کا باقی رکھنا اسکی ضرورت کرنے کیو اسطو تھا اگر دوزمین راضی ہو انہر ضرورت پر تو عقد باطل ہوگا اور مالک زمین کے دار و نو کو خیارات منتہ مقدمہ میں کذا فی المطحادی وان ما نا فالخصی رقی ذلک لوزنۃ العاقل کذا و اگر عامل دار و مالک زمین دوزمین کو تو اس میں عامل کے دار و نو کا اختیار ہو چنانچہ مذکور ہو چکا وان لم یتک احدہما قبل انقضت مدتها ای المساقاة فالجایز للعامل ان شاء عمل علی مکان اور اگر احد العاقدین سے کوئی نہ مر گیا بلکہ مساقات کی مدت منتفی ہو گئی تو عامل کو اختیار ہے اگر وہ چاہے تو عمل کیا کرے جصل مدت کے اندر کرتا تھا یا بچہ کی شرا و چاہے نہ عمل کرے و تقسم بالحد و المزارعہ کا فی الاحادیث و اسو اسطو نمط کیم یا ہی ضرورت سے مزارعت کی مانند چنانچہ اجادات میں نسخ ہوتا ہے مدد سے ومنہ کون العامل علی اصل العمل و کون اسو اسطو احوال علی بچہ و سقوطہ منہ

نمود کرنا اسوائے کہ فوایح مسافات کے بعد ذکر سے نہ فراموشی کے بعد تو وہ مناسبیت میں ہوں کہ ان سے کہ مسافات اور ذباہم ہر ایک میں شری
انسانی مذکور ہے مسافات میں پہل اور ذباہم میں گوشت کڑا فی المحرمی اللہ یحییٰ اسرار ما یدبہم کا لفظ بالکسر ایما باللفظ قطعہ لاکو کلمہ و جہاں
جوان کا نام ہے جو ذبح کیا جائے جو ذبح بالکسر حیوان مذکور کا نام ہے اور ذبح بالفتح تو عبارت قطع عروق سے جو حیوان میں شایہ الذ ذبح
خبر السلف اور السلف بالفتح لکن بلا ذکر و دخل اللزوم والیطیحة و کل ما لم یذکک ذکرہ شریہ بالاختیار باکان واضطرار یا جہاذا ذکرہ
لاون اور قابل ذبح سے وہ خواہ جو حیوان ذبح کیا جائے بطریق ذبح شرعی کے خواہ ذبح غیر شرعی ہو خواہ بظہری یا شاریع کہا یا قتل ذبح کی قید سے
پہلی اور ثانی کی قید گئی تو وہ دونوں حلال ہیں دونوں ذبح کے اور مرت میں اہل مرادہ جائیداد سے پرے کر کے مر گیا اور جہاں شریعت غیرہ کا نام
کہا کہ مر گیا اور جہاں کہ ذبح کیا گیا ہم علی کے کہا کہ شاریع جو ان کی عبارت میں مذکور کیا سو صرف قاسدہ میں قید نہ تو صرف میں نہیں بلکہ شریعہ عبارت
شرعیہ میں مذکور ہونا و ذکاۃ الضرع و ذکاۃ الخیر و طہر و اضاۃ ذبح فی ائی موضع و قسم من اللہ اور ضرورت کا ذبح زخمی کرنا اور کر چنا اور خون کا بہنا
سے نہیں ہے جہاں کہیں ذبح واقع ہو کر چنا اور خون بہا یا دونوں ذبح کے نہیں ہونا تو میں اور نہ ہار و دم کی کوہیا جت نہ تھی و ذکاۃ الاغنیاء و ذبح
بذل الحلق و اللبۃ بالفتح الحش من الصلۃ اور ذبح اختیار ہی ذبح کر اسے در بیان حق اور لیکہ کہ لفظ لام و شید با ذکر کرنا مقام سے سینہ سم
و اذبح ذریعہ کا قول ہے کہ ذبح اختیار ہی ذبح لگانے در میان کتبہ اور نہیں کے بقائی نے کہا کہ لیسیر سیدہ جو در بیان ذبح سے اور صلاح میں جو کتبہ
شتر موضع سے اس کے تحریر کیا فارابی سے کہا کہ لیسیر عبارت شتر سے اور شتر موضع سے تحریر کا حق سے اور موضع قلاہ کا جو مصدر سے کہ فی الطحاری
و عرقہ الخلع و وسطہ او اخلاہ و اسفله و هو فی النفس الجیمہ اور ذبح کے عروق میں سے ایک معلقہ سے بالکل خواہ ذبح معلقہ
در میان ہو یا دھار کے یا اور اس کے نیچے اور معلقہ م کے آنے والے یا پھر بڑوں صحیح کہاں نہ نہ ترا کہتے ہیں ہم یہاں میں کہا کہ معلقہ محرمی ہی مقام اور
کاسر کا تب و غیرہ کا سپر کی معلقہ ہاں اس کے جلنے کی راہ ہو کہ انی شرم و اذبح معلقہ کی کما صاحب ہے کہا کہ ذبح حسین ی در بیان حق اور لیسیر کے پیکر کے
یکہ کمال باشانے کہا کہ ذبح جائز نہیں نون العقد یعنی گرہ کے اوپر اور بعضوں نے جواز کا نفی دیا ہے اور ذبیحی نے کہا کہ جاری علانے اگر یہ عروق اور
کا قطع شرط کیا ہے سو معلقہ اور مرئی میں سے ایک کا قطع سیکے نزدیک ضروری اور جبکہ عقد معلقہ میں جانب سرکہ لانی فریگا تو ایک کا بھی قطع حاصل ہو گا تو
و ماکول ہو گا یا لا جماع او بطل شنی اور طاعی اور شربلائی کے کہا جو اور قتادی عالم گری اور جنیس اور فرید میں واقعات سنیں بلکہ کے موافق منقول جو تو
ظاہر بلکہ اور اسکے ساتھ یہ قول جو ہے بالحدیث ما یحییٰ کے شفق علیہ پر عمل کرنا چاہیے اتنے مختصر و المیزان ہو جہاں الطعام و الشراب
اور بخلہ عروق اور مرئی ہونے ایسے یعنی کہلنے اور پیو کی راہ ہم اطبانے تحریر کی ہے کہ اخصای نم میں دو منفذ میں ایک دم آنے جانے کا
منفذ ہے بھیجے کہ کٹنے اور کو قہر یہ کہتے ہیں اور دوسرا طعام اور شرب کا منفذ ہے بعد کہ کٹنے اور کو قہر یہ کہتے ہیں اور طعام اور قہر یہ سامی
اور مرئی اور سیکے پیچھے ہے پشت کیٹن و الوذجان و عرق اللہ اور بخلہ عروق اور مرئی و ذجان میں جن میں خون پیرا رہتا ہے جہاں شہرگ ہوتے ہیں ہم
و دونوں رگیں معلقہ اور مرئی کی چٹ راستہ ان میں بھد جا رہی عروق ذبح کو اسطرحی مستقیم ہوں کہ دونوں شہرگ کا قطع خون نکل جائے کہ اسطرحی
ہے اور معلقہ اور مرئی کا قطع نسیل کے اسطرحی یعنی تاکہ جان جلد بھلی ہو کہ انی الطحاری و دخل المذبح بقطع ائی ثلاث منها اذ لا کدر حکم الکلی
اور سیوان مذکور حلال ہو جائے عروق اور مرئی میں سے تین رگوں کے کہلنے سے کوئی کوہیا نہ ہو اسطرحی کہ اکثر کے اسطرحی کا حکم ہے یعنی اکثر نکل کی
برابر جو ہم تین رگوں کا قطع ضروری خواہ معلقہ اور مرئی اور ایک شہرگ خواہ معلقہ اور دوسرے شہرگ خواہ مرئی اور دوسرے شہرگ و دل بکلی قطع اکثر کلی
منہا اصلاح کا اور کیا نجات کرنا ہو کہ عروق اور مرئی میں سے ہر گ کو اکثر کا قطع ہونا اس میں خلاف ہی ہم شریعے مشابہ میں کہا کہ امام ابو یوسف
کے نزدیک عروق اور مرئی میں سے کوئی تین رگیں یکے قطع ہو جائیں تو ذبح حلال ہو اور ابو یوسف تین رو میں سے ایک تو یہ روایت ہے جو مذکور ہو چکی ہے
روایت یہ کہ معلقہ اور دونوں کا قطع کرنا شرط تشری روایت یہ کہ قطع معلقہ اور مرئی اور ایک شہرگ کا شرط ہے اور یہ کہ ذبح عروق اور

و ذبح عروق اور مرئی میں سے ایک تو یہ روایت ہے جو مذکور ہو چکی ہے

حلال ہے کہ وہ جو مسکے بدعتی ہیں اور اصل میں کھیت قرانی سے و طعام اَلْاَنْثٰی اَوْ لَوْ اَلْاَنْثٰی کَلِمَ اَلْمَرْءِ اَبْلَکَ اَبْلَکَ کتاب کا طعن و تہنید و اسطح حلال ہے اور
طعام مسخر مراد وہ طعام ہو جسکو وہ ذبح کرین اور جس طعام کو ذبح لاحق نہیں ہوتا اس میں اہل کتاب اور مجوسی برابر ہے چنانچہ پہلی کذا فی الدرر نقادی عالمگیری
میں سے کثاتی کا ذبیحہ اور سوقت کہا جائے جبکہ ذبح کی وقت مسلم و مان موجود نہ ہو اور کثابی سے کچھ سنا نہیں یا ذبح کی وقت اور جس وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ ہو
اور جبکہ کچھ سنا ہو تو سپر محمول ہو کہ اس وقت خدا کا نام لیا ہو گا باعتبار حسن ظن کے مسلم کی مانند اور جبکہ اس میں وہ اللہ تعالیٰ کا نام سنا اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے
مسبح غایب مسلم کا ارادہ کیا علاقے کہا ہے کہ ذبح کو اہل سے مگر جبکہ وہ صبر کرے اس طرح کہ بسم اللہ اللہ ہی ہو ثلث ثلث یعنی وہ اللہ عزوجل اور تین کا تو آپ
ذبیحہ حلال نہیں اپنے فحش ذبیحہ تھا کو لوالذابہ عجز ہوتا و امر اذ اذ صبیحاً کفعل الغنمۃ والذبح و یقیناً تو حلال ہے ذبیحہ سلمان اور کثابی
کا اگرچہ ذبح کرنا لا دیوانہ یا عورت یا ایسا لڑکا ہو جو اللہ تعالیٰ کے نام کو اور ذبح کرنے کو جو جتنا سمجھتا ہو اور ذبح کر سکتا ہو ہم یعنی مشاعرہ جانا ہو کہ ذبح
اور سوقت حلال ہوتا ہے جبکہ اور سپر خدا کا نام لیا جاوے اور دیوانہ اور صغیر جبکہ نام خدا کو کہتے ہوں اور ذبح کرنا جانتے ہوں اور سپر قادر ہوں تو وہ حلال
ہے بلکہ کی مانند میں کذا فی الدرر نسخ الغفار میں ہے کہ اگر کثابوں اور صغیر ایسی ہوں کہ عقل اور ضبط تسمیہ کریں تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں طحاوی نے کہا کہ عورت کا ذبیحہ طحاوی
حلال ہے خواہ اور سوقت وہ جائز ہو یا فاسد انی یا حنیف او اقلعت او اسخرت ذبیحہ مسلم اور کثابی کا حلال ہے اگرچہ اس کا ختم نہ ہو یا کہ وہ گونجا ہو
گو گنازیان سے نام خدا لینے سے عاجز ہے تو وہ معذور ہے اور اس کا دین قائم مقام نام لینے کے ہے تو وہ آئینہ کی مانند ہو یعنی جو ذاب ہو کہ ذبح کی وقت نام خدا
لینا ہو جائے مگر اگر گناہی سے زیادہ تر معذور ہو کہ اس نے اللہ لا تحلل ذبیحۃ غیدک کذا فی من وثیختی و جو میں فی ذیل حلال نہیں ذبیحہ غیر کثابی کا بخند
بت پرست اور جو مسی آتش پرست اور مرادہ اور جنتی کے یعنی دیوبندی ہم ہیں کا ذبیحہ اسو اسطح حلال ہو کہ کثابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذابہ اہل
لینے حضرت نے منع فرمایا ذابہ جن میں جو چنانچہ ہشادہ میں منع لفظ سو اور ظہار محل اسکا وہ ہے جبکہ آدمی کی صورت پر کے ذبح کر کے ذبح کر دے اور آدمی کی صورت
پر ہو کر ذبح کرے تو منظر ظہر صحت کے اسکا ذبیحہ حلال ہو اسکی تحریر اور تحقیق کرنا چاہیے کذا فی اللطائف و تہذیبی لولایۃ سنیۃ و ذابہ لولایۃ سنیۃ و ذابہ لولایۃ سنیۃ
کا لایۃ صمد کثابی ذبیحہ اور حلال نہیں ذبیحہ جبری نہ ہو اگر اسکا باپ جبری ہو تو ذبیحہ حلال ہے کذا فی الاشباہ
اسو اسطح کہ مشتی کے فرزند نے جب جبری نہ ہو اختیار کیا اہل سنت اور جماعت کو چھوڑ کر وہ ہر مذہب کی مانند ہو گیا کذا فی القنیۃ ہم مصنف نے
سخ الغفار میں کہا اور نو اندہ بنیۃ میں ہے کہ جائز نہیں ذبیحہ جبری کا اگر اسکا باپ جبری ہو تو حلیت میں ہیں کہتا ہوں اور ظہار صاحب
فوائد بنیۃ نے جو مصنف ہے اشباہ کا یہ قول قنیۃ سے لیا ہے اور قنیۃ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ ابو علی سے منقول ہے کہ ذبیحہ مجبر کا اگر اس کے باپ اور
اجداد مجبر ہوں تو وہ ذبیحہ کی مانند ہیں اور اگر انکی باپ اہل عدل سے ہوں تو حلال نہیں ہو اسطح کہ ہنزلہ مرتدین کے ہیں انہو مافی القنیۃ
میں کہتا ہوں اور صاحب قنیۃ کے مراد ابو علی سے ابو علی تنجائی سے جو فرقہ معتزلہ کا رئیس ہے اور مجبر کو اہل سنت و جماعت مراد ہیں اسو اسطح کہ معتزلہ
اہل سنت کو مجبر و کثابی ہیں چنانچہ پہلی تہذیبی مغربی کے کلام سے یہ ظاہر ہے اور اہل عدل سے مراد معتزلہ ہیں ان کے گان میں چنانچہ علیہ کلام میں مذکور
ہے تو صاحب فوائد نے مجبر کو مجبر سے بدل ڈالا انہو مافی النسخ اور وہاں ہر ظہار اشباہ میں اور ظہار مصنف یعنی صاحب اشباہ نے مجبر اور مجبر
کے فرق کی طرہ التفات نہیں کیا اور جبریہ اہل فہم اور اہل بدعت ہیں اور عقیدہ اور ظاہر ہے کہ ہندو میں اس استطاعت اور قدرت انحال کی اصل انہیں
اور تمام خلق اپنے افعال میں مجبور ہیں انہیے اور اہل بدعت کی تکفیر میں علماء سلف اور علم میں اختلاف ہے اور اس میں شک نہیں کہ جسکا مذہب بدعت
ہو وہی اسے الکفر ہو اور وہ تاویل کرتا ہو تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور جسکا مذہب بطریق تاویل کے ہو اور اسکا اجتہاد اور خطا باعث بدعت کی
ہو تو وہ اسکو تکفیر میں اختلاف ہے بعض علماء ہم اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں اور یہ قول ہے اکثر سلف کا فقہاء اور متکلمین سے اور بقول کثابی انکو جماعت
مسلم ہے نہیں نکالا ہے اور وہ اکثر فقہاء اور متکلمین میں ہوا وندیوں نے کہا ہے کہ وہ عاصی گمراہ ہیں اور یہ احکام اسلام کے جاری ہیں اور مسلمانین سے غیر
اپنے دین کے ہیں ہاں شرم ہدایہ میں کہا ہے ان اکثر اہل مذہب انکو کافر کہتے ہیں لیکن یہ کلام فقہاء و مجتہدین کا نہیں اور غیر فقہاء کا کلام متبرین اور

کالو قال الله اکبر و اراد به متابعه الموتی و فاته لا یصله شاربها فی الصلوة یزانه جناحه اگر کسی نے اللہ کبر کہا اور اس سے وزن
کی ثابت کاردارہ کیا نہ و خواتمہ اسلحہ کا تو وہ اس خبر سے شروع کرے لانا کار کا ہو گا کذا فی الزبیر و فیما و فیشی فی التسمیة من الذابح
حالة الذبح اول الذبی یصلیہ والا یرسل و حال فی ضم الحار الحار الخ غل فی المقتضی علی الذبی و اور زیادہ میں ہے اور شرط یہ ہے کہ اللہ کبر نہ مانع
سے ہو کہ حالت میں یا شکار کو اسے تیرا رہنے کی حالت میں یا بار بار شکاری کی چوڑے کی باتیں یا بار بار کہنے کی حالت میں گوشت کی شکار کو یا شکار کے
شکار کر لانا مہم رہا ہو اس کی تلاش سے چاہے جو اسے آوے گا و المعتد الذبح عقب التسمیة قبل سذل الطیخ و الخدم شایک اخذ اہما فی کل حال
و فی بعضا دجیہ واحدہ بنسبہ واحدہ کما لو جھما عمل التماقی لان الفعل یعد فی تعدد التسمیة ذکر الذبی فی الصلہ
اور مستبرج و ذبح کرنا شیعہ بعد قبل از قبل مجلس تو اگر کثا یا دو بکریوں کو ایک بکری کو دوسری بکری پر پیر دو تو کو ذبح کیا ایک ہی بار کے ذبح
کرنے سے ایک ہی بار سم اندر کہنے سے تو دونوں حال میں برضات اسکے اگر دو تو کو علی التماقی ہو گیا یعنی پہلے ایک ذبح کی پیر دوسری اور سیمہ ایک
بار کہا تو دوسری بکری حال ہی ہو اس کی فعل نہیں ذبح شد ہو تو سیمہ بھی تعد لازم ہوا ذبح کیا ہی اس کو زلی نے کیا سیمہ میں و لو سیمہ الذابح شہ
اشتغل یا علی او شرب فہ ذبحہ ان طال و قطع العود و غیرہ والا لا و هذا الطول ما یستلزم المناظر و اذا حذر الشفہ و قطع العود و غیرہ
ذبح کرنا لا بسم اللہ بلا کہے یا سیمہ میں نہیں مشغول ہو گیا پیرا و سیمہ ذبح کیا اگر زمانہ دراز ہو گیا اور نہ قطع ہو گئی تو ذبیہ حرام ہو گیا اور نہیں تو حرام
نہیں ہوا اور طول کی حدود جو حکم کہنی والا زیادہ اور کثیر مانے اور جبکہ ذبیہ نے سیمہ کیا اور چہرہ کی تکی پر ذبح کیا تو ذبیہ منقطع ہو گیا کذا فی الزبیر
ہم طحاوی کہا ان سالی میں اور سائل سابقہ میں بحر فرق چاہیے و حیا لکما و غیرہ لا یل فی استغفار الحق و کذا ذبیہا و الشکر فی غیرہ و بعض
عکسہ فذبح ذبیہا و کذا حشر ہا لکما و الشکر فی استغفار الحق و کذا ذبیہا و الشکر فی غیرہ و بعض
بہر بکری ذبح اور گاوی میں بل بالکس ایک حکم ہے یا تو ذبح کرنا سیمہ و اور ذبح کرنا کذا و کذا کہ سنت کے سبب ایسا نام مالک نے اس کو وضع کیا کہ
ہم زلی نے کہا ہو عمارت ہو قطع عروق سے اسل عرق میں جسکے نزدیک اور ذبح عبارت ہو قطع عروق سے اعلا عرق میں تحت العین ہے سیمہ سے
بیان سنت مراد ہی اسو اسلکہ صاحب روایت کیا کہ استیجاب غرضہ برحیافت سنت متواترہ کے تو کچھ خافت زلی کہ عمارت سے کہ اس سیمہ اس کو سنت کیا کہ
انادی عالم گری میں بن خزانہ الفتن سے منقول ہو کہ ذبح کیا سیمہ بحر سیمہ ہو یا تو ذبیہ کی سنت ہو اور یا جاری کی شرم کہ کثر
میں کہ شرم خرچ اور بعد اس کی مانند سے بخون اور فادہ ہے کہ جسکی گردن طویل ہے اس کو شکرنا چاہیے اور تہستانی میں تغیر منقول ہے کہ اوپا رخ
سے ہے کہ ماور کو آسانی سے باطن کر ڈال دی اور قبل مرع ہو اور فقط میں بانوں باندھے اور دہشتہ تھہرے ذبح کرے اور چہری اول تیر کرے اور
چہری جلانے میں موقوف ہو اور ذبح میں نہایت جلدی کرے کذا فی الطحاوی و لا یدل من ذبیہ صیدہ مستأنس لان ذکاة الاضطراد انما یصل الیہا
عند الفرج من ذکاة الاستحکام اور ضرور ہے ذبح کرنا اور اس حشی جانور کا جو انوس ہو گیا اسو اسلکہ کہ ذکاة اضطراری کی طہارت تو اس موصورت میں حاجت ہوتی
جب ذکاة اختیار ہی ہو یا غیر ثابت ہو و کفی بجمہ تعریف و قطع و شش کثیر و کسیدی او تعدد ذبح کون و ذی فی بدو و ذکاة وصال حق و لو قلنا
المصلی علیہ صریح ذکاة حل و کفایت کرنا جو زنی کرنا چاہے جانور کا جو وحشی ہو گیا چاہے گاوی یا بل اور بکری زنی کچھ دیو شکاری جانور کی مانند
یا چوپائے غیر وحشی کا ذبح کرنا مستحب ہو گیا چاہے وہ اگر لکھتا میں یا کیش ہو گیا یا آدمی پر حملہ کرنے لگے تو اگر اس کو قتل کیا جس پر اس نے
حملہ ذکاة کی نیت سے تو وہ حلال ہو و فی النہایہ و بعضی و لا دھما فادخل دھما یدہ و دھما الولد حل و ان جھہ و غیرہ حل الذبح ان لم یعد
حل ذبیہ حل و ان قدہ کا اور نہایت میں ہے کہ مادہ جانور کا جتنا مشکل ہو گیا سو اسکے مالک اپنا اتھہ داخل کر کے بچہ ذبح کر ڈالا تو بچہ حلال ہو گیا
اور اگر اس کو زنی کیا عمل ذبیہ سے اسو اور عمل میں تو اگر فادہ ہو سکا اس کو ذبح کرنے پر تو حلال ہے اور اگر فادہ نہ ہو سکا تو ذبح پر تو حلال نہیں قلت و فعل
المصنف ان من التعلیل ما لو اذکر صیدہ کما او اشرقت فوہ حل الہلال و ضاق الوہن علی الذبیہ و لو لم یجد اللہ الذبیہ فی حلال و ولایہ

نوح کرے دو ذبح الصبیحین لایحکم لانه سنة الطلیل واکثر الضیف اکثر سوء القاعے اور اگر یہاں کیو اسطرذبح کرے تو ذبح حرام نہیں ہوتا اسو اسطر کہ ذبح کرنا دعوت یہاں کیو اسطر سنت ہو علیٰ اشد براہیم علیہ السلام کیکہ اور دیگر یہاں کی اللہ تعالیٰ کی نکریم سے ہم منع الغنایہ ہیں کہ جو یہہ گان کرنا سے کہ یہاں کیو اسطر ذبح کرنا طلال نہیں اسو اسطر کہ یہہ ذبح کریم این آدم کیو اسطر سے ہر ذبح یا منع صوت ہوا غیر خدا کیو اسطر تو اس شخص قرآن اور حدیث اور عقل کے مخالف کہنا اسو اسطر کہ ہمیں شک نہیں کہ تصایب شفقت کیو اسطر ذبح کرنا صحیح اور اگر وہ ہوتا جائے تو ذبح کرے تو اس جاہل پر زہم سے کہ تصایب ذبح کو کتھا و ہوا و نہ اسو کتھا ہوا جو ولیمہ اور عرس یعنی شادی اور حقیقتہ میں ذبح ہو والعارف انہ ان ذلہا کیا کل منہا کما ان الذی یلو والمنفعة للضعیف والولیة او الیہ و ان لو یقلہا کیا کل منہا بل یدفعہا لغیرہ کا ان لیلہ علی علیہ السلام رحمہ اللہ اور وہ فرق دینا حرمت ذبحہ دم اس کیکہ اور علت ذبح یہاں وغیرہ کی یہ ہے کہ اگر ذبح اسو اسطر پیش کیا تاکہ ہمیں کچھ اچھا بہانہ کہا تو ذبح اللہ تعالیٰ کیو اسطر ہوا اور گوشت کی شفقت یہاں کیو اسطر یا ولیمہ کیو اسطر یا تصایب کا نام حاصل کرنے کیو اسطر ہوئی اور اگر کہا جس کے واسطے ذبح پیش کیا بلکہ غیر پیش کیا تو یہہ غیر خدا کی تعلیم ہر غیر ذبح حرام ہوگا ہم عمومی شراعیہ شہادہ نے کہا کہ اس کے میں حاصل کلام ہے کہ ذبح متصل بائم خدا کرنا تیرا یہ کیسے ہے پہلے ضیافت کیو اسطر ہو یا اس کے انیکے بعد ہو یعنی دین میں اس کی ضیافت کی ہر طرح تو اس کے جائز ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور اگر انیکے وقت ہو تو اگر ضیافت کا قصد ہو تو اسی طرح درست ہو بلاشبہ اور اگر غیر ذبح ہو تو حرام ہے اور ذبح ہر مردار سے ہر شراح کا فرق نہ کر دیا گیا انتھے ہر معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ فرق ظاہر نہیں اس کا کیو اسطر تعلیم غیر خدا مقصود ہوئی ہے اور قاصد ہوا و اسکو کہا نامے اور اس کے عیاں بھی تو ہر طرح کہ مناظر حکم کا تعلیم اور عدم تعلیم کی قصد ہو کر ذبح فی الطحال دی یعنی اگر غیر خدا کی تعلیم ذبح سے مقصود ہے تو حرام ہی والا طلال سے وہل دیگر تو کلاں بزادہ و شترم وہابیہ اور کیا ذبح غیر اللہ کا نامے ہمیں دو قول ہیں یعنی بعضوں کے نزدیک کا فر سے اور بعضوں کے نزدیک ذبح لہجہ کا فر سے کذا فی الزبانیہ و شترم وہابیہ قلت وفی صلی المذنبۃ انہ یکرہ ولا یکرہ الا لا یشرعی لظن بالسلو انہ یتقرب الی الادی بهذا الشرخوخۃ فی شرح الوہابیۃ عن الذخیرۃ ونظہ فقال سے وفاعلہ جہنمی قال کا فر سے وفصل واسمہ لیس یکرہ میں کہتا ہوں اور منیہ کی کتاب لیس میں جسہ کہ غیر خدا کیو اسطر ذبح کرنا کرکے اور ذابح کا فر نہیں اسو اسطر کہ یہاں کے ساتھ یہ گان نہیں کرتے ہیں کہ وہ اس طرح کسی تعلیم اور تشرک کی کا جانتا ہو اور انداز اس قول کے شرح دہانیہ میں جو ذابح جہانیتے اس غیر ذبح کر کے یوں کہا ہو اور اس ذبح کا کرنا الا اکثر علما کے نزدیک کا فر سے اور نام فعلی اور اسمیل اسکو کا فر نہیں کہتے ہیں ہم خریدتے اختلاف فی من عدم کفر اسچو کیکن اس مختلف ذبح کا تلبا رجاسا اور اس میں کچھ ایسا چاہیے واللہ ہوالہو فی ہمیں الضعیف یعنی الجرح المنفصل منہ حقیقۃ وحکمنا لانه مطوق فیتمہرہ لکامل کا حقیقۃ فی توبی البصائر قلت لکن ظاہر البدن التعلیل بدلیل الاستثناء فاما کہ کیتہ کا لا ذلہ لقطع والسنن الساقط الا فی حق صاحبہ فظاہر ان کذا انشاء من الطیارۃ وهو الخنازیر کما فی توبی البصائر وغیرہ میں جو کہ جدا ہو گیا حیوان ہی یعنی زبہ سے وہ مردار کی مانند سے چنانچہ گان کان اور گردانت گردانت والیکے حق میں دانت طاحر سے اگر جدا انہوں میں کثرت ہو چنانچہ ہشیہ میں کتاں الیہا و سے اور عبارت کا قول ہی مختار سے چنانچہ توبی البصائر میں ہر شراح کہا حیوان ہی یعنی زندہ ہوسر وہ مراد جو حقیقۃ اور حکما زندہ ہو اسو اسطر کہ ہی کا لفظ مطلق سے توحی کا فرد کامل مراد ہو گا چنانچہ اسکی تحقیق توبی البصائر ماحشہ ہشیہ اور نظار میں نہ کر سے میں کہتا ہوں لیکن ظاہر متن تعلیم پر دلالت کرتا ہے استثنائی دلیل سے سو سکو تال کہ ہم اگر زندہ حقیقۃ یعنی صورتہ اور حکما مراد لہجہ تو جرحہ منفصل ہوا ذبح ہو سبب قبل اسکی حرکت تو وہ منفصل ہی زندہ صورتہ سے حشرہ سے حکما سے تو اسوقت میں ہشیہ آئندہ کی کہ یہ حاجت نہیں چنانچہ ہشیہ مالہ حشرہ سے کہا ہو تیر سے مراد یہ ہے کہ خواہ زندہ حقیقۃ اور حکما ہو خواہ فقط حقیقۃ یعنی صورتہ زندہ ہو تو در صورت تعلیم کے استثنائی البتہ حاجت ہوگی تو یہاں گفتگو ہمیں سے کہ جی نہ یہاں فرد کامل مراد یا عام مراد اگرچہ حکم مختلف نہیں ہو دو صورتوں میں اور عضو منفصل سے مراد وہ عضو جو جہنمی اور گوشت سے جدا ہو گا بلکہ یہاں سے متصل رہا ہو اور عضو کہ گوشت سے متصل ہو وہ کول ہو اور کلام ہی چھٹی اعدہ ہی کے حیر میں اسو اسطر کہ چھٹی اور

مذی مرده بھی حلال ہے کذا فی الطحاوی الامام من مدبر حیوان قبل موتہ فیل اکلہ لو من حیوان الطحاوی غیر معتبر اصل
 برادینہ قلت لکن یکرک کما کسرت مگر جو عضو کہ حیوان در روح سے جدا ہوا اسکی موت سے پہلے تو اسکا کھانا حلال ہے اگر وہ حیوان ماکول اللحم ہو اسکا
 کہ جو قدر زندگی حیوان در روح میں باقی ہے وہ معتبر نہیں کذا فی الزاریہ میں کہنا ہوں لیکن عضو کا جدا کرنا حیوان ماکول کے ٹیوڈی ہو جسے پہلے
 کر سہ پینا پھر اسی کتاب میں مذکور ہو چکا و حقا فی الطہارۃ قول الوہابیۃ اور جسے قول آئینہ وہابیہ کی تحریر کی ہے کتاب الطہارۃ میں قہر
 تیر کے ہم کتاب الطہارۃ میں شرح نے بیان کیا ہے کہ غلبہ شایست کا کچھلہ غلبہ نہیں ہوا اسکو کہ فقہانے تحریر کی ہے کہ وہ بہر با حلال ہے جو کبری
 سے پیدا ہوا ہی ہاں کے اعتبار سے ۵ وقد حلال اللحم البیض والسمک من الخیل قطعاً والکراہۃ تذکرہ اور البتہ صاحبین حلال کہا ہے قطعاً
 نچرون کا گوشت حلال نہ مانا اگر گھڑی سے اور اگر است بھی مذکور ہے یعنی جس تحریر کی مان گھڑی سے وہ صاحبین کے نزدیک حلال ہے مگر اگر است
 بھی مذکور ہے ۵ وارتیذ کلک فوق غریضہ ہا ہا کہ متاخم لہ رائگن کسک فی نظر اور اگر است کی کٹے نے کبری پر یعنی جنی کی تو اسکی کھپ
 پیدا ہوا جسکا سر گئے کی مانند ہے تو اسکو دیکھنا چاہیے ۵ فان اکلک لحمًا فکلک معیہ ۵ وان اکلک نیتاً کذا اللہ اس میں شیش سوگر
 اوستہ گوشت کہا یا تو بالکل وہ گتا ہے اور اگر اسنے گھاس کہا یا تو بہر سر کا جا یعنی اسکا کھانا چاہیے ۵ و یوکل ما یقربا وان اکلک
 لذائذ ذرا فاضر بہا والصیغہ یجوزہ اور سو سے کہ باقی گوشت کھایا جاوی اور اگر گوشت اور گھاس دونوں کہا ہے تو اسکو مار اور اسکا جلانا
 غیر وار کر گچا ہم یعنی اگر مارنے سے گوشت کی مانند ہو سکے تو کھانا چاہیے اور اگر کبری کی مانند چلاے تو حلال کر نیسے بعد سر پہنکا جاوی اور باقی
 کہا جاوی کذا فی الطحاوی ۵ وان اشدک فاذبحہ فان کر شہا بذاہ فعدہا لافھ کل فیہ ۵ اور شل اور شہد ہو یعنی کٹے اور کبری
 دو دونوں کی طرح اور اگر سے تو اسکو ذبح کرنا اگر اسکی اور چڑی ظاہر ہو تو وہ کبری ہے لیکن ہر اسکا دو رکیا جاوی اور اگر اور چڑی نہ ملے تو وہ
 گتا ہو دفن کیا جاوی یعنی اسکا کھانا چاہیے ۵ فی معنی کیا تھا اور وہابیہ کی حیسان میں بھی ہے ۵ وانی شہد دو ذبح چھٹا ہا و من
 ذرا اللہ صحتی وکذا دم یفوس اور کون کبری سے جسکو ذبح کے شارع حلال رکھتا ہو اور کون ہر ذبح جو اپنے گھر میں رہا یہاں تک کہ وقت غمی
 داخل ہوا اور اسے خون جاری نہیں کیا ہم مصر عادل کا جواب کتاب السافۃ کے آخر میں مذکور ہو چکا اور مصر ثانی کا جواب خود ترجمہ میں مذکور ہو گیا
 محل سوال فقہ لفظ سے صحتی کا تو ظاہر اور اسکا مطلب مقدم ہونا ہو کہ کون شخص ہے جسنے قربانی کی اور حلالہ خون نہیں بہایا قربانی کرنے اور خود خنزیر
 میں مشافاتہ خاص ہے تو انہم کا مطلب وہ جو ترجمہ میں مذکور ہوا نہ قربانی کرنا حاتمہ آئمہ جہیز میں مردار کسی جسمی استغفار و دست ہی شیشنگ
 اور گھراور عصب اور صوف اور دیر یعنی روغن اور بال اور پیر اور چڑی خواہ حیوان ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول ہو کذا فی الطحاوی من وادہا ہر
 واللہ اعلم ومن غیر اللہ اعلم **کتاب الاضمیحة** بعد کتابہ نعیم یعنی قربانی کے مسائل میں من ذبحک لخاص بعد النعیم
 کتاب الذابح کے بعد کتاب الاضمیحة کالانا خاص کا ذکر کرنا ہی عام کے بعد یعنی ذبحہ عام ہوا اور قربانی خاص ہے ہی لفظ اسو ملکہ یو یا ہر الاضیحة
 من تسبیحہ الشی بالاسوقۃ انعمی لغت میں اوس حیوان کا نام ہے جو ایام نعیم میں ذبح کیا جاوی من قبل نام رکھنے کے کے اوسکے وقت کے نام
 ساتھ ہم جو حیوان ذبح ہوا یا نام نہیں اوسکو انعمی اسو اسطہ کہتے ہیں کہ وقت نعیم یعنی ذبح سے ٹکودیکھ کر کہنے میں کذا فی الدرر تو اسکا نام
 اخذ ہوا اوسکے وقت کے نام کی کذا فی نعیمی لفظ دینی کہا نہیں میں سے تقرات الیہ ذسم ہیں ایک قسم تیک ہر چنانچہ صدقہ اور دوسری قسم
 اطلاق پر چنانچہ اعان اور اضحیۃ دونوں معنی جمع ہوئی کہ خونریزی سواہ اطلاق پر ہر گوشت پر نصرت کرنے سے تیک اور اباحت ہو ایتھے
 واقعات میں ہر کہ قربانی کا خرید کرنا دس دس دس ہر ہر ہر ہر ہر کی خیرات سوا اسطیکو قربت خونریزی سے ماحصل ہوتی ہو وہ جدقات نہیں ہوتی
 وشرعاً ذبح حیوان یہ خصوص بنیۃ الفریقہ فی وقت مخصوص اور اصطلاح شرم میں انعمی عبارت ہے حیوان مخصوص کے ذبح کرنے سے عبادت
 کی نیت سے مخصوص وقت میں ہم حیوان مخصوص یعنی گاوی بیل بٹیر کبری اونٹ اور وقت مخصوص یعنی افرام وشرائع الاسلام والا فامۃ والیسائر

کتاب الاضمیحة

اللہ سے متعلق یہ وجوہ صافیۃ الفکر کا اثر اور اشارۃ لقرانی کی اسلام اور انبیاء ہونا اور اس قدر نوگرہی اور مالدار ہی بقدر ہی وجوب صدقہ فطریہ
چنانچہ آخر کتاب الزکوۃ میں مذکور ہو چکا ہم اسلام اور امامت ایام کوئی آخر وقت کی منتظر سے توکل اور خبر میں کا فر تھا اور آخر میں سلمان ہوا یا اول
میں سے تو تھا اور اخیر میں مقیم ہو گیا تو اس پر قرآنی واجب ہو گیا فداوی عالم گیری میں جو ظاہر الزمان میں توکل اور مالدار وہ جس کے پاس ۱۰۰۰ درہم یعنی
۶۰۰ روپے یا سات سو سو مسکن اور مصالح مسکن اور سواری اور خادم کے سوا اور کوئی چیز ہو اس قدر مالیت کی چاہیہ رہنے کے سوا اور اگر مال باغ یا چاربا
خانہ یا غلام یا گھوڑے یا تجارت کا ایک باب غیر ہوا ہر دے کا تو اس پر قرآنی واجب ہو گیا اور اگر منہ ان شریعت ہو اس قدر مالیت کا تو اگر وہ شخص قرآن
پڑھتا ہو یعنی پڑھ سکتا ہو تو اس پر قرآنی نہیں خواہ بالفعل اس میں پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو اور اگر کتاب اور نو قرات پر تو قرآنی واجب اور کتاب کو آوی غنی نہیں
تھیں مگر اس وقت جب ایک کتاب کے دو نسخے ہوں اور احادیث اور تفسیر کی کتابوں کو غنی نہیں ہونا اگرچہ دو دو نسخے ہوں اور کتاب طب اور نجوم اور ان
سے غنی ہو یا وجوب ادنی قیمت بقدر تصانیف ہو کہ ان فی الطب کا و تصرف لا الذل کوہ فجب حدیث کو غنی اور مردہ قرآنی کی شرط نہیں قرآنی واجب ہے
عورت پر کہ ان فی الخانیۃ و مستحبہا الوقت و هو الاثم الحی و قیل الرأس و قد رآ فی السنۃ خانیۃ اور قرآنی کا سبب وقت ہوا وقت میں جو کہ ان
مراد ہیں ان فی الخانیۃ کہاں جو قرآنی کا سبب عازا یا غنی نہ تمام قرآن کا غنی نہیں ہے بلکہ جو بھی و دیکھا انہیں علیہم ذمہ من المتعمہ کا غنی فیکل خبثہ و ساجیہ
و دیدار لاہ نشیۃ بالجب میں بقاء فیہ اور قرآنی کا کہ فیہ کرنا ہے اور اس کا جس کا ذمہ کرنا جائز ہے منجملہ جہاں کے نہ سوا اس کے تو کہہ دیجئے کہ ہم کرنا
مرغی اور مرغ قرآنی کی نیت ہو اس واسطے کہ تفسیر جو کسی کے ساتھ کہ ان فی الزاریۃ و حکمہا الخیر من عنہا العوایب فی الامان والوصول الی
الثواب بفضل اللہ فی الصقیۃ صحتہ النسیۃ الا لا ثواب بل لھا اور قرآنی کا حکم یعنی اثر شرب قرآنی کا دنیا میں بظہان واجب ہے کہ ہم سے
اور ثواب کا ملنے سے اللہ کے فضل سے آخرت میں نیت میں ہم ہونیکے ساتھ اس واسطے کہ ثواب نہیں ہوتا ہر دن ہم ہونے نیت کے فجب التحقیۃ ہے
راۃ اللہ من النعمۃ عملا لا اعتقاد تو واجب قرآنی کا تائیدی جو یا تو کا خون بہا یا حد واجب باعتبار عمل کے نہ باعتبار اعتقاد کے ہم و چہ
خونریزی پر دلیل ہے کہ اگر زندہ جسم کے قصد کر دے تو واجب اور انہوں کا اور ظاہر الزمان میں ہے کہ قرآنی واجب ہو اور ابو سہب سے روایت ہے
کہ سنت ہو اور طریق سے روایت ہے کہ ہر جو کہ فرض ہو اور ہم ہر جہے کہ وہ واجب ہو چنانچہ مفصلات میں ہے لیکن قرآنی کا واجب کفارہ نہیں اور صدقہ فطریہ
سے کتر سے سنت ہونیکے دلیل ہیں کہ سر و عالم مسلک اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذی الحجہ کا جامع ہو جاؤ تو تم میں سے قرآنی کا ارادہ کر دو اپنی بال
اور ناخن روک رکھو یعنی نہ کاٹے اور تعلیم لا ارادہ معافی واجب ہو اور واجب ہوگی بعد حدیث دلیل ہے کہ من وجد منہ ولم یستغفر فلا یقرن منہ مسئلہ کا
کہ جو کٹائیش باوی اور قرآنی کر دے وہ تیار ہی عید کا ہے کہ پاس بخاوی اور اسطر علی وعید نہیں ہونی مگر ترک واجب میں اور حدیث اول میں ارادہ ہو
مراد اس ہونیکے تہذیب تو ارادہ ذکر کرنا فی وجوب پر دلالت نہیں کرتا چنانچہ اس حدیث میں کہ ان ارادہ ان یحکم فلیستغفر یعنی جو حج کا ارادہ کرے وہ
مشائی کرے چہر جب قرآنی واجب عمل ہوتی نہ واجب اعتقادی تو اس کا مسئلہ کافر ہو گا کہ ان فی الطحا و لخصا بقدرہ فلیستغفر فی قرآنی کرنا واجب ہے
قدرت ممکنہ ہو ہم یعنی فا ذکر دینہ والی قدرت میں ممکنہ اسم فاعل ہے ممکنہ نہ امکان ہو ہیایہ بجز المتکلم من الفعل فلا یشترط
بقا عھا لبقاء البی وجوب لا ھا شئ یفصل قدرت ممکنہ وہ ہو جو واجب ہو مجبور قادر ہونیکے فعل سے تو بقاء قدرت شرط نہیں بقای وجوب کے
و اسطر اس کو کہ قدرت ممکنہ شرط محض ہے یعنی اس میں علت نہیں اور شرط کا مطلق وجود بلا اشتراط و ادم کفایت کہ تہم شرط کو یا تہم جانیکہ اسطر
کا متبصرہ ہی حاجب بعد التکلن بصفاۃ اللہ فی ذکرہ من العسر الی التیسر فیشترط بقاء عھا کھا کھا کھا فی معنی الولاء کا صر فی الوطیۃ
وجوب قرآنی کا قدرت تیسرہ ہو نہیں اور قدرت تیسرہ ہو جو واجب ہو بعد قادر ہونیکے فعل سے آسانی کی صفت کے ساتھ تو قدرت تیسرہ ہو
کو بدل والا یشک سے آسانی کی طرقت تو قدرت مذکورہ کا باقی رہنا مشروط ہو اس واسطے کہ وہ رہتی علت کو جو چاہیہ مذکور ہو گیا نظر کے یا مومن
ہم جب شرط نہیں علت ہوئی تو علت کا دوام مشروط ہو دوام معلول کیواسطے بدلیل وجوب تصدیقہ بعیدہ او بعینہا لو مضت آیا مضی

وہ جس کے پاس ۱۰۰۰ درہم یعنی ۶۰۰ روپے یا سات سو سو مسکن اور مصالح مسکن اور سواری اور خادم کے سوا اور کوئی چیز ہو اس قدر مالیت کی چاہیہ رہنے کے سوا اور اگر مال باغ یا چاربا خانہ یا غلام یا گھوڑے یا تجارت کا ایک باب غیر ہوا ہر دے کا تو اس پر قرآنی واجب ہو گیا اور اگر منہ ان شریعت ہو اس قدر مالیت کا تو اگر وہ شخص قرآن پڑھتا ہو یعنی پڑھ سکتا ہو تو اس پر قرآنی نہیں خواہ بالفعل اس میں پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو اور اگر کتاب اور نو قرات پر تو قرآنی واجب اور کتاب کو آوی غنی نہیں تھیں مگر اس وقت جب ایک کتاب کے دو نسخے ہوں اور احادیث اور تفسیر کی کتابوں کو غنی نہیں ہونا اگرچہ دو دو نسخے ہوں اور کتاب طب اور نجوم اور ان سے غنی ہو یا وجوب ادنی قیمت بقدر تصانیف ہو کہ ان فی الطب کا و تصرف لا الذل کوہ فجب حدیث کو غنی اور مردہ قرآنی کی شرط نہیں قرآنی واجب ہے عورت پر کہ ان فی الخانیۃ و مستحبہا الوقت و هو الاثم الحی و قیل الرأس و قد رآ فی السنۃ خانیۃ اور قرآنی کا سبب وقت ہوا وقت میں جو کہ ان مراد ہیں ان فی الخانیۃ کہاں جو قرآنی کا سبب عازا یا غنی نہ تمام قرآن کا غنی نہیں ہے بلکہ جو بھی و دیکھا انہیں علیہم ذمہ من المتعمہ کا غنی فیکل خبثہ و ساجیہ و دیدار لاہ نشیۃ بالجب میں بقاء فیہ اور قرآنی کا کہ فیہ کرنا ہے اور اس کا جس کا ذمہ کرنا جائز ہے منجملہ جہاں کے نہ سوا اس کے تو کہہ دیجئے کہ ہم کرنا مرغی اور مرغ قرآنی کی نیت ہو اس واسطے کہ تفسیر جو کسی کے ساتھ کہ ان فی الزاریۃ و حکمہا الخیر من عنہا العوایب فی الامان والوصول الی الثواب بفضل اللہ فی الصقیۃ صحتہ النسیۃ الا لا ثواب بل لھا اور قرآنی کا حکم یعنی اثر شرب قرآنی کا دنیا میں بظہان واجب ہے کہ ہم سے اور ثواب کا ملنے سے اللہ کے فضل سے آخرت میں نیت میں ہم ہونیکے ساتھ اس واسطے کہ ثواب نہیں ہوتا ہر دن ہم ہونے نیت کے فجب التحقیۃ ہے راۃ اللہ من النعمۃ عملا لا اعتقاد تو واجب قرآنی کا تائیدی جو یا تو کا خون بہا یا حد واجب باعتبار عمل کے نہ باعتبار اعتقاد کے ہم و چہ خونریزی پر دلیل ہے کہ اگر زندہ جسم کے قصد کر دے تو واجب اور انہوں کا اور ظاہر الزمان میں ہے کہ قرآنی واجب ہو اور ابو سہب سے روایت ہے کہ سنت ہو اور طریق سے روایت ہے کہ ہر جو کہ فرض ہو اور ہم ہر جہے کہ وہ واجب ہو چنانچہ مفصلات میں ہے لیکن قرآنی کا واجب کفارہ نہیں اور صدقہ فطریہ سے کتر سے سنت ہونیکے دلیل ہیں کہ سر و عالم مسلک اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذی الحجہ کا جامع ہو جاؤ تو تم میں سے قرآنی کا ارادہ کر دو اپنی بال اور ناخن روک رکھو یعنی نہ کاٹے اور تعلیم لا ارادہ معافی واجب ہو اور واجب ہوگی بعد حدیث دلیل ہے کہ من وجد منہ ولم یستغفر فلا یقرن منہ مسئلہ کا کہ جو کٹائیش باوی اور قرآنی کر دے وہ تیار ہی عید کا ہے کہ پاس بخاوی اور اسطر علی وعید نہیں ہونی مگر ترک واجب میں اور حدیث اول میں ارادہ ہو مراد اس ہونیکے تہذیب تو ارادہ ذکر کرنا فی وجوب پر دلالت نہیں کرتا چنانچہ اس حدیث میں کہ ان ارادہ ان یحکم فلیستغفر یعنی جو حج کا ارادہ کرے وہ مشائی کرے چہر جب قرآنی واجب عمل ہوتی نہ واجب اعتقادی تو اس کا مسئلہ کافر ہو گا کہ ان فی الطحا و لخصا بقدرہ فلیستغفر فی قرآنی کرنا واجب ہے قدرت ممکنہ ہو ہم یعنی فا ذکر دینہ والی قدرت میں ممکنہ اسم فاعل ہے ممکنہ نہ امکان ہو ہیایہ بجز المتکلم من الفعل فلا یشترط بقا عھا لبقاء البی وجوب لا ھا شئ یفصل قدرت ممکنہ وہ ہو جو واجب ہو مجبور قادر ہونیکے فعل سے تو بقاء قدرت شرط نہیں بقای وجوب کے و اسطر اس کو کہ قدرت ممکنہ شرط محض ہے یعنی اس میں علت نہیں اور شرط کا مطلق وجود بلا اشتراط و ادم کفایت کہ تہم شرط کو یا تہم جانیکہ اسطر کا متبصرہ ہی حاجب بعد التکلن بصفاۃ اللہ فی ذکرہ من العسر الی التیسر فیشترط بقاء عھا کھا کھا کھا فی معنی الولاء کا صر فی الوطیۃ وجوب قرآنی کا قدرت تیسرہ ہو نہیں اور قدرت تیسرہ ہو جو واجب ہو بعد قادر ہونیکے فعل سے آسانی کی صفت کے ساتھ تو قدرت تیسرہ ہو کو بدل والا یشک سے آسانی کی طرقت تو قدرت مذکورہ کا باقی رہنا مشروط ہو اس واسطے کہ وہ رہتی علت کو جو چاہیہ مذکور ہو گیا نظر کے یا مومن ہم جب شرط نہیں علت ہوئی تو علت کا دوام مشروط ہو دوام معلول کیواسطے بدلیل وجوب تصدیقہ بعیدہ او بعینہا لو مضت آیا مضی

قربانی کا واجب ہو یا قدرت ممکنہ سے نہ قدرت مہمیر ہے ثابت ہو جو واجب تصدق کی دلیل سے یعنی قربانی کا بغیر تصدق کرنا یا اس کی اہمیت کا تصدق کرنا واجب
اگر قربانی کے یا اگر نہ کرنا جاوے ہم تو قربانی اور فطرہ اور حج بعد واجب ہے کے مال تلف ہو جائے ساتھ ہو گا کہ اگر کو ایک واجب واجب ہو جائے نہ میرے
بر غلات زکوٰۃ اور عشر اور زجاج کے اس میں کہ قدرت سے لایا شرط ہے نہ قدرت ممکنہ کا علیٰ حق مسئلہ متعلقہ عینی اور حق واجب عینی فلا وجب علی
حلیہ مسافر یا ما اهل مكة فکل منھودان بخلاف اهل الکفر مسافر قربانی کرنا واجب آزاد مسافر جو مقیم ہے شہر یا گاؤں یا جنگل میں کذا فی
السنی تو قربانی واجب نہیں حاجی مسافر اور مکہ والوں کو تو قربانی لازم ہے اگر چہ وہ حج کرے جو ہوں اور بیضون کہہ کر حج پر قربانی لازم نہیں اگرچہ وہ
کہے ہو کذا فی السراج عطا وی نے کہا سراج کی مانند شرح عادی میں ہے مؤمن یہاں کا فطرہ عن نفسه لا عن فطرہ علی الظاہر بخلاف الفطر
اوس مقدور و اگر بسو فطرہ کا مسافر دے قربانی واجب اپنی ذات سے نہ اپنے فطرے سے بایں ظاہر الروایۃ کے بر غلافہ کہ اپنی ذات اور اپنی فطرہ
سے واجب ہو ہم اور ظاہر الروایۃ پر فتویٰ ہے اور جس کی ابتدا واجب ہے جس سے کہ واجب قربانی اپنے اوس اور فطرہ اور اپنی اوس کو جسے فطرہ سے
جس کا باب نہیں اور مسافر ایک کی طرف سے عطا وی نے کہا کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج
الضحا کہ اگر حج جاور قربانی کیا جائے وہ ذبیحہ کی ہے یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر یا مسافر
اور وہی ختمات یعنی تدارکی اور ہر اپنے کو سبب تدارک سے کہا کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج
توشا تہ اوس سے بدل چکنا ہے نہ اس کا فاعل ہو سکتا ہے بلکہ وہ ہر جہت اذاعتدات کی تقدیر اس کی طرف سے واقع ہے کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج عطا وی نے کہا کذا فی السراج
کے موافق ترجمہ کیا اس کا اصل ہر کسی ایک شخص کی طرف سے قربانی ہوتی ہے اور شتر اور گاؤں سات شخص کی طرف سے سخی اور دینا میں ہر ہر ایک کو ذبح اور گاؤں ایک
ہی کی طرف سے قربانی ہوتی اس واسطے کہ جو زنی قربت واحد ہو اور وہ تجزی نہیں کرتا جس میں شتر و کلبا زنی اللہ عند کی حدیث سے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ
کے ساتھ گاؤں قربانی کیا سات کی طرف سے اور اذ شتر قربانی کیا سات کی طرف سے اور جو کہ ہر کسی میں نص موجود نہ تھی تو وہ اصل قیاس پر قربانی ہی کذا فی
البدیع و کذا فی الاحکام اقل من شتر و کلبا زنی احی اور اگر ایک شخص کا حصہ شتر اور گاؤں ساتوں حصہ کے ہر کوئی کی طرف سے قربانی جائز نہ ہو کہ ہم
یعنی شتر اور گاؤں قربانی کیا سات کی طرف سے جائز ہر ہر ایک کی سات حصہ ساتوں حصہ کے کہ نہ ہو عورت اور اس کی جہیز کہ ایک اور دینا اور ذبح اور گاؤں یا بیل
سیرات چوڑ کر گیا پر بیٹے اور ذبح کے گاؤں قربانی کی تو ہر کے حصہ میں قربانی جائز نہ ہو کہ نسبت پر جائے نصف قربت کہ بعض میں اور سبب عدم تجزی
اس فعل کے قربت ہونے میں کذا فی البدیع یعنی نہ بکھڑا شتر و کلبا زنی احی اور اگر ایک شخص کا حصہ شتر اور گاؤں ساتوں حصہ کے ہر کوئی کی طرف سے قربانی جائز نہ ہو کہ ہم
بعض قربت نہ شتر و کلبا زنی احی اور اگر ایک شخص کا حصہ شتر اور گاؤں ساتوں حصہ کے کہ نہ ہو عورت اور اس کی جہیز کہ ایک اور دینا اور ذبح اور گاؤں یا بیل
شخصوں کی طرف سے شتر و کلبا زنی احی اور اگر ایک شخص کا حصہ شتر اور گاؤں ساتوں حصہ کے ہر کوئی کی طرف سے قربانی جائز نہ ہو کہ ہم
نشاۃ افضلہا اولہا واجب ہو قربانی کرنا یوم النحر کی خبر سے ایام نحر کے پہلے دن تک اور ایام نحرین دن ہیں یعنی دسویں اور گیارہویں اور بارہویں تاریخ
ذیحہ کی اور افضل دن قربانی کا پہلا دن ہے شارح کا فہر کا فطرہ منصرف بایں ظاہریت کے یعنی غریب و جب ہم اور ایام مذکورہ کہ راتوں میں قربانی جائز
ہے لیکن کہوہہ بر حین غلط کے تاریک میں کذا فی المحرمی و کذا فی الصغیر من مالہ صحیحۃ فی الحدایہ و قبل الاصحۃ فی الکافی قال ولیس
لا وجب ان یفعلوا من مال فطرہ و صحیحۃ ہاں الشیخ فکل وہو المعتمد لما فی ما فی مواہب الرحمن من انہ احکم ما یقرب بہ و علیہ فی الہدایۃ باتہ
ان کان المقصر الا لایلاف فلا یلاک علیک فی مال ولا لایک علیک و الا تصدق بالحق فمال الصبی لا یجوز صدقۃ التلویح و غیرہا لیس فی فطرہ اور
باب قربانی کرے اپنے نزد صغیر کی طرف سے صغیر کے مال سے سمجھ گیا ہو اس قول کو دہایہ میں اور بیضون کہہ کر قربانی کر کے صغیر کے مال سے اس قول کو
سمجھ گیا ہے کافی میں صاحب کافی نے کہا کہ باب کو یہ کرنا اگر طفل کے مال سے دست نہیں اور ترجیح دی ہو اس قول کی اگرچہ حدیث میں کہنا ہوں
اور یہی قول مستند ہے اس واسطے کہ مواہب الرحمن کی متن میں جہدہ کہہ کر بھی فتویٰ دینے میں ہی قول صحیح تر ہے اور بیان میں وہی قول بیان کی ہو کہ

مکان الاخصیة مکان من حکمکد ستر قربانی کا مکان ہے نہ اوس شخص کا مکان جس پر قربانی واجب ہے ہم تو اگر قربانی دیہات میں ہو اور شہرانی
کر نہ الا شہر میں ہو تو جو مصلح ہو قربانی جائز ہے اور اگر قربانی شہر میں ہو اور قربانی کر نہ والا دیہات میں تو قربانی جائز نہیں مگر بعد نماز عید کے برخلاف
صدقہ فطر کہ اوس میں مکان عامل ستر ہے غیلہ و مضی ادا العجل ان یسیر علی الخیر المص فیضی یأخذ اطمح فی الخیر فیضی تو اوس شہر کا محلہ
جہت شہرانی کیا جاتا ہے نماز عید پہلے یہ کہ قربانی کو کمال دیکھ کر شہر یا باہر یعنی اوس مکان میں جہاں نماز کو فطر صلوات جائز ہے ہر وہاں فطر
کے طرح ہو قربانی کر کے کہانے اہل بیت و المعبر اسخر و قینا للفقیر و غدا لا و الفکلا و الموش فلو کان غنیاً لارزق الا لایام فقیراً فی اسرار
لا یجب حکمکد و ان ولدی الیوم الا فطر عیدک و ان مات فیما لایجب حکمکد اور ستر قربانی کا پچھلا وقت ہی فقیر اور غنی اور ولادت اور موت
کیا اسے اگر غنی ہو اول یام غمین اور فقیر ہو اول یام غمین تو اوس پر قربانی واجب نہیں اور اگر طفل پیدا ہو پچھلے دنوں تو اوس پر قربانی واجب ہے
اور اگر غنی ہو گیا پچھلے دنوں تو اوس پر قربانی واجب نہیں ہم صدقہ کے ال میں قربانی واجب ہو بوجہ ایک قول کے چنانچہ مذکور ہو چکا تین ان الا لایام
حکمکد بغیر طہارۃ و بعد الصلوۃ و ان الاخصیة لا ت من العلماء قال لا یعد الصلوۃ الا لایام و صلا فکان الاجتہاد فیہ مستحب ذیل
بعد نماز اور قربانی کے ظاہر ہے کہ امام نے نماز عید کی پڑائی بدون طہارت کے تو فقط نماز پر مجاز ہے نہ قربانی اس واسطے کہ علم میں سے بعضا عام وہ ہو کہتا
ہے کہ نماز کا عا وہ کرے مگر امام تو اس میں اجتہاد مجتہدین کی کجائش نہیں کرتا فی الزلیلی یعنی جب مقتدون پر عا وہ واجب نہ ہو تو قربانی کا عا وہ کر کے
ہو گا تو سقوط جماعت جواز قربانی کا مذکور ہے اگر قربانیان فساد ہو محفوظ رہیں و فی الجنبین انما تصاد قول الشریع لا یعدہ اور مجتہدین میں جو کہ نماز عا وہ
کیا اگر کسی نے غم میں پہلے بعد تفرق ہو جائے مقتدون کے ہم یہ قسمد ہو اعلان من کی اس واسطے کہ عا وہ بعد التفرق میں مشقت ہو و فی الذلالت
بلدۃ فیما کفنتہ فلم یصلوا و صحوا بعد طایع الفرج حاکم فی المختار اور نزارہ میں جو کہ ایک شہر ہے جس میں قسمت ہو یعنی دلائل کوئی حاکم نہیں ہے تو
شہر والوں نے نماز نہ پڑھی حاکم کے نہ ہونے کی سبب اور قربانی کی بعد طلوع ہونے کے تو جائز ہی قول فقہارین ہم اس واسطے کہ شہر بنزل دیہات کو جو
اس حکم میں ذیلی تلبی نے کہا اور یہ ہے رضی عنہ اس قول کو جو پہلے منقول ہو چکا ذیلی سے مطلقا دے لیا تو بعد مقدمہ غیر فقہار پر محمول ہے چنانچہ مذکور
ہو چکا اور یہ قسمت پر محمول ہے تو قمار من نزل لکن فی الیسیا بیوم و لو تعد الذلک فیمن اول وقتہ لا یجوز الذلک حتی یقول الشہر انما یسکن
چنانچہ میں جو اور اگر حاکم نے عتقا نماز عید ترک کی ہر کسی شخص نے قربانی کی اول وقت یعنی بعد طلوع فجر سست قربانی کی ادائی کو ترجیح کرنا قربانی کا جائز نہیں چنانچہ
نہ ال شمس نہوائی بانی السیاح ہم قربانی نزل زوال اس واسطے جائز نہیں کہ شاید قبل زوال تک حاکم نماز عید کا ارادہ کرے مطلقا دے لیا کہا اس قدر اگر کسی
کوئی وجہ نہیں اس واسطے کہ قبل کے نماز ترک ہوئی تھی حد کے سبب اور یہ طہارۃ ترک ہوئی و قبل لا یجوز قبل الزوال فی الیوم الاول و یجوز فی
بقیۃ الایام قلت وقد صنا انہ یجوز الزلیلی و غیرہ و یجوز فی المواہب فتنبہ اور یفہم نے کہا کہ قربانی جائز نہیں قبل زوال کے اول
دن میں اور جائز ہے باقی دنوں میں کہتا ہوں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بعد تولی زلیلی وغیرہ کا مختار ہے اور اس پر یقین کیا ہو وہب الرحمن
میں تو خبر دار نہ ہو کہ انہ یوم العید عند الامام فصلوا و صحوا ثم ان الله یوم عرفۃ اخر آتہم الصلوۃ و النسیۃ لا یجوز
لا یسکن الخیر عن مثل هذا الخلفاء کہ فیما لایجوز صلا لک المسلمین چنانچہ اگر گواہی دی گویا جو کچھ امام کے نزدیک کہ وہ عید کا دن ہو سو کوون
نے نماز عید کی پڑھی اور قربانی کی بہر طہارۃ و عا وہ کا دن تھا تو او کو نماز اور قربانی کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ ایسی طہارۃ جس کا حکم نہیں ہو جو اسلوة
اور قربانی کا حکم کا جائز جمع مسکن ہے بجا کہ اسلوة یعنی تا او کی نماز اور قربانی فساد ہو محفوظ رہے و کہ اندر فیما لایجوز صلا لک المسلمین الخلفاء اور
مکر وہ تزیہی ہو نہ کہ قربانی کا کارن کو غلط اور خطا ہو جائے احتمال سے ولو ترکت النسیۃ و مضت ایامہا تصدق بھا کفایت نا و فاعل
تصدق فی بعضہ و لو فقیر و اگر مذکور یہاں سے قربانی کرنا چھوڑ لے اور قربانی کے دن گذر گئی تو مسکن جائز کا مذکور نہ الا اوسے تو نہ خیرات کرے
اگرچہ مذکور نہ الا فقیر ہو شارس نے کہا نماز فاعل سے تصدق کا ہم یعنی جس کے ملک میں بکری یا بھیر ہو اور وہ بچہ نہ کرے کہ خدا کی اسلوة مجبور و جب

ما دہ کا گوشت عموماً ہوتا ہے جسے گوشت سے ولادت بلاخصیۃ ولذا قبل الذبح یدخلہ المولد معہا وعند بعضہم یصلدہا بلادہ قربانی جو منی
نوع ہونے سے پہلے تو یہ بھی نہیں دیکھا جاسا کہ اس کے ساتھ اور بعضوں کے نزدیک کچھ خیرات کیا جاسی جو دن نزدیک کیسے جسکے اور میری کشت خاستہ کوئی
اُسے نہ خود دیکھا فلا فضل ذلکھما وان خرم لاؤلولی حازو کذا الثانیۃ لوقیمہما کالاولیٰ اول الذکر وان اقلع من الذین یصلد قباہ بلا
فرق بین غنّی و فقیر وقال بعضہم ان رجعت عن یسار فکل الحیوان عن غنّیہما کما یبایع قربانی کم ہوگی یا جو یہ لکھی سود دوسری قربانی
غریب کی ہر پہلی ہی نو دو نو کا دیکھ کر نا افضل ہے اور اگر پہلی قربانی کو دیکھ کر کیا تو درست ہو اور اگر دوسرے کو دیکھ کر کیا تو بھی درست ہے بشرطیکہ دوسرے
کی قیمت پہلے کی برابر ہو یا زیادہ ہو اور اگر دوسرے کی قیمت پہلے کی قیمت سے کم ہو تو زیادہ کا ضمان دیا اور دوسرے کو خیرات نہ کر دیا میں کہہ رہی ہوں نہیں مالدار اور محتاج
کا اور بعضوں نے کہا کہ اگر قربانی مالدار کی ہے سبب واجب ہو ہی تو نہیں سبب حاکم واجب ہو نہ دیکھ کر چکا اور اگر محتاجی میں غریب کی سبب واجب ہو ہی تو
نہ تو قربانی کو بوجہ کرے کہ اسے الینا یعنی دو نو قربا نو کا دیکھ کر واجب کہ ان فی الطلاق من النایہ و فی حقہا جلیۃ و الحیوان و الذبح کا دیکھ کر
الطیوۃ اذا لم یتم من السہم والحق اور قربانی کو منی جسے سر سبب نہیں اور حق یعنی یہ مہیا کو اور قربانی کرے اس میں دیوانے کو جس کو
دیوانگی پہنے پہنے سے نرو کے وان معہا لایجوز العقیۃ بها اور اگر چہ پہنے پہنے سے دیوانگی باز کر دیو ایسی دیکھ کر جانور کو قربانی کرنا جائز نہیں والحق
الشعبۃ فلو سئل لکون شکر ان العرب فی الطور نقص اور قربانی کرے سوائے غارشی جانور کو تو اگر غارشی جانور ہو بلا تو درست نہیں اس واسطے کہ
گوشت میں غارشی ہونا نقصان ہے ہم بھی کمال کی غارشی سے گوشت میں نقصان نہیں لہذا اس کو قربانی درست اور جب غارشی جانور دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ
غارشی گوشت تک پہنچ گئی اس واسطے درست نہیں لالاعنیاء والعوداء والحقاء المہل فی الذی لا یجوز فی خطایہا جائز نہیں قربانی اندھ اور کالسنے
اور ایسے نہایت بڑے جانور کی جسکی پیر نہیں گو دابھیں والعرجاء الذی لا یتمشی للممشاء الذی لا یمشی اور اس ننگر کی قربانی جائز نہیں جو دیکھ
کر نیکی مقام تک پہنچے ہم بڑا یہ ہیں کہ اگر ایسا ننگر جانور ہو جو تین پاؤں کی ہے اور چھتا پاؤں زمین پر نہ رکھے تو اس کی قربانی جائز نہیں اور
اگر چھتے پاؤں نہ رکھتا ہو اور چھتا پاؤں کی قربانی درست ہو والمرئۃ الذی یحییٰ حقہا اور اس بیماری کی قربانی جائز نہیں سکی بیماری سخت
فارسے ومقطوع اکثر الاذن والذی یصلد العالون الذی ذہب کذا نوعدہا فاطلق القطع علی الہا جب اذوا تصا کیرف بتقریب
التخلف اور اس جانور کی قربانی جائز نہیں چکا اکثر کان یا دم یا انکھ قطع ہوگی جو منی میں جانور کی انکھ کا اکثر نہ جاتا ہو تو معتصق ذاب یا قطع کا
اطلاق کیا یا اعتبار جوار کے اور اکثر روشنی کا جانا یا زدنیک کہنے سے معلوم ہوتا ہے ہم صورت اس کی یہ ہے کہ جب جانور ہو چکا ہو تو کم روشن انکھ کو
نہ کرے اور اس کے سامنے چہا را رکھو اور نظر کر کے کہ کتنی دور سے اسے چارے کو دیکھا اور اس کی طرف رغبت کی بہر تقدیر روشن انکھ کو بند کر دو اور چارے
رکھو جو نظر کر کے کہ کتنی دور سے اسے چارے کو دیکھا پیر و دون مکانوں کے تفاوت کو اندازہ کر کے اگر نہایت کا تفاوت ہو تو نہایت کی روشنی کی سطح اقل یا اکثر
معلوم کر دو ملاحظہ کیے کہ اکثر کار عایت کرنا نفیہ ابو الیث کا قول ہوا درجہ میں اسی قول پر فتویٰ مذکور ہے اور شریک لایہ میں قاضی خان سے منقول ہے کہ
مجھ قول یہ ہے کہ نہایت اور اس سے کہ قلیل میں ظل ہو اور جو اس سے زیادہ ہو وہ شہر ہو اور اس پر فتویٰ سے تو معلوم ہوا کہ یہاں فتویٰ مختلف ہو اذاک
الاکبۃ لان الاکثر منہ اکثر جفاء و ذہابا قلیق نقا کالذکر وعلیہ العقیۃ حقیقہ اور جس نہایت کی اکثر چھتے کی ہے تو اس کی قربانی جائز نہیں بلکہ
کہ اکثر کی سطح کل کا حکم ہے رہی اور جانے میں تو اکثر کان اور دم انکھ اور چھتے کا باقی رہنا کفایت کرتا ہے قربانی کو اس کی قول پر فتویٰ ہے
کذا فی البیعتہ کما بالہما الذی لا یتمشیا کما ویکن نقا کالذکر وقلیۃ التعلف سیدہ اور قربانی جائز نہیں ہوئے جانور کی جسکی ذہب نہیں اور اگر ذہب نہ
کا باقی رہنا کفایت کرتا ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ اس قدر دانتوں کا باقی رہنا کافی ہو جیسے سیدہ کہہا ہے یعنی اگر نصف ہو کم مومن والحق کالذی
لا ینقض الخلقہ فلو کما اذک صغیر فلیجوز ان فیہ اور جائز نہیں قربانی ہو چکی جسکے پریشی کان نہیں اور اگر چارے کے چہوٹے کان ہوں تو اس کی قربانی
کافی ہو کذا فی الزیسی ہم اگر پریشی ایک کان ہو تو قربانی اس کی درست نہیں کذا فی الناکرۃ والحق معتصق وروسی تصحیح اذ یا کسبہا اور

انکافها حقن لخاصها قسمة هذا بل هو مملوكها بالانصاف من ذلك الغصب اور مسخر اگر عسکر کی مری کو فاشیت لای تو ادا و اسکی قیمت کا ادا
 مالک کو کرنا فی الہدیۃ شافہ منصوص کی قربانی میں ہرگز بی بیٹ پر جو مال کی مری کے ملک کے نام ادا ہن سینے سے جسکے وقت سے لاکو دفعہ ان مصلحتات
 سبب ضمانہ ہذا بالذکر والی الی یقین بعد تمام السبب وهو الذی یقیم عینک قربانی میں نہیں انت کی مری کی اگرچہ اسکے مالک کو ادا
 بھی دے اس واسطے کہ ادا ان کا سبب بیان نہیں ہے اور ملک بت ہوتی ہے سبب تمام ہو کے ادا ہو وہ سبب دیکھ جو دفعہ ہوا اسکی غیر ملک میں
 قلت و کثیر ان العاریۃ کا لودیتور والمرہونہ کا المخصوص والی کما مضی فی الذکر لکن فی الذکر فلا یراجع میں کہتا ہوں اور مسئلہ انت سے ظاہر ہے
 ہے کہ عاریت انت کی اندر یعنی عاریت کی مری کے ذمہ کرنے سے قربانی میں نہیں اور مردہ کی مری منسوب مری کی برابر سے اس واسطے کہ وہ منکر الذہن
 سے اور اس واسطے کہ مری منسوب مری کی اندر ہر نوان سائل کو کتب فقہ میں لکھ کر نا چاہیے تاکہ تصریح حکم معلوم ہو کما جم بیان میں عاریت کو و قیمت
 کی اندر صریح بیان کیا ہو عدم صحت قربانی میں اور غائیہ اور خلاصہ میں مسئلہ ہن بر خلاف شارح مذکور سے یعنی مردہ کی جانور کی قربانی میں صحیح نہیں بلکہ صحیح قائل
 دینے کے تو اس تصریح کے مقابل میں شارح کی تجویز اعتبار کے لائق نہیں خزانہ میں مذکور ہے کہ دو بکر یا شتر کہ ہن دو شخصوں میں سود و لون نے او کو ورنہ
 کیا تو کافی ہے انجو اور اگر ایک شریک نے شتر کی قربانی کی تو اس میں تجویز علامہ مختلف ہو کذا فی الطحاوی مختصر **فروع** مسائل فقہ شارح کے کوئی
 احیاء علیہ الصلوۃ والسلام کو کذا فی رسول خدا علی الصلوۃ والسلام کی قربانی کی نکتہ سیما بھی ہم طحاوی نے کہا شاید کسی سال آنحضرت سے
 اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ قربانی کی جو حدت میں تو تصریح ہے کہ حضرت نے قربانی کو دو قسمیں میں فرمایا سیاہ رنگ نہیں کہ سیاہ بال
 بھی ہو جو حدت میں نہ حضرت احیاء کی کہ نہ شتر کی لاکھ فرمایا خانیۃ والا حرم و حرم الکمل لاجلہ ما علیہ من جنسہ و لاجلہ کثیر و حبانہ
 ایک شخص نے اس قربانی کی تہہ باقی تو اس پر دو قربانی لازم آئیں گے اس واسطے کہ وہ قربانی کی حدت آئی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و حدت ہن
 کو قربانی کیا ہو چنانچہ ابھی اسکا ذکر ہو چکا کذا فی الخانیۃ اور صحیح نزول و جو کل سے بھی دو قربانی کا واجب ہونا صحیح تر ہے بسبب کہ جب مالک کے
 اس پر جو کسی جس میں اس کا بجا قربانی ہو وہ کہ کذا فی شرح الوہابیۃ قلت مفادہ کہ لو دم الشتر لیس من جنسہ و لاجلہ کثیر و لاجلہ کثیر
 قالہ المصنف لیلحفظ من کہتا ہوں اور شرح وہابیۃ کے مسئلہ مذکورہ سے ثابت ہوتا ہو لازم ہو جانا اس مذکر کا جسکی ہم جنس شرع میں واجب ہوتا
 واجب تھا دینی ہوتا ہو و جب وہ حلال ہی ایسا ہو معتقد اپنی شرح میں تو اس کیلئے کہ یا در کہنا جلد ہو غنہ بکات و حلالین مصلحتا جاکر خلاف الحق یقین
 قسمة النعمان الوقوف بیڑ کر بیان دو شخصوں میں شتر کہ ہن سود و لون نے او کو قربانی کیا تو کتب فارسی سے بر خلاف آندا کرے شتر کہ ملک کے سبب صحیح
 ہوتے قسمت ہن کے نہ زمین کے حصے شتر کا کلاھا و قل الذکر الذکر ایک شخص نے دو جانور قربانی کئے تو دونوں قربانی شتر کی و بیٹوں
 نے کہا کہ زیادہ گوشت والا جانور قربانی شتر کا والا فضل الذکر قیۃ فان استولوا فالذکر لهما فان استولوا فالہیۃ حصا و لو تصحی الکمل الکمل
 فرض کا کذا فی الطحاوی فان العرض منہا مائتہ علی لاسمہ فاذا اکلوا اکلوا فرضا یختار اور افضل قربانی زیادہ تربیت والی ہو اور قیمت
 میں دونوں برابر ہوں تو زیادہ تر گوشت والی افضل ہے اور اگر گوشت میں برابر ہوں تو عمدہ گوشت کی قربانی افضل ہے اور اگر کسی قربانی کی تو سب
 فرض واقع ہوں گے جیسے نازکے ارکان کہ ان میں سے فرض کو اسبق قدر جو جس پر کہ نام بولا جاتا ہے ہر جب نمازی نے اس کو طویل کر دیا مثلث میں آج
 سے زیادہ قرأت کی یا پانچ یا سات بار کرم اور سجدہ میں تسبیح کی تو سب فرض ہی واقع ہو گا کذا فی المجتبی ہم فرض ہر مردہ فرض علی ہے کذا فی الطحاوی
 شری احیۃ و امر دجالا بدینھا فقال ترک الشیۃ علیا لوفہ فقہ الذکر الذکر و تصحی بہ تصدق و کلا کمل لواء کمل الخ
 باقیۃ والا تصدق بقیۃ ہما علی العقل و احلیہ قربانی کا جانور ضعیف یا پرانہ ہو کہ اس کے ذبح کرنا اور کھانا سودا ہج سے کہا کہ منہ بسم اللہ
 کہنا تصدق کر کہ یا تو اس پر اسکی قیمت دینا لازم ہو گا تا ام کرنا والا اس قیمت ہو اور قربانی خرید کر کے اور اسکو قربانی کر کے اور عیلت کر دے
 اور آپ کہنا ہے ہر اس وقت ہر اگر کر کے ایام باقی ہوں اور اگر باقی نہ رہے ہوں تو اسکی قیمت فقیر نہ تصدق کر کر کذا فی الخانیۃ و فیہا آدا

اور عاقبت ہر چنگ و گونہ انداز استعمال کیجئے ان کا حصہ بنجے واسطہ دینا چاہئے کہ جو حصہ عدا کے مضاف اور اگر اشد استعمال ہو تو کراہت نہیں
تو اگر کراہت لگے تو کراہت کے برتن سے دوسری جگہ یا پانی یا میل گندست میں ڈال دے پھر سر پر انداز پھر اس کو استعمال کرے تو اس کا کچھ حصہ عدا نہیں لگتا
نہ لگے البتہ وغیرہ اور کسی مطلب کو شکر کیا ہے درجین تو اس قید کو یاد رکھنا چاہیے ہم صدیقین میں نہ کہ عدا کے مضاف پر بغیر جو میل وغیرہ کرے
مصنوع ہیں اور کھا استعمال ان وقت حرام ہو جبکہ انہیں ضرورت میں استعمال ہو اور اگر ایسا ہو تو اس کو استعمال کرے کہ اس کو استعمال کرے
اور اگر انہیں استعمال کرے اور تحصیل یا عدا میں ہو تو کراہت نہیں ہو اس کو کہ اگر عدا استعمال ہو اتنی لیکن کشتی درجین عدا واپس دے دے یا بیرون
سے اس سے عدا نہ کرے اور کھا استعمال چاندی ہوئے کا منوم سے ہو اس کو کہ اصل حساب میں جیسے بیٹ چو کہ وہ ان کراہت علی گزرتی ہے
اور انہیں از حد جبکہ معلوم ہو کہ مراد یہ ہے کہ مراد تو کو فقط بر محل سے تو دوسری زمرہ کے مرتب باقی رہی خواہ استعمال بلات ہو خواہ بواسطہ دیگر احوال
نہی کی مطلب میں کراہت فی الطہارۃ ہم ہر ہند کے مضاف میں فادسی عالم گریں بیٹ سے بھی مشتمل ہو لیکن زیادہ سے کہ بیٹ استعمال کرے وہ اللہ اعلم
و استثنیٰ اللہ مستثنیٰ وغیرہ استعمال الاضطرار والیغرض والاشیاء لان سفھا فی الطہارۃ اور عدا کے مضاف میں عدا کے مضاف سے خود اور
زورہ اور دستہ کو جنگ میں ضرورت کے سبب مستثنیٰ کیا ہو کہ بہت سو و خدا فیہا کرم اللہ وجہہ لیلین والاعلیٰ فیہا کرم اللہ وجہہ لیلین و کرم اللہ وجہہ لیلین
و سیر میں کراہت و قرض علیہ من حیث ہا یہ وغیرہ فلا یسبیل فعلاہ السلف خلاصۃ حق اللہ فیہا کرم اللہ وجہہ لیلین والاعلیٰ فیہا کرم اللہ وجہہ لیلین و کرم اللہ وجہہ لیلین
اور یہ بیٹ سے عدا نہ لگے کہ اگر عدا میں عدا سے ہے جبکہ استعمال لغت میں کہ بواسطہ صلح ہو اور اس کو سوا کراہت سے اور چاندی کے برتنوں سے
اور بیٹ سے عدا نہ لگے کہ اگر عدا میں عدا سے ہے جبکہ استعمال لغت میں کہ بواسطہ صلح ہو اور اس کو سوا کراہت سے اور چاندی کے برتنوں سے
امام ابو حنیفہ نے عدا نہ لگائی کہ اگر عدا میں عدا سے ہے جبکہ استعمال لغت میں کہ بواسطہ صلح ہو اور اس کو سوا کراہت سے اور چاندی کے برتنوں سے
علیہ السلام من الشیخ الحدادی بدینہ سقذاد انہما للعلیۃ اختیار اور کردہ ہو کہ اناتانہ اور بیٹ کے برتن میں اور افضل اور بہتر ہی کا برتن سے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر میں مٹی کے برتن رکھو اس کی زیادت فرشتہ کرتے ہیں کراہی الاختیار ہم عدا کراہت اور عدا
ہے جب تا نبی و رسول کا برتن سے تعلیٰ ہو اور ظروف میں ہیں تو لغات اور تحمل اور ادا سخت درو موجود ہیں ہر اس کو کہ وہ مٹی کے برتن میں
لائیگا کہ یاد کرے کہ اگر عدا میں عدا سے ہے جبکہ استعمال لغت میں کہ بواسطہ صلح ہو اور اس کو سوا کراہت سے اور چاندی کے برتنوں سے
بر خلاف امام شافعی کہ اس کے نزدیک کراہت ہو وصال الشیخ کے ساتھ انما و مفضل ہی مضاف بقایا القیمۃ اور طالع ہے ہذا ظرف مفضل ہی مضاف
جو برتن کہ مرن اور شمشاد اور مریض ہو چاندی سنو فارسی میں اس کو سم کہ کہتے ہیں ہند میں ہیں بد اور جڑا ہم منع الغار میں مفضل کی تفسیر مرن
ہے اور مثنیٰ میں مریض ہی اور مہستانی میں مرن بفضہ ہی اور ابو یوسف کے نزدیک مفضل بھی جائز نہیں نہیں لے کہ یہاں اختلاف اس میں ہے
جبکہ چاندی میں برتن سے عدا ہو اس کو کہ اگر چاندی کا ایسا پلا یا فی برتن پر ملا ہو جو جدا ہو کے تو وہ بالاجماع درست ہو اس کو کہ وہ مستحب
اس کو باقی رہے کہ اگر عدا میں عدا سے ہے جبکہ استعمال لغت میں کہ بواسطہ صلح ہو اور اس کو سوا کراہت سے اور چاندی کے برتنوں سے
و لکن بیشترہ ان شیش اس کے تحت موصوفہ القیمۃ یقول فیہا و جلیب من سراج و حق اور طالع ہے سوار ہونا مفضل میں پر اور طالع ہے شیشا
مگر مفضل پر لیکن میں شرط ہو طالع ہی مفضل برتن میں عدا کہ چاندی کی جگہ سے مٹا عطا ہو کہ اور اول ضعیف ہو کہ مٹا ہو جو جدا ہو چاندی
کی جگہ پر اور میں سے جلوس اور اس کی مانند میں ہی جو جدا ہو کہ ہم اجتناب فرما کہ اعتبار ہو نہ اجتناب یہ اور باقی اعضا کا چنانچہ اختیار اور پر اور جڑا
میں نہ کہ عدا سے عدا نہ لگے مفضل کا اور مرن ظرف فادسی عالم گریں کا ہو اس کا استعمال کو بیٹ سے مضاف نہ لگائی الطہارۃ و کذا لایاتہ المحدثین
بہرہب ادھنۃ و الکروش المضاف و حلیۃ مضاف و حلیۃ مضاف اور اس کے طالع ہی مضاف مضاف یعنی میں برتن میں چاندی ہو سب سے پرشہ
میں اس کو استعمال کہ بواسطہ بیٹ سے چاندی مضاف کے پر مرن کسی اور زورہ آئینہ اور صفت کا چاندی اور مٹا ہی ہم عدا ہی عالم گریں میں

کراہت لگے تو کراہت کے برتن سے دوسری جگہ یا پانی یا میل گندست میں ڈال دے پھر سر پر انداز پھر اس کو استعمال کرے تو اس کا کچھ حصہ عدا نہیں لگتا

نحو صواب و نشان لا باس بینه و لو حق و بینه حلالی لا یبغی یغیر لان الظاهر کذب و تکاد و کما در اذن تجارت میں سراج میں سکی تمسید
 لکائی سے جبکہ اوسکی راسی میں اوسکا صدق غالب ہو تب قول مقبول ہے تو اگر غیر صدقوں اور نشان اسی چیز کی خرید کا ارادہ کرے تو اوسکی ہاتھ
 بچا کہہ متعلقہ نہیں اور اگر منقذ اور صلہ اسی چیز کے مول ہو تو کافہ صدق کر تو اسکی ہاتھ بچا لائن نہیں ہو اسکی ہاتھ غیر کا کذب ظاہر حال سے اوسکا
 پورا بیان سراج میں ہے ہم شہادت و غیرہ کی حالت مشتاق رہتے ہیں تو ظاہر حال سپرد رالت کرنا کہ وہ اپنا ان بائیکہ سے شہادت کہاں کیوں اسکی
 حوالہ دیا ہو گا تو اسکا یہ قول کہ سراج میں اپنے منگوا یا ہو مقبول کرنا چاہیے لیکن انکی کے اطفال پر یہ شہادت نہیں ہو سکتی و فیقول قول الفقہاء
 و الکاف و العبد فی المکالمات لکن قد حقیم اور فاسق اور کافر اور غلام کا قول مقبول ہے معاملات میں وقوع معاملات کی کثرت کے سبب سے
 ہم اصل یہ کہ معاملات میں بریز کا قول مقبول ہے تو اگر معاملات میں عدالت شرط ہو تو حرج عظیم واقع ہو اسکو کہ عدالت کی شرط نہ ہو سکتی ہے کیا
 ہے کہاں اوسکا آدمی باوجود اس سے معاملہ کرے یا اوسکو تو کر کہو اور لوگوں کے پاس معاملات کی ہر ہر ہیکر سے اور سامع کو کوئی دلیل نہیں ہو سکتی
 تو اگر میں کی غیر مقبول نہ ہو تو معاملات کا رد و زہ بند ہو جائے اور اسوسکی معاملات کثیر الواقع ہیں تو اس میں عدالت کا شرط نہ ہو باعث بچا تھا اور اس میں
 قطع فی کلمات کرنا فی الزانی الملی کا اذا اخذناہ وکیل فلا ین فی بیع کذا فی غیرہ الشرائع منہ ان علی علی الدائم صلاۃ کا مہو و بیعہ اسکی
 پناہ اگر فاسق یا کافر یا غلام نے خریدی کہ وہ وکیل سے طائے شخص کا لائی چیز کے بیچے میں تو اس سے اوسکا خرید کرنا جائز ہے اگر خرید کرنا ایسے گناہ میں
 اسکی پرستی غالب ہو جائے تو کر کہو چکا اور کتاب خط کے غیر میں بھی ہو سکا تو کرنا و بجا و منقطع العداۃ فی الدائمات علی الی بن العبد الی التی اور شرط
 سے عدالت اور بریز گاری و بیانات میں و بیانات وہ امور میں جو بندی اور مالک علی الاطلاق کے درمیان واقع ہیں ہم چونکہ بیانات معاملات کی کثرت کے سبب سے
 نہیں تو اس میں عدالت کی شرط کرنی حرج نہیں اور قول فاسق اور کافر اور غیر کے قبول کرنے کی اوس میں کچھ ضرورت اور حاجت نہیں کا لکھ کر عن صاحب
 الماء فیہ یم و لا یقصر ان احبناہ مسلم علی من غیرہ عیال و حرمہ و لو علی الامامہ جسے بیانات پانی کی خبر سے تمیز کرے اور اس کا پانی
 سے وضو کرے اگر بیانات کی خبر ہی ہو مسلمان پر نیز گارنے پر نیز گارے جو باہر متا ہو اس چیز سے جبکہ حرمت کا اعتقاد نہ ہو تو اگر محدود غلام ہو یا زہ
 ہم عدالت فیضی افعال کذب جو فاسق و عیال کی حاجت نہیں کہ پانی کو اگر تم کرے و فیضی فی حید الفاسق و عیال المسوقہ فی فعل
 نفاذ کتبہ اور اشل و در وادی فاسق اور مستور افعال کی خبر میں پر عمل کرے پھر عمل غالب پر یعنی اگر فاسق اور مستور یعنی جسکا فاسق اور عدالت معلوم نہیں وہ
 کہیں کہ یہ پانی پاک ہو تو دبان اکل کر کے ظن غالب پر عمل کرے نہ ادنیٰ قول پر و لو اذاق الماء فکذب فیما اذا احتج بہ وایہ صدق و ہو حقا
 و یمنع فیما اذا غلب علی رایہ کذبہ کان یحیط اور اگر پانی کو گرا دی ہے تو کر کہو اس صورت میں جبکہ اوسکو ظن غالب ہو کہ فاسق سچا ہے نہ راست کی
 غیر میں اور وضو اور تیمم کرے اور مستور میں جبکہ اوسکو ظن غالب ہو اوسکا کذب کا تو یہ احوط ہو گا یعنی حسین زیادہ تر احتیاط سے و فی الجوہر
 تیمم بعد الوضوء کو اور جہرہ میں ہو اور اسکا تیمم کرنا وضو کے بعد احوط ہے ہم اس پر اشارہ ہے کہ تقدیم تیمم کی وضو پر احتیاط ہو اور تاخیر
 تیمم کی وضو پر احتیاط ہو کذا فی الطحاوی و اما قولہ اذا غلب ظنہ علی کذبہ فادامہ فیما اذا احتج بہ وایہ صدق و ہو حقا و اگر کافر کا تو یہ حکم ہے کہ
 جب اوسکا کذب پر صدق کا گمان غالب ہو تو پانی کا بہا و یا مستحب ہو کذا فی القہستانی و الحنفیہ و الحنفیہ ہم یعنی اگر کافر نے خریدی کہ یہ پانی کثیر
 ہے اور اوسکو صدق کا گمان غالب ہو تو اگر اس کا پانی سے وضو کرے اور نماز پڑھے تو نماز جائز ہے اسواسطیکہ کا وضو میں اسکی جہرہ میں نہیں ہو
 پانی کو اگر تیمم سے نماز پڑھنا مستحب ہے قلبہ لکن لو یمنع فی کذا کذبہ لویحی تیممہ بخلاف غیر الفاسق و عیال و حرمہ و لو فی الجملة بخلاف الکافر و
 کہتا ہوں در صورتیکہ کافر کی اجابت کتبہ کا صدق پر گمان غالب ہو لیکن اگر تیمم کرے پانی کو گرا دی ہو سچے تو اسکا تیمم جائز ہو گا بخلاف غیر فاسق کے کہ وہ ان
 تیمم نہ کر جائز ہو گا اسواسطیکہ فاسق کی خبر سے جہرہ اجماع الزام کی صلاحیت رکھتی ہے اور کافر کی خبر میں ہونے کے لائن نہیں ہم فاسق کی خبر کی فی الجہرہ میں
 ہونے کی حیثیت لیں ہے کہ اگر فاسق کی گواہی قبول کرے حکم دی تو اسکا حکم نافذ ہو گا اگرچہ اوسکی گواہی قبول کرے کہ اسکا کذب ہے اور اگر کافر کی گواہی ہو

لباس هم جو عورت کو چھپاؤ اور گرمی اور سردی کو دفع کرے بہتر ہے کہ پوشاک دینی یا کتان یا شونکی ہو جسکے سوا فی الواقع اس وقت ساجھی
ہو اور سستین اور گھلیوں تک اور سستین کا عرض بہت کم ایک بالشت کے چنانچہ نصف میں صبر سے متوسط لباس چاہیئے نفیس نہیں اس واسطے کہ
تھرا لاٹھورا وسا طہران اور اسو اسطو کہ بہی دار و دار لباس ہر تہی کسی یعنی جو نہایت نفیس ہو اور نہایت شیش اور سبب وہ لباس جو آرایش اور نعمت الہی
اظهار کر کے اس واسطے ہو اور لباس حیل سے نہایت کی اس واسطے عید اور جمعہ اور جامع غلظ میں جمع اوقات میں اور کرو لباس جو جو تھرا اور دیگر کپڑوں
پر سید لباس سبب جو کڑانے الطفا کے لکھا ہے کہ لبس الحریری ولو جاکل بینه و بین بدینہ علی المذهب الصمیم وعن الامام الثمالی حکم
اذا تمشی الجسد قال فی الغنیمۃ وہی مخصوصۃ علیہ فی وقتہ بلبانہ اور سرام پہننا حریری یعنی ریشمی کپڑے کا اگر کپڑے کوئی اور کپڑے کا اصل جو
در بیان ریشمی کے اور بدن کے جو حیث بہ میم کے اور امام عظم سے روایت ضعیف یہ جو کہ ریشمی تو اس وقت حرام ہے جبکہ وہ کہاں سے نکال ہوئی
تھکے اور یہ شخصت غلبہ جو دان چنان ریشمی کا عزم ہو کہ ہم جب معلوم ہو کہ مذہب ہم میں ریشمی کی حمت علی الاطلاق سے خواہ بون متصل ہو یا
غیر متصل اور یہ ضعیف قابل اعتبار کے نہیں مطلقاً وہی کثرت لائے حلوامی سے نقل کیا کہ میم جیسے کہ کل حرام اور قل ضعیف مذکور کو نفیس مناج کہ حیات
نسبت کیا ہے نہ انکھن حریر و کپڑے جسکا نامانا و دون ریشم ہو چنانچہ گلبان اور دریاہی اور آفتہ اور اطلس اور کھاب ابو داؤد اور
نسی بن علی مرقسی سوتہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ابو داہنی اتھد میں ریشمی کپڑے لیا اور باین ماتھد میں ہونا اور نہایا کہ یہ دون
حرام ہیں میری امت کہ مرد و نر اور نہ دی اور نہ ہی کی و دہری ریشم یوں ہو کہ لباس حریر اور سٹے کامیری امت کہ مرد و نر حرام اور انکی
عورتوں پر حلال ہے اور صحیحین و نسائی میں ہر عارف و قیاسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں حریر و پنبہ جیساکہ آخرت میں
حصہ نہیں ہے کذا فی التفسیر اذ فی الحرب فانه یجوز ایضاً عندہ و کذا فی النکاح فی الحرب اگرچہ ریشمی جنگ میں پہننے سو وہ بھی حرام ہے امام کے نزدیک
اور صاحبین نے کہا کہ ریشمی میں ریشمی لباس حلال ہے ہم صاحبین کے نزدیک جنگ میں گار اگرچہ ریشمی درست ہے جو سلاح کی حضرت سو بجا و نہ بار یک
ریشمی کڑانے العالم گیرتہ علی التکلیف لا المروءۃ فکذا اربع اصحابہ کا غلام القلوب مضبوطہ و ذیل مضبوطہ و ذیل میں بیان ریشمی حرام
مرد و نر عورت پر مرد و نر بقدر جار اخل کے حرام نہیں جیسے ریشمی پوشان کی کپڑے کی حرام نہیں چار او گلیان ہی یوں ہر مرد میں اور بعضوں نے کہا کہ
کہاں یونین اور بعضوں نے کہا نہ طین نہ گلبان مرد و نر ہم بخم الامہ بخاری سے کہا کہ حضرت حریر میں مقبر جار او گلیان میں نہ نہایت طین نہ نہایت
گلبان کذا فی العالم گیرتہ عن الغنیۃ و کذا فی المذہب علی جمیع المتفق ولو فی حکامہ کالتکلیف فی الغنیۃ اور ریشمی یوں میں ظاہر مذہب ہم
جمع متفق ہے اگرچہ متفرقات پوشان حرام میں ہوں چنانچہ قنہ میں شرم بیان ہے ہم اسکی توضیح قنہ میں یوں مذکور ہے کہ عامہ کی متفرقات و نون
جمع کرنے میں اختلاف ہے بخم الامہ بخاری سے کہا کہ نہ جمع کرنا متفرقات کیسی ظاہر مذہب ہے اگرچہ ایک خط ریشم کا ہو اور ایک خط کسی اور چیز کا ہر طرح
سے شیش ہی نظر آتا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر ریشم اور غیر ریشم جدا جدا ظاہر ہو جیسے عامہ کا طرہ ظاہر مذہب ہم جمع ہو کذا فی العالم گیرتہ یعنی اگر
کپڑے یا پٹری پر ریشم کی پوشان متفرق کثرت سے ہوں اگر ان سبکو جمع کیجو تو جار اخل سے زیادہ ہر جائین ظاہر مذہب میں نہ جمع کرنا مستحب نہیں
وہ کپڑا حلال ہے و فیما بعد طرہ اذھا فکذا اربع اصحابہ من ابو یوسف من اصحابہ عن حمزہ بنی امیہ عنہ و ذلک فی قنہ میں شیش کی خاص خبیہ
اور قنہ میں ہے کہ ایک عامہ جسکا نقش و نگار ریشم کا ہے جار اخل حضرت عارف و قیاسی رضی اللہ عنہ کی او گلیوں اور فاروقی چار او گلیان
ساری بالشت کے ساتھ قیاس کی گئی ہیں تو متعدد نقش و نگار میں حضرت ہی ہم عالم گیر ہی میں قنہ سطرہ عامہ یعنی کنارہ اور اخل میں کپڑے کا کڑ
جو نہ طرہ ظہر الہ بن تراشی نے کہا کہ مقبر جار او گلیان میں اپنی ہیئت اور شکل پر سٹے کی او گلیان میں مقبر نہیں ہیں کذا فی العالم گیرتہ من الغنیۃ
المطہدی نے کہا اصابع مشورہ غیر مقبر ہیں تو بہتر ہے تھاکہ شارج اس عبارت کو ذکر کرتا و کذا المنسوج مدہیہ یجوز اذ کان کذا المنفذ
اربع اصحابہ و کذا فی النکاح فی الحرب فانه یجوز ایضاً عندہ و کذا فی النکاح فی الحرب فانه یجوز ایضاً عندہ و کذا فی النکاح فی الحرب فانه یجوز ایضاً عندہ

ع
بہر
نہایت

میں غرض دنیا کو اسے سو وہ کر دے اور قول کا جس سے کہ اگر مال کو تقسیم نہ کرے اور اس کا کرام منہ ہو تو کہہ مضاف نہیں کذا فی الطحاوی صنی کے
شرح میں یہ کہا عالم اور شریعی کی ابتدا والدین اور اس کا نام تھا جو سنا درست جو اور جو شخص فقیر اور کمزور کا حق سے کسی قبیل یا بیچارے و غفلت
المنصف من الجاحم انہ لا یأس بقبیل بل الحاکم الملتزم فیہ منصف شرع میں جائز سے قبول کیا کہ کہہ مضاف نہیں جا کہ دینار کے اتھ چسکو کا
طحاوی کہا اس کی کچھ ملاحظہ کی کہ یہ قول آئندہ میں داخل ہے ہوا علیہ سلطان صاحب سلطنت اور حکومت کو کہتے ہیں والمسلطان العادل وقیل
مستحق حجتہ اور سلطان عادل کے اتھ جو ہے میں مضاف نہیں اور مضمون سے کہہ سکتا کہا کہ کذا فی الجسٹس ہم قبیل میں احادیث کثیرہ مروی ہیں
عبداللہ بن عمر سے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ ہم لڑی سے ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہم آپ کا دست
مبارک چوما اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی میں عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال و مال میں کیوں ہیں فاطمہ بنت
سے زیادہ تر مشا جہیں دیکھا جب فاطمہ سی نہیں تو حضرت ابنے کے داخلہ کے کثرت سے ہوتے تھے اور ان کو چوتھی تہی اور ان پر مقام پر ٹھہرتے تھے اور حضرت
اور انسائی سے روایت کی کہ یہودی قوم نے حضرت کے اتھ اور پاؤں سے اور ترمذی اور ابن ماجہ سے روایت کی کہ جب عثمان بن ملحون مگر تو حضرت علیہ
السلام پر بیٹھنے اور ان کا بوسہ اور ان کا ہونے ہوا کہ ہنسوا ہر مبارک ہے ترمذی نے کہا یہ جیسے یث میں ہم سے قرآن احادیث سے قبیل میں
نابت ہوئی اور سر اور کہہ کی اور احادیث سے ثابت ہے اور قبیل میں العینین سے کہتے ہیں عبداللہ بن جعفر کی حدیث میں کہہ بیٹے یث کیا یہ ثابت ہے
لیکن یہ جواز شرط تقسیم اور نہ کہ یہ ہے ہوا اگر طریق ثبوت کے ہو تو جائز نہیں مگر وہ جن کے حقین کذا فی العینی شرح الہدایہ مختصراً وقبیل ذابہ ای
العالم لحدیثی فی الزاریہ اور جو اس کے لکھنے عالم کے سر کا جید تر ہے کذا فی الزاریہ ہم طحاوی نے کہا شاید کہ جو میں اکثر ثواب کے ہے و
تخصیص فیہ ای فی قبیل الید علیہما ای علیہما عالم و عاقل ہو الخاضعین فی الخیطان لتعظیم اسلامہ واکرامہ جادوان فی اللہ انہما
کہ کذا فی منصف نہیں ہوا عالم اور عادل کے اتھ چس میں بھی قول محمد سے کذا فی الجسٹس اور محمد میں کہ کہہ عالم اور عادل کا اتھ چسنا تھا
اسلام کی تقسیم اور اگر کرام کی طرح ہو تو جائز ہے اور اگر دنیا حاصل کرنے کی طرح ہو تو جائز ہے طلب میں عالم اور ظاہر میں ہم الیہ قدم ہو
یجکتہ من قدہ لقتلہ احبابہ وقیل لا یخص فیہ کما یکر قبیل المرأۃ فرأی اوصالہا عند الفقار والوداع کا فی القنیۃ مفعلاً للقتل
ای شخص سے عالم نہ تھا جیسا کہی در خواست کی کہ اپنا قدم اس کی پشت پر ڈال دے اور اپنا قدم اس کو چنوی دی تو اس کو عالم زاد ان یعنی چنوی دی اور مضمون
سے کہا کہ نہ مانے جو سے کی رحمت نہ جیسی عروکہ کو دوسری عورت کا نہ اور گال جو سنا کر دے لہذا در صحت ہونے کی قوت چنانچہ فیہ میں مقدم قول بعض
صاحب تفسیر حدیث کو مقدم ذکر کیا ہوا جابت پر قال وما یفعلہ الجہال من قبیل بل یفعلہ اذا لقی غداً فهو مکررہ فالاحادیث میں صاحب تفسیر
کہا اور یہ جو بعض جہال کی عادت ہے چنانچہ اتھ چسے کی جب غیر شخص سے ملاقات کرے تو وہ کر دے ہوا میں رحمت نہیں کہ وہ بخیر ہی ہوا اما قبیل کہا
صاحبہ عند اللقاء کہہ کر دے اچھا اور انچہ ساتھی کی قبیل یہ ملاقات کی قوت تو بلا جرح کر دے ہم طحاوی نے کہا یہ قول دوا قول صاحبہ سے حدیث میں
توخیت اجماع کی اس میں کہ وہ ہے وکذا ما یفعلہ من قبیل لا یرض یلین تک العلماء والعلماء وعلماؤہم والفاعل والارضۃ ائمان کلابہ شیشہ
عبادۃ اللہ اور صاحب جو جہاں کو گزرتا ہے کو چسے ہیں عالم اور سلطان اور امیروں کے سامنے سو حرام ہے اور اگر نہ والا اور جاس منہ سے راضی ہو عالم
بر سلطان دونوں کہہ کر میں ہوا علیہ کہہ کر میں کہ جو منابت پرستی کے مشابہ ہے یعنی ہوا علیہ کہہ کر میں جہد بخیر خدا کی صورت معلوم ہوتی ہے کذا ہے
الطحاوی وھل یکر ان عل وجہ العبادۃ والتعظیم کذا فی ان عل وجہ الخلق لا یرض الا لکبیرہ اور کیا میں کہ جو سنا دلا کا فر جاتا ہو ہوا
اور کیا ہے کہ اگر ہر وہ عبادت اور تعظیم کے کرنا ہو گا فرمایا اور اگر ہر وہ عبادت اور اسلام کے کرنا ہو گا فرمایا اور اگر ہر وہ عبادت اور اسلام کے کرنا ہو گا فرمایا
المنطقہ المتواضع لغیر اللہ حرام اور تعظیم میں ہے کہ غیر خدا یعنی مخلوق کی طرح تو اسے کرنا بھی گناہ اور یہ کہ حرام ہے ہم طحاوی نے کہا ہوا
جسے کہ غرض دنیاوی کے حاصل کرنے کی خاطر اور نہ ثبوت پرستی کے لہذا تو اسے کرنا حرام ہے اور اگر غیر اللہ کی طرح تو اسے کرنا حرام ہے کہہ کر دے تو اسے

کچھ سب آگے تو اسکو چھ دست سے اسکو ہیکہ بھر کا دیا کر کے باپوں کی شہادت تک سے مسلم کو ہم خطاوی سے کہہ کر کہ سب سے قبل اسکو
 کہ مسلم نذر وکیل کے سے قریب میں یعنی وکیل کو بعض شہادت کا لینا درست نہیں کی خیاں ہو کر بائیں ہونے کیلئے وہاں سے وکیل کے
 کو بیضا لے نہیں سکیہ کی تربیت کرنے میں نوڈی کے سامنے نہ بالکل سے یعنی نوڈی کی قیمت منکوحہ کے ساتھ درست نہیں ہم جتنے میں
 مسئلہ بعض شائع سے منقول ہے اور قبل کے بعد کا قول یوں ذکر کیا ہو کہ دو لوڈ یوں یا دو عورتوں کا چکر کرنا ایک فروش پر اور ایک کی ذیت
 ویکہ کے سامنے کر دے کہ انی الخطاوی کا ہر کرنا بہت کا قول مستند ہے سو ہم کہ اگر چہ کہ اسکا دیکھنا منکوحہ یا نوڈی کو درست نہیں کی نوڈی
 کو منکوحہ کا سہد دیکھنا کیونکہ درست ہو گا ورنہ مال کا قیہ لہذا بائیں کا شفاعت جب ایک شخص نے غریک وہ چیز یا بی بی کی کچھ قیمت نہیں
 سے فائدہ لینا درست ہو یعنی یا اجازت مالک کے دلو لہ قیہ وہی خیر فیصلہ دار اگر اس چیز کی کچھ قیمت ہے اور یا غیر لہذا غنی سے اور
 مالک معلوم نہیں تو اسکو حیات کر دے و یا بائیں باجھام فی بیت فیہ مصحف لیسے کچھ بیضا لے نہیں جماعت کرنے میں اس کو کھڑے والا ان کے
 حسین سمجھ کر کیا ہے یہ جائز ہو البیہ تحف از شفق کے ہم برہمن اس طرح مطلق نہ کرے اور تینہ میں بیسید نہ کرے کہ اس سے ستر وارہ
 اگر اولیت پر عمل کیجئے تو سات زوال ہو جائی کہ ترک مسئلہ محل السیرم لکھتے ہیں ہذا فی التثقی و لہذا فی عرق و اجماع و مقصد فی
 اشیاء کا دیکھنا کہ فلاں بی بی کی سوازی کی سہ سلمان عورت زین پر سبب بنی ہو کہ کچھ عدم جواز اور سو فی وجب ہو لب لبنا خطاوی سو اسکو
 اور اگر ہر دیا جمعی کی حاجت کے سبب عورت زین پر اور یا کسی متعدد زنی یا دغوی کے لہو اسکو دیکھ کر ضروری سے سوار ہو تو بیضا لے نہیں
 حدیث مذکور خطاوی میں یوں مذکور ہے کہ کن اشرف الفروج علی شریح تعقی بالقرآن و لہو شریح لکھا عن قاری صلی اللہ علیہ وسلم ان
 شرا غرض آواز سے اور سبب لکھا نہ خارج ہو گیا اور اس مقدار سے جو زبان عرب میں سمجھے ہے نوہ خوب ہے ہم قرآن میں غرض آواز یا ناق
 دست پر حسین فاعلیہ یعنی کی رعایت نہ ہو یعنی راگ اور گائی کو دخل نہ دی یعنی صوت طبییح حسن ہے نہ صناعی جبین حرمت اور حرکات اور کلمات
 میں تغیر ہو جاتا ہے نہ کہ فیہ من طلع الفجر لطلوع الشمس اول المن قرأ القرآن ذکر اللہ کرنا کہ طلع فہیستہ طلع انما بہر سو قرآن
 کے پڑھنے سے و مستحق القراءۃ عند الطلوع او العروج اور سبب ہو قرأت قرآن کی طلع یا غروب کی وقت ہم فنادی عالم گری میں غروب
 سے منقول ہے کہ طلع انما بہر سو قرآن اور ان اوقات میں نہیں نماز درست نہیں ورد پڑھنا اور دعا کرنا اور سبب پڑھنا بہر سے قرآن کے پڑھنے سے
 اور سبب ان اوقات میں نہیں یہاں کر کے شہد اور قرآن نہیں پڑھتے تھے انتہ تو شاید یوں کہنا حق بنا کہ طلع یا غروب کی وقت قرأت مستحب نہیں
 ذکر سبب ہے ان اوقات میں کذا فی الخطاوی کا بائیں الامام عقبہ لکھا فی بقراءۃ آیتہ الکرسی و خوا تیسرے سورۃ البقرۃ و لا یخلف فیہ
 مستحق نہیں امام کو نماز کے بعد آیت الکرسی یا امن الرسول کے پڑھنے میں بلند آواز سے اور جب کے پڑھنا انما افضل ہے قرآن العالیۃ فیہ الصلوات
 جہاں الہم کلمات بدیعہ قال استنایا لکنا مستحقۃ اللعنا و الاما سورہ فاتحہ کا پڑھنا نماز کے بعد بیکار کے زنج حاجات کیواسطے بہت پر ہمارے
 استناد یعنی پرچ سے کہا لیکن وہ بدعت حسنہ پر سبب غایت سلیم کے اور سبب وارد دیکھنا خیار اور انار کے ہم فنادی عالم گری میں ان سبب میں
 واقع سے یعنی اگر اس نماز کے بعد نہ ہو چنا خطاوی مغرب یا عشاء تو سورہ فاتحہ کا پڑھنا مکروہ اور نہیں تو مکروہ نہیں بدعت یعنی اس سبب کہ فرض
 اور سنت میں سوا سبب الہم السلام اور اذکار اور سورہ کے فصل کرنا سبب الہم السلام یا عقیقۃ باقیات شریعت و شریعت ملک نہیں ہو جائی فیہ
 کرنے سے دشمن کے یعنی راستہ کو اسکا پہر لینا درست ہے ہم اگر عالم کو ختم دیا اسواسطہ کہ وہ مفارش کرے عالم کو دفع کر دے
 رشوت سے ایک شخص کے دوسری حکم سے کسی کی اور اسکا کام کمال دیا تو بعد کار برتری کے یہ قبول کرنا درست ہے اور کار برتری ہو چنا
 دیکھنے طلب کرنے سے یہ حرام ہے اور بدعتی حکم مختلف نیمہ ہے اور ہمارے شیخ کے نزدیک درست ہے اور شاگردوں کے خدمت مقبول
 کرنے میں اختلاف ہوتا شیخ کا کذا فی الخطاوی عن ابی جعفر کا بیان ان شیعۃ اذا احاف علی ذیہ کچھ بیضا لے نہیں رشوت دینے میں مجاہد آدمی

۱۰
 اس وقت میں
 اس وقت میں

سپت دین پر خون کرے ہم یا اپنا حق حاصل کرے کو رشوت دے تو یہ دینے والے کے حق میں رشوت نہیں محیط برائی میں ہے اکثر و ایک کا خون
 میں رہتا ہے اور اس میں ظالم سے اور یہ مرد اور اس ظالم کو مہوعات یا مہوعات بخند و بنا جو وضع ظلم کی پہلو تو درست ہے و التبی صلی علیہ وسلم
 کا فیصلہ الشعران و لیس جاکت لسانہ و کفر بے ہوا المؤمنین صلی علیہ وسلم و لیس فی اللہ رسول خدا صلی علیہ وسلم شاعر و نیکو اور جسکی
 کہ ان درازی اور بدگوشی سے خون کرتے تھے اور سکوا و عطا دواتے تھے اور مکتوفہ القلوب کا حصہ مغیر ہونا اموال نیکو سے ایسے مسائل کو دلیل
 ہونے کی اسے کفایت کرتا ہے ہم مکتوفہ القلوب و دوسرا کفار تھے جنکو زکوۃ کا حصہ واجب ثواب کو سطر و یا جاتا تھا ابتدا اسلام میں ہجرت
 اہل الخلیفۃ ثلاثہ من قبل علی بن ابی طالب کے بعد فوت یا دوسرا امام کیواسے جمع کر دیا تو یہ بہتر ہے ہم امام سے ظہار یا مسجد دار سے بدلیل صلہ
 و من الشیخ ما یؤخذ من کل صیغہ کہنے والے کو مکتوفہ القلوب کا حصہ امام مال سے وہ ال بڑا جو مباح چیز پر لیا جاسی چاہے نیک اور گناہ اس اور
 پانی و کبابین ہم اشتہار نہ کر مہل سبب میں سبب دہی و سبب کبابین لکن بیک کو شکار اسکی کبابین سے اٹھایا دے تو وہ اسکا مالک
 ہو جاتا ہے اور اسکو بیجا درست ہے و ما یأخذ من خاد و لغزو و شایع شعر و صنیع کا حکم ان قال تعالیٰ فی النبی صلی علیہ وسلم لیس فی النبی صلی علیہ وسلم
 اور بیجا اسرا ل محمد کے وہ مال ہے جسکو غازی و بوط غزاد اور شاعر بید شعر گوئی اور خزانہ کرانی لینا ہے فرما اے تعالیٰ سے اور بیجا آدمی کے
 جو لیس فی النبی صلی علیہ وسلم کی بات خرید کرتا ہے ہم فرادہ و غازی میں جو اہل شہر سے زبردستی مال لین کر لیس فی النبی صلی علیہ وسلم فرما دے
 میں دیکھ چاہتا ہوں اعدا بیت شے اصل اور قصور غیر متبرہ اور رضا حک اور فضول کا لامحذات نصرت عارفین کا حصہ کے حق میں اور تری و وہ دوا کر کی کو ملک
 مجھ میں دانا و اسکی اختیار مجھ پر نہ کرانا اور قریش سے بیان کرنا اور کہنا کہ محمد قسمی عا د اور مکتوفہ بیان کر تو میں اور میں قسمی و ہفتہ بار
 دغیر جہا کا قصہ ذکر کرتا ہوں تو کا فراوسکی حکایات ششتر اور قرآن کی سماعت ترک کرتے تب بھارت اور تری و احکام سحران و قرآن کا کھن
 و مصفا و و ایشہ و فر و صحت لکھتا ہے اور سر اسے وہ مال جسکو یا حرم کے بجا نواں لینے ہیں اور فرادہ اور فی خبر تانے والا اور فرادہ
 عورت بیل سے بدن کی گوشت والی لینے ہی اور مال حرام کی فروم اور شافین بیت ہیں ہم از جملہ حشر و شر یعنی اس عورت کی اجرت جو
 دوسری عورت کے دانت گسکار یک کر دے اور جو متوسط عقد کھان کا ہو کر کھال لے اور جو دو شخصین مسلم کر کے مال لے اور شاف اور سکران کا گن
 اور حوالہ کہ باور و نکی غشی پر لیا جائے اور جادو مردار اور دند و نکی کھال کی قیمت قبل از داغت اور غری اور شہرہ کر کے حجام یعنی پھینک لیا جائے
 کی جیسے بیت مال حرام میں لڑا اپنے اطملاوی قبل لہ یا حیثیت و نحوہ جائز لہ فی کل شیئہ لکانو حرج المکر و نہ کفیل کسی کسی کو کہا یا
 حیثیت اور انداز اس کے کوئی گنہ گشت نو خطا کو سپیکہ کہنا اور سگالی میں جائز ہے جو گالی کہ حد کی موجب نہیں ہے اور ترک اسکا افضل نہیں ہے
 افضل ہے جواب دینو سے کہ قول الصلوات المتطہر اذا سئل اصلا کتحتی اطر فاکتھا یاقا و حیثی نقل کے روزہ دار سے کسی نے
 سوال کیا کہ کیا نوروزہ دار سے تو اسکا لون کہنا کہ دیکھا جائے کہ وہ اسو سطر کو یہ نفاق ہے یا حق اور جہالت ہی ہم یعنی بیتہ منافقین کا
 طریقہ تا معلوم ہو کہ یہاں پہنچے حل کو چاہا ہے بلکہ ہون جواب نہا ہر سے کہ ان میں روزہ دار ہوں اسو سطر کو صوم میں دیا کو دخل نہیں کڑانی
 اطملاوی من لہ اطفال و مال کلین لا یؤجی غیل جس شخص کے چہرے کے ہون اور ہونا مال ہو وہ نقل وصیت کرے ہم لیکن اگر بعض
 پر صلوات اور کفارات ہوں تو حاضرین کو چاہیے کہ مریض سے بطریق حسن وصیت کرادیں مگر یہ کہ مریض کا مال حق ہے اور سبب جو حدیث ہو کہ
 اپنے پیاروں سے وصیت کا کر دے مگر مطلب اسکا یہ ہے کہ ہمارا بی والہ اور عیال اور دوستو کو جمع کرے اور حمد الہی کا دے اور مال الہی
 اسد محمد رسول اللہ کی گواہی دے اور اسکی گواہی دے کہ بہشت اور دوزخ اور قیامت کا آنا حق ہے پھر اولاد و سپیکہ کی کہ ہم کسی عبادت کر دے کہ
 بن پیرا نکو انان کی وصیت کر دے اور دوسرے کہ نہ ہو مگر مسلمان جس شخص پر اسیر اور یقین علیہا اسلام لے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی پھر اسکی بیٹہ
 جو چاہے وصیت کرے کہ اتنی اہمیت ہے یعنی حقوق اللہ و حقوق العباد جو اس پر ہوں اور انکی وصیت کرنا چاہیے وصیت ایمانی کے بعد اسو سطر کا

الحکم المذکور
 قد لا یستلزم
 لکھنا اسو سطر
 علی ذلک و لا یجوز
 بشاوری سبب
 معلوم ہو کہ
 ذلک نہ جائز لہ

بیتہ

کی کہ سب کو انہما کیا و وسیل سے زیادہ قبل از دفن کر دے بلا خلاف اور بعد دفن کے نقل کیا عرام سے بلا اتفاق اور تاخیر و مہمانیہ نے ذکر کیا کہ جہاز
نقل میت میں دو وسیل سے فرمایا و جہازت پر بعض کو نزدیک حلقہ جاز سے قبل دفن اور بعد دفن کے مسافت کم ہو یا زیادہ میت سہل سہل کی میت کی
ہو یا کمی کو بعد از شارب و مہمانیہ نے کہا کہ سہل جو نام نے خلافت نقل کیا سہل پر مطلع نہیں علمائے کلام سے اور طیارہ موسی کا کلام حق سے
و فریاد حقہ الشیخ لا فوق شیعہ کہ و میں ذکر کیا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور زودہ کو پانچ دن سو مارا موسی طعام کہا کہ درست ہو بشرط علیہ وسلم سوسوگی
سے زیادہ نہ تھا و اور زودہ کا قویہ کہ با زودہ کی محبت کہ پہلے منوم سے ہم نفسین زودہ بشرط و مہمانیہ نے زودہ جاز سے خانیہ میں سے کہ ایک موت
آیات قویہ کہ با زودہ کا زودہ اسکو چاہے اور اسکی طرف سے فتنہ جو پڑی جامع منعم میں ذکر کیا کہ سہل کہ یہ حرام سے حلال نہیں انتہی این بیت
لے فرمایہ اور اسکی یون بیان کی ہے کہ ایک طرح کا یہ بھی سحر اور سحر حرام سے و دیگر ان فتنی کا سقا علیہ السلام و وجاہ لعدلیہ حجت کی
اور عورت کا دوا پناہ سہل کے سقا کو پہلے کر دے اور اسقا کرنا عذر کے سبب درست جو محکمہ کی کثرت نہ بلکہ ہیوم عمل کا کرنا بلا عذر سیاح
نہیں اور عذر سے درست ہو بشرط کہ عورت نہ بلکہ ہیوم عمل کا کرنا عذر کے سبب درست جو محکمہ کی کثرت نہ بلکہ ہیوم عمل کا کرنا بلا عذر سیاح
زودہ کو دیا رکھنے کی قدرت نہیں ہے اور لای فضل کا خوف ہو تو بصورتین عمل کا کر دینا علام و غیرہ کی درست ہو جسکے عمل کو شراب و فضا بلکہ
ہوں سے و ان اسقطت مقتضی السقطہ علیہ من عاقل الامم شخص اور اگر عورت علام و غیرہ کی درست ہو جسکے عمل کو شراب و فضا بلکہ
کی باپ اور اطو کی برادری کی غرہ حاضر کیا جاویم غرہ بغیر من جو عادت پانچ سو درم جو ایک سال کے اندیا جانی اور اگر عورت کی برادری جو
تو عورت کے ال سہل مسدود کیا جاویم اور اگر عورت نے زندہ گرا دیا پھر وہ مر گیا تو عورت کی برادری جو غرہ نہیں ہے تب سال کے بعد اور اگر برادری نہیں تو
عورت کے ال سہل مسدود کیا جاویم اور اگر عورت نے زندہ گرا دیا پھر وہ مر گیا تو عورت کی برادری جو غرہ نہیں ہے تب سال کے بعد اور اگر برادری نہیں تو
کی و سون تاج سر سرہ لگانا کر دے اور کچھ مضائقہ نہیں غلط اطعمہ کی عادت میں اور ثواب ہو سے و بعضہم المختار و فی الحقیقہ لافعلی رسول
فصل المقتدر کہ اور بعض کو نزدیک یوم عاشورا کر سرہ لگانا جائز اور مختار سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کے سبب قویہ مقرر سے ہم
و مکرمت سرہ جیسے کہ عادت پر دشمنان اہل بیت کی ہو پہلے کہ زید اور ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون سرہ لگایا تھا اور دوسری
روایت یہ ہے کہ احمد کا سر لگایا تھا قتل امام کی فرحت ہو قتیہ میں سے کہ خلاط اطعمہ میں یوم عاشورا کو ہی اثر قوی دار نہیں لیکن اوسید مضائقہ نہیں بلکہ
حدیث میں تصریح ہے کہ یوم عاشورا سارے کون کو گونے ہسی جو مسمت طعام کی عادت کی ہے کہ فی الحقیقہ عن شرم و اوجہا یتیم السعد
فیروز آبادی ہیں کہ اس سبب بام عاشورا نیت پر اور سارا حادثہ فصل عاشورا افضل صلوة و اتفاق و غضاب و ازمان و استعمال و کثرت مشورت غیر ذلک
مجموع موقوم و منفرد سے آئمہ حدیث نے کہا کہ اس میں سرہ لگانا عادت ہے کہ قاتلین حسین کی ایسا ہو یتیم عبد العزیز و لہو نے سفر السعادت کی شرح
مراد المستقیم میں کہا کہ احادیث فصل عاشورا و قوہ و قائم غلیظہ چاہئے قول قویہ آدم و نوح و ابراہیم و اسماعیل و یوسف و موسی و ہارون و داود و
نوح کا کشتی ہو اور اترت کا موسی پر اور فریاد سہل کا اور کلکتا یوسف کا قید خانہ سے کس طرح اور قاتل انبیا علیہ السلام کے محمد بنی کے نزدیک
موقوف اور اہل بیت کثیر طعام میں حال پر احادیث ضعیفہ دار میں کہ تعدد طرق سے جبر نقصان ہو سکتا ہے مانع من العین عن عرقی سے یا عرقی آملی میں طرف
بہت سے حدیث موقوف روایت کی کہ کثرت و شمع علی لہ واکہ یوم عاشورا و شمس اللہ علیہ سارے سر سارے اور کہا کہ یہ حدیث ضعیفہ ہو لیکن بعضوں کے
نہایت کہ جسے اور دوسری طرف سے بعض کو نزدیک مجھے ہے اتمام مل و اعین محمد میں ہر کمال منت کا طریقہ یہ ہے کہ اوس یوم میں بدعات و افلاس سے
پیشانی نہ فرمادگی و عیسوی جتنا کہ پر سبط جہا عات تو اہل بیت دشمنان اہل بیت سے پرہیز کرنا چاہتا ہیں و نہیں عید کہ تو را ظہار فرحت اور اگر کشت
کہ نامزد لگا احتضار کرنا یا تب جدیدہ پہنا اور توسیع نفقات کرنا و غیر ذلک کہ نہ حدیث مجھے شراب ہی نہ صحابہ کرام اور نہ جبار و ناموس
ہا و کسی کتاب میں سرہ لگانا و درستی و انتہائی مراد المستقیم مقرر سے و حضرت عبداللہ بن علی و کرامت و ولایت علیہ السلام اور غیر کے

و اگر عورت کی برادری جو غرہ نہیں ہے تب سال کے بعد اور اگر برادری نہیں تو عورت کے ال سہل مسدود کیا جاویم اور اگر عورت نے زندہ گرا دیا پھر وہ مر گیا تو عورت کی برادری جو غرہ نہیں ہے تب سال کے بعد اور اگر برادری نہیں تو

و اگر عورت کی برادری جو غرہ نہیں ہے تب سال کے بعد اور اگر برادری نہیں تو عورت کے ال سہل مسدود کیا جاویم اور اگر عورت نے زندہ گرا دیا پھر وہ مر گیا تو عورت کی برادری جو غرہ نہیں ہے تب سال کے بعد اور اگر برادری نہیں تو

[illegible]

یا کوئی زانی النہای ہم چند مشورہ عمرہ میں اعلیٰ سکرانین لیکن نہیں سوچیں جس دست نہیں اس طرح اوکھارہ میں اور اس میں ڈالنا جائز نہیں
 و یجوز تخفیضها و لو یطرح شیء فیہا خلافاً لکشافی اور مانوسے خرکار کہ بنا اگر کوئی چیز تانک غیر کہ وہ لکڑی کر کے بے بخلان شافعی ہم
 امام شافعی کے نزدیک اگر عمرہ خود بخود کر کہ جائز تو حلال ہے اور تانک غیرہ لکڑی کر کے بنا اگر کسی پر جس عمرہ کر کہ گئی تو جہانک کر کہے و اگر تانک
 پاک ہو گیا اور اسکی ادھر کی جانب اسکی تعیت سر پاک ہو گئی اور سوتہ اس پر سوتا و نقل کیا کہ یہ جو نقل معنی ہو کہانی الطریقہ دینی و الشافعی الطریقہ بالکسر
 و هو العبد الذی یطیع حقہ فی کمال من ثلاثہ و یصدق مشیکراً و یؤتی المصنف ان هذا یجوز لیکذا اور دوسری قسم شرب عمرہ ہے
 طار بالکسر اور دوسرے انگریز کا جو پاک یا گیا جہانک کہ دو تہائی سے کمتر ملگا اور دوسرے جہانک اور مصنف نے اپنی شرح میں کیا کہ جن میں سے
 کہ اسکا نام بادہ منظر طام ہادیہ میں بھی اس طرح سے کہ جس عمرہ کا دو تہائی سے کمتر ملگا و باقیہ اور تانک نہان کے فداوی میں وہ تہائی کی قید
 نہیں بلکہ یوں کہا کہ انگریز کا پانی جب عمرہ پاک یا گیا و باقیہ طام و جسے شرب کیلئے سو نقل کیا کہ اصل کی قید اسو طام لگائی کہ اگر تہائی ملجا و پاک تو جب تک
 شیرین سے سب سے نزدیک حلال ہے اور بعد غلیان اور اشتداد کے جب تک نشہ نہیں کے نزدیک حلال ہے خلافاً لکھوادامہ الطلاق فیما
 ذکرہ بقولہ و قبل ما یطعم من ماء العنب حتی یذهب بکلیتہ و یقع ثلثہ و یصار مشیکراً و هو الصواب کما جرت علیہ صاحبہ الجلیط
 وغیرہ یعنی فی المشیکرات لا فی الحکم لا من حل هذا المشکات المستوی بالطلاق حل فی الحلیۃ ثابت یشترک کیا الصالحہ فی رضی اللہ عنہ
 کما فی الشرح فی اللہ اور دوسرا قول ہے کہ طام و شرب کے لکڑی کا پانی یا جاوی جہانک لکڑی و دو تہائی غلیان ملجا یوں اور پاک تہائی باقی ہو اور
 وہ مسکو باقی اور اسی مشرب کہ طام کہنا حق ہے چنانچہ صاحب محیط وغیرہ کسی پر ہے میں یعنی فقط تسمیہ میں حکم میں یعنی صاحب محیط وغیرہ سنہ ۱۰۸۵
 شلت کہ طام لکڑی ہو اسکو حرام نہیں کہا یہ اسو طام کہ طام ہونا اس ثلث کا جو سے طام ہو جو جب دیت محیط کے ثابت ہے صاحب کبار رضی اللہ عنہم کے جو سے
 مینا پشتر طام میں ہے ہم خلاصہ یہ کہ طام تفسیر اول یعنی باذہ حرام اور طام تفسیر ثانی یعنی ثلث یعنی بشرط عدم اسکار طام ہی تو ثلث حرام نہیں
 الا انہ مسکو کر دانے الطام ہی و معنی بالطلاق لقولہ عمر رضی اللہ عنہ ما اشته هذا فی لاء البعیر هو الطهر ان لا یطیل بہ البعیر
 یعنی تان او شلت کا نام طام کیا اگر فاروق رضی اللہ عنہ کے جس قول کے سبب کہ بعد ثلث کیا خوش ہے اسے ادش کہ طام کے ساتھ اور دینی طام اور
 نظر ان سے جو خارجی او شلت کا نام طام ہے ہم طام بالکسر نظر ان سے اور نظر ان سے و کسر وہ چیز ہے جو خارجی او شلت پر لگ جاتی ہے خلاصہ یہ کہ
 شلت یعنی غلیظت تو ام میں ازیک شرب تہا عکس و لند اسکو فاروق منظر نے طام فرمایا و حاکم سنہ ۱۰۸۵ ای الطلاق حل التفسیر الاول کذا قالہ
 المصنف کما یطرح فی بعضہ اور اسکی تفسیر یعنی طام یا تفسیر اول چنانچہ مصنف نے کہا ہے عمر کی مانند نہیں ہے ہی قول پر فتویٰ ہو ہم طام تفسیر
 اول یعنی دو تہائی سے کمتر جیسے جیسے بادہ ہو اسکی تفسیر غلیظہ ہو اور تفسیر ثانی کے موافق یعنی ثلث غلیظہ کہ وہ حلال ہے تو طام ہی و الثالث
 انہ لکھتہ فبعضہ و هو الی من ماء الرطب اشتد فذات بالیک اور اثر ہے جو کسی عمری شراب کر کے فقیر میں کات اور وہ کات میں سے
 بختہ نہ کہ کچھ کہ جبکہ وہ خوب جوش اری اور جہانک واسے یعنی اور میں فوت اسکار کی ماحصل ہو تو اگر شیرین ہوگا تو بالافتاق حلال ہے کذا فی الطلاق و من
 اقتبانی والاربع فقیم الزبیب و هو الی من ماء الزبیب بشرط ان یقذف بالکون بعد التخلیک اور اثر ہے جو عمرہ کسی جو عمری شراب
 فقیع زبیب جو یعنی خستہ دوسرے پر اور دیکھانی سے بوز کالینی جس پانی میں انگریز کہ چند مدت نہ کہا بشرط اسکا جہانک ڈالنے کے جوش کہنا
 کے بعد و الکل کما فی الثلثہ المنقوۃ حرام اذ علی و شرب و شرب اور عام یعنی تیون مکرور شرب یعنی بادہ اور مسکو اور فقیع زبیب حرام
 ہیں جبکہ جوش کہ یوں اور اشتداد ہو پڑن و لا یطرح من الماء اور اگر جوش اور اشتداد نہ ہو تو بالافتاق حرام نہیں ہم امام کے نزدیک اسواسے
 حرام نہیں کہ شرط شرب کی غلیان اور اشتداد بادہ جہانک دالہ ہو اور صاحبین کے نزدیک اسو جیسو حرام نہیں کہ شرط حرمت کی غلیان اور اشتداد اسو طام
 نہیں لکن قالہ فقیع منقوۃ کما اور اگر مسکو ڈالا تو بالافتاق حرام ہے ہم امام کے مذہب پر تو طام ہے اسو صاحبین کے نزدیک اسکو حرام ہے کہ

سنگار کی اجابت نہیں بدوں ارسال کے اور اگر بابتہ می نے چوڑا بھی تو وہ غیر کامل ہے نہ بھی اور نہ کہنا درست نہیں بدوں ان کے اذن کے
 کہ انی انی علی قلت قد وقع فی عسرنا شاید العسر ہے وہی ان رجلا وکس شانه مدی وکس بیستان ہل چل کلام لاہم وکس مقصود ہے
 انہ لا یجوز لو فوج الشان علی ان الذاریع من محل ذکرہ ام لا وہل سکی اہتہ تعالیٰ عیب کیا ام لا میں کہتا ہوں البتہ سہار زانہ میں اب
 حادثہ فحوی طلب واقع ہوا وہ جس سے کہ ایک روئے اپنی بکری کو باغ میں نہ بروج یا تو اس کا کہنا حلال ہے یا نہیں اور ہر مسئلہ کہ بتنے زمین سے
 ابھی ذکر کیا اس کا مقصود یہ ہے کہ لاوس بکری کا کہنا حلال نہیں شکائع ہوئے کسی زمین کہ اس کا ذکر ہو کر تو ان ان کو کہ نہیں ہے چکا از ع حال
 یا زمین سے نہیں ہے اور اگر سے تو اس سے ذبح کیوقت اللہ تعالیٰ کا نام یا کہنا یا نہیں بالکن فی الخلاصہ میں القطعہ فوج اصحابو ابعاد
 فی طریقہ النکاحہ ان لہ یکن قہا میں الماء وورقہ فی قلبہ ان صاحبہ فعل ذلک ایامہ لئلا یسکس بائس بائس ولا کل لا ان الشاہد ان
 کا تکیات بالحقیرین انتھی فقد آما کر اکلہا بالسطح المدکورہ فعلہ ان الحد یكون الذاریع اکل الذاریع لئلا یسکس بائس بائس ولا یسکس بالحقیرین
 میں سے کتاب اقصیٰ ہر ایک قوم نے ذبح کیا ہوا ان یا جمل کی راہ میں اگر وہ پانی کے قریب ہوا اور کسی دیکھو یہ بات ہم جا کر اس کو اکت بہر کیا
 تو کو نہ مباح کر نیکی واسطیٰ تو اس کو کہنا میں مضائقہ نہیں ہوا اس کے جو اولات حال سے ثابت ہو وہ اس کی مانند جو ہر دم قول سے ثابت ہو
 مافی الخصاصہ تو صاحب خلاصہ اس کا کہنا بالشرع کہ مباح کیا ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا دریافت ہو ناگہ دایع اہل سے ذکرہ کا شرط نہیں ہے
 اب کیا ہر مسئلہ شرح میں ہم بعد قول ہتھراگ ہی عدم علت کو قول پر پانی کی قربت کی قید ہوا اس کے لکھی کہ جب پانی کے قریب ہو گا تو یہ مسئلہ کے کہ پانی
 میں کہے کہ درگیا اور دریائی جانور نے اس کو چار ڈالا اور پانی کی مویج اس کو امرد اللہ یا اور بیعتوں کہا میں اباحت مقبرے خواہ پانی قریب ہو یا نہ ہو
 یصل قد یفرق بین سادۃ الفریقہ والقطرہ یا اللہ ایہ فی الاولیٰ علیہ انک قطعہ فی النکاحہ میں کہتا ہوں استفادہ کرنا اور مسئلہ
 تعظیم میں یون فرق بیان کیا جاتا ہے کہ ذبح کرنا اور اوسین فی الذبح فیضا اور ثانی میں احتمال ہے کہ مالک ذبح کیا ہو یا غیر مالک ہم اس فرق سے
 کہ طہا صل نہیں ہے اگر بالفرض مالک ہی ذبح ہوا تو یہ تو معلوم نہیں کہ اس کا ذبح حلال ہے یا نہیں لہذا فی الجملی والاطحالی ودائے نتیجہ قطعہ سے
 مشاکہ فلان یسکس بالحقیرین صاحبہ اہل ہو کل لا یسکس بالحقیرین یسکس علی الحرام القطعی بلا غلطی ولا اذن شیء منی قطعہ میں
 دیکھا انقیہ محمد کے خط سے بہر ضرورت کہ ایک شخص نے بکری چرائی ہر اس کو ذبح کیا ہم اللہ بکری بکری کے مالک اس کو یا تو اس کا کہنا
 حلال ہے یا نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا کہنا درست نہیں بلکہ فرض جائے ذابم کے حرام قطعی پر ہم اللہ کو سید و نکیت
 اور بلا اذن شرعی کے انتہر قولہ تو اس کی تحریر اور تحقیق کرنا چاہیے ہم یہ صورت حادثہ فحوی طلب کو متاثر ہے کیونکہ یہاں ذایع اور سید معلوم ہے
 اور مستند اور وجہ سے لازم آئی اور مان ذایع اور سید معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ حرام قطعی پر سید کا فرض کیا سو مستند قول یہ ہے کہ اس سید کو
 کافر نہیں ہوتا بلکہ جب اس کو حلال ماننا گناہ کا فرض ہوگا اور سید علی الحرام سے انتقاد علت کا لازم نہیں اور اس کا سید فقہا کا یہ قول کہ شاہ خصی
 قربانی میں ہمے چنانچہ جیتے ہیں ہر کہ جس نے بکری نصیب کی اور قربانی کی تو اس کی قیمت کا نودان اوپر لازم آیا اور قربانی داہو گئی کیونکہ نصیب میں ہی
 وہ مالک ہو گیا کہ انی الطلاق و فی الوہابیت قال سے وکامات لا یطہرہ کلہا فانہ یخید حرام نقد متعلقہ اور وہ میانہ میں کہا اور جو ہر
 سرکا وہ گو کہ کہلا کہ وہ ناپاک حرام مستند النفع جو ہم یعنی مردار کو کئے کے پاس لانا جائز نہیں لیکن کئے کو اس کی قیمت لینا جائز ہے چنانچہ شرط لانا
 میں سے گزرا ہر وہا نہ مطلقاً حرمت پر دلالت کرتا ہے فیک کی مانند فنیہ میں یون ہے کہ ہماری علامتے کہا کہ مردار سے نفع لینا کیسے جو ہر جائز نہیں اور
 کہ تو کہو بھی نہ کہلا کہ و اور شاید کہ بیان دو قول یون لہذا فی الطلاق و ی و تکلیف و تحقیق لہذا فیہ امر اوجازت و دیکھی تیکہ شک کی اس کو پاس
 دایک ہم اپنی ارسال کیوقت اس کی تیکہ پر ذاباحت مراد جو تیس ادھر میں کہ ایک روئے اپنا جانور چوڑا دیا اور دوسرے اس کو لیا اور اس کی
 درستی اور خبر گیری کی ہر اس کا مالک اس کو اس کی دو صورتیں ہیں اگر اس نے چوڑے کیوقت یہ کہا کہ جو کہ کو کھائے جس کو اس کا مالک یا یہ کہا تو یہاں

لئے نہ نہ مکان کی حکومت سو نہ کر کے پہننے سو اور نہ چاہو نہ عاریت دینو سی رہا رہے کہ بعد اشتغال مرتضیٰ نے یہاں کی سبکدوشی نہیں کر باذن ایک
 کے دوسرے کو بھی مرتضیٰ راضی ہو کر اشتغال کی اجازت دی بارہا میں مرتضیٰ کو تپ البند دست جو ہم غریب میں سے کہ عدم اشتغال مرتضیٰ کو سب متون فقہین مذکور
 ہے لیکن عدم اشتغال راضی ہو گیا سو خود چار غایۃ البیان بن قطع کی یہ قول ہے کہ ہماری مصاحبہ کیا کہ راضی کو کہتے ہیں مانع رہن جائز نہیں اگر مرتضیٰ
 کے اذن سے اور کسی طرح اس میں شک نہ کرنا کہ فی الطلاق و غیرہ ابی السود و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 نہیں اگر چہ راضی اجازت دی اسو اسکو کہ بعد قریب سے ہم جب مرتضیٰ نے اپنا دین پورا پایا تو جو منتفعت حاصل کی وہ فضل سے ہی قریب سے ہو جس لئے
 بعض علماء پہلے سے قائل ہوئے کہ مرتضیٰ کو دین سے نفع لینا درست نہیں مصنف نے شرح میں اس قول کو دیات اور تقویٰ پر محمول کیلئے اور جو کہتے ہیں
 میں علت اشتغال باذن راضی مذکور ہے اسکو حکم اور تقویٰ پر محمول کیا جو کہ فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 اگر عقد رهن میں مستیقا و منافع شرط کر لیا ہو تو بیاج بھی اور اگر شرط نہیں تو بیاج نہیں وہی الا کتبنا و فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا
 شلک الدار و کتب النساء المروءة فاعلموا انما یجوز فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 اور اگر میں سے کہ راضی کے مرتضیٰ کو درخت کا پہل کہا نا اور گہر کا رہنا اور راضی کی بکری کا دودھ میاج کر دیا سو مرتضیٰ نے کہا نا تو اس پر ان منافع کا کارا
 نہیں اور ان کو باحت کو بعد نہ کر دیا بھی جائز ہے پہر اشباہ میں یہ فائدہ بیان کیا کہ مرتضیٰ کو بعد نفع لینا مکروہ ہے اور اسکا بیان کتاب الرهن کے آخر
 میں آچکا ہے غایت لگوں کا یہی کہ دین رکھنے کی اشتغال کا قصد رکھتے ہیں اور اگر فائدہ متوقع نہ ہو تو قرض نہیں تو یہی بشرط کے ہے سو اسکو کہ موت
 کا شرط ہے نہ تا یہی ہم جواز کی کہ فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 فی عقد و شرط الدار و کتب النساء المروءة فاعلموا انما یجوز فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 بکری اور اس دودھ کی قیمت پر جو مرتضیٰ سے پیا تو بکری کا حصہ سا قسط ہوگا اور دودھ کا حصہ مرتضیٰ بگا ہم ایک دوسرے کی گردی اور مرتضیٰ کو اسکا
 دودھ میاج کیا تو مرتضیٰ کو پینا جائز ہے اور اس پر ضمان نہیں پہر اگر بکری اسکو بعد گئی تو دین کی قیمت ہوگی بکری اور دودھ کی قیمت پر سو بکری کا حصہ
 سا قسط ہوگا دین سے اور دودھ کا حصہ کو مرتضیٰ پر رہی پہر لیا اسو اسکو کہ مرتضیٰ کا دینا راضی کے اذن سے ہی جائز ہے کہ کہ فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا
 یہ مسئلہ عالم گریں رهن المیطع سے نقل کیا ہے اسکی عبارت میں یہ ہے فاعلموا انما یجوز فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 پہر اگر مرتضیٰ نے مرتضیٰ سے فائدہ حاصل کیا قبل از اذن راضی تو وہ متعجبی ہو گیا اور میں اعلان ہوگا اسکی اس لئے بھی سو واذا طلب المسلمون دینہ
 انهم لا یجوزون دینہ لئلا یفسدوا فاعلموا انما یجوز فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 نہ ظہر حاجی ہم اسو اسکو کہ دین کا قصد مستیقا کا قصد ہے تو مال پر قبضہ کرنا یا وجود قیام یہ مستیقا جائز نہیں ہو اسکو کہ اس میں کارا مستیقا لازم آجائے اس
 صورت میں جبکہ مرتضیٰ مال کو جائی مرتضیٰ کے پاس اور یہ امر محتمل ہے کہ فی الزیامی لا اذاکان لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا مرتضیٰ کی جائز
 اگر اس صورت میں احضار نہیں فرماد نہیں جبکہ مرتضیٰ حاضر کرنے کو اسکو بار برداری کی حاجت ہو یا مرتضیٰ کسی متعجبی ہو گیا ہو اسکو کہ راضی کے مرتضیٰ
 کو مقصد نہ سجا بت دوسرے کے پاس رکھا کہ فی شرح الجمل فان اخصر منکم لکل دینہ او لا فخر منکم المرقی و ھم متحققا بالشیء فاعلموا انما یجوز فی الطلاق و غیرہ لا یجوز الا بعد اذن راضی کہ کہ فائدہ لیا
 مرتضیٰ کو حاضر کر دیا تو اسکا بردار دین اسکو دیا یا جو کچھ پہلے مرتضیٰ اسکو مرہون کو تسلیم کر کے کہ کہ فی قین جن من یباری ثاب تو ہوا جو ہم اپنی حق
 مرتضیٰ دین میں متعجبی ہو جائے جیسا کہ میں کا حق مرہون میں متعجبی سے بعد عت پر احضار کی اور پہلے دین تسلیم کرنے کی عہد عت کی کہ کہ فی قین جن من یباری ثاب تو ہوا جو ہم اپنی حق
 دین کو پہلے تو بہت دین کا اصل ہوگا مرتضیٰ دین مرہون کا نام نہ ہوگا وان طلب دینہ فی غیر اکل العقیل من فذلک لعلہ ان لو یکمل لہ رهن
 وان کا کہ لعلہ موقوفہ سیکر نہ دین کے وارن نہ چھوڑا کہ ان اعم علیہ تسلیم علیہ لعلہ ان لو یکمل لہ رهن وان کا کہ لعلہ موقوفہ سیکر نہ دین کے وارن نہ چھوڑا کہ ان اعم علیہ تسلیم علیہ لعلہ ان لو یکمل لہ رهن
 عقد دین کے غیر شرعین تو یہی شرط احضار کا حکم ہے اگر مرہون کے لانے میں بار برداری کی شقت نہ ہو اور اگر اسکو لانے میں شقت ہو تو دین اسکو دیا جائیگا

[illegible]

[illegible]

مرحوم تفت ہو گیا یہ تفت کے پاس رہا جس کے طالع کیسے پہلے تو مفت تفت ہو گیا اسو اسکو کہ رہن باطل کیا اسکو کہ یہ حکم عثمان کا نہیں تو باقی رہا تفت
مرحوم کا ایک اونی سو لکڑا ذکر صدر شریف و ابن کمال ولا رہن تفت وارضا تھا حق منسلک اور حق منسلک اے نہ لا بھیجی و لا منسلک
آن تو تفت جسکو اور تفت تھا حق منسلک اور تفت تھا اور جائز نہیں مسلمان کو رہن دینا خر کا اور نہ خر کا رہن دینا مسلمان یا ذمی کسی تلخے
مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ خر کو رہن دی یا خر کو مسلمان یا ذمی سے رہن لے ہم اسو اسلیک ایسا اور تفتا حق منسلک من بغیر ہی اسو اسلیک کہ سلم
منوم سے تفت اور تفتیک من سے ولا یضم من الہ اے منسلک من تفتا حال کو یہ تفتا اور سلم من کو خر کا مرحوم ذمی ہو کر یا
نہ لا یعنی اگر ذمی کے پاس مسلمان کو رہن رکھو اور وہ تفت ہو جائے تو ذمی پر تاوان اور سکا لازم ہوگا اسو اسلیک من سلم کے حق میں مال کی نہیں
ہو اسکا تاوان واجب ہوئے حکمتہ الضمان لتقرعوا عندہم لا عندنا اور اس کے بالکس میں ضمان ہے یعنی اگر ذمی اپنی خرسدات
کے پاس رہن رکھے اور وہ تفت ہو جائے تو مسلمان تاوان دینا لازم ہوگا اسو اسلیک من خر ذمیوں کے نزدیک مال مستقیم ہے نہ ہمارے نزدیک
و حق المرء ان یعتد من مضمون بنفسہ اے بالمثل او بالقیسہ کا مضمون و ذکیر العلم والمفہوم و دلیل الضمان علی من یضم مضمونا
ہے رہن میں مضمون بنفسہ کے بدلے یعنی جس چیز کا ضمان اسکی مثل ہو یا اسکی قیمت لازم ہو تاوان چاہے غصب کی چیز اور بدل ضلع اور ہمارے
بدل سلم کا عد اخون سے ہم اسکی تفصیل کتاب الرهن کو شروع میں مذکور ہو چکی اسکا ان الا عیادۃ ثلثۃ عین غیر مضمون و حق
کا لا مانا تفتین غیر مضمون و لکن تفتہ المضمونہ کبیم فی بدل البائع و عین مضمونہ بنفسہ کا مضمون و حقہ و تمام فی اللہ
دریافت کر کہ ایمان یعنی اشیاء غیر ذہن میں قسم میں ایک وہ عین ہے جو غیر مضمون یعنی اصلا اسکا ضمان نہیں چاہئے ایمان میں و تفسیر یہ عین
غیر مضمون ہے لیکن وہ مضمون کے مشابہ ہو چاہے وہ مبیع کے ہونے یا بیع کے پاس سے تفت ہو وہ عین جو مضمون بنفسہ ہو چاہے غصب ہو اور
ماندا اسکی اور اسکا پیدایان درہن میں ہی ہم تفصیل اسکی درہن میں یون ہو کہ ایمان میں قسم میں ایک عین تو اصلا مضمون نہیں یعنی اسکا
تاوان نہیں چاہئے ایمان اسو ہیکہ ضمان عبارت پر روش مالک سے یعنی جو چیز تفت ہو گئی اسکی مانند چیز کو سپرد کیا اگر وہ مثلی چیز ہے یا اسکی
قیمت سپرد کیا اگر وہ قیمت دینی چیز ہے تو امانت اگر تفت ہو جائے دن بعد کے تو اسکو مقابلہ میں کہہ ضمان نہیں یا امانت نقد ہی تفت ہو تو اور
امانت نہ ہی بلکہ غصب ہو گئی و تفسیر یہ عین مضمون بنفسہ چاہے مضمون یا نہ مضمون اسکو ایمان مضمون بنفسہ کہتے ہیں اور مل و تفسیر
کہتے ہیں کہ ان ایمان کا ضمان فی حد ذاتہا ہو اور وہ اسکی جیسے کہ ضمان عبارت پر روش مالک سے اسکی رویت سے چاہے معلوم ہو
اور مثلی یا قیمتی کی ملک میں اسکا مثل یا قیمت مضمون ہوگی تو وہ مضمون فی حد ذاتہا شہری قطع نظر عارض سے تفسیر یہ وہ عین جو حاکم
ذہان میں نہیں لیکن وہ مشابہ مضمون جو مبیع مبیع کے قبض میں اسو اسلیک کہ اگر مبیع مبیع کے پاس تفت ہو تو کسی پر اسکی مثل یا قیمت کا نہیں
نہیں لیکن غیر متناظر ہو جائے تو مضمون شہری کہ اس میں مثل اور قیمت کے متناظر ہو تو بحر واس اعتبار کے اسکو عین مضمون بغیر کہا ائمہ وانی اللہ
و حقہ بالذکر الموعود بان رہن ایشہ تفتہ کذا کا لفظ مثلا خلاف دفع الید البیض و استتم لاجلہ اشتداد اور نہ مبیع ہے بمقتا بلہ
وین موعود اس طرح کہ رہن نے کوئی چیز کو رکھی تا رہن اسکو فروش دی یا عقد چاہے مثلا ہزار درہم پر اگر رہن اسکو قبض دینی مثلا نصف درہم
اور باقی نقد تو اس پر چہ نہیں کہ فی الاشباہ ہم دین موعود موجود کی برابر قرار دیا یا باعتبار حاجت کے اور غیر رہن بعض موعود دیکھا تو اس
پر رہن جو جس پر ہیکہ اور نہ موعود کا ایسا لازم نہیں اسلیک کہ وہ عدہ رہن کا حقیقت رہن ہی تو رہن نہیں والا کہ عقد رہن کے بعد تسلیم ہون پر
چہ نہیں کہ ان فی الطوطی و فی تفتہ فاذا جہل هذا الرهن فی بدل المرءین کان مضمون علیہما و علی من الدین فیسئل اللف المرءین
جسہما اذا کان الدین مسما و علی اللقیہما و علی اما اذا کان الذم فی مضمون یا القیمہ تو چہ جبکہ رہن مذکور تفت ہو گیا مرحوم کے پاس اسکی
تاوان لازم ہوگا بقدر وعدہ وہین کے تو صورت مذکورہ میں مرحوم ہزار درہم رہن کو دیکھا نہ رہن دستی اور سوت میں جبکہ دین قیمت مرحوم کی برابر

ہوگا یا کثیر اور حکمت سے زیادہ ہوگا تو وہ منہج بقیت ہی یعنی مرتب پر قیمت مہربون کا تاوان لازم ہوگا نہ دین کا ہذا اذ استبحی قل لا الہ الا انت
فان لم یستجب لہو لکن فیہ منہج کا مرتبہ المعقوبین علی سبب الرہین بان رتہ علی ان یطیعہ شیئاً فہلک فی بدہ فہلک
یقین خلاف باقی الامکان مذکور فی البرازیہ وغیرہا ولا حکم اہ غیر مضمون وقد تقدّم ان المعقوبین علی سبب الرہین اذ الرہین
المقدّر غیر مضمون فی الا حکم غیر یعنی دین ہو موعد دین ہاکی مہربون سر تاوان لازم ہونا اور سو فی جہ کہ رہن نے مقدار دین کو مبین کر دیا ہو
پہر اگر اس وقت مبین کیا نہ تو اس کا ضمان لازم نہ ہوگا قول اصح میں چنانچہ یہ گند گیا اس مہربون کے کیا نہیں جس پر قبضہ ہوا طلب میں پر اس طرح کہ
رہن رکھا اس کے شرط پر کہ رہن کو مرتبہ کی چیز دے سو مہربون مرتبہ کے پاس تلف ہو گیا ضمان اس میں لازم ہو گیا نہیں اس میں غلامی و امانت میں
جو برزیہ وغیرہ میں مذکور ہے اور قول صحیح تر ہے کہ اس میں تاوان نہیں جو اور مرتبہ میں مقدم نہ ہو چکا کہ معقوبین علی طلب میں جبکہ دین کی
مقدار بیان نہ ہو غیر مضمون صحیح تر قول میں وصحہ برأس مال السکین و تمنی الصلح فیہ والمسلم فیہ اور صحیح ہے رہن سلم کے رأس المال
کے بدلے اور مضمون کے رہن اور سلم فیہ کے بدلے ہم جہ خدمت اس رہن کی مطلق دین کی صحت میں داخل نہیں ہو سکتا علیہ اس واسطے صحت
نے ذکر کیا تا سائل آئندہ سہر ترتیب ہون فان هکلت الہی فی المجلس فتر الصلح والصلح فیکمل الخلفا
للشخصہ پھر اگر مہربون تلف ہو گیا صرف اور سلم کی مجلس میں تو مضمون اور سلم کا عقد تمام ہو گیا اور مرتبہ با جا نیوالا اٹھ گیا حکم پر خلاف ائمہ
ثالث کے ہم یعنی مرتبہ نے گوارا رأس المال اور مرتبہ صرف کا پایا اگر مہربون رأس المال کی برائت ہو گئی زیادہ رہتا تو فاضل اس کے پاس امانت سے
اوپر اگر اتل رہتا تو بقدر اس کے مستوفی ہوا اور باقی کو رب سلم سے و ان افترقا قبل فکمل الخلفا ای السلام والصلح اور اگر
عاقبت مجلس عقد میں جدا ہو گئی نقد و غیر رأس المال بایں شرط سے پہلے اور مہربون کے ہلاک ہو جائے تو پہلے تو سلم اور صرف باطل ہو کر ہم
وجہ بطلان یہ ہے کہ داس المال اور بدل صرف میں تعین شرط سے سہو بیان تبہ تحقیق اور مضمون و نفوت ہو گئی و اما المسلم فیہ فیصح مطلقاً
اور سلم فیہ تو مطلقاً صحیح ہے خواہ مہربون مجلس میں تلف ہو گیا یا بعد از ان کے اس واسطے کہ سلم فیہ کا قبضہ ہونا مجلس میں دوسرے نہیں فانک ان هکلت
فتر العقد و جہا رخصاً المسلم فیہ پھر اگر مہربون ہلاک ہو گیا تو عقد تمام ہو گیا اور مضمون ہو گیا سلم فیہ کا ولو لم یفک و لکن ففاسخاً المسلم فیہ المسلم
فیہ رہی فہو رخصاً برأس المال استحضاراً لانه بدلاً فقام مقامہ اور اگر مہربون ہلاک نہ ہوا لیکن عاقبت نے عقد سلم کو فسخ کر دیا اور سلم
فیہ کے بدلے رہن جو تو وہ ازروہ امتحان کے رأس المال کے بدلے رہن ہو گا اس واسطے کہ رأس المال بدل سے سلم فیہ کا تو رأس المال کا جس سلم فیہ کے قائم
ہو گیا وان هکلت الہی بعد الفسخ المذکور و هکلت الہی سے المسلم فیہ فیکمل الخلفا المسلم دفع المسلم فیہ لبقاء الرہین حکم ان
ان یفکلت اور اگر مہربون ہلاک ہو گیا فسخ مذکور کے بعد تو سلم فیہ کے بدلے ہلاک ہو تو رب سلم کو سلم فیہ کا دینا لازم ہو گا بسبب فی رہن رہن کے حکم
اس کے ہلاک ہونے تک ہم یعنی رب سلم فیہ کا مثل سلم الیہ کو دینا اور رأس المال کا لینا واجب ہے اس واسطے کہ رہن مضمون ہے اس کے بدلے اور لینہ
رہن کا حکم اس کی ہاکی تک باقی ہو تو رب سلم فیہ کی ہاکی بھی سلم فیہ کا مستوفی ہو گیا کہ ان فی النسخ والاکب انشد یفک الخلفا کا حکم علیہ حسب
لطغله لا تہا ایداعہ فکمل الخلفا اولی الصلا کہ مضمون والی بقاء مانعہ اور باکیہ جائز ہے پہر طفل کا غلام رہن رکھتا ہے اس کے
جواب پر ثابت ہے اس واسطے کہ باپ کو اس کا غلام کا ودیعت رکھنا درست ہے تو رہن رکھنا بطریق اولی درست ہو گا بسبب ہلاک ہونے رہن کے مرتبہ پر ہاکی
واجب ہو کر اور ہلاک ہونے ودیعت کے امانت ہو کر تاوان والو جہی کذا لک اور مضمون کو بھی اس طرح مضمون کا غلام کو اپنی وجہ کے بدلے رہن رکھنا جائز
ہے وقال ابی یحییٰ سبک لا یجوز انک اور ابووسف نے کہا کہ باپ اور مضمون کو ہلاک نہیں یعنی اس کا غلام کے رہن نہ ہو کر خود اذ هکلت
فہما فکمل الخلفا للصلح بغیرہ لا الفضل لانه مانعہ پھر حکم غلام مہربون ہلاک ہو جائے تو باپ اور دوسرے مضمون کو بقدر دین کا تاوان سے زیادہ کا تاوان
اس واسطے کہ زیادہ امانت ہو اور امانت نہیں تاوان نہیں وقال التمر تاشی یفک الخلفا لا تہا الا ان یفک الخلفا لک الی الصبی بخلاف

[illegible]

مستند کو اس قیمت کا رہن کر لیا اپنی پاس جائز نہیں تاکہ مستند اور کوئے والا اور قیمت کا نفاذ نہ کرے نوالا ہو جائی ہم اس واسطے کہ قیمت مرہون کی مستند پر واجب ہو تو اگر قیمت کو اپنی پاس سے قیمت کا داکر نوالا اور نفاذ نہ کرے نوالا ہو جائی اور حالانکہ وہ لوگوں میں مخالفت ہو کر آئے اسخ وھل للعدل الرجوع بمسوغ فی المظاہرات اور مستند کو کیا رجوع کرنا جائز ہے جواب اسکا متصل مذکور ہو چکا ہو نہیں ہم زمینی میں ہو کہ جب مرہون کی قیمت مرہون ہو چکی مستند اول کے پاس یا غیر کے پاس پہر رہنے میں دن اور کیا سوگر مستند نے قیمت کا ادا نہ دیا ہو اسوجہ سے کہ اس مستند مرہون راہن کو دیا قیمت مستند کیواسطے ساتھ رہی اسکو جسے پاس ہو یا اور اگر مستند نے مرہون کی قیمت کا ضامن دیا ہو اسوجہ سے کہ اس مستند مرہون مرہون کو دیا یا نہا تو اس قیمت کو لیا جیسے پاس ہو پر مستند کو مرہون قیمت بہر لیا جائز ہو نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اگر مستند نے مرہون کو مرہون بطور عاریت یا ودیعت کے دیا اور وہ تلف ہو گیا ہو اسکو پاس تو مرہون ہی اسکا رجوع درست نہیں اور اگر مرہون نے اسکو خود تلف کر ڈالا ہو تو مستند مرہون سے بہر لیا اور اسطرح رجوع درست ہو اگر مستند نے مرہون دے کیوقت مرہون سے دن کہا ہو کہ اسکو بدلے اپنی حق کے یا جس کے اسکو بدلہ اپنی حق کے دے گا فی المظاہر دی مختصراً وادھا ھلک یحلف من حکمان المعلن اور جیکہ مرہون تلف ہو گا مستند کے پاس تو مرہون کے ضمانت سے تلف ہو گا یعنی مرہون پر ادا نہ اسکا لازم ہو گا فان وکیل الراہن المعلن او وکیل العدل او غیرہ ما یصلیہ عند حصول الاجل صحیح کیلہ لو الوکیل اھلک اھلک الذلک الی اللہ عند اللغو پر اگر راہن مرہون کو یا مستند کو یا اور کسی سوگر شخص کو مرہون کی بیع کا وکیل کر دی دین کی مدت آئے کے نزدیک تو بیع کیل کرنا صحیح ہے بشرطیکہ بیع کر کے کی بیعت کر لیا ہے یا قیمت یعنی وقت کے نزدیک یا بیع ہو گا یا بیع اھلک الذلک عند التوکیل لا یصح الوکالۃ وجعلت فلو دیکھ بیع صحیحاً لا یقبل فاعا بعد بایغہ لم یصح خلافاً اور اگر وکیل اسکی بیعت کر لیا ہو تو کالت صحیح ہوگی اور اسوقت میں تو اگر راہن نے مرہون کی بیع کا ضامن نہ کر لیا ہو تو وکیل کیا اور اسکی بیعت کر لیا ہو تو بیع صحیح ہوگی امام کے نزدیک پر خلاف صاحبین کے کہ اس کے نزدیک بیع صحیح ہے فان شرط الوکالۃ فی عقد الراہن لم یشرک بغيره ولا بجوب الراہن ولا المعلن للزحرف بل فم العقد ضعیفاً لکالۃ المفعول من رجوع اھلک اھلک پر اگر وکالت مشروط ہو چکی عقد مرہون میں تو وکیل معزول ہو گا راہن کے معزول کرنے سے اور راہن کی موت سے اور نہ مرہون کی موت سے بسبب بیع ہو چکا وکالت کے عقد میں کے عدم کے سبب تو وکالت وکالت مخالفت سے وکالت مفردہ ہو چکے وجہ اور میں سے کہ وکیل کو وکیل کی موت سے وکیل معزول نہیں ہوتا اور وکالت مفردہ میں معزول ہو جاتا ہے ہم مستند وکالت کی یہ صورت ہے کہ راہن کو کہ بیع کے اسکو مرہون رکھا اس شرط پر کہ فلاں شخص موت کے لئے ہو وکیل ہو سکی بیع کر لیا کا فی المظاہر والذاتی ان الوکیل ہنا یجوز علی البدن عند الامتیانج اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وکیل پر بیان یعنی یہ مرہون کی وکالت میں جبر کیا جا سکتا ہے یا نہا کے نزدیک ہم وہم جبر ہے اور مرہون کو ضرر نہ ہو کہ قیمت جبر کی ہے کہ حکم وکیل کو چند روز قدر کہو اگر اسے بھی وہ اصرار کرے تو حاکم کو بھیج دینا لہذا عند الضرر وکلاً لا یشرط بعد الرهن فی الا حتم زمینی حل خلافت ظاہر الروایۃ وارن صحیحاً قاضی خان وغیرہ علی ما نقلہ الفہرستان وغیرہ فثبت بخلاف المفعول اور یہ شرط تو وکیل اور وکیل پر جبر صحیح ہے اگر وکالت مشروط ہو چکی تو وکیل مرہون کے صحیح معزول نہیں ہوتا لہذا فی الزیلعی پر خلاف ظاہر الروایۃ کے اگرچہ قاضی خان وغیرہ نے ظاہر الروایۃ کو صحیح کہا ہے یا چنانچہ فہرستان وغیرہ نے اسکو نقل کیا ہے تو مشہور دارو پر خلاف وکالت مفردہ کے ہم عالم یہ ہیں کہ اگر مستند مرہون کو وکیل بد تمام مرہون کے ہو چکی ہو تو ادا ہوئے سے روایت ہے اور اسکی کوئی معنی نہ ملے لیا ہے کہ اس پر جبر کیا جا سکتا ہے جیز میں ہے اور یہی قول صحیح ہے چنانچہ محیط شرحی میں ہے والثالث انہ یحکم بیم الوکالۃ الا فیما یشاء اور یہ وجہ ہے کہ وکیل مذکور مرہون کے بچے اور دیت کے بچے کا مالک ہے ہم بیع دیت کی یہ صورت ہے کہ غلام مرہون کو کسی نے بیع کیا غلام کی راہ سے یہ اسکی دیت میں انجاس دے تو وکیل کو بیع انجاس کا اختیار ہے والراہم اذا باع بخلال جنس الذلک کان لہ ان یتصرف فیہ لہ ان یتصرف اسے لہ ان یتصرف لہ ان یتصرف اور جو بیع وجہ یہ ہے کہ وکیل نے مرہون کو بیع انجاس دینے کے خلاف نوادہ اسکو

جس میں نہ کشت ہو نہ دست ہو نہ غلات و کالت مفرد کہ وہ شکر کا مالک نہیں و الخاف ان کا کان عبلا و غلا و کالت مفرد کہ وہ شکر کا مالک نہیں
 کان له بقیة غلات الفرة و الخاف ان کا کان عبلا و غلا و کالت مفرد کہ وہ شکر کا مالک نہیں و الخاف ان کا کان عبلا و غلا و کالت مفرد کہ وہ شکر کا مالک نہیں
 غلام قاتل قاتل کے بدلے دیا گیا تو کلیل کو اس کی بیع کا اختیار ہو غلات و کالت مفرد کہ وہ شکر کا مالک نہیں و الخاف ان کا کان عبلا و غلا و کالت مفرد کہ وہ شکر کا مالک نہیں
 فی غلبت و رثت اے و ذیہ الراہن کا کان کہ حال حیاة البیوع یعنی حیات کے لئے ہے حضرت ابوہریرہ اور کلیل کو فروغ مرہون کا بیع
 راہن کے وارثوں کے بیچ و دست ہو جس پر اس کو اس کی بیع کا اختیار تھا راہن کی زندگی میں بغیر موجود ہونے کے کہ وہ کالت کا مالک ہو کلیل
 مطلقا اور کالت باطل ہو جاتی ہے و کلیل کی موت سے ہر طرح خواہ و کلیل مرثیوں پر یا مستند یا غیر او کا اس کو کالت میں بیک جاری نہیں اور وکیل
 وکیل کی راہی پر یا فی ہوائیات اس کی غیر کی راہی پر و عن الثانی ان وصیہ تخلعہ لکنہ خلاف صیحا الیہ صلی اور ابوہریرہ سے ایک روایت ہے
 کہ وکیل کا وصی وکیل کا ولیف ہے اور مذکور میں لیکن یہ روایت اصل میں امیر کے مصلحت کے وجہ سے خلافت کا فی المصلحت و لو ان وصی الی امر بیک
 لم یصلحہ الا ان کان منہ و کالت کا مالک وہ کلیل کو فروغ مرہون کے وصیت کی بیع مرہون کی درستی پر تو یہ صحیح ہے کہ وکیل کا
 وصیت کرنا کالت میں نہ ہو گیا ہو تو درست ہو مرہون اس کی بیع کی راہن نے اصل کالت میں یوں کہا کہ وکیل نے تجھ کو بیع مرہون کا وکیل کیا اور
 جو تو اس میں کر رہا ہے تجھ کو اس کی اجازت دی کہ ان فی المصلحت و لا یخلک راہن و لا مرفوع بید بغیر رضی الا انی اور مالک نہیں راہن کو فروغ
 مرہون کی بیع کا بدون رضا نہ دی و دوسری کہ یعنی راہن بدون رضا نہیں بدون رضای راہن بیع نہیں کر سکتا اس کو اس کو مرہون سے فروغ
 حق متعلق سے تو ایک دوسرے حق کو بدون اس کے ان کے باطل نہیں کر سکتا فان حل لاجل و غلات الراہن انما یصلح لکلیل علی مبیعہ صلی
 و الی کلیل بالصلوۃ اذا غلبت موکلہ او باعہا فانہ یخرجہ عنہا کما یخرجہ انما لیبیہ فان یبع بعد ذلک باع القاضی فیما لیس فیہ پر اگر وین
 کی مدت پہنچی اور راہن غائب ہو تو وکیل پر جبر کیا جاوے گا اس کی بیع کا چنانچہ یہ حکم ہے خصوصیت کو وکیل میں جبکہ اس کا موکل غائب ہو کہ وکیل خصوصیت
 سے انکار کرتا ہو تو اس پر نہ صحت یا بیع مرہون کو اس پر جس پر کیا جائیگا اس طرح کہ قاضی اس کو قید کرے جبکہ وہ ہر گز وہ عدم ہر گز اس کے قاضی ہو کہ
 بیع اس کے لئے غیر اس طرح مطلقا ہی نے کہا کہ بیعت اجبار کی درستی کے اکثر سو فی صد مذکور نہیں و ان باعہ العدل فالقن وھن کلشہن
 فی غلات کھا کھا اور اگر مستحق مرہون بچھلا تو اس کا ثمن میں رہیگا بیع کی مانند تو ثمن تلف ہوگا بیع کے تلف ہونے کی مانند نہیں ہونے
 کا مال تلف ہوا سبب بانی رہنے عقد میں کے اس پر ہیکہ ثمن قائم مقار سے بیع مرہون کے فان اذ فی ثمنۃ بعد بیع المرہن فاسحق المرہن
 و عن فان کان المبیع ہا لکافی بدل المشرقی ثمن المبیع الی المرہن کا بدلہ ہوا کہ بیع مرہون بچھا اور اس کا ثمن بیع کو بعد و ثمن
 کو رہا بیع مرہون غیر راہن کی ملک ٹھہرا اور اس کا نادان دیا گیا سو اگر مبیع تلف ہو گیا مشتری کے پاس تو مالک سخن کو اختیار سے جاوے راہن سے و اس کے
 وہ قاضی جیسے پایا مال راہن کا مالکان مالک و حیات ثمن البیوع و القرض لکھا کہ بیع مرہون اور اس وقت میں بیع مرہون کی اور بیعہ مرہون کے ثمن
 مستحق کے انچھ سو بیع ہو گیا سبب مالک جو کتا راہن کے اس کا نادان و بیع مرہون و ثمن المبیع العدل لکھا کہ بیع مرہون ہو ای العدل لکھا کہ بیع مرہون
 و صحیحاً ایضاً جاوے مالک شخص مستحق سے اس کے سبب کی تعدی کے بیچے اور تسلیم ثمن کرنے سے پرستہ نادان لکھا راہن سو مرہون کی قیمت کا اور
 اس وقت نہیں بیع مرہون صحیح ہوگی اور بیعہ مرہون کا ثمن پر ہی صحیح ٹھہریگا و ثمن المرہن ثمنۃ الذی اذ اذ الیہ مستند یا بیع مرہون سے نادان
 لے اور ثمن کا جو مستحق نے اس کو ادا کیا یعنی اس کو اس طرح سے اسحقان سے ظاہر ہو گیا کہ مرہون نے حق ثمن لیا کہ انی اللدر و هو ای الثمن لہ ای
 للعدل لہ لہ بدل و لکھا اور وہ یعنی ثمن مذکور مستحق کا ملوک جو اس کو اس طرح اس کی ملک کا بلا یہ ہم جب مستحق نے مرہون سے کتا نادان و مرہون کی
 مالک ہو گیا اور ثمن اس کا بلا یہ تو ثمن صحیح مستحق کا ملوک ہو گیا کہ انی اللدر و یجمع المرہن علی ما ھوہ بک ثمنہ ضمیمہ ردہ بطلان بقضیہ و ثمن راہن
 ہے اپنا وین ہر گز نہ بوزر بطلان بقضیہ ثمن یعنی جب مستحق نے مرہون سے ثمن کا نادان یا تو مرہون کا قبضہ نہیں پر باطل ہو گیا تو انفر و مرثیوں راہن سے جاوے

بطلان دین اور بطلان دین میں کچھ حداث نہیں کہ ان فی الطریق کجلیتہ اسی الھن علی ایہ الزاھن او علی ایہ المرھن فاکھا معتبرہ فی
 المصنوع حتی یکن قسما او یفقدان وان کان ثلث علی المال بیاع کا لو بیع علی الاخصی اذ ہوا جندی لتبایع الا کمالا و یلغی مبی
 جایت مرہون کی راہ میں کے فز نہ از مرہن کے فز نہ براسو اسلکہ وہ مقبوسے قول مجہدین تو مرہون و باجا و کجلیتہ جنت کے کجلیتہ کجلیتہ دیا جی
 اور اگر جایت مرہون کی مال پر ہو تو وہ ہجرا و کجلیتہ مال کو باجا و کجلیتہ شخص اجنبی پر اسکی جایت مقبوسے فز نہ از مرہن اور مرہن پر جایت
 مرہن مقبوسے جی کہ فز نہ باب سو اجنبی سے تبایع مالک کے سبب کہ ان فی الزمینی ہو لو رھن عبد الشیخ العالی العالی موکل فرجعتہ قبضہ
 ال مانعہ فقل کہ رھن و غیرہ مانعہ و کل الاجل فالمرھن یفقدان ای المانعہ فضاۃ حقہ و لا یرجع علی المرھن شیء مکتوبہ یا فقل
 و لا یصل ان نقصان السبع لا یوجب سقوط الدین بخلاف نقصان العین فاذا کان الدین باقیا وید المرھن لکلا استیضاۃ فیضہ
 مستحقا لکل من لا یستلزم او اگر کہ وہ غلام جو مرہن درم کی برابر سے مرہن درم موجد پر مرہن رکھا پر اسکی قیمت پلٹ کر سو درم کی ہوگی پر اسکو
 ایک رو قتل کیا اور سو درم کا تو ان دیا اور دین مرہن کی مدت پر پونجی تو مرہن سو درم پر قبضہ کرے اپنا او حق کے سبب یعنی اسی بقض جن
 سے اور اس سے کچھ لگا جسو غلام مرہون کی موت بلا قتل مرہن راہن پر کوئی چیز لازم نہیں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نقصان بزم سقوط دین کا ہے
 نہیں پر خلاف نقصان مرہن کے پر کجلیتہ دین باقی رہا اور قبض مرہن کا قبضہ اس شیعہ فامی تو وہ تمام دین کا یا پورا لٹا کر یا ابتدا دین سو لٹا
 اسے العسک کی المذکورہ بجا یا پورا الھن قبض المانعہ فضاۃ حقہ و یجب یستلزم کلاۃ الماکات الدین باقیا و قد اذن بیکلی
 ہما فی کتاب السبا فی ذمہ کاٹھ استلذہ و باقہ بنفسہ اور اگر مرہن کے غلام مذکور ہجرا سو درم سے راہن کے اسے تو مرہن
 قبضہ کر لگا سو درم پر اپنے حق کے سبب اور نو سو درم راہن سے ہر لگا سو اسلکہ جب دین باقی رہا اور البتہ راہن نے اسکو سو درم کے ساتھ
 بیچنے کا انون دیا تھا تو باقی دین یعنی نو سو درم راہن کے ذمہ لازم رہے گا یا ان مذکورہ راہن سے مرہن پر لیا مرہن سے اور اسکو نو سو
 بیچا لو قتلہ عبد فیمتہ مانعہ فقل کہ انھہ الھن وجوب کل الدین وهو الا لک لقیام الشانی مقام الاول ثم اذ کان وفال
 محققان شاعہ اقلکہ بکل ذمہ ان کہ علی المرھن بدینہ وهو الفضاۃ کا فاضلہ بالیۃ عن المواہب لکن عائدۃ الملو
 و الشرا و علی الا حق لی اور اگر مرہن درم کی قیمت دے غلام مرہون کو اس غلام نے قتل کیا جسکی قیمت سو درم ہے تو قتل غلام قتل کر کے
 دیا گیا تو راہن پر واجب ہے کہ غلام مذکورہ تمام دین یعنی مرہن درم دیکر جس سی پڑاوی سبب قلم جو کا غلام ثانی کے غلام اول کے مقام پر کشت اور جو تین
 بیٹے آدمی جو نے دین دو برابر میں ادھرتے کہا راہن اگر چاہے اسکا مرہن فک کرے مرہن کا سبب دین دیکر اسکو مرہن کے پاس چھوڑے اسکو دین
 بدلے اور یہی قول محمد کا غمرا ہے چنانچہ شریعہ بالیہ میں ہے مواہب الرحمن مشغول لیکن اکثر فقہ کی متون اور شروہ اول قول پر مشتمل ہیں خواہ
 ترک التفریع اولی الی ہن خطا فذا المرھن لمانعہ ملک و لم یخیم علی الھن شیء پر اگر غلام مرہن تھا اور غلام اسکو قتل کیا تو مرہن کا
 بدلہ ہوا اسلکہ مرہون اسکی ملک پر اور مرہن فز نہ از راہن سے کجلیتہ شرا کے صنف کا فاضلہ کا ترک کرنا بہتر نہیں ہے اسلکہ سبب سبب سبب
 سے شفرہ نہیں ہم تفسیل ملک مرہن غیر ظاہر ہے تو اگر شرا ح دیون کجلیتہ ان لمانعہ صنف کے کجلیتہ تو بہتر تھا کہ ان فی الطریق یعنی قتل حاصل ہوا مرہن کے
 ضمان میں اسو اسلکہ ضمان نہایت کام نہیں ہے اور غلام مرہون بالکل اسکی ضمان میں ہو اور اسکا دین مرہن غلام کو مستغرق ہے کہ اسے اللہ
 ولا یملک ان یدفعہ ال ولی الجناۃ لمانعہ لا یملک التملیک اور مرہن ملک مرہن غلام کے دین کا ولی جایت کو یعنی مقول کے مالک
 وارث کو اسو اسلکہ مرہن تملک مرہون کا ایک نہیں خواہ الی المرھن من الفضاۃ کہ فضاۃ الھن ان شاء ان فذاۃ لک فی الدین یکل
 منہما لو اقل من فیۃ الدین او مساو او لو اقل فیۃ فضاۃ العکلا فقط ولا یسقط الباقی پر اگر مرہن کے فز نہ از دین و دین و دین
 لکھا تو راہن دے غلام فاکل اگر چاہے یا اسکا فز نہ از دین مرہن دو نو سو درم تو نہیں یعنی دفع اور فز نہ از میں ساقط ہوگا اگر دین کمر مرہن کی

سنة الى ان يتيقن كحاشي المصنف عن الطبري مرة او اگر غلام نے قبل نظام مال کا اقرار کیا تو اس کا اقرار اس کے مالک پر نافذ ہوگا
بلکہ اس کی گردن پر ہوگا اور دوسرے تک یعنی آزاد ہو سکے بعد اس پر دہن یا لازم ہوگا چنانچہ مصنف نے جو ہر سے نقل کیا ہے کہ قال وطاهر بن
الطبري بطلان اقراره بالخطاء اصلا لا يعنى في حقه ولا في مستندة ولا في استحکام العبد من الاشياء معللا بان
موجبه الدفع الى الفداء فتا ملة مصنف نے کہا اور نہ لینی کا ظاہر کلام دلالت کرتا ہے کہ غلام کا اقرار قبل خطا کا اصلا باطل ہے یعنی
نہ غلام میں جینے سمجھ ہے نہ اس کے مالک کے حق میں اور یہ سبکی مانند شہادہ کے حکم عید میں مذکور ہے یعنی اسے ابطال اور ثابت کیا ہے میں تعلیل
میان کو کہ اس اقرار کا موجب دفع غلام ہے یا فداء دینا اس قول المصنف سے اس میں دلیل کر ہم شارح نے لفظ تامل بنا کہ یہ تعلیل لینی
کیا ہے یہ شہادہ کی طرح ہے اس لیے کہ شہادہ میں تعلیل ہی مذکور نہیں لینی کی پوری تقریر یوں ہو کہ اقرار غلام قبل خطا باطل ہے اس لیے کہ موجب
اوس کا دفع ہے یا فداء بلکہ برابر غلام پر کھڑے جب نہیں تو اقرار مذکور ہوگا خواہ غلام مجبور یا از دین فی الحماۃ ہو اس لیے کہ یہ اقرار اس کا
سے نہیں نہ باطل نہ کذا فی المطاوعی بلکہ علیہ القیاسان ہا کہ اقرار بالذوق علی العاقلة انت ہی قدا بڑا کہ اذ قل نعم لعلنا علی العمل
بمقتضى قولہ علیہ الطلوع والشمس لا کقول الاعمال علی حد ولا عدلا ولا صلحا ولا اعتدلا حتی لو اقر فی الفتن خطا لکن اقرار
اقرار علی العاقلة ای الا ان یصغر قولہ کذا فی حقہ القیاسانی فی المعامل فتنہ لیکن فتنانی شارح نے لیس یوں بیان
کی ہے کہ قبل خطا کا اقرار کرنا دیت علی العاقلہ کا اقرار ہو گا مگر یہ اقرار ہوگا کہ مستغنیہ ہو سکتا ہوگا جام کلام میں یہ مقتضی ہے کہ اقرار دیت
غلام کے تحمل نہیں ہوتے اور نہ مسلم اور نہ اقرار کے یہاں کہ اگر اذ قبل خطا کا اقرار کرے تو یہ اقرار عاقلہ یعنی مددگار نہ ہوگا لینی اس پر دہن نہیں ہوگا اور
پر دیت ہو چکے وہ اقرار اس کے تصدیق کرین اور ہی مضمون کی تقریر کی ہے فتنانی مذکور نے کہا بالما قبل میں تو خبر دار ہو ہم مطاوعی شارح کہ اس اقرار
کا جواب یہ ہو چکا کہ اس وقت کہ اس وقت کہ وہ عاقلہ خطا دی کہ جو اس پر حد کے حاشیہ پر قوم ہو لا حظ کہ اس طرح سے اس طرح سے اس طرح سے
الی الخ فاما لا یقتضی لادله علی خلافه علی ما قلناه لا أنه خطا انما یکرر کے عاقلہ بار اس واسطے کہ اس پر کو دوسرے شخص
بالکلیہ سودہ نون ہو گیا تو چاہے مرد کو اسے قصاص لیا جاوے یا اس لیے کہ وہ قتل عمد ہو اور دوسری حد کو اس لیے دیت وجہ ہوگی قاتل کے برابر دین
کہ وہ قتل خطا ہے ہم پر حد نہیں نسل واحد لیکن بعد و اثر سے متعدد ہو گیا کہ فی الزیلعی و قنوت خیار فی دفعہ فی حقہ فسطح علی آخر
فدکما حقن نفسه فی قنوت علی ثالث فلسفہ یہ ای الثالث فعل من الداء فکذا استل ای حقیقہ میں تہہ اس وقت کہ بعض شخص
جناحہ فقال لا یضمن لاول لان الحیة لو تضرع الثانی وكذلك لا یضمن الثانی والثالث لو کثر کذا و اما لا یضمن فان تسبته مع
سقوطها فورا من غیر خطای فعلی الدافع الی الیہ فی تضرع الثالث والا لتسبته فورا لا یضمن دافعہ علیہ ایہا فایستطیع یو ہ
جسمیا و هذا من تنافیه رضی اللہ عنہ صبر علی تعظیم القتل کے ساتھ اگر ٹرا ایک شخص پر سودہ اسنی اور دوسری ہمارے ہنگام سودہ سے
شخص پر جا بڑا پر دوسری شخص نے اس کو اپنا دوسری شہادہ تو تہہ شخص پر جا بڑا سودہ سے کہ اس نے وہ شخص پر نہ تھا واجب ہو گیا
طرح سوال ہو انہا نام الو حقیقہ ہر علیہ جماعہ علماء مجتہدین کے درجہ و سوا نام نہ فرمایا کہ اول شخص پر نہ تھا نام نہ ہو گا اس لیے کہ اس نے دوسرے
شخص کو ضرر نہیں پہنچایا اور نہ ہی ضرر دوسرے شخص پر نہ تھا کیونکہ اس نے نہ تو کوئی ہون نہ ہی ضرر نہ تھا اس کا یہ حال ہو اگر اس کو
ساتھ کر کے ساتھ ہی ملا تو قتل کا تو ساتھ ساتھ دے شخص پر نہ تھا ہر حال میں اس کے وارثوں کو اس کے وارث کے ساتھ ساتھ ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہو گا
لے کہ یہ شخص کا تو ساتھ ساتھ ہی نہ تھا دہن کا لازم نہیں ہو گا یہ سب حالوں میں ہوگا کہ اقرار کیا اور نہ یہ سب حالوں میں ہوگا کہ اس نے
کے جو نہیں ہے نہ کہ فی الصبر فیہ وجہ العاویہ ہم فوراً کا تہہ وانی سبب شہادت موت کا تہہ اس پر نہ تھا واجب ہو گا اور اگر موت ہو گا تو اس کا
سبب نہ تھا حال المصنف و لهذا التفصیل اجبت ان حکمہ فی العاویہ وانی ان کتبنا عقوبتی فم علی آخر القائل علی الثالث والثانی

عہ
فدکما حقن نفسه فی قنوت علی ثالث فلسفہ یہ ای الثالث فعل من الداء فکذا استل ای حقیقہ میں تہہ اس وقت کہ بعض شخص
جناحہ فقال لا یضمن لاول لان الحیة لو تضرع الثانی وكذلك لا یضمن الثانی والثالث لو کثر کذا و اما لا یضمن فان تسبته مع
سقوطها فورا من غیر خطای فعلی الدافع الی الیہ فی تضرع الثالث والا لتسبته فورا لا یضمن دافعہ علیہ ایہا فایستطیع یو ہ
جسمیا و هذا من تنافیه رضی اللہ عنہ صبر علی تعظیم القتل کے ساتھ اگر ٹرا ایک شخص پر سودہ اسنی اور دوسری ہمارے ہنگام سودہ سے
شخص پر جا بڑا پر دوسری شخص نے اس کو اپنا دوسری شہادہ تو تہہ شخص پر جا بڑا سودہ سے کہ اس نے وہ شخص پر نہ تھا واجب ہو گیا
طرح سوال ہو انہا نام الو حقیقہ ہر علیہ جماعہ علماء مجتہدین کے درجہ و سوا نام نہ فرمایا کہ اول شخص پر نہ تھا نام نہ ہو گا اس لیے کہ اس نے دوسرے
شخص کو ضرر نہیں پہنچایا اور نہ ہی ضرر دوسرے شخص پر نہ تھا کیونکہ اس نے نہ تو کوئی ہون نہ ہی ضرر نہ تھا اس کا یہ حال ہو اگر اس کو
ساتھ کر کے ساتھ ہی ملا تو قتل کا تو ساتھ ساتھ دے شخص پر نہ تھا ہر حال میں اس کے وارثوں کو اس کے وارث کے ساتھ ساتھ ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ ہو گا
لے کہ یہ شخص کا تو ساتھ ساتھ ہی نہ تھا دہن کا لازم نہیں ہو گا یہ سب حالوں میں ہوگا کہ اقرار کیا اور نہ یہ سب حالوں میں ہوگا کہ اس نے
کے جو نہیں ہے نہ کہ فی الصبر فیہ وجہ العاویہ ہم فوراً کا تہہ وانی سبب شہادت موت کا تہہ اس پر نہ تھا واجب ہو گا اور اگر موت ہو گا تو اس کا
سبب نہ تھا حال المصنف و لهذا التفصیل اجبت ان حکمہ فی العاویہ وانی ان کتبنا عقوبتی فم علی آخر القائل علی الثالث والثانی

کے برادر و برادریت کی وہ تباہان و جب ہو گی کہ انی شرع الطحاوی ہم یقیناً اگر نبات خطا ہو اور کسی نبات شہر کو ہی سو تو یہ دیت کی معافی سے توفیق
 کے ثلث مال سے اٹھا کر اعتبار ہو گا اسو اسکو کہ دیت مال پر اور متغول کے دار تو کما حق دیت سے متغول کا غور کرنا وصیت فقہ ائمہ ائمتہ الیٰہم
 ہو گی برخلاف تلیٰ عدس کے ایسا ہو گیا کہ نبات سے اور تصاص الیٰہم نہیں سے تو اس سے دار تو کما حق متغول نہیں سے تو غور عن نقصان میں مال کے
 سیم سے کذا فی شرع الیٰہم یعنی حقن انھا علی العاطف فقد اخطأ قطعاً سو جس پر یہ گمان کیا کہ دیت اور متغول کی قاطع پر ہی مسودہ یا نہیں
 چونکہ یہ وضفاً لا ان عفواً لیس لایستحب ان یشترک فی الثلث ذکر العہد شکاً اور اعتبار ثلث مال تو یہ مستحب ہو تا کہ کسی کا غور کیا ثلث سو متغول ہو گا
 ایسا ذکر کیا ہے فہستانی شارح نقایس ہم اسو اسکو کہ ثلث مال کا اعتبار عرض الوت کے درمیں میں ہوتا ہی سو اگر وہ ہم پر ہو جس کہ اتھ اور اسکا انداز خطا
 ہو گیا اور وہ بستر پر ہوا نہ ہی سیم سالم کی مانند چنا ہوا نہ ہی اور اسکو قطع کو غور کر دیا پیرہ مر گیا اور کے صدر سے وضفاً تو یہ ہو گیا مال میں نافذ ہو گا
 ثلث میں کذا فی الطحاوی و یفتی و العہد من کلہ لثلاثی حق الوہر ثلث بالذی یقرب بالذی یقرب لایستحب ان یشترک فی الثلث ذکر العہد شکاً اور اعتبار ثلث مال تو یہ مستحب ہو تا کہ کسی کا غور کیا ثلث سو متغول ہو گا
 مستحب ہو گا اسو اسکو کہ متغول کے دار تو کما حق دیت سے متغول ہونے تصاص سے اسو اسکو کہ تصاص مال نہیں سے و الشیخ مثلاً ای مثل القطع حکماً کذا
 اور ہر کار خرم قطع کی مانند ہی حکم میں اور امام اور صاحبین کے خلاف میں قطعاً امراً فی یک رجل عہداً فی اخطأ لایستحب ان یشترک فی الثلث ذکر العہد شکاً اور اعتبار ثلث مال تو یہ مستحب ہو تا کہ کسی کا غور کیا ثلث سو متغول ہو گا
 و کما یستحب ان یشترک فی الثلث ذکر العہد شکاً اور اعتبار ثلث مال تو یہ مستحب ہو تا کہ کسی کا غور کیا ثلث سو متغول ہو گا
 مذکور ہو گی تو اگر صرف قطع کو مطلق کہتا عدلیٰ نیدہ لایستحب ان یشترک فی الثلث ذکر العہد شکاً اور اعتبار ثلث مال تو یہ مستحب ہو تا کہ کسی کا غور کیا ثلث سو متغول ہو گا
 تا کہ کہیں اگر مطلق کہتا تو تفصیل آئندہ ہم پر کذا فی الطحاوی و یفتی و العہد من کلہ لثلاثی حق الوہر ثلث بالذی یقرب بالذی یقرب لایستحب ان یشترک فی الثلث ذکر العہد شکاً اور اعتبار ثلث مال تو یہ مستحب ہو تا کہ کسی کا غور کیا ثلث سو متغول ہو گا
 فقہ ہر اھا الاثر من ولو عدل انما کا ہم مرد کا اتھ کا لایا اسنو اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے
 نکاح کیا پیرہ مر گیا تو اگر مطلق کی سرایت سے نہ ہوا تو عورت کا ہم اتھ کا خور نہ ہوا یعنی یا پھر اگر مرد کو قطع عہد ہوا تو ان امام اور صاحبین کے قطع عہد کا
 ہر اھا الاثر من ولو عدل انما کا ہم مرد کا اتھ کا لایا اسنو اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے
 ہوا اگر اسنو عہد اتھ کا لایا ہم چونکہ تصاص سے اٹھتے پر نکاح ہوا تھا اور وہ مال نہ تھا تو ہر مہر کے کی صلاحیت نہ رکھتا تھا تو انہ کی دیت ہر مہر ہی نہیں ہو گی نہ کہ مرد
 اور عورت کے اطراف میں تصاص نہیں ہوا ہر مہر کے قطع کے صدر سے ہو گیا تو ظاہر ہو گیا کہ اتھ کی دیت واجب تھی لہذا ہر مہر واجب ہوا اور عورت پر دیت
 لازم آتی نہ اس کے مددگار و نہ ہر اسو اسکو کہ عہد میں قابل برضمان ہوتا ہونے اس کے مددگار و نہ ہر تصاص ہونے والی عورت کا لایا اسنو اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے
 و الاثر من ولو عدل انما کا ہم مرد کا اتھ کا لایا اسنو اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے
 جب مرد پر ہر اور عورت پر اسکی دیت واجب ہوتی تو اگر مرد دیت مقدار میں برابر میں تو باہم ہوا ہو گیا جتنا دیا تھا اور اتنا لیا سما لہ برابر برابر ہو گیا اور اگر
 مرد زیادہ ہو تو عورت مرد کے دار تو اس سے قدر زیادت کو تھا عدا کر اور اگر دیت زیادہ ہو تو عورت مرد کا اتھ کا لایا اسنو اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے
 اخطا ثلث فی قطع بدلا اور عورت کے مددگار و نہ ہر دیت واجب اگر عورت نے انداز خطا اسکا اتھ کا لایا ہر ولانہ فاحیاناً کان اللہ علی العاقلین
 فی الخلفاء اختلاف النکاح علیہا و المہر علی الذی فیہ تفاوتاً اور خطا میں ہر اور دیت باہم ہوا ہو گیا جتنا دیا تھا اور اتنا لیا سما لہ برابر برابر ہو گیا اور اگر
 تو مددگار و نہ ہر دیت واجب ہوتی تو اگر مرد دیت مقدار میں برابر میں تو باہم ہوا ہو گیا جتنا دیا تھا اور اتنا لیا سما لہ برابر برابر ہو گیا اور اگر
 قلت و قال صاحب الدار یعنی ان تقدم المقاصد فی الخطأ ایضا کا لایا عہد اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے
 علی الخلفاء بل فی النکاح و لعلہ اطلق لا لایستحب ان یشترک فی الثلث ذکر العہد شکاً اور اعتبار ثلث مال تو یہ مستحب ہو تا کہ کسی کا غور کیا ثلث سو متغول ہو گا
 ہوا ہر دین اسو اسکو کہ دیت خطا میں عورت پر مددگار و نہ ہر تصاص ہونے والی عورت کا لایا اسنو اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے
 کردہ میں تصاص سے یعنی اسو اسکو کہ عہد میں نہ ہوا تو عورت کا لایا اسنو اتھ کا لایا والی عورت سو نکاح کیا ہوا نہ ہی پڑھنی اپنا اتھ کے دیت کو اسے

محمی قتل کرنا جائز نہیں اس واسطے کہ وارث کی قصد میں قتل نہیں کیا گیا یعنی قتل مقصد سے نہ ہوا نہ قتل
شہر ابرغلات اس قول کے جو وارث نے کیا تھا کہ تم دو قتل کرنے اور قتل کیا ہی ہو اس واسطے کہ وہ قتل قتل کا جو مقصد ہے وہ قتل مقصد میں
وارث دو قتل قتل کر گیا اس کے اقرار کے سبب کہ انوی الا ربی ولو اقر بجل بانیہ قتله وقامت الدینہ علی آخر اہل قتله وقال الولی
فکفہ کلاهما کافہ للولی قتل المقتولین المشہور علیہ لان فیہ تکذیباً لبعض من حبسہ کما فی الکرکے ازار کیا کہ میں نے مقتول
کو ازار سے ازار گواہ قائم ہوئے ہیں کہ دوسرے شخص نے اس کو قتل کیا ہوا وارث نے کہا کہ مقتول شہود علیہ دونوں نے اس کو قتل کیا ہی ہو تو وارث کو مقتول
قتل کرنا جائز نہیں نہ مشہور علیہ کا اس واسطے کہ اس میں کوئی شخص ہو یہ کی تکذیب ہو چاہے جو غیر سبب لگے گا ہم موجب شہود ہوا اور جو یعنی مشہودات
اسے قائم ہوئی ہے کہ غیر مقتول دوسرے شخص نے اس کو قتل کیا ہوا وارث قتل بالاشترک کا قاتل سے تو تکذیب شہادہ کی جو ہی الفاظ میں ہے
تکذیب نفس میں ہے شہادہ کی اور نفس میں بطل شہادہ میں ہو ولو قال الولی کاحل المقتولین صدقت انت حکمتہ وحدک کان لک فکفہ
لتصاخر قضا علی وجوب القتل علیہ حکمہ اور اگر وارث نے دو افراد کو قتل کرنے میں سے ایک قرار کر لیا ہے سو کہ ایک تو سچا ہو تو ہی نے اس کو قتل کیا
کیا ہے تو وارث کو اس میں قتل کرنا جائز ہے اس واسطے کہ قطع مقتول کر کے قتل واجب پڑواریت اور مقتول نے اتفاق کیا ہی ہوا کہ تصاخر سے
کما لو قال ذلک کما حکم المشہور علیہما کان لہ قتله لعدم تکذیبہ شہودہ علیہ واما کذب الاخرین جانیہ کر دی نے اس میں
دو میں سے ایک مشہور علیہ کیا تو وارث کو اس میں شہود علیہ کا قتل کرنا جائز ہے اس واسطے کہ اس میں مشہور علیہ کی گواہی کی تکذیب نہیں کی اور سچا تو وارث کو
کی تکذیب کی وکذا حکم الخطأ فی کل ما ذکر ذکرہ فی الیضیۃ اور اس میں قتل عدل کا قتل خطا کا حکم ہے ہر ایک امر کو میں ایسا ذکر کیا ہے
زیلعی نے لیکن محمد بن قتل واجب تھا اور خطا میں بیت واجب ہوگی شہود علی جعلی بقتلہ خطا و حکم بالذیۃ حل العاقلۃ شہادۃ
بقتلہ حیاً حیاً علی العاقلۃ لولی لقتضیہ الذیۃ بالحق ان الشہودۃ وریجھا اسم الشہودۃ علیہ علی الولی لکلمہ المضمینۃ الذی
فی قول الیضیۃ دو گواہوں نے ایک دوسرے قتل ظاہر گواہی دی اور بیت دین کا قاتل کے دو گواہوں پر حکم ہو گیا ہے چھ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی
زندہ آیا تو قاتل کے دو مقتول غرض کے وارث سو بیت کا ناوان لین ہوا اس واسطے کہ وارث ناسخ دیت لیگا ہوا کہ ناوان لین اور گواہ وارث سو
بہر لین اس واسطے کہ گواہ ایک ہو کر بیت دیکھو اس میں منہور کی جو وارث کی انھیں میں و الشہادۃ علی القتل العمد فی هذا الموضع الخطا
فلا حد حیاً حیاً لولی الذیۃ ان الشہودۃ کلا فی الیضیۃ فلا یرجع الشہدۃ علی الولی لا یجوز او حیوا لہ القوۃ
وہو ایس جلال و قلا یجوز کا خطا اور اس حکم میں قتل مدبر گواہی قتل خطا کی گواہی کی اس میں بہرہ مقتول غرض زندہ آجیا تو قتل عمد کے مشہور
علیہ کے وارث نماز میں سبب کہ مقتول غرض کے وارث سو بیت کا ناوان لین یگا ہوا کہ ناوان لین ہوا اور خطا پر بہرہ مقتول غرض میں
کے وارث سو گواہوں کو بیت کا پیر لیتا جائز نہیں بلکہ گواہوں کے وارث نہ کوئے قصاص میں لیتا ہے جب کہ دیتا تھا اور حالانکہ قصاص میں نہیں اور ما جہت سے
کہا کہ گواہ وارث سو بیت پر نہیں ہے قتل خطا کا اندھم مقتول غرض کے وارث کو بیت لین جائز ہوا نہ قصاص اس واسطے کہ عاکم سے حکم سے مشہور دایم
سبب اگر ارشاد ہے ما سقمہ کانی الخطا وی ولو شہد علی اقرارہ ای اقرار اقل بالخطا والحق قضا حیاً حیاً و شہد علی شہادۃ
حکمیہ حکم فی الخطا وحقنی بالذیۃ علی العاقلۃ فیرجھا حیاً حیاً لولی لقتضیہ الذیۃ بالحق ان الشہودۃ وریجھا اسم الشہودۃ علیہ علی الولی لکلمہ المضمینۃ الذی
الضیۃ وین للعاقلۃ قتلہ لہ شہادۃ علیہما و اگر گواہوں نے قتل مدبر یا قتل خطا کے قاتل کے اقرار گواہی دی ہے مقتول غرض زندہ آیا
یگا اگرچہ وارث شہادہ کی شہادہ پر گواہی دی قتل خطا میں اور قاتل کے دو گواہوں پر بیت دین کا عاکم ہے حکم یا یعنی قتل خطا میں اور قصاص کا حکم دیا قتل
محمد بن کذلک نے الخطا ہی ہر شخص زندہ آیا تو گواہوں پر ناوان لین نہیں اس واسطے کہ گواہی میں ایک گواہی ظاہر نہیں ہوا اور مقتول غرض کا وارث دونوں
سور تو نہیں قاتل کے دو گواہوں پر بیت کا ناوان لین دی اس واسطے کہ گواہوں کے وارث نہ ہونے سو کہ اس کو وارث نہ دے دو گواہوں کا ناسخ نہ لینا و الشہادۃ

بے لطف دی عن انھیں لکن ظاہر المذهب و سبب القصاص فیما قبل الموصیۃ ایضا ذکر عجز فی الاصل و هو الاصح در
و عجبت و ان الکمال و غیرہ ہا لکن المساو و بان یسیر عوۃ ہا عیسایہ و یسیر حدیثہ بقدر المقطع لکن ظاہر بہ وجوب
قصاص میں اس شے میں بھی جو مومن سے پہلے نہ کہ مومن یعنی مارضہ اور داحدہ اور اسیر اور اسعدہ اور سلمان میں بعد ذکر کیا ہے کہ
بہ جس نے اصل یعنی ہمیشہ مومن اور سببی قتل یعنی وجوب قصاص قبل مومنہ کا سمجھ کر کذا فی اللحد و الجمعی و ان الکمال و غیرہ امور ملوکہ شجاع مذکورہ
میں برابر ہی کرنا ممکن ہے بطریق کہ زعمو کا مومن اور کفر اور امتحان کیا جائے کہ امتحان سے مثلاً سلامی و غیرہ کسی پر آمین پڑھ کر بعد اس کے پراوتا
قطع کیا جائے وہم کافی میں ہو کہ سببی قتل مجھے سے دلیل ظاہر قرآن و ائمہ کو قصاص مجھے زعمو میں قصاص ہو اور اعتبار اس بات کہ ممکن ہو کذا فی بعضی
و استثنیٰ فی الشریعۃ السیاق فلا یقاد اجزاء کا لا قود فیما بعد ہا کا لہا شیعہ و النقطۃ بالاجزاء و علیہ لہا طبعہ و قطعہ
اور شریعہ میں سببی قتل کے لئے جو نہیں ہوتا اتفاق قصاص نہیں جیسے بابت مومنہ چنانچہ اسعدہ اور مثلاً مومن قصاص نہیں اور شریعہ میں بہ قول
جبرہ و کفایت نسبت کیا ہو تو اسکا یا دیکھ جائے فرقہ فال فی المحبتہ و لا قود فی جلد تائید و بدین و تخریج علیہ و قطعہ پس زامی سے
جمعی میں کیا اور قصاص نہیں ہر سبب اور یہ کی کہال میں اور خسار اور بیٹ اور شیعہ کے گوشت میں ہم شاید کہ بعد قول غفرارہ و ایت ہو یا بعد اس سے قطع
سرخان مراد ہو عالم گرمی میں محیط خرمی سے مشغول ہو کہ جو احوال ہر اور کے سوا یہ نہیں واقع ہیں اور مومن حکومت عدل ہو جیکہ نہ ہی کہلما یا
تو شیعہ و لہذا اثر اور اگر حیرت کا اثر باقی نہیں ہوتا تو شیعہ کے نزدیک مومن نہیں اور محمد کے نزدیک مومن قصاص نہیں مومن قصاص میں عدم قصاص کو عدم قصاص نہیں
کے کذا فی المصلح و لا فی الخیو و ذکر و وجہاً فی اور نہ قصاص سے ملتا ہو مارنے اور ملے مارنے اور پس میں ہم عدم قصاص کو عدم قصاص نہیں
نہیں و فی سبب علی الحد و کمال الذیۃ اور ہر کی کہال اور کبار نے میں بدی دیت ہو و فی کلی اصحاب الیکل الواحد فی نصف ذبیحہ و لو
متم الکفۃ لکنہ تبع لاصحابہ اور ایک ہاتھ کی سب اوٹھنوں کے قطع میں نصف دیت ہو اگرچہ یا چون الخلیان پہنچنے کے ساتھ کشت گئی موان اسکا
پہنچنے کی تالیف کے تابع ہو ہم نصف دیت ۱۰۰ اوت یا ۱۰۰ دینار یا پانچ سو درم و ہم نصف بے عید نصف کفۃ و حکومت عدل
لنصف الساجد و کذا الساق اور ایک ہاتھ کے قطع اصابع میں نصف ساعد کے ساتھ نصف دیت و جب ہو پہنچنے کے سبب اور حکومت عدل
مے نصف ساعد کے سبب اور سبب کے بند کی کافی اگر پاؤں کی الخلیان آدھی پڑنے کے ساتھ قطع ہون تو کفۃ کے ساتھ نصف دیت ہو اور عدل
کے سبب حکومت عدل ہو و فی قطع کفۃ و فیہا اصبعہ او اصبعان عشرہا و ختمہ الف و نشرہم و شب اور اس سے پہنچنے کے قطع
میں جس میں ایک اوٹھن یا دو الخلیان میں دسواں حصہ دیت کا یا پانچواں دیت کا وجہ شام نے کہا یہ نصف نشر ہو یعنی ایک اوٹھن میں دسواں
حصہ اور دو اوٹھنوں میں پانچواں حصہ و لا شے فی الکفۃ عندنا انی حلیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قالو کان فی الکفۃ ثلث اصابع
فانہ لا شے فی الکفۃ یا کبیر خراج اذ لا ذکر حکم الکفۃ اور کبیر جب نہیں قطع کف میں اما و حلیف رضی اللہ عنہ کے نزدیک چنانچہ الکف میں
نیم اوٹھن ہون تو قطع کف میں کبیر جب نہیں باقیان الام او صاحب کے ہو بلکہ اکثر کو مل کے حکم سے ہم یعنی مسطر کف میں کبیر و جب نہیں
جیکہ پانچ اوٹھن قطع ہون تو مسطر ترن اوٹھنوں کے قطع ہونے سے کف کا پانچواں حصہ نہیں ہے اور دو اوٹھن کے قطع اکثر اصابع سے اسکا کف ہو رہی ہے
و جب اسوٹھنیکہ میں نہ ذکر ہو حکم کہ مراد علی میں دسواں حصہ دیت کا و جب کذا فی المصلح و فی سبب نشر الفتاویٰ صاحب دیکھ چل و درج
اکانہ لا یصل ید الی القفا فیقطعہ المقصود من جملۃ الذیۃ ان نقص الثلثان فثلثا الذیۃ و ہذا و اقوال المصنف
اور جہا ارفاد دی میں کہ ایک شخص نے دیکھا کہ تھک کو ارادہ چکا ہو گیا اگر کبیر کا اسکا تھکوں کے پیچ میں پہنچا تو بعد نقصان و رسول کریم
دیت سے لیا جائیگا اگر نقصان بعد و ثلث کے ہو تو دیت کے و ثلث و جب ہو گیا اسوٹھنیکہ کف لہر بعد و ثلث کے کو تھک لیا جائیگا اسوٹھنیکہ کف
میں اس کو کفایت رکھا ہو و نہیں کیا ہو و قطع مفضلہ من الاصبۃ فثلث الباقی و قطع الاصابۃ فثلث الکف لیسیم دیت

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

المقطع فقط وبقسط الغضاض فاقطه وان خالف الذکر کذا ذکره الشرح لا یستوی معنی مقارن اور اگر ایک اور مفصل سے
کافی سو باقی اور مغلکی خشک ہو گئی یا دھلیان قطع کریں سو شیش خشک ہو گئی تو نقطہ دین مفصل کی لائن ہوگی اور قصاص سے قطع ہوگا سو کہہ سکتے ہیں اگرچہ یہ قول ذکر
مخالف ہو البیان کیا ہو شریانی نے اور آگے متن میں اور جگہ میں شرح علی کی جگہ میں اور کفریہ کہ جو مفصل شیش ہو گیا اور کسی دیت واجب
اگر وہ اور مغلکی سے تو اور مغلکی کی دیت ہو اور اگر کتب سے تو کتب کی دیت ہو اور زلیجی میں سے کہ جب تمام اور مغلکی ہو گئی تو تمام کی دیت واجب ہو اور اگر لائق
انتفاع سے تو مفصل کی دیت اور باقی میں حکومت عدل بالا جملہ سے اور پیش شرح اور ازین کے مخالف ہو کہ فی المصلحہ و فی المصلحہ المذکورہ و فی المصلحہ
المصنوع و ذکر فی المصلحہ ان لو تعلیم حصہ منظر فی العین و ذکر فی الماکر و ذکر فی اللسان حکومت عدل اور باقی میں جو زیادہ اور مغلکی
میں اور مغلکی کی آمد اور آؤ تامل اور کسی زبان میں حکومت عدل پر اگر کتب و سلامتی اور کسی معلوم ہو کہ کتب میں تو لفظ کرنے سے اور اگر تامل میں جنش کرنے
سے اور زبان میں بر لکھی ہم زائد اور مغلکی میں خوشنما میں جنش جو دیت واجب ہو اور اگر کسی فرس میں مبالغہ منقصہ منقصہ میں پر جب وجود منافع معلوم نہیں
تیک سے بری دیت واجب ہوگی حکومت عدل جب ہوگی فان حکمت الصلحہ فکلیا فی خطا و سئل اذا کتب ببیتہ او باقی المصلحہ
وان اکتل او قال لا أعرف حصہ من حکومت العدل جو ہر پر اگر مغلکی کی آمد پر وہ کی صحت معلوم ہو تو وہ جو ان کی مضر خطا یا عدم میں
کرا ہی سے یا جائز کی اگر ثابت ہو اور اگر وہ منکر ہو یا کہو میں اور کسی صحت کو نہیں جانتا ہوں تو حکومت عدل اور جو کہ فی المجرور و دخل اقل
لذہبت عقلہ او شتر آسہ فی الدایۃ لدلول الجرم فی الکلی کہن قطع اصبعاً فیکتب البیادہ اور اس موضع کی دیت جسکے صدر سے
مغل اور کسی یا کسی سر کے بال جاتے روح آدمی کی بری دیت میں داخل ہو جاوے گی یہ بیان ہونے کے لئے کل میں اندر شخص کی جنس اور مغل کی قطع کی
سوار اسکا آئینہ خشک ہو گیا تو اور مغل کی دیت واجب ہوگی دیت میں داخل ہو جاوے گی ہم فصل کے فوت ہو جانے سے سبب عیال کی منفعت باطل ہو جاتی ہے اس سبب کہ
انعام بہ دن عقل کے منقصہ نہیں تو گواہ مردہ ہو گیا تو فی المصلحہ و ان ذہبت منکھ او نصہ او قطعہ کا مدخل لا تھا کا عضو یا مختلف
بخلاف العقل لیس فی العقل لیس اور اگر جرات موضع سبب اور کسی سماعت یا بصارت یا گویائی جاتی رہی تو موضع کی دیت بری دیت میں داخل ہوگی
اسو اسطو کہ سماعت اور بصارت اور گویائی اعضاء مختلف کی اند میں بر خلاف عقل کے اس سبب کہ عقل کا منافع سبب عیال کی منفعت پر جم کرنا ہم جب سماعت اور
اور گویائی کی منفعت خاص خاص علیحدہ علیحدہ ہوئی تو عیال مختلف کی اند ہو گئی تو ایک سے میں داخل ہوگا تو موضع کی دیت جدا اس سماعت وغیرہ کی جدا
و جب ہوگی ولا شتر ان ذہبت عینا لابل الدایۃ فیہما سئل فاکلھا اور قصاص میں نہیں اگر موضع سے دونوں اکٹھے جاتی ہیں بلکہ دونوں میں
یعنی موضع اور اکٹھے نہیں دیت واجب ہوگی برخلاف صاحبین کے ہم صاحبین کے نزدیک موضع میں قصاص اور اکٹھے نہیں دیت ہی ولا یقطع اصبع من
جائزہ خلاف فاکلھا اور قصاص نہیں اس اور مغلکی کی قطع سے جسکے پاس کی دوسری اور مغلکی خشک ہو گئی بلکہ دونوں موضع کی برخلاف
صاحبین کے یعنی اور کسی نزدیک اول میں قصاص ہو اور دوسرے میں دیت ہو کہ فی المصلحہ و فی المصلحہ الا علی فصل ما کے
من کا قصاص ہم بل دایۃ الفصل و حکومت فیما فی اور قصاص واجب نہیں اس اور مغلکی میں جسکا مفصل ملے گا گویا باقی اور مغلکی خشک ہو گئی
کہ یہ فصل کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہم برہنہ مسئلہ جو کہ شریح کیا تھا کہ میں اور گویا ولا یقطع بکسر یضیع سئل
او اصغر او اصغر یا قینا بعد کہ یہاں کل دایۃ السن اذ فانت منقعة المصنوع والا یجوز لعلی جائز حالۃ الکلی فاللہ الا یضیع
والا شکوۃ علی تر بلیغ فقول الذکر والا فلا شتر فیہ فایہ اور قصاص نہ برہنہ و انت تو نے میں جسکا نصف باقی تو نے کے بعد
سیاہ یا ند یا شرح ہو گیا بلکہ انت کی تمام دیت واجب ہوگی جیکہ جانے کی منفعت فوت ہو جاوے اور اگر جانا فوت ہو گا تو اس موت میں اگر گناہ انت
نظر آوے ہو تو کیست تو بھی ہو اور اگر نظر نہ آوے تو حکومت عدل ہو کہ فی المصلحہ و فی المصلحہ و ان کے میں اگر گناہ فوت نہیں ہو تو اس میں
کہہ دے جب نہیں اعتراض اور عقل پر ہم عقل پر کہ کہ میں فی مطلق مذکور ہو حالہ البان نہیں ہو لکہ او وجود ہم فوت مصلحہ اگر نظر نہ ہو تو دیت ہی

[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اور مرادات ہوگی اس مکان کے حال کی جس میں مشرک یا باگیا سرگروہ مکان ملک ہوگا تو قسامہ واجب ہوگا اور کسی مالک نے اور دیت واجب ہوگی بون کے
مردگانہ و غیر اور سید علی اگر وہ مکان میں کوئی نہ وقت ہوگا تو مستحق قسامہ ہے اور دیت اور کوہ و گاردن پر سے پہلے کی ملک اور ولایت میں نصیب کا
استیفاء سے چنانچہ صحت شرع میں دوا لجمہ اور بزرگ پر سو نقل کیا ہو میں کہتا ہوں اور فقیر یہاں تصریح آجی میں دند و غیرہ کی پروری ہو تو
اس وقت میں قرب مکان کا کچھ ہتھ پڑھیں مگر جبکہ مقتول اس مکان مباح میں پایا جاتی جس میں کسی ملک ہو۔ بغیر اور فقیر ہم مجاہد حسنی ہیں
کہ جب مقتول بلا بیا بان میں تو اگر وہ ملک ہوگا تو قسامہ اور دیت ملک اور اس کی قوم پر ہو اور اگر کسی ملک نہیں تو اگر مقتول کی اولاد نسبی یا بی بی
شعبہ تو ذہن قسامہ ہو اور اگر اولاد نہیں پڑتی ہو تو اگر اس محل سے اہل اسلام کو فائدہ ہو یا ہوگا مگر کسی اور گناہ سے تو دیت اس کی میت اہل اسلام کو یا
اور اگر اہل اسلام کو مان کسی کچھ فائدہ نہیں ہو تو اس مکان یا مکان سے اس کے ملک و ملک حکم ہے اگر بیا بان میں مقتول پایا جاوے اور اس کے قرب میں آبادی
کذا فی المطالعہ موسیٰ بن العالیم کہ یہ وہاں فعلی ذی المال علیہ الدین اور اگر مکان ملک یا دقت ہو قسامہ صاحب ملک اور صاحب صدقہ پر سے
والمراد بالی لا یغزو الیہا الخصم ولو علیہا یجوز فلو لعامة المسلمين فلا یقتل ولا یحرق ولا یحرق علی احد من اهل الدین اور فقیر میں
جاء برہن کہ جو میں ولایت اور قبض خاص مراد ہو کہ یہ قبض جماعت میں کا ہو تو اگر تمام نہیں کا نفرین ہوگا تو اس مکان کے مقتول کا کسی قسامہ ہے
تو دیت کہ اسے اللہ ان کے سببی وجوہات بابت المال فاقمل لیکن وجوب دیت کا میت اہل میں فقیر یہاں دیکھا سو نام کہ ہم مطالعہ موسیٰ بن العالیم کہ اگر
برائے مکتبہ مکتبہ خیر پرمحل کچھ نو جو بہ بیت اللہ سے کہ پڑنا فائدہ نہیں والمراد بالیہا الدین الحقیقۃ والاموال فی حق اللہ والارواح
احد ما والی ظلمنا فیہی ان یتوکل القتل فیہا ہذا لایا لیس علی الغاصب ذیۃ فہستافی عن الکفرانی فیلہ کہ اور یہ بھی ہے
کہ بغیر اور فقیر یہی حد کا لغت مراد ہے اور جن زمینوں کے ملک میں پرمانے نہ رہے جو کسی اور کو زمین یا بی بی تو اہل عداقت کے بعد طو کہ اس کے
اور مقتول کا خون را مکان پر اسو اسلام کا غاصب بیت نہیں ہے کہ ان فی القہستانی عن الکفرانی تو اس کی تحریر اور فقیر کہ چاہیے سب کی روایت سے
و ان صاحباً لکنہ فی انہما المسلمین یحب الدین فی بکت المال لہذا ذکرنا انہ اذا کان بحال یستہم منہ الصبیح علیہ العقی
کذا فی الولولہ لہا و اگر مکان مباح ہو لیکن مسلمانوں کے قبضے میں ہو تو دیت واجب بیت مال میں اور جو کسی جو جہنم دیکر یا کہ جب ہر مطر ہو
و انہ سو آواز نہی جاتی ہو تو ذہن قسامہ واجب ہوگی کہ انی الولولہ لہا ہتھ مجاہد حسنی ہو نقل ہو چکی ہے کہ وجوب بیت کا محل بیت المال ہے جہاں آدمی و سوس
نہوئی ہو تو شرع کی تسبیح بلا جہہ موسیٰ کہ انی المطالعہ و فیہا ولو و سجد قتل فی ارض و سجد الی جانب قرینہ لیس صاحباً لہذا فی من
اہل القرۃ فہی علیہ علی رقب الارض لا علی اهلہا ای القرۃ لای العبرۃ لای الی والو لا کلا انتہی قلت فہذا صریح فی ان القرۃ
انما یستبرأ اذا و جد فی ارض صاحباً لا صلیحاً ولا مرقۃ لان تدبیرہ لا کلا و صلیحاً فہذا فقیر اور دوا لجمہ میں ہے اور اگر مقتول پایا جا
ایکرو کی اس پر میں جواب کہ قانون کیلئے متصل ہے اور ملک زمین اس قانون کا زمین والا نہیں ہو تو دیت اس کی ملک میں ہے یا بی بی پر ہو ہو کہ
اعتبار لکھ و فقیر کا ہوا نتیجہ انی الولولہ لہا میں کہتا ہوں تو یہ روایت میری ہے میں کہ قرب مکان اس کے صریح میں مجتہد ہے جبکہ مقتول پایا جاوے میں مباح
میں ہو تو میں اس کو کہہ کر ہو کہ اس وقت کی اس کے کوہ پر ہے اور فقیر یہ مسئلہ میں دو کا گواہ رہنا وان وجد فی دار انسانی
افصلہ الصلۃ ولو ما حکمہ حتیٰ انہما و انہما صلا لای یفصل مطلق اور اگر مقتول پایا کسی آدمی کے کہ میں تو اس پر گواہی اور
اگر ایسے نہ دلا ہو جو میں خود بھی قسامہ میں داخل ہوئے برکات ابو یوسف کے کہ ان فی الحق والذی علی عاقلہ ان ثبت اھلہ بالکفر کا
سببی و مکان لہ عاقلہ و اقلہ و ذرت اس آدمی کے کہ دلا ہو کہ اگر ثابت ہو کہ وہ لوگ اس کو دلا دین اور وہ شخص نہ دلا کہ نہوا اور اگر
و سبب کہ دلا دین میں تو اس آدمی پر دیت واجب ہے جس جہت مراد گواہ میں یا دلا دلا و ان ذی الدینہ و انفسا علی اھل الخطۃ الذین
خطبہ لا یامروا بالحق و انفسہم و احسن ما وہ فی دیت اور قسامہ اہل خطہ پر سے اہل خطہ و میں شکوہ اہل خطہ لکھ بالکفر کا

منع اسلہ میں گرہ اور نیز کسی ایک ہی شخص باقی رہا ہو مگر قتل کے بعد اس کا مکان محض سو اہل خط سے مراد مالک کے قریب کے لوگ ہیں جو مالک کو تو زمین کے جبکہ
اہل منہ شہر تو کیا اور اس کے غاروں میں بنات دیا اور ایک کو خط لکھ دیا تاکہ اود کے سنے جو خود ہی جو تاجروں کو کذا فی العینی دون الشکات و
المشترکین و قال ابو یوسف کلمہ مشترکین تاکہ رہنے والے اور خریدار و بیروہ و بیعت کیا کہ اصل مالک اور اس کا اور چند دار و دین اور
تساہل پریشک میں غارت یا کلمہ فعلی المشتريين بالاجماع پر اگر وہ ان کے سب کو بیعت نکلات ہے تو بیعت اور تسامع خریدار و بیعت
سے باقی نہیں اور بیروہ و بیعت و بیعت فی دار بین قوم بعض آگے بھی علی حد الرقش کا لفظ و اگر مشترک پائی گیا اس گھر میں
جو مشترک جو در میان ایک قوم کے بعض کو کچھ زیادہ ہو تو تسامع اور دین اور بیعتی شمار پر سے قطع کی جائے مثلاً ایک شخص کا حصہ آدھا ہو اور دوسرا
دسواں اور تیسرا کا باقی تو تسامع اور دین اور بیعتی شمار پر سے قطع کی جائے مثلاً ایک شخص کا حصہ آدھا ہو اور دوسرا
و ان یسقت و لم یقتض حقی و یقتض فیہا قتیل فقل عاقلۃ الما قسم اور اگر گھر میں ہو گیا اور بیعت مشترک کے قبضہ میں نہیں پائی اگر اس میں منزل
پائی گیا تو تسامع اور دین یا بیعت کی قاعدہ پر سے وقی البیعت یجوز علی عاقلۃ ذی الیقین خلافا لہما اور بیعت شرط خیار میں صاحب قبض کی قاعدہ
پر دین اور تسامع پر خلاف صاحبین کے ہم خواہ خیار یا بیعت کا ہو خواہ مشتری کا خواہ دو نو کا و لا تعقل عاقلۃ حقی یقتضی قتیل فقل عاقلۃ الما
القی فیہا قتیل لکن البید و لو ہو القتیل کا سببی اور عاقلہ یعنی مددگار و بیعت و بیعت لازم نہیں ہوا کہ سبک شاہد اگر بیعت میں کسی کو جس گھر میں مقبول ہو
وہ فانی اور مشتری شخص کا اگر وہ فانی ہی مقبول ہو جائے تو گھر ہو گا یعنی اگر ذمی البید خود مقبول ہو تو بیعتی و کسی کا فائدہ پر دین لازم نہیں ہو گا
اور بیعتی و ذمی البید کی گشت ثابت ہوگی و لا یکتفی بحدی البید حتی لو کان بدلت عاقلۃ و لا یقتضی عاقلۃ و لا یقتضی عاقلۃ و لا یقتضی عاقلۃ
اور مشتری و ذمی البید کے کفایت نہ کرے تو اگر ثبوت ملک کا قطع فی قبضہ ہی ہو گا تو فانی کا فائدہ کسی مقبول فی الدار کے بیعت نہ کرے اور نہ فانی
مقبول کی دین و بیعت نہ کرے البتہ لا یکتفی لایکتفی الا بحدی البید و لا یقتضی عاقلۃ حقی یقتضی قتیل فقل عاقلۃ الما قسم اور اگر گھر میں ہو گیا اور بیعت
یہ علت بیان کر کے کہ بیعت دین کا واجب کرنا اور فانی و وارثوں کو اس سے ملنے نہیں ہم مقبول کا گھر نہیں قتل کیا تھا اس وارثوں کا ملک ہو گیا اور وارثوں
کے مددگار اس کے قتل ہوئے ہیں جو وارثوں پر واجب ہوتا ہے تا وارثوں پر تحقیق ہو تو اگر مددگار و بیعت و جب ہوا اور وارثوں کی بیعت تو گویا وارثوں کا
غیر ہوا وارثوں کے نفع کی قاعدہ پر دین واجب ملنے نہیں صاحب دین سے تحلیل صاحبین کے مذہب کی بیان کی ہے اور امام کا یہ مذہب ہے کہ وارثوں کا فائدہ پر
دین واجب ہے چنانچہ شارح اجماع کہ بیعت میں اس تحلیل کا جواب دیا اور بیعت میں شرح میں آئندہ بھی مذکور ہوا کہ فانی و بیعتی و لا یقتضی عاقلۃ حقی یقتضی قتیل فقل عاقلۃ الما قسم
علی الوترۃ للبیوت لکن الوترۃ کذا فی قتیل پر معلوم کرنا چاہیے کہ وارث مقبول کے غلیفہ ہوتے ہیں تو بیعت دین کا وارثوں پر واجب کر کے بیعت کر کے
نہ وارثوں کو نفع کی قاعدہ پر دین واجب ملنے نہیں صاحب دین سے تحلیل مذکور کے جواب میں قلت و قد یقال لکن انما کان لکن لنفسہ فقیر لا مال و نفع
لقوة الشہدۃ فاما کل من یکتاہون جبکہ صاحب فائدہ اپنی ذات کی دین نہیں دیتا ہے تو صاحب دین کے سوا کسی اور شخص پر طریق ادنی دین واجب کی
عدم و جبکہ شہید قوی ہونے سے اس کو تار کر و ان و یجوز فی الفلک فالفاسۃ و اللہ فی حدی علی من فیہا من الکتاب و اللہ الاحیاء
اتفاقاً لآلہ فی ایک ہی کلام کا لفظ اگر مقبول پائی گیا تاہم تو تسامع اور دین (کذا فی الدار) ان لوگوں پر جو غار کے اندر سوار ہیں اور گھر یا بیعت ق
اسو اس کے کشتی اور کشتی میں فانی کی مانند جو ہم وجوب دین میں مالک اور غیر مالک اور ان کے بیعتی والے سب برابر ہیں و کذا فی الحدیث
حکم اھکانت اور اس میں گھر کی یا کشتی کی یا کشتی کی یا کشتی کی دین اور تسامع کا گھر کی یا کشتی کے سوا دوسرے و فی مستحب علی حدی
شارحہما الخاص باھلہا کما افادہ ابن الکمال مستند الیہا نعم و قد حقیقتہ مثلاً خسر و افرقہ المصنف علی اھلہا اور اگر
مقبول پائی گیا محلہ کی مسجد میں اور محلہ کے کوچہ میں تو اہل محلہ پر تسامع اور دین ہو گی جو محلہ میں سوار ہو کوہ خاص ہے جس میں فقط اہل محلہ آئے جاتے
ہوں چنانچہ ابن کمال نے بیان کیا ہے کسی سند یا بیعتی یا محو لا خسر و اس کی تحقیق حدیث میں مذکور کی حواہ مصنف نے اس کی کو اپنی شرح میں ثابت کرنا

کذا لک

هم لا مشورہ کا بیان ابن کمال کے موافق نہیں جیسا کہ شارع سمجھا ہی اس واسطے کہ ملائم شرع یعنی راہ کی دو تسمین بیان کی اس طرح کہ راہ دو قسم ہو
 ایک تو شارع عام ہے جس میں اکثر اہل عمل چلتے پھرتے ہوں اور گاہے اہل محلہ کے سوا اور لوگ بھی آتے جاتے ہیں اور وہ شرع عام میں جیسے جیسے
 اور وقت برابر ہوں جیسے بازار دکنی راہ میں اور شارع شہر کی راہ میں اس لئے تو شارع محکمہ کو مخصوص ہا ہل محلہ نہیں قرار دیا جیسا کہ ابن کمال کی رائے ملحوظ رہی
 لہذا تو تحقیق یہ ہے کہ میں شارع محکمہ کہلاتا قرار دے شارع عام سے یعنی شارع محلہ میں اہل محلہ پر دیت ہو اور شارع عام میں بیت المال پر
 دیت ہو مسجد محلہ کی قید ہو وہ مسجد خارج ہوگی جس میں مسافر نماز پڑھتے ہیں تو وہاں قسامہ اور دیت مسجد کے بنائے ہوئے پر ہے اور اگر باقی معلوم
 نہ ہو تو متصل کے مالک کے عاقلہ پر ہے کذا فی الطحاوی و سوقی جلوی علی الملک و عند ابن یوسف علی السکاک طے اور اگر مقتول پایا
 گیا بلکہ بازار میں تو اس کے مالک کو پر قسامہ اور دیت ہو اور ابو یوسف کے نزدیک بازار کے رہنے والوں پر واجب ہو کذا فی التلخیص و فی غیرہ لے
 غیر المسلمون و التشاریع الاخطار و النافذ و التبعی و الحاکم و کل مکان یكون النصف فیہ لعامة المسلمين لا لاجل
 منہم ولا لعلہما حدی یخصون لا قسامۃ ولا دیۃ حل احدی ان کمال و انما الدیۃ فی بیت المال لا فی الغنم و العذیر اور اگر مقتول
 پایا گیا بازار غیر ملک میں اور شارع عظیم یعنی شہر و کث و وہاں قید خانہ اور جامع مسجد اور مراکبہ میں کناہیں جس میں تمام مسلمین کا نصف برابر
 نہ ایک مسلمان کا نہ مخصوص جماعت کا تو ایسے مکانوں میں قسامہ نہیں اور نہ کسی پر دیت ہو کذا مرحوم ابن کمال لہذا ایسے مقتول کی دیت تو بیت المال
 میں سے ہو اس طرح کہ تاراد بنما بلذنت کے سے ہم یعنی چونکہ تمام اہل اسلام جامع مسجد اور مجلس اور شاہ راہی مستقی ہوتے ہیں تو تاراد ان کی
 اور پیر ہوگا یعنی مقتول کی دیت و بجا دیگی بیت المال سے جو سب مالوں کو ملحوظ مقرر ہے یعنی نہ کہ بیت المال یعنی خزانہ سلطانی عامہ مسلمین کی
 جو تو سب مالان نہیں شریکین ہوں سو فی کانت ان ظالمین جو بیت المال کو اپنا مال جاکر نہ کرتے ہیں اور اس کی مستحق کو محروم کرتے ہیں نہ ان کا تجب
 الدیۃ فیما ذکر علی بیت المال ان کان ثلثا ای بعبادۃ الخاریۃ والا کیل فیما یمل قیامہا فی الخاریۃ اقول الخاریۃ الیہ الدیۃ
 والقسامۃ لانه محض و یحفظ اهل الحلة فکون القسامۃ والدیۃ لاهل الحلة ہر اس کو دریافت کرنا چاہیے کہ مکانات مذکورہ کے مقتول
 کی دیت جو بیت المال پر واجب ہوتی ہے تو ایک شرط ہو جب ہوتی ہے اور وہ شرط تو یہ ہے کہ جامع مسجد اور شارع عام وغیرہ دو قسم
 ہوں محمول ہو سکی اور اگر وہ دونوں بلکہ قریب ہوں اور نہ ہو دانتس قریب تر محلہ ہوگا اور بیت اور قسامہ واجب ہوگا اس واسطے کہ وہ مقام اہل محلہ
 کی حفاظت ہو محفوظ ہے تو قسامہ اور دیت اہل محلہ پر واجب ہوگا و کذا فی السوقی الثانی اذا کان من قسطنطنیۃ فی اللیۃ اور سبطر حکا حکم
 بازار عبید میں جبکہ لوگ اوس میں رات کو رہتے ہوں یعنی دکنی سکونت کا اعتبار نہیں اذکان لا کون فیہ اذ علو کہ تكون القسامۃ والدیۃ
 علیہ لانه یکن ۛ صیانۃ ذلک الموضع فی نصف بالتقصیر فیجب علیہ موجب بالتقصیر کافی العیانۃ مقرر یا لایہ قلت و بہ
 آفتی المر جو فر ابن التبعی و تحقیق الرعم و اعتماد المصنف وان خلا عنہ الموتی لانه مصحح بہ فی عالم القنای و فی الشرع ملحوظ
 یا سیکل اوس بازار عبید میں اگر ہو محمول تو قسامہ اور دیت اوس پر نہیں ہے اس طرح کہ اوس کو حفاظت اوس مکان کی لازم ہے تو وہ شخص ضرورتاً بتقصیر
 ہوگا تو اس پر بتقصیر کا موجب نہیں قسامہ اور دیت واجب ہوگا چنانچہ عیار میں چڑھایا ہو مقتول میں کہتا ہوں اور سید کا یعنی واجب قسامہ اور دیت
 کا قریب محلات پر لکن فی الطحاوی عن المصنف (فری دیامی مرحوم ابو سعید مفتی روم نے اے مصنف نے اس پر اعتماد کیا ہے اس میں میں اگرچہ متون
 فقہ کے وجوب قریب محلات سے خالی ہیں اس واسطے کہ پیشہ و فاعل موجود ہو کثر تاراد و اور سخن میں تو سبکیا اور کہنا چاہیے و کثیر لوگوں میں حدیثی
 برقی و فی وسطہ الفرائد اذا کان من بقا الماء لا یجوز ان لا یلک احدی و قبل ان یکان من قریب ان یغارت ما یشرے
 ہا دار الاسلام تحت الدیۃ فی بیت المال لانه فی ایکدی المسلمین اربعۃ حال اور وہ وجوب دیت خون را یگان ہو کر مقتول پایا یا
 جنگل میں اور نہ ہی قرات کے درمیان نہیں بلکہ مقتول کو باقی ہوا ہو لہذا اوسکی مقبض نہیں چنانچہ آگے مذکور ہوگا اس واسطے خون را یگان ہو کہ

سوال لشکر واجب ہوگی یا یک وہ دیت جو نفس قتل سے واجب ہوئی ہے نفس قتل کی قید سے وہ قتل ہو گیا ہو متعلق مال ہو گیا صلح کے سبب ہونے
کی وجہ سے جو سبب واجب قتل کا قتل کرنا خدا اپنے ہونے کو اس قتل کی دیت ایک مال میں سے چاہے گندہ کیا یا بے نباتات میں ہم نفس قتل سے دیت واجب قتل
سے نفس شہر عدو میں اور قتل خطا میں اور جاری مجرای خطا میں چاہے ہر کسی قتل کرنا یا بے نباتات میں مذکور ہو چکی قتل حد میں عطا یا ہم (و میں اگر قتل ہو
والفقر فی بیت العطیۃ والرزق ان الرزق ما یفرق فی بیت المال بقدر الحاجة والا کما فی مشاہیرہ اعداؤنا و ما لعلنا ما یفرق
فی کل سنة لا یقدر انما یقدر بل یصیر عداوتہ فی کسر الایمن و دیت بجا کی اہل لشکر کی عطا ہو اور ان کے رزق سے اور فرق عطا اور رزق میں یہ
سے کہ رزق وہ جو بیت المال سے مقرب ہو بقدر حاجت اور کفایت کے بطریق ماہراری بارزینہ کے اور عطا دے جو بیت المال میں میں جو بطریق حاجت
کے میں بلکہ اس کی شکایت اور مضبوطی اور محنت کشی کے سبب دین کے کام میں فی ثلث سنین من وقت القضاء و کذا ما یکتب فی مسائل
القائل عند ما کان قتل لایم ایہ یوجد فی ثلث سنین عندنا و عندنا خلافہ عطا کی دیت کی دین بجا کی تین سال میں تین
کے حکم کے وقت یعنی جسے کہ قاضی صلح واجب دیت کا حکم کیا اور تین سو تین سال کا سبب میں ہوگا اور بطریق دیت واجب قتل مال میں میں
طرح کر کے اپنے اپنے شہر کو مار ڈالا تو ہمدردی دیک تین سال میں دیت بجا کی اور امام شافعی کے نزدیک بالفعل واجب ہوگی ہم قضا کے بعد نہیں ہونے قبل عطا
سے دیت بجا کی اور اگر سنین یا بعد کی عطا جس سے قتل قضا کے پہلے ہو تو قضا کے بعد حاصل ہو تو اس دیت نہ بجا کی اور اگر اس آیت
نے ایک آدمی کو قتل کیا بطریق خطا کے تو ہر ایک شخص کی قاتل پر دیت کا دواں جس میں سال میں واجب ہوگا کذا فی الطحاوی فایضاً خیر بیت العطایا
الکثر من تلک الذی اقل فی حد سنہ لخصول المقصود ہر اگر عطا یا تین سال سے زیادہ تین یا تین تین میں بیت المال سے قتل فراموش سے دیت بجا کی
مطلوبہ صلح ہونے کے سبب ہم یعنی اگر تین سال نہ ہو کی عطا کی ہی سال میں سے تمام دیت اسی سے بجا کی کذا فی الزیلعی اور اگر تین سال کا رزق ایک سال
کے تین میں میں ملا تو اس سے دیت نہ بجا کی اس کے رزق بقدر حاجت کے مقرر ہوا تو اگر اس میں سے بجا کی تو اس کو تکلیف اور مرجع ہوگا ہر شہر عطا
کذا فی بہتے وان لو کان القاتل من اهل الدیوان فاحلہ فی قبلہ و اقرارہ و کل من ینکسر بہ تغیر البصاخر اور اگر قاتل لشکر نہیں ہے
تو اس کا عطا اور اس کا قبیلہ اور اس کو قریب لوگ میں اور میں لوگوں کو وہ قاتل مدد گاری چاہتا ہو کذا فی تہذیب البصاخر قبیلہ اور شہر عمارت ہو حساب تیسکے
یعنی ایک ہدیہ لوگ عطا ہونے کے وجہ دیت میں تا بعد اور مدد گاری کا اعتبار ہو اگر اہل عدا یا اہل برادر یا اہل قریب یا برادری کے لوگ ہر طرف میں کہ جب
اور میں کسی شخص کو کسی امر پیش آتا ہو تو وہ لوگ اس کی کفایت اور مدد گاری کیو ایسے مستعد ہو جاتے ہوں تو وہی لوگ اس کو قاتل میں اور اگر اس کے
مدد گار چند قسم کے لوگ ہر لشکر والوں سے اور برادری اور مدد گار سے تو لشکر کے لوگ مقدم اور اسے میں ہزاروں کے بعد برادری کے پہلے اہل عدا ہر برادری
لوگ اور اگر قاتل بھی مرد ہو کہ نہ اس کا برادر نہ برادری نہ کوئی مدد گار تو اس کی دو صورتیں ہیں یا اس کو مقبول کی دیت بیت المال میں تو یا خود اس کی ایاز
کذا فی الطحاوی عنہما تعرف و تقسم اللدنیۃ علی خمس فی ثلث سنین و تقسم اللدنیۃ یعنی العطایات و تقسم اللدنیۃ فی حد سنہ اور دیت تقسیم ہر کسی
پہلے سال کے اندر جانا چاہیے کہ سن میں عطا کیے ہو کذا فی تہذیب البصاخر تو اس کو برادری چاہیے ہم عطا دے کہ یا خود اس میں عطا کیے یا
نہیں ہو چکی کہ ان سے قاتل قاتل ترکیت انطا یا میں ہر مضمون مذکور ہو گیا کا یوجد فی کل سنۃ الا درہم اور درہم و ثلث و ثلث و ثلث علی کل
واجب من کل اللدنیۃ فی ثلث سنین علی الاصح اور نہ بجا کی دیت برسال میں اگر اکیدم اکیدم اور نہ بجا کی درم کی اور نہ او نہ لیا
جا یا عطا کے ہر شخص تین سال کی مدت میں چار درم سے یا ہر مضمون قاتل کے ہم اگر شخص کسی اکیدم لیا گیا ہو تو تین سال میں تین درم ہوتے
اور اگر اکیدم اور نہ بجا کی درم کی لکھی تو چار درم ہوتے عطا دے کہ یا ہر مضمون قاتل کے ہر مضمون سے اور غیر اس سے دیت کی روایت ہو کہ
ہر سال کسی شخص سے چار درم کی زیادہ نہ لیا جاوے فلاں لہو تقسم القبیلۃ کذا لک صلو اللہ علیہ اقول القبیلۃ لیس علی تر قبیلۃ العکس
پہلے اگر قاتل کا قبیلہ یعنی ایک مدی ہر دوری اس کو دین یعنی دیت پوری ہونے کے بعد کو کجاش کرے تو جو قبیلہ اس کا ساتھ زیادہ نہ فراموش کرے کہ یا ہر

صغیر کی نگہ بندی سودہ مرگئی تو صغیر کے وارث چاہا کہ قسم دیا جائے کہ صغیر کی نفی اصل پر اور اب بگایا کہ قسم دے دو تو ہوگی اس پر حکم کہ از خود قسم دے
 صغیر ہو سکتی ہے اور حالانکہ دعویٰ عاقلہ پر متوجہ نہیں ہو اور یہاں گفتگو کچھ باتیں ہے کہ اگر عاقلہ نے قاتل کے نعل کا انوار کیا تو اس کا اثر اہمیت
 اس کے صغیر ہو گا تاہم اگر وہ جوہریت کا حکم ہو یا اقرار اور حکم صغیر نہیں اگر یوں جواب دو کہ ان قاتلین یوں جو کہ قسم دے سکتے ہیں جاری ہو
 اس کے قاتلہ ظاہر ہو سکتے ہیں تب قاتلہ سے مراد از خود دیت جو اب کہا کہ صغیر اپنی شریعت میں بحث کی راہ میں تو اس کی تحریر اور تقیم کرنا چاہیے ہم
 تحریف عاقلہ قول سابق کے مخالف ہے کہ عاقلہ صغیر نہیں تو اوپر قسم ہی نہیں اور اگر یوں جواب دو کہ جو کہ غیر مدعا علیہ کا اقرار ہے تو اوپر قسم جاری ہوگی
 تو صغیر عاقلہ سے کہ ان فی الطحاوی وان جیجی علی نفس عبدی خطا فہی علی عاقلہ صغیر اذ اقبلہ لان العاقلہ لا یستعمل لطرف الضیق
 المشافی لا یستعمل النفس یضاً اور اگر آزاد نے حیثیت کی غلام کی جان پر خطا کی راہ میں تو اس کی دیت آزاد کی عاقلہ پر ہے حیثیت سے مراد یہ ہے کہ آزاد
 غلام کو قتل کرے اس پر حکم کہ عاقلہ غلام کی اطاعت دیت کے تحت نہیں اور امام شافعی نے کہا کہ عاقلہ قتل نفس کی دیت کے بھی تحت نہیں بلکہ قتل نفس کی
 امرأۃ و یجنون فی العاقلۃ اذا لم یکن صغیرا یعنی لو القاتل غیر صغیر ولا یقید صغیر علی الصغیر کما فی اور صغیر اور عورت اور دیوانہ
 عاقلہ میں داخل نہیں جبکہ باہم مدعا گاری کرتے ہوں یعنی اگر صغیر وغیرہ قاتل نہیں تو عاقلہ میں داخل نہیں اور اگر صغیر وغیرہ قسم قتل ظاہر ہو اس پر
 عاقلہ میں داخل ہونے کا یہ قول صغیر کے چنانچہ صغیر پر مذکور ہو چکا ہے عدم تباہی کی قید سے معلوم ہوا کہ اگر ان سے مدعا گاری کی درخواست ہوتی ہو
 تو عاقلہ میں داخل ہونے وجہ میں نہ کہ ان فی الطحاوی ولا یقبل کا فی حق مسلم ولا یقبلہ بعد الشاہد اور اگر دیت نہیں دیتا مسلمان کی
 طرف سے اور یہ مسلمان کا غیر مسلم کی تباہی کے وجہ سے والکھا لا یقبل فی ما بینہم وان اختلفت مللہم لان الکفر کلمۃ ملہ واحد یکفی
 لان تباہیہم والا فی حلالہ فی ثلث سنین کالمسلم کما یستلزم فی الحاشیہ اور اگر فیما بین خود بائیکہ دیکھ عاقلہ ہونے اگرچہ ان کے دین مختلف
 ہوں ہو اس پر کہ اگر ایک ایک سی دین ہو یعنی ایک ایک صغیر کی مدعا گاری کرتے ہوں اور اگر تباہی دین رائج ہو تو فقط قاتل کے مال میں دیت مقبول کی
 وجہ سے تین سال کے اندر مسلمان کی مانند چنانچہ عیسائی میں ہر کوشش بیان کیا ہے کہ جو تباہی میں ہے کہ وہ جو مسلمان دارالحرب میں دارہم میں ہوا ایک مسلمان
 نے دوسرے کو قتل کیا تو اس کی دیت قاتل کے مال میں وجہ ہو کہ ان فی الطحاوی و اذا لکم لیکم القاتل عاقلہ کلکلیط و سئل عن کلمۃ قاتلہ فی بدیہ المطالی
 فی ظاہر الی وایۃ و حکمہ الفقیہ حرم و سزا زیہ و جعل الزبلی روایۃ وجودہا فی مالہ و روایۃ شاذۃ اور جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ ہو گا
 نہ چنانچہ تسلط کا یا دہری جو مسلمان ہو تو اس کو مقبول کی دیت بیت المال میں سے ظاہر روایت میں اور اسی پر فتویٰ ہو کہ ان فی الدرر والبرزۃ اور زبلی
 کے مال قاتل میں وجہ دیت کی روایت کو روایت شاذ قرار دیا ہے یعنی جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ نہ ہو تو اس کے مال میں دیت وجہ ہے اس روایت کو زبلی نے غیر
 مستحب کہا کہ قلت و ظاہر فی الحاشیہ عن خوارزمی عن ابن سائہ کہ قال انعم و بدت المال قد اهدم و سئل عن رجل و جہا فی مالہ فیسأ فی
 کل سنۃ ثلثۃ دینار ہم اواردتہ کما فی حاشیہ و لہذا حسن لا بد من حفظہ و اقلۃ المصنف فلیکلف فلفظ قد و قد
 فی کثیر من المواضع آتھا فی ثلث سنین فافہم میں کہا ہوں اور چنانچہ ظاہر کلام ملک خوارزم کی حکایت حال سے یہ ہے کہ وہاں
 لوگوں کی باہم مدعا گاری نیست یا بد ہوگی اور میت مال منہم اور اسے نشان ہو گیا تو یہ حال ترجیح دیتا ہے وجہ ہریت کو قاتل کے مال میں قاتل ہر
 سال تین یا چار دینار اور اگر تباہی چنانچہ کہ چنانچہ میں تباہی سے نفل کیا ہے صاحب تباہی نے کہا اور یہ قول خوب ہر اسکا اور کہنا ضرور ہے اور صحت اپنی
 شرح میں ہر کتابت کہا ہے تو اس کا یہ کہنا چاہئے مسلمہ چنانچہ تباہی یا غیر چنانچہ کے اکثر مواضع میں واقع ہوا ہے کہ باطل دیت کا مدار ان کا ان فی الطحاوی
 تین سالین جو تو ہو سکتا ہے و هذا اذا کان القاتل مثلیا قاتلہ میثاقا بلا رجاء یا زبلیہ اور یہ یعنی جب عاقلہ نہ ہو تو بیت المال
 ہریت واجب ہے و اس وقت جبکہ قاتل مسلمان ہو سو اگر قاتل ذمی ہو تو اس کے مال میں بالاقاب دیت ہو کہ ان فی البرزۃ و من الہ وادش
 معروف و سئل عن رجل و یضاً و ما یقوی و کفر لا یقبلہ بدت المال و هو الصغیر کما یستلزم فی الحاشیہ اور جس قاتل شہر کو

پڑھیں کہ جو پہلو رحمت کرے کہ ان فی الطلوع وشرائطها کون الموضع اھلاً للتمکین علیہ شیء من صغیر وکھنوز وکسائب الا اذا احضرت
لغیۃ کما سیب سجد اور وصیت کی شرط میں ہی ہونا جو موصی کا لائق مالک کر سکے تو وصیت جائز نہیں ہے مندرجہ بالا درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
وصیت کو اجازت دے ہونا ہے کیونکہ نسبت کر کے تو جائز ہے چنانچہ آگے آگے وکما وعلیہم استیعاب علی الذین لیسوا علی الوصیۃ کما سیب اور بعد میں
ال کا دین کے ساتھ شرط جو سبب مقدم ہوئے ہیں کہ وصیت پر چنانچہ آگے آگے وکون الموضع لیسوا وکون الموضع لیسوا وکون الموضع لیسوا
الموضع لیسوا فافہمۃ فان بہ فی نقطۃ ازاد الشیء لیسوا اور موصی کے لئے وصیت کی گئی اور کا زبرد ہونا وصیت کی وقت شرط پر خواہ وہ عقیقہ زبرد ہو
یا تقدیر تاکہ اصل موصی نہ کہ حیات تقدیر ہی مثالی سے ہوا اسکو بوجہ کہ یہ نہیں ہے شرط لیسوا کا اعراض ساقط ہوتا ہے ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
حیات وصیت کی وقت شرط سے ہوا اسکو بوجہ کہ یہ نہیں ہے شرط لیسوا کا اعراض ساقط ہوتا ہے ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
شائع ہونے کا جواب و با حیات تقدیر ہی کا فطر زیادہ کر کے وکونہ غیر واریث وقت الموت اور موصی نہ کہ کارت کی وقت وارث ہونا شرط ہم یعنی
موصی نہ کہ موصی کا وارث نہ ہو موصی کی موت کی وقت اور اگر وصیت کی وقت وارث ہو اور موت کی وقت وارث ہو تو وصیت صحیح ہے بشرطی میں ہو کہ اگر ایک
شخص نے اپنی جائیداد کو سطر وصیت کی اور مال کا وہ وارث ہی ہو موصی کا بیٹا یا بیوی یا بیوی کے حق میں وصیت صحیح ہے یعنی ہر ایک حکم کا کتاب
موصی کا وارث نہ کہ موت کی وقت اور اگر موصی کا بیٹا ہی اور اوصی اپنی جائیداد کو سطر وصیت کی ہر بیٹا مر گیا قبل از موت موصی کے تو وصیت باطل ہے
کیونکہ موصی نہ کہ وارث ہی موت کی وقت اور اگر وصیت کی وقت وارث تھا وکما فطر لیسوا اور موصی نہ کہ کارت کی وقت وارث ہونا شرط ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
قبل از موت کی جو ہر اوصی قبل کیا ہو یا بعد زخمی ہو سکے وصیت کی ہر ہر صورت وصیت باطل ہے کذا فی الاصلی وھذا یشتد شرط کو کہ مصلحتاً قللت
تصریحاً ذکرہ ابن سلطان وغیرہ فی السلب الکتبہ اور کیا شرط سے ہوا موصی نہ کہ معلوم یا نہیں میں کہنا ہوتا ان کا موصی نہ کہ معلوم ہونا
شرط ہے چنانچہ ابن سلطان وغیرہ نے اسکو ذکر کیا یہ باب آئندہ میں ہم موصی نہ کہ علم یا وصیت کا مانی سے چنانچہ فقہ اور مالکین کذا فی الطلوع
و کون الموضع لیسوا فافہمۃ فان بہ فی نقطۃ ازاد الشیء لیسوا اور موصی نہ کہ کارت کی وقت وارث ہونا شرط ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
پڑھیں کہ جو پہلو رحمت کرے کہ ان فی الطلوع وشرائطها کون الموضع اھلاً للتمکین علیہ شیء من صغیر وکھنوز وکسائب الا اذا احضرت
لغیۃ کما سیب سجد اور وصیت کی شرط میں ہی ہونا جو موصی کا لائق مالک کر سکے تو وصیت جائز نہیں ہے مندرجہ بالا درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
وصیت کو اجازت دے ہونا ہے کیونکہ نسبت کر کے تو جائز ہے چنانچہ آگے آگے وکما وعلیہم استیعاب علی الذین لیسوا علی الوصیۃ کما سیب اور بعد میں
ال کا دین کے ساتھ شرط جو سبب مقدم ہوئے ہیں کہ وصیت پر چنانچہ آگے آگے وکون الموضع لیسوا وکون الموضع لیسوا وکون الموضع لیسوا
الموضع لیسوا فافہمۃ فان بہ فی نقطۃ ازاد الشیء لیسوا اور موصی کے لئے وصیت کی گئی اور کا زبرد ہونا وصیت کی وقت شرط پر خواہ وہ عقیقہ زبرد ہو
یا تقدیر تاکہ اصل موصی نہ کہ حیات تقدیر ہی مثالی سے ہوا اسکو بوجہ کہ یہ نہیں ہے شرط لیسوا کا اعراض ساقط ہوتا ہے ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
حیات وصیت کی وقت شرط سے ہوا اسکو بوجہ کہ یہ نہیں ہے شرط لیسوا کا اعراض ساقط ہوتا ہے ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
شائع ہونے کا جواب و با حیات تقدیر ہی کا فطر زیادہ کر کے وکونہ غیر واریث وقت الموت اور موصی نہ کہ کارت کی وقت وارث ہونا شرط ہم یعنی
موصی نہ کہ موصی کا وارث نہ ہو موصی کی موت کی وقت اور اگر وصیت کی وقت وارث ہو اور موت کی وقت وارث ہو تو وصیت صحیح ہے بشرطی میں ہو کہ اگر ایک
شخص نے اپنی جائیداد کو سطر وصیت کی اور مال کا وہ وارث ہی ہو موصی کا بیٹا یا بیوی یا بیوی کے حق میں وصیت صحیح ہے یعنی ہر ایک حکم کا کتاب
موصی کا وارث نہ کہ موت کی وقت اور اگر موصی کا بیٹا ہی اور اوصی اپنی جائیداد کو سطر وصیت کی ہر بیٹا مر گیا قبل از موت موصی کے تو وصیت باطل ہے
کیونکہ موصی نہ کہ وارث ہی موت کی وقت اور اگر وصیت کی وقت وارث تھا وکما فطر لیسوا اور موصی نہ کہ کارت کی وقت وارث ہونا شرط ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب
قبل از موت کی جو ہر اوصی قبل کیا ہو یا بعد زخمی ہو سکے وصیت کی ہر ہر صورت وصیت باطل ہے کذا فی الاصلی وھذا یشتد شرط کو کہ مصلحتاً قللت
تصریحاً ذکرہ ابن سلطان وغیرہ فی السلب الکتبہ اور کیا شرط سے ہوا موصی نہ کہ معلوم یا نہیں میں کہنا ہوتا ان کا موصی نہ کہ معلوم ہونا
شرط ہے چنانچہ ابن سلطان وغیرہ نے اسکو ذکر کیا یہ باب آئندہ میں ہم موصی نہ کہ علم یا وصیت کا مانی سے چنانچہ فقہ اور مالکین کذا فی الطلوع
و کون الموضع لیسوا فافہمۃ فان بہ فی نقطۃ ازاد الشیء لیسوا اور موصی نہ کہ کارت کی وقت وارث ہونا شرط ہم صاحب درجہ کے ہر ایک حکم کا کتاب

نکاح مال سے مستحب ہے کذا فی النسخ و لو احاز البعض و رد البعض فحل المهر بقدر حصته و اگر کسی نے وارثوں نے اجازت دی اور بعضوں
نے نہ دی تو اجازت دینے والے پر بعد از اسکے حصہ کے وصیت جائز ہوگی اور بقیہ القابل حصہ یا مجموعہ یا مجموعہ بلا اجازت تو لا نفعا لیس
آہل القبول کے اگر قابل منیر یا منیر ہوں تو وصیت جائز ہے ورنہ وارثوں کے ہر ایک کے دو تون عورت کے لایق نہیں اور اگر کسی نے وارث
سوا یا حکام فی الخلیفۃ سے سوئے ہوئے ہو تو لا نفعا لیس و القابل و الوارث حق لیا و وصی یؤتی حصہ ہر کسی کو و اگر کسی نے وارث
آخر نصف الوصیۃ ابن الکمال یا موصی کا کوئی وارث نہ ہو سوا اسکے کذا فی النسخ یعنی موصی کا قبل اور وارث موصی کے ہوا تو وصیت کی اجازت
گواہوں سے وصیت کی اجازت نہ ہوگی وارثوں کو بھی وصیت نہیں تو وصیت موصی کی کذا و کہ ابن الکمال ذاد فی الخلیفۃ فلو اوصیت لزوجہ
یا نصف مال لکمل کل حصہ میں اتنا زیادہ کہہ تو اگر زوجہ اپنے زوج کی نصف مال کی وصیت کی تو تمام مال اسکا ہوگا یعنی یکدہ زوج کا
کوئی وارث نہ ہو سوا زوجہ کے تو نصف مال بطریق وصیت کے اسکا ہوا و نصف بطریق میراث کے خلت و انما قید کیا یاں وجوب لائن غریبا
لا یتجاوز الی الوصیۃ لانه یترک الکل بزوجہ و قد قد مناه فی الاقرار فی الشرائع لیس فیہ لیس من کہتا ہوں اور فقہان نے زوجین
کی نسبت بطریق قید لگائی کہ زوجہ کے سوا وارث کو وصیت کی کچھ حاجت نہیں ہو سکتی کہ وہ وارث ہوگا تمام مال کا میراث کی یا قربت کی وجہ سے وارث
ہم کو مقدم ذکر کیجئے من کتاب الاقرار میں بنیاد لیس نسبت کر کے و فی قباوی الذی اول و اوصی لعل بکل مالہ و مات و لم یترک
وارثا الا امراتہ فان لم یخلف فلھا الثلث و الباقی للموصی لائن لہ الثلث بلا اجازت یعنی الثلثان فلھا و بھما و ہش و س
الکل و لو کان مکاتھا زوج فان لم یخلف فلھا الثلث و الباقی للموصی ذہبی و فی نوازل میں حکم کہ وصیت کی ایک روایت اسکا ہے تمام مال
کی اور موصی ہو گیا اور کوئی وارث نہ ہو سوا موصی اپنی زوجہ کو اگرچہ وصیت کی اجازت نہ دی تو زوجہ کی نصف حصہ سے ادراہی موصی کو کا ہی سہی کہ
موصی لہ کا ثلث مال تو بلا اجازت ہی تو باقی رہی و تنہا یاں نذر و جب کی میراث چار حصہ سے اوردہ ششم حصہ شہر مال کا اور زوج کو بھائی زوجہ ہوا
وصیت کر گیا اسکا اگرچہ زوجہ وصیت کی اجازت نہ دی تو زوجہ کی میراث تنہا ہی مال سے ادراہی مال موصی لہ کا ہے ہم جب زہد نہ وصیت کی اجازت
نہ دی تو زوجہ کے مال کے چہرہ سہم ہوئے تنہا ہی وصیت کی بھل کر چار سہم باقی رہے اور سہم چوتھائی زوجہ کی میراث ہی یعنی ایک سہم اور دوسرے سہم
کل مال کا اسوا سہم کہ میراث منیر ہوتی ہے باقی سے بعد از عراج وصیت کے اور اگر زوج وارث نہ وصیت جائز نہ ہو تو اسکی میراث تنہا ہی ہوتی و
سہم اور دوسرے نصف ہی باقی کا یعنی چار سہم کا و لا من صیتی غیر تھیل صلا و لونی و زوجہ الخیر خلافا لیشافعی اور وصیت مطلقا سہم
نہیں اس منیر سہم جو یکہ بد کی وصیت یا و نہیں اگرچہ اس سے امور نیک میں وصیت کی جو رخصلات امام شافعی کے کہ نیک کام میں اور جو نزدیک
سے و کذا لا تصح من تھیل الا فی تجھیزہ و کسر و کفۃ فیجوز استحسانا اور اسے بقرہ من غیر التفسیر سے وصیت صحیح نہیں اگر اسکی تجھیزہ
یا کسر میں اس میں تو وصیت مستحسانا جائز ہے ہم لیکن تجھیزہ اور تکفین میں صحت کی مراعات ہوگی غلام میں ہو کہ اگر وصیت کی ہر اور دم کے کھنکے تو مستطاف
و یا بنا و گا اور جو کھنکے وصیت کی کھن میں تو شرط وصیت کی رعایت ہوگی اور اگر پانچ یا چھ کھنکے وصیت کی تو شرط صحت کی رعایت ہوگی اور اگر
وصیت کی کہ فلا نے قبرستان میں فلا نے نہ پکے پاس اسکو دفن کریں تو شرط کی مراعات ہوگی اگر زیادہ صرف ہو تو کذا فی العطاف و سی و حلیہ
تحتہ کل اجازۃ شریعۃ لہ عنہ لوصیۃ و افع یعنی المرافق اور اسی پر یعنی تجھیزہ اور تکفین پر عرفا و رضی اللہ عنہ کی اجازت قریب
البلوغ صنف کی وصیت کی شرطوں سے ہم یعنی فاذا حق غلظہم جو منیری کی وصیت کو جائز کہتا ہوا تو وصیت تجھیزہ تکفین پر معمول ہوتی مطلقا یا
مراہن سے یا نذر و کذا فی شرح المحرمی و ان وصیۃ مات بعد لا ذمراک او اضاہا الیہ کان آدم کت فتلیۃ لفلان لیس فی
افصوح و لا یتہ فلا یتہ لک لیس فی التعلیق لک فی الطلاق بخلاف العبد کا آقا لہ بقولہ منیری کی وصیت موصی میں اگرچہ ہر بلوغ
کے بعد کر گیا ہو یا وصیت کو بلوغ کی شرط نسبت کیا ہو اس طرح کہ اگر من جوان یا نوجوان تو میراث تنہا ہی مال فلا نے شخص کو بطریق وصیت جائز

سچ النفل افضل من الصدقة اور بر حسی میں ہے کہ امام ابو حنیفہ کا بیچلا ذہب بھرے کہ چ نفل نفل سے نوات میں ہم اول بہرہ نذرینا
 کہ صدقہ افضل ہے جس پر سب حج کی مشقت امام نے دیکھی تو حج کو افضل کیا صدقہ سے کذا فی الموطا وی اوصی بجمع ای حجة الاسلام
 عندہ کتبنا دیت کی حج کی یعنی فرض حج کی تو اسکا وارث یا وصی جو میں کی طاعت میں جو کراوی سوار کر کے موم کے شہر سے ہم اس طرح کہ موم ہی
 حج فرض تھا اس وطن سے سوار ہو کر نہ بدل تو اسطرح سے اسکے نائب پر فرض ہو گا خلا لہذا النفل من بلایہ فقال جعل انا اسجعتہ
 بعد المال یا شیعہ لا یخیرہ فیہمنا فی معزہ اللہ سوار خرچ کفایت کرے جو میں کے بشہر سے سوار ہو کر نہ کیا کہ حج کر دینا کفایت سے
 اس قدر مال نہیں پر بدل تو یہ حج کفایت کرے یا نہ کفایت کرے چاہے ہمسائی میں سے تو اسے منقول ان کفی نفقۃ ذلک وایا فین حیث
 نہ کفایت کرے سوار ہو کر وطن سے اور اگر کفایت کرے تو جس مکان کی کفایت کرے وہاں سے سوار کر کے نائب کو حج کو موطا روانہ کرے
 وان مات صاحب فی طریقہ او اوصی بالحق عنہ حج من بلد اراکنا وکذا لاجن حیث مانا استسحاناً لہدایہ وجعبتہ وملتق قلت وسمنا
 ان قولہ خیاس وعلیہ المتون کذا ان الرکبان من ہذا ہاں المعنی انہما اگر حج کا جائزہ لارہ میں ہو گیا اور اسکو وصیت کی اپنی عوض پر کر دینا
 کی تو حج کر دانا چاہیے میت کے شہر سے سوار کر کے اور صاحب نے کہا جہاں سے ہو گیا وہاں اسکو جائزہ سحان کو حج کو کذا فی النذایہ واجتہدنا
 میں کہتا ہوں اور جہاں سے مستاف ہو کر امام کا قول نیاں ہے اور اوصی برتوں فقہی کہ منقول ہیں تو جہاں نیاں ہی متحد ہو سحان کو سوار کو سمجھ کر
 ہم جہاں نیاں اور سحان ہم ہوتے ہیں تو سحان مقدم ہونا ہو گیا نیاں ہی مقدم شہر ان بلعم نفقۃ ذلک وکذا فین حیث تنبہم اگر اسکا
 خرچ کفایت کرے سوار ہی کو وطن سے اور اگر کفایت کرے تو جہاں کی کفایت کرے وہیں سے سوار کر کے حج کر دانا چاہیے والا تفاق ومن لا وطن لہ فن
 حیث ما کسرا جعنا کا اور سب شخص کا وطن ہو جہاں وہ ہو گیا وہاں ہی حج کر دانا چاہیے با تفاق امام اور صاحب کے اوصی بان کشتہ ذی کل
 مالہ عبد اللہ بن عقیل عنہ عن الموصی والیرثہ الوثیۃ بطلمیۃ وصیت کی کہ اسکا مال سے غلام خرید کیا جائے یا آزاد کیا جائے موصی کی طاعت سے اور اگر
 وارثوں نے اسکو مانز کیا تو وصیت باطل ہے کذا اذا اوصی بان کشتہ ذی عکبہ الفزہدی وکذا خلا لہ علی الثلاث وکذا لا یشتر
 بکل الثالث فی المشتلین مجسم بطرح جبکہ وصیت کی یہ کہ خرید کیا تاکہ اسکو وہ طبع غلام ہزار دوسو یا ہزار درم ثلث مال سے زیادہ ہیں تو وصیت
 باطل ہے اور صاحب نے کہا کہ تمام ثلث سو دو صد تو میں غلام خرید کیا جائے کذا فی الجمع مریض اوصی بوجایا ثمری عن مریضہ ذلک
 وعاش سبیلان ثمری عن فوجایا ہ یا آجیۃ ان یوفی کل ان من من مریضی ہذا فقد اوصیت بکل کذا فی الخانیۃ بیمار نے چند وصیتیں
 کیں پر وہ چکا ہو گیا اپنی اس بیماری کی سوار چند سال زندہ رہا پر بیمار ہوا تو اسکی وصیتیں باقی رہیں اگر اوصی یون کہا ہو کہ اگر میں اپنی اس مرض سے
 مر گیا تو میرے یہ وصیت کی کذا فی ثناوی فاضلان اوصی بوجیتہ ثمری ان اطلق الجنون حتی یلجم نسیۃ اسہ بطلمیۃ الا لا موصی
 وصیت کی پر وہ ہنوں ہو گیا اگر وہ کما حقن ویرک شہر ایا تک کہ یہ جیسے تک پوچھا تو وصیت باطل نہ یا بل نہیں وکذا لوالی اوصی ثمر اخذ
 ثنا لیرثہ من اس فضا مریض ہاں کما حقن طلمیۃ اس طرح اگر وصیت کی پر موصی کو سوار اسکی سوسو دہ ہوش اور غافل ہو گیا جہاں تک کہ
 مر گیا تو وصیت باطل ہے کذا فی ثناوی اوصی بان یفعل بک من فلان او بان یسقی عنہ الماء شہر ان اللیثہ او فی سبیل اللہ مریض
 باطل فی قولہ کی حقیقت ہے اسے خانیۃ یہ وصیت کی کہ موصی کا گھر عاریت دیا جائے فلاں شخص کو یا یہ کہ باقی لایا جائے موصی کی طاعت میں ہنوں
 حج سے رسم میں یا خانی راہ میں تو وہ باطل ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں کذا فی الخانیۃ کلا لوالی ہذا الثین لدوات فلا بل
 فان الوثیۃ یا طلمیۃ ولو مال یفعل ہذا وای فلان جاز چاہے اگر بون وصیت کی کہ یہ ہو ساطا نے شخص کے جانہ ورنہ کسی خاص
 سے تو وصیت باطل ہے اور اگر بون کہا کہ اس مریض سے فلاںے جانہ ورنہ کو یا راوی تو وصیت جائز ہے ولو اوصی بان یسقی عنہ فلاں
 فلاں کل شہر کذا جاز وطلیم شیعہ اور اگر یہ وصیت کی کہ فلاں کے گھر میں برہمے میں امیر خرچ کیا جائے تو جائز ہے اور اگر یہ

اگر کو اسطرح وصیت باطل ہے یعنی اگر موصی کے کہا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک شخص کو اسطرح میں نے وصیت کی تو میری وصیت باطل جہالت کے
 سبب ہے یعنی معلوم نہیں کہ کس شخص کو اسطرح وصیت کی کہ ان کو کہا بھی اور سبیل بھی مابقی مہیا بقیہ و عقیقہ جو محل نخل الماریہ وہی الجھوڈ
 کہ میری وصیت کے قاریت مضافہ نہیں اور باقی کو تو کس کی کہین تو وصیت میری ہو جاوے گی باقی صحت کے زوال سے یعنی وارثوں کا انکار مانع نہایت
 کا سبب ہے نازل ہو گیا فقہ شریعہ الحنفیہ ثلثاۃ ولذی الریح ثلثاۃ ولذی السوط ثلث کل واحد منهما لا ان النسوة
 بعد از ان کا کہن تو عمدہ ہے کہ واسطے عدوی دو تہا بیان اور ناقص والیک واسطے ناقص کی دو تہا بیان اور متوسط کی دو والیک واسطے
 دو دو کو پڑ نہیں ہے ایک ایک تہا ہی تقسیم کیا ہو گی سو طرح کہ بعد برابر کرنا ہی بعد امکان کے ولو اوصی احد التریکین بثلثین معین
 من دار مضافہ لکے و غیرہ کی قسم فی حیطہ فہو الموصی لہ والا یقع فی حیطہ فہو مثل ذراعیہ صرح صلا التسلیم وغیرہ
 القسیر فلو قال قسم فان وقع الی غیرہ لکان اولی الکرہ کے دوسرے نہیں سو ایک شریعت مشترک کرے ایک میں کو ٹہری کی وصیت
 کی اور وہ گزرا گیا اور وہ کو ٹہری موصی کے حصہ میں پڑی تو وہ موصی کی ہے اور اگر موصی کے حصے میں واقع نہ ہوئی تو موصی نہ کے
 دوسرے کو ٹہری کی برابر گزرا وکی نہیں باپ و بچہ و بی بی و غیرہ میں وجوب وصیت کی تصریح کی ہے تو اگر باقی یوں کہنا وصیت کیا ہو اگر
 کو ٹہری کو حصہ میں نہ آئے آخر الکلام تو سب سے بڑا والا قرآن میں صریح ہے دار مضافہ لکے مثل الوصیۃ فی الحکم المذکور دار
 افکار کو امین کو ٹہری کا مشترک نہیں وصیت کی مانند ہی حکم مذکور میں ہم یعنی اگر احد التریکین نے کہا کہ میری کو ٹہری فاسے شخص کی جو پہر
 اس کی تقسیم ہوئی اور وہ کو ٹہری مفر کے حصے میں واقع ہوئی تو اس کا مالک مفر ہو گا اور اگر اس کے حصے میں نہ پڑی تو اس کی برابر میں باپ
 و بچہ و بی بی و تہا بیان وصیت اور اگر کا بیان مکرر ہے و بالقیۃ علی ای معین بان کانت ذریعۃ عند الموصی من حال اخر فاجازہ
 المناہی الوصیۃ بعد موت الموصی وذ قعد الیہم اور تہا درم میں یعنی معین کی دوسری شخص کے ال سے جو موصی کے پاس نہ
 نہیں وصیت کی ہر صاحب مال نے موصی کی موت کے بعد وصیت اس کی جائز کہی اور تہا درم موصی کو تسلیم کر تو وصیت ہو وہ المذکور
 بعد از اجازت کہ ان احیاء کا تذکرہ ہے ان یتیم من التسلیم واما بعد الاذہ فلا یجوز لہ صرح تکرار صا خیال کو بعد اجازت
 وصیت تہا درم کا مذکور ہے سو طرح کہ اس کو اجازت دینا بطریق احسان کے تہا اس پر وجوب تہا اور اس کو جائز کی تسلیم ہو جائے
 اور یہ کہ بیکے بعد تو اس کو تسلیم لینا جائز نہیں کذا فی شرح التکرار بخلاف ما اذا اوصی بالربا یا بحل الثلث او لیا لہ ولو ارثہ
 فاجازہا الوثۃ حیث لا یجوز لہ المذکور بعد اجازت بل یجوز علی التسلیم لافقہ ان الجواز لہ یتیم کے من قبل الموصی
 حمدنا وعند الشافعی من قبل الخیرہ خلافت اس کو جبکہ موصی نے تہا ہی سزا دہ وصیت کی یا بی بی یا وارث کی ہر طرح وصیت کی ہر طرح
 وارثوں نے وصیت کو جائز کہا سو طرح کہ بیان وارثوں کو اجازت کے بعد منع جائز نہیں بلکہ اوپر تہا درم کی تسلیم کرے یا سو طرح کہ
 ذریعہ ثابت ہو چکا کہ تہا درم کی اجازت واقع ہوئی کہ مالک تہا موصی کی تہا ہی سزا دہ وصیت کے تہا درم کا ذکر تہا درم کا ذکر تہا درم کا ذکر تہا درم کا ذکر
 کی طرح ہے ہم سو طرح کہ وصیت اپنی بی بی میں مجھ سے کہو کہ موصی کی ملک میں واقع ہوئی اور اشتیاق تہا وارثوں کے حق سے ہر چیز تہا
 نے اجازت دی تو ان کا حق ساقط ہو گیا تو وصیت نافذ ہو گئی موصی کی طرح کسی کذا فی الدرر ولو اوصی احد التریکین بثلثین بعد التسلیم یوں صحت
 اثبتہ بالثبوت صحیح اقراۃ فی ثلث نصیب لافقہ مستحسنا لانداء لثلاث شایع فی کل الذکر وہی مہم فایکون مفضل
 بثلثین مامعہ وثلث مامعہ اور اگر دو فرزند نہیں سو ایک فرزند نے اپنی باپ کے ثلث ال کی وصیت کا اقرار کیا بعد وصیت تہا درم کے
 تو اس کا اقرار اس کو حصہ کی تہا ہی میں مجھ سے نہ اس کو نصف حصہ میں ہو مگر کہ فرزند نے موصی کو اسطرح مامعہ تہا درم میں ثلث شایع کا اقرار کیا ہے
 اور تہا درم فرزند کے پاس ہے تو وہ مفر خیرا اس ال کی تہا ہی کا جو اس کے پاس ہو اور اس مال کی تہا ہی کا جو اس کے پاس ہے

یعنی تو اسکا اقرار اس کے حق میں متحمل ہے نہ اس کے بیانی کے حق میں بخلاف مالو اور اسکا ہا یا بدی علی ایضا حیث بیان ہوا کہ مقتدر
 اللہ علیہ السلام نے جو خلاف اس کے اگر ایک فرد نے اقرار کیا دین کا لفظ بپراسوا اسطرح کہ اسکو تمام دین و دنیا لازم ہوگا یہ نسبت سے
 دین کے میراث پر ہم تو مقولہ ہنصر سے تمام منکر کہ لیکنا استیفاء دین اور اگر فاضل ہوگا تو منکر کہ چھڑ گیا اور وصیت کا اقرار ایسا نہیں ہو سکتا
 کہ برصغیر اور تو بخلاف کثرت سے تو موصی کہ کچھ بپا دیکھا جیتک وارث کو دے دے کہ انی المنع ویا مکتوفہ لکن بعد موت موصی وذلک ان
 کلاهما یخرجان من الثلث فہما للموصی لہ اور اگر وصیت کی نوڈی کی سو دہ بیانی موصی کے مر جائیکے بعد اور نوڈی اور اسکا بیانی
 موصی کی بیانی نال سے نکلے ہیں تو وہ دو موصی کہ سے ہیں وکلا یخرجان الثلث منها فبقصدہ لکن الثلث کا تو اخرج لاصل وذلک
 یاخذ منہما علی السواء اور اگر دونوں ثلث ال سے نکلیں تو موصی کی بیانی لیکنا نوڈی ہی سے ہر دو کو ولسوا اسطرح کہ تابع فراخ نہیں ہونا اصل کار
 صاحبین نے لکھا کہ دونوں کو برابر لکھا صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کے ۴۰۰ درم اور ایک نوڈی ہی ۵۰۰ درم کی قیمت کی سو اسکو نوڈی کی وصیت
 کی ایک روپیہ اسطرح ہر دو لکھا جی ۵۰۰ درم کی قیمت کا تو اب موصی کا مال ۱۲۰۰ درم کا ہو تو مال کی بیانی ۵۰۰ درم ہی تو اس کے نزدیک موصی کی روپی
 نوڈی بیانی اور بیانی لکھا اور صاحبین نے نزدیک ہر ایک سے دو تہا بیان لکھا اسطرح کہ لکھا وصیت میں بالیقہ داخل ہے اور عاقل ہوگا وصیت و التعلیل
 کے اور امام کی دلیل یہ ہے کہ مان اصل ہے اور لکھا تابع اور تابع اصل کا فراخ نہیں ہوتا تو اگر دونوں وصیت نافذ ہو تو بعض اصل میں وصیت قائم
 نہ ہی اور یہ جائز نہیں ہو کہ انی المظاہر ہی هذا اذا وذلک قبل القسمہ و قبول الموصی لہ فلو بعد فاضل الموصی لکن لکن تاکہ لکھا وذلک الو
 بعد القبول وقبل القسمہ علی ما ذکر القدر ہی بعد حکم مذکور اوصاف ہے جبکہ نوڈی ہی قیمت کر کہ سو اور موصی کہ اس کے قول کر نہ ہے جی تو اگر
 بعد قیمت اور بعد قبول کے جی تو وہ لکھا موصی کہ لکھا اسطرح کہ اسکی ملک کی برہمنی ہی اسطرح لکھا موصی کہ لکھا اگر قبول کے بعد اور قیمت سے
 پیدا ہو بنا برادس قول کے بقدر موصی نے ذکر کیا ہے و لو قبل موت الموصی فی القبول ثلث اور اگر نوڈی ہی موصی کی موت سے پہلے تو لکھا اور دونوں کا بیانی
 اسطرح کہ وہ وصیت کی قیمت میں داخل ہوا اور وصیت کی ملک پر باقی مانکہ انی المعالم گریہ و الکسب کا لو لکھا یا کفر اور نوڈی کی کامی دل کی مانند جو حکم کو
باب العتق فی المرحن مجھ باب ہی بیانی کی آزاد کرنے میں ہم چونکہ اعان فی مرض منی وصیت ہی اسطرح کہ وہ مری
 اوصاف میں جبکہ وارثوں کا حق متعلق ہو گیا لکن کتاب الوصایا میں مذکور کیا لیکن اسکو مریہ وصیت سے تاخیر کیا اسطرح کہ مریہ سے قبل
 حال العتق فی تصدقہ جی ہو لکن اس وقت تک کہ فی الحال حالت عتق کا اعتبار ہو یا بعد موت مریہ میں بیانی و وہی ہوا جو حکم کہ اسکی
 کر دے اور تصدقہ منافع الی الموت تصدقہ ہنصر کے مقابل ہے سو اس کے نہ کو جو کا فائز کا نشیہ تصدقہ من کل مالہ والا فلا نشیہ سو اگر تصدقہ
 منبر صحت کی حالت میں ہو تو اس کے تمام مال سے نافذ ہوگا اور اگر مرض کی حالت میں ہو تو اسکی بیانی مال سے نافذ ہوگا والمراتہ تصدقہ الی تصدقہ نشیہ
 و یکتفیہ معنی التشرع سختی ان الاقرار یا لکھو فی المرحن یقتضی من کل المال و التکلیف یتقید بقدرہ من المال من کل
 احوال اور جو تصدقہ منبر کو ثلث ال سے نافذ ہوا ہے مریہ حالت مرض میں مراد اس سے وہ تصدقہ ہی جو انقباض اور اس میں ترم کا مضمی ہو تو مرض میں رہی کا
 تمام مال سے نافذ ہوگا اور کس طرح مرض میں بعد ہر شے کے نافذ ہو کل مال سے ہم افراد اخر از سے انشائی اسطرح کہ اقرار تصدقہ بیانی فی انشائی
 اور کس طرح اخر از سے مریہ ہی اسطرح کہ کس طرح تصدقہ انشائی سے لیکن اس میں ترم نہیں ہے والمضاف الی مریہ وہو واجب تک بعد
 من کو کانت حری بعد موتی او هذا لیزیل بعد موتی من الثلث والثلث الصحیہ اور یہ تصدقہ کا عاقبت کی موت کی تصدقہ مضاف ہو و ثلث
 مال سے نافذ ہوا ہے مریہ جی حق میں واقع ہوا ہے تصدقہ مضاف الی الموت وہی جو انی حکم کو بعد موت عاقد کے واجب کر ہی بیانی ہون کہنا اپنے
 تمام مریہ کی مریہ موت کے بعد آتا ہے جو یا ہر چیز زید کی مریہ موت کے بعد و تصدقہ مریہ کا لکھنا اور جس بیانی ہی عاقد چکا ہو یا
 وہ صحت کی مانند ہی ہم اسطرح کہ وارث اور غیر مریہ کا حق متعلق نہیں ہوتا مریہ کے مال کو اگر اسکی مرض الموت میں اور چکا ہو یا مریہ ظاہر ہو گیا کہ اگر

باب العتق فی المرحن

جو تہا مرض الموت متجاہد المصعد اذا انطاول ولم یقعہ فی الماء من کا لصیغہ یقینی تحریر من حد الطاول
سنة ذی القعدة المصعد المصعد لصلوة قاعدا اور جائدا اور صلوج اور صلول کا مرض متطاؤل اور مرض من جو جائی اور اسکو بستر پر
ذوالیہ ہو تو وہ سترست کی نرابر ہے احکام شرعی میں کذا فی المصعب پر صاحب یقینی نے تطاول مرض کی حد بر فرمایا ان کی حد ہے کہ ایک سال ہے اور مرض
معتبر کی حد وہ جو مہام کہ دو روز کو بیٹھے ہم مرض معتبر یعنی مرض میں نفوذ نصف انشاء کا ثلث مال سے معتبر ہے کذا فی المصعد و انشاء قد
و حجابا نہ و هیئہ و وقفہ و ضمانہ کل ذلک حکمہ حکم و صیغہ مریض کا احاطہ اور محابات اور سہ اور اسکا وقف اور فائدہ من جو با اس
ہر ایک کا حکم و صیت کے حکم کی مانند ہم عقد مذکورہ و صیت نہیں ہیں بلکہ وصیت کے مشابہ ہیں اور اسکی کو وصیت عبارت ہو ایک بعد الموت ہو اور
یہ تصرفات منجر سے احوال لیکن جو کہ مرض میں واقع ہو تو وہ حکم و صیت ہو گئی حق در نہ کے تعلق کیو جس کو محابات کی صورت ہے کہ شہور کم کی خبر
درم کو چینی یا کہ درم کی چیز سو درم کو خرید کر کسی قیمت مثل سے زائد خرید میں اور قیمت مثل سے انقص بیع میں اسکا نام محابات ہو کذا فی المصعد و
فیعتل من الثلث کا قد متا فی الوقف ان وقت المریض المدیون بحیث باطل چلیختہ و لیس سراجہ تصرفات مذکورہ و صیت کی ہند
ہو تو ثلث مال سے معتبر ہو گئے چنانچہ ہئے آگے ذکر کیا ہے کتاب الوقف میں یہ کہ مریض بدین برین بطل کا وقف باطل ہے اسکا سوا کرنا جائز
اور تحریر اور تنظیم کرنا جائز ہے و نیز اسکا صحابہ الوصایا فی المصعد اور اہل و عیال سے فروخت واقع ہوگی ضرب حصص میں یعنی عبد متفق اور محاتی
اور موقوفہ کو اگر وقتیم اور مضمون کہ ضرب حصص کر کے صحاب و عیال کے ساتھ تو اگر ثلث مال سیکے وہ طو لغایت ہو گیا تو فہو الزاد و در حصصہ لیس گئے اور
نصبت میں ہر ایک کا حصص معتبر ہو گا فراغت کا مطلب یہی ہو کہ اسکا کذا فی المصعد و ولہ یتقسم العبد ان یتقسم العبد ان یتقسم کل ان المصعد و یتقسم
یا کہ جائزہ اور علامہ سنی لکریگا اپنی اختلاف میں اگر اسکی حق کی اجازت ہوگی و دار فون بطل سے اسکو کہ منع حق تھا و دار فون کے حق کے سبب سے
تو وہ ساقد ہو جاوگا او کی اجازت ہو فان حلال فقر و ضاق الثلث عنهما فیہی ای الحاکم انما یجوز ہر اگر مریض نے محابات کی چیز علامہ کو آزاد
کیا اور اسکا ثلث مال محابات اور احوال سے متعلق کرنا ہے یعنی تہائی میں دو فون تصرف کی گنجائش نہیں ہو تو وہ یعنی محابات مقدم ہو احوال پر
ہم صورت اسکی یہ ہے کہ ۳۰۰ درم کی قیمت کا غلام ایک سو درم کو بیچا پھر اس غلام کو جسکی قیمت سو درم آزاد کیا اور مریض کا کچھ مال نہیں سوا ہے
ان دو غلاموں کے تو ثلث مال یعنی سو درم محابات میں صرف ہو سکے کذا فی الدر و بیحکشیہ بان حق نہ تھا بی سوا کا اور اول صورت کے کو اسکی
اول احوال پر کیا پھر محابات کی تو دو نو برابر ہیں ہم صورت اسکی یہ ہے کہ جس غلام کی قیمت سو درم آزاد کیا پھر وہ غلام جسکی قیمت دو سو درم نہ ہو
درم کو بیچا تو ثلث مال یعنی سو درم کی تقسیم دو نو میں نصف نصف ہوگی تو عبد متفق نصف مفت آزاد ہوگا اور نصف قیمت میں جسکی اگر محابات
دوسری غلام کو ۵۰۰ درم دیکر خرید کر لیا کذا فی الدر و قال عتقہ اول فیہما اور صاحبین نے کہا کہ غلام کا آزاد ہوا تو صورت میں مقدم ہو
و هیئہ ان یتقسم عتقہ ہذا الما تقر عبد لا یسقط الوصیۃ بما لقی ان ھذا کما یحکم لان الفراء تتفاوت بتفاوت قیمتی بعد
اور مریض کی وصیت پھر ہر کسی طرح غلام آزاد کیا جاوے ان سو درم سو خرید کر کے تو وصیت نافذ نہ ہوگی باقی درموں سے اگر ایک درم بھی ہو
درموں سے نصف ہوگی اسکو کہ تقرب الی اللہ متفاوت ہو تا قیمت عبد کے تفاوت سے بخلاف ایچہ طرفلاف جمع کی وصیت یعنی اگر وصیت
کی کہ انقدر درموں سے میر بھرت سو کچھ لیا جاوے پھر ان درموں سے ایک درم یا زائد تلف ہو سکے تو وصیت نافذ نہ ہوگی باطل نہیں و قال ھذا سوا
اور صاحبین نے کہا کہ عتی اور چھ کی دو نو میں نہیں کوئی باطل نہیں و یسقط الوصیۃ لعتق عبدہ بان او ضعی بان یتقیر الوصیۃ عند بعد
موتہ ان سنی بعد موتہ قد وقع بالخیار کا لو بیع بعد موتہ یا لکذا لکذا باطل ہوتی ہو وصیت اپنی غلام کی آزاد کی کی یعنی یون وصیت کی کہ دار
اسکو غلام کو اسکو خریدنے کے بعد آزاد کر دین تو وصیت باطل ہوگی اگر غلام بعد موت موصی کے جنابت واقع ہوئی سو غلام جنابت میں نہ لایا گیا چنانچہ
اسو مریض و صیت باطل ہوتی ہو اگر وہ بیچا گیا موت کے بعد موصی کے دین میں ہم و جب بطلان ہے کہ دینی جنابت کا تو مقدم ہو موصی اور موصی الہ

کے نبی پر اس پر اس طرح دامن کا حق مقدم ہو رہا تھا کہ انہوں نے العیاض کا شغل و کارن القیاض فی الصبح والظہر والیقیناً صبح اور اگر دار ثون کے غلام کا غیریہ دیا تو وہ صبت باطل ہوگی اور یہ غیریہ دینا دار ثون کے ذاتی مال میں ہوگا اور ان کے الزام کے سبب یہی انہوں نے اپنی اور خود لازم کر لیا تو وہ متبرع شہری و لو ارضی بثلثہ اخی ثلث مالہ لیسک وترک عبدک فافترک من الوارثہ ویکبر ان المیت اعتق هذا العبد فافترک علی

لیکن حقیقہ فی الصبحۃ لیست فذل من کل المال واشتبی الوارثہ حقیقہ فی المرحن لیست فذل من الثلث وبقدم علی ذکرہ بالقول للوارثہ جمع البین لانه یکتب استحقاقاً لیکن اور اگر عیت کی اپنی نہائی مال کی برکیر ہوا اور موسیٰ نے ایک غلام جو اسوار اور کیا وارث اور برکیر ایک شخص کو عیت سے اس غلام کو آزاد کیا یہ برکیر نے دعویٰ کیا اس کی آزادی کا موسیٰ کی صحت میں تاکہ آزادی تمام مال سے نافذ ہو اور وارث نے اس کی آزادی کا دعویٰ کیا مرض موسیٰ میں تاکہ عتق نافذ ہو لکن مال سے اور مقدم ہو کر یعنی اس کو ملکہ مرض کا عتق اگرچہ وصیت کے ثلث مال کی وصیت پر مقدم ہو کہ ان فی اللہ تو وارث کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہے اس لیے کہ وارث استحقاق پر کما ملکہ اور قول مستبرع ہوا جس کا قسم کے ساتھ دیکھا شے

لیکن لکھا فی نسخہ الملتن والشرح قلت صلوٰۃ لیکن لانه الملتن کور اولاً غایۃ الاثر ان القوم متوالون فی غیریہ المصنف اولاً وکسیبہ انما یقالہ علم اور یہ کہ اس پر اس طرح نہیں اور شرح کے نسخہ میں لاشے زید مرقوم ہیں کہتا ہوں یون کہتا ہے ایک ہو ولا شے لیکن بعضے برکیر اس پر اس طرح نہیں اس واسطے کہ اس مسئلہ میں نفیہ برکیر کا اول ملکہ ہے غایۃ الارحہ ہو کہ قوم سے یعنی فقہوں اس مسئلہ میں زید کی تیش دی ہے سو مصنف نے اولاً تمیل کو بدلا اور آخر میں تفسیر کو جو مل گیا و اللہ اعلم لان یفضل من ثلثہ شے من فی العبد لیکر مجرکہ کہ موسیٰ کو ثلث مال سے کہہ فاضل ہے غلام کی قیمت ہو تو فاضل مال کو برکیر لکھا ہم مثلاً ثلث مال سو درم جو اور غلام کی قیمت ۲۰ درم ۲۰ درم ہو کہ کو ملینے اور قوم کے محل کدواہ فان الموصی لہ حصۃ لانه یکتب فذل العبد یا کو اسی کی حجت قائم ہو کر کے اس دعویٰ پر کہ اعتاق صحت میں تھا اس واسطے کہ برکیر موسیٰ کو برکیر نے کدواہ اپنی کا صحت پر اور اس پر غلام بھی دعویٰ ہے و لو اذی دجل ینک علی المیت و اذی العبد عتقاً فی الصبحۃ و لا مال لہ غیرہ فصل فیما الوارثہ لیست فی قیمۃ ویدفع الی القریۃ و لا یبیت و لا یستغنی فی شیخ

اور اگر دعویٰ کیا ایک روئے دین کا صیت پر اور غلام نے عتق کا دعویٰ کیا صحت میں اور حالانکہ صیت کا کہہ مال نہیں ہے سوا اس غلام کے سو وارث نے دونوں دعویوں کی تصدیق کی تو غلام موسیٰ کو اپنی قیمت کی اداکر نے میں اور وہ قیمت صاحبین کو دیکھا اور صاحبین نے کہا کہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور کہہ کہ کچھ کچھ قیمت میں نہ کر لیا ہم صاحبین کی دلیل ہے کہ دین اور عتق ساتھ ہی ظاہر ہو تو وارث کی تصدیق سے اس غلام میں کو گو یا ساتھ ہی واقع ہوئی اور صحت کا حق موجب صحت کا نہیں اجماع کی دلیل یہ ہے کہ دین کا اقرار تو ہی تر سے عتق سے و لہذا جمع ہوا کہ مال سے متبرع ہوا تو ہی دفع نہیں اذنی ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اصل عتق باطل ہوا لیکن وہ بعد الوقوم اتفاق حاصل نہیں تو اس کو بائنی منتقص کیا اجماع صحت ہو کہ ان فی اللہ لخصاً و علی هذا الخلاف لو ترک ابننا و الف جہر فادھاہا دجل ینک و استغنی و بعد و صلاۃ لہم الا ان قال لث ینہما نصفان عندہ و قال الود یعتاق اور بار خلاف مذکور کے اگر صیت نے ایک بیٹا اور ہزار درم جو ہو سو امان و مرن کے دین ہو لیا ایک روئے دے دعویٰ کیا اور دوسرے نے دیکھی و دیت ہو لیا دعویٰ کیا اور صیت کے فائدہ سے دونوں کی تصدیق کی تو ہزار درم دفع ہو جو نہیں نصفان صحت میں امام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ دیت تو یہ جو دین ہو ہم اس مسئلہ میں اولیت میں خلاف ہو بر خلاف مسئلہ سابقہ کے تو ملے ہوا خلاف کہنا شارح کا بلا وجہ کہ ان فی الخطا ہی قلت و عکس فی الہدایۃ فقال خلاف الود یعتاق اقول لے و عندہ ہی اسواء و لا حصہ ماد کہ کا فی الکاف و وقایۃ فی الشربہ لانی فیلحظ میں کہتا ہوں اور بار دین اس کے بالعکس کہا ہو سو یون کہا کہ امام کے نزدیک و دیت تو یہ ہے اور صاحبین کے نزدیک دین اور و دیت برابر ہو اور صحیح تر وہ قول ہے جو جنہو ذکر کیا چنانچہ کافی میں جو اور اس کا پورا بیان شربہ لانیہ میں ہو تو اس کو یاد کہنا چاہیے ہم شربہ لانیہ میں برابر ہے کہ صاحبین نے

الوصیة للاقارب

یہ ہے برگزین بیہ غاف امام اور صاحبین کا بالکس نقل کیا ہے کہ فی الطحاوی باب وصیة الاقارب غیر ہم
یہ باب جو وصیت اقارب وغیرہم کے یا نہیں جاسکتی کہ وہ لایس یسکن فی حجة وجمعہ مسجد لظلمة وھن سخا وصال
الشاھقی الحارثی ازل اربعین داتا مرت کلی جانب آدمی کا ہمایہ اور پڑوسی وہ جو واسکے گزین لایس فی اصل ہوا صاحبین نے کہا
کہ جو ایک محلہ میں رہتا ہو اور محلہ کی مسجد اپنی جامع ہو یعنی اسی مسجد میں سب اہل محلہ نماز پڑھتے ہوں اور یہ قول صاحبین کا ہے کہ ان میں
نے کہا کہ پڑوسی سے گہر تک ہوتا ہو ہر طرف سے ہم محمد نے اہل میں کہا جب وصیت کی تو ہمایہ بن کیواسطی تو یہ وصیت اذیکم کے ملا نہیں کے
دوسری طرف خاوند کے دروازے قریب ہوں یا بعد امام کے نزدیک کذا فی البیہ وجمعہ کل دی دسچہ ہر م من غریبہ کا نام لیا واکھا
وآخر لھا و آخر اھا و بعد ہر دسچہ طہری وہی متک حذر و معتد میں یعنی اور آدمی کا مہر یعنی سسرال کے لگ رہے ہیں جو
مزدکی جو کہ محرم قوت دار میں چاہے عورت کو باپ دادا اور اسکی کچھ اور اسکی مومن اور اسکی بہنیں اور اسکی سواری اور محرم ہو گیا بشکر
میں کہا اور وہ عورت اسکی کچھ میں یا طلاق بھی کی عدت میں ہر مومن یا قی لا یشھقھا ورنہ ورنث منہ سو اگر عورت طلاق یا ن
کی عدت میں ہو تو مہر مستحق وصیت کا نہ ہو گا اگر عورت زوجہ کی وارث ہوگی قال الطحاوی لھذا فی خبر لھذا ویا فی خبرنا فیخص بابو یلیا عتکہ
وغیرھا و آقا القہستانی قلت لکن جزم فی الذہان وغیرہ بالاول و آخر کاشے الشربل لکیر طوافی نے کہا کہ یہ مہر کی تعریف
مستحقین کے عرف میں تھی اور ہماری عرف میں تو مہر کا لفظ عورت کے والدین کو مخصوص ہے یعنی شہر اور خردا من کذا فی الغابہ و نسب را اور
نہانی نے اسکو ثابت رکھا ہے میں کہنا ہوں لیکن بران وغیرہ میں اول قول پر یقین کیا ہو اور شہر بلا میں اوسکی کلمات رکھا ہے تو نقل
عن العینی ان قول الھدایہ وغیرہ انا صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل فی صیقة صوابہ یعنی میں نے ثابت الحارثی قلت فی لفظ لھذا
الفاکد لا ہر شہر بلا میں یعنی شہر شارج ہمایہ ہر مہر نقل کیا کہ ہمایہ وغیرہ کا یہ قول کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ حضرت صفیہ کو
کاح کیا تو اور یہ کہ یہ مہر حضرت جویریہ بنت حارث سے نکاح کیا میں کہنا ہوں تو اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی میں نے منن ابو اودود وغیرہ
نقل کیا کہ جویریہ بنت حارث ثابت بن قیس کے حصہ میں واقع ہوئیں اوںہوں انکو مکاتب کیا اور یہ بل کلمات کہ اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئیں حضرت صفیہ کو نکاح کیا جب اسکا بیٹا ہو تو جو لوگ حضرت جویریہ کی برادری کے محاکمے سے منے آئے تھے انہوں نے انکو آزاد کراد حضرت
سے اکرام کیونکہ وسط اور کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہر میں اور وہ سو فائدہ وار تمہا تو ہر مہر اذیکم و حنہ زوجہ کل خبر ہے کذا
فی المنہج قلت المؤمنین لھا ما لکبت ذات دسچہ ہر مہر کا ذکر کیا تو کذا اور اسان کا حق اسکی ہر محرم عورت کا شوم ہو چاہے
اوسکی بیویوں اور بچوں کے شوم شارج نے کہا میں نے نسخہ میں ہر مہر کل ذیرمہم واقع ہوا کہ کتب فقہ کے موافق کل ذات و مہر سے و کذا کل
ذی دسچہ من اذیکم ہن ثلک لھذا فی خبر ہمد و فی خبرنا الصمد ابو المراء و اصحاب الحان زوجہ الحرف فقط ذیلہ وغیرہ ذالہ لھذا فی
وینبغی فی دیار انان لخص الصمد لک ان الذہوق والحان زوجہ البش لآتہ المشہود اور اسطر حق عبات ہر بات اور عات کو شہر
کے ہر قرابت دار سے ہر مہر اور حق کی متقدمین فقہاء کے عرف کے موافق ہے اور ہماری عرف میں مہر شہر اور خردا من ہے اور
حق فقط محرم کا شہر ہے کہ انی از لعی وغیرہ ہمایہ نے اتنا زیادہ ذکر کیا ہو اور ہماری ملک میں ہوں لائق سے کہ مہر خسر یا مہر کیجئے اور حق میں
کے شہر یعنی داماد پر خاص کیجئے ہوا طیکہ اب بھی شہر ہے ہم یہ اشارہ ہر طرف ہو کہ دیکھو مہر کا رواج اور عرف متبر ہے اور ایک ملک کا
عرف دوسری ملک پر جاری نہیں ہوا کذا فی الطحاوی و اھل ذوجہ وقال اھل من فی سلالہ و نفعیہ غیر مالک کہہ و فی لھما استخسان
شرح تکلمہ قال ابن الکمال وھو مؤید بالحق قال اللہ تعالیٰ فکینا و اھلہ لآمر کنا انتھلی قلت وجوابہ فی المطو لا یت
اور اہل عبارت ہو اسکی دوسری اور صاحبین نے کہا کہ جو واسکے خیال اور نفع میں داخل ہو سواری اوسکی نو ذی غلام کی وہ اوسکی اہل میں اور قول

صاحبین کا استعانت جو میری قول راجع ہے کہ انی شرح السنکدہ ان کا لے کر اور وہ یعنی صاحبین کا قول مؤید میں قرانی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسے نجات دینی کو طو اور اسکو اہل کو سوا اسکی عورت کے انہو قول میں کہتا ہوں اور جواب اس مسئلہ کا امام کثیر سوری کی کتاب میں مذکور ہے ہم مسئلہ ابلیس کی کہ اگر جواب یہ ہو کہ قرینہ عموم کا وہ ان موجود ہیں یعنی استثناء اور امام کی دلیل یہ ہے کہ لفظ اہل کا حقیقت ہنوز یہ کیوں ہو بلکہ دلیل قصور و عورت قال تعالیٰ ویشاء فیہا واولادہا اہلہا اہلکونہا ممتہ تو ہم اگر کہیں کہ لفظ اہل اور مطلق تصرف ہوتا ہے حقیقت مستحسن کی طرح لکھنا کہ انی لفظ ذمی متصرف اولاہ اہل بیتہ و فیہما الذی یشتبہ الیہا وحینئذ یدخل فیہ کل من یشبہ الیہ من قبل ابائہ اسے افضل فی الہدایۃ فی الاسلام میں ہے الایہ الاقصیٰ کا تہ مضائق الیہ قصستانی عن الکرمانی اور آدمی کی آل عبارت میں اس کی اصل بیت اور اولاد اس کی بیوی جس کی طرف وہ منسوب ہوتا ہو اور اس وقت میں یعنی جبکہ آل سے اہل بیت اور قبیلہ مراد ہو تو آل میں داخل ہر ایک وہ شخص جو میری کیفیت منسوب اس کے باپ و ادائیگیاب اسلام میں اس کے لیے مستحق باپ تک پدا قصی کے سوا اسو اسطرح کہ پدا قصی مضائق الیہ ہے یعنی اور وصیت نہیں کر مضائق کیوں کہ انی قصستانی عن الکرمانی ہم پدا قصی اسلام میں مثلاً علی یا عباس فی اللہ عنہما لا اگر عورتی وصیت کی کہ انی کیوں کہ اس کو اس میں داخل ہے جو علی رضی کی طرف منسوب نسبت باپ یا بیجان ہو نہ وہ شخص جسکی اھل جہادات میں الا قرب و لا یقلد والدین والاکھنۃ والصلحۃ والکافۃ والصفیۃ والکبیرۃ فیہ سواہ قریب تر اور عید ترا و مراد عورت اور سلمان اور سائر اور ضمیر اور کبریاں میں سب برابر ہیں ویدخل فیہ الغنی والفقیران کا نو الا یحیون کا فی الاختیار اور آل میں غنی اور فقیر داخل ہیں اگر وہ مختصر ہوں کہ انی اختیار ہم عبارت اختیار کی ہیں جو ذائق کا نو الا یحیون کہ انی الطحاوی عن ابی لینی آل میں غنی اور فقیر داخل ہیں اگر وہ لوگ مختصر ہوں اور یہی ہے سب کو کتاب وادعا طہر کیا ہے ویدخل فیہ ابیہ و جدہ و ابناء و زوجہ کے کائناتے شرح السنکدہ یعنی بعضی اذکا کا نو الا یحیون اور آل میں داخل ہے موصی کا باپ اور واد اور اسکا بیٹا اور اسکی زوجہ کہ اسنے شرح السنکدہ یعنی جبکہ وہ اسکو وارث نہ ہوں ہم عدم برات کی قید ہو سکتی ہے کہ وصیت نافذ نہ ہوتی ہے غیر وارث کے حق میں ولا یدخل فیہا ولا ذلک المساکینہ واولاد الا خواصہ ولا اصل من قرابۃ امہ لان الی لا یشبہ لایبہ الا کھنۃ اور موصی کی آل میں داخل نہیں اسکی بیوی کی اولاد اور نہ اسکی بیوی کی اولاد اور نہ کسی وہ شخص جو اسکی مان کا قرابت دار ہو اسطرح کہ بیٹا اپنے نسب میں داخل ہے نہ مان کے نسب میں وجہتہ اہل بیت اپنے لان الانسان یحقیق بابیہ لایامہ اور موصی کی بیوی اسکو اپنے اہل بیت میں ہو سکتی کہ انسان تجانس ہوتا ہو اپنی باپ کا نہ اپنی مان کا ہم غایۃ السببان میں ہو کہ جس عبارت یہ نسبت اور نسب متبر ہے اب کی طرف سے لکھا اہل بیتہ و اہل نسبہ کا کہ وجہتہ کہ لکھنا اور اسطرح کہ اس کے اہل بیت اور اس کے اہل نسب اسکی آل اور اسکی بیوی کی مانند ہیں قرمان بیت اور اہل نسب حکم آل اور جس کی مانند ہو ولو اوصت المرأۃ لجنسہا او لاهل بیتہا لایدخل فیہا ولذلک ہا امی ولذلک المرأۃ لا یشبہ الی ابیہ لایبہا اور اگر عورت اپنی بیوی یا اپنی اہل بیت کیوں کہ وصیت کی تو اس عورت کا بیٹا وصیت میں داخل نہیں اسطرح کہ بیٹا اپنی باپ کی طرف منسوب ہوتا ہو نہ مان کی طرف لان ان یلوک ابوہا امی الولد من قومہا ایہا فیہن ذی دخل لایہ من جنسہا اور وکان وغیرہما قلت وضاغۃ ان الشرف من لای یقطع غیرہم حدیثی فی اخر فتاویٰ ابن نجیم وہ افنی شیخنا الیہ لہ لغیرہم حدیثی فی النکحہ کہ عید کہ باپ اس فرزند کا اس عورت موصیہ کے باپ کی قوم سے ہو تو اس وقت میں اس عورت کا بیٹا بھی وصیت میں داخل ہوگا اسو اسطرح کہ وہ اسکا ہم جنس اور ہم نسب کہ انی الدرر والکافی وغیرہ میں کہتا ہوں تو اس تقریر سے مجھے استفاد ہو کہ کثرت شیشی سبب لفظ مان کی طرف سے غیر متبر ہو چنانچہ فتاویٰ ابن نجیم کے آخر میں مذکور ہے اور کیا فتویٰ دیا ہو جاری اور فتاویٰ ذہیر الدین ربی نے مان کی طرف سے کہ سیدہ کے فرزند کو فی الجملہ خیریت اور زیرگی ہو اس پر جسکی ان سیدہ نہیں لایہ بالتشبیہ الیہا شمشیتہ کہ انی الطحاوی سی فادہ ہا لکبری

وہ شخص جو میری کیفیت منسوب اس کے باپ و ادائیگیاب اسلام میں اس کے لیے مستحق باپ تک پدا قصی کے سوا اسو اسطرح کہ پدا قصی مضائق الیہ ہے یعنی اور وصیت نہیں کر مضائق کیوں کہ انی قصستانی عن الکرمانی ہم پدا قصی اسلام میں مثلاً علی یا عباس فی اللہ عنہما لا اگر عورتی وصیت کی کہ انی کیوں کہ اس کو اس میں داخل ہے جو علی رضی کی طرف منسوب نسبت باپ یا بیجان ہو نہ وہ شخص جسکی اھل جہادات میں الا قرب و لا یقلد والدین والاکھنۃ والصلحۃ والکافۃ والصفیۃ والکبیرۃ فیہ سواہ قریب تر اور عید ترا و مراد عورت اور سلمان اور سائر اور ضمیر اور کبریاں میں سب برابر ہیں ویدخل فیہ الغنی والفقیران کا نو الا یحیون کا فی الاختیار اور آل میں غنی اور فقیر داخل ہیں اگر وہ مختصر ہوں کہ انی اختیار ہم عبارت اختیار کی ہیں جو ذائق کا نو الا یحیون کہ انی الطحاوی عن ابی لینی آل میں غنی اور فقیر داخل ہیں اگر وہ لوگ مختصر ہوں اور یہی ہے سب کو کتاب وادعا طہر کیا ہے ویدخل فیہ ابیہ و جدہ و ابناء و زوجہ کے کائناتے شرح السنکدہ یعنی بعضی اذکا کا نو الا یحیون اور آل میں داخل ہے موصی کا باپ اور واد اور اسکا بیٹا اور اسکی زوجہ کہ اسنے شرح السنکدہ یعنی جبکہ وہ اسکو وارث نہ ہوں ہم عدم برات کی قید ہو سکتی ہے کہ وصیت نافذ نہ ہوتی ہے غیر وارث کے حق میں ولا یدخل فیہا ولا ذلک المساکینہ واولاد الا خواصہ ولا اصل من قرابۃ امہ لان الی لا یشبہ لایبہ الا کھنۃ اور موصی کی آل میں داخل نہیں اسکی بیوی کی اولاد اور نہ اسکی بیوی کی اولاد اور نہ کسی وہ شخص جو اسکی مان کا قرابت دار ہو اسطرح کہ بیٹا اپنے نسب میں داخل ہے نہ مان کے نسب میں وجہتہ اہل بیت اپنے لان الانسان یحقیق بابیہ لایامہ اور موصی کی بیوی اسکو اپنے اہل بیت میں ہو سکتی کہ انسان تجانس ہوتا ہو اپنی باپ کا نہ اپنی مان کا ہم غایۃ السببان میں ہو کہ جس عبارت یہ نسبت اور نسب متبر ہے اب کی طرف سے لکھا اہل بیتہ و اہل نسبہ کا کہ وجہتہ کہ لکھنا اور اسطرح کہ اس کے اہل بیت اور اس کے اہل نسب اسکی آل اور اسکی بیوی کی مانند ہیں قرمان بیت اور اہل نسب حکم آل اور جس کی مانند ہو ولو اوصت المرأۃ لجنسہا او لاهل بیتہا لایدخل فیہا ولذلک ہا امی ولذلک المرأۃ لا یشبہ الی ابیہ لایبہا اور اگر عورت اپنی بیوی یا اپنی اہل بیت کیوں کہ وصیت کی تو اس عورت کا بیٹا وصیت میں داخل نہیں اسطرح کہ بیٹا اپنی باپ کی طرف منسوب ہوتا ہو نہ مان کی طرف لان ان یلوک ابوہا امی الولد من قومہا ایہا فیہن ذی دخل لایہ من جنسہا اور وکان وغیرہما قلت وضاغۃ ان الشرف من لای یقطع غیرہم حدیثی فی اخر فتاویٰ ابن نجیم وہ افنی شیخنا الیہ لہ لغیرہم حدیثی فی النکحہ کہ عید کہ باپ اس فرزند کا اس عورت موصیہ کے باپ کی قوم سے ہو تو اس وقت میں اس عورت کا بیٹا بھی وصیت میں داخل ہوگا اسو اسطرح کہ وہ اسکا ہم جنس اور ہم نسب کہ انی الدرر والکافی وغیرہ میں کہتا ہوں تو اس تقریر سے مجھے استفاد ہو کہ کثرت شیشی سبب لفظ مان کی طرف سے غیر متبر ہو چنانچہ فتاویٰ ابن نجیم کے آخر میں مذکور ہے اور کیا فتویٰ دیا ہو جاری اور فتاویٰ ذہیر الدین ربی نے مان کی طرف سے کہ سیدہ کے فرزند کو فی الجملہ خیریت اور زیرگی ہو اس پر جسکی ان سیدہ نہیں لایہ بالتشبیہ الیہا شمشیتہ کہ انی الطحاوی سی فادہ ہا لکبری

بین یاران سے منقول ہو کہ حسب ذیل مخصوص پر پیشہ ہمارا تو جسکی این سید ہمارا اب صاحب ہو تو ان کے کوہ کا مال لینا حرام نہیں اور وہ
 ہاشمیہ کا کھوار مسہ نہیں اور اس پر وہ مال حلال نہیں جو سادات پر وقف ہوا انصاف دم فقہ اور بہ حدیث جو کہ کل شخص اب ان کے مال کے لئے
 الا ان کا کہن قاطعہ قاتی تو زمین اگرچہ عورت کا نسب مستحق ہو تو بہ خصوصیات کسی چنانچہ لفظ حدیث مفید ہی کہ نہیں گذشتہ الطحاوی و ابی داؤد
 او حسی کا قاریہ اولیٰ فی قرابتہ لکن النسخہ قلت صحابہ لہ و فی وصایہ او لا یسبایہ فیہی للرحمہ حالہ لا یسبایہ فیہی کل حسی
 رحیمہ شخص جس منہ اور اگر وصیت کی اپنی اقارب کے واسطے یا اپنی قرابت والوں کے واسطے یا اپنی ذوی الارحام یا اپنے ان نسب کے واسطے تو بہت
 سے قریب تر کیواسطے بہرہ کے بعد جو اقرب تر سے موصی کے ہر قرابت دار محرم و شراح نے کہا تن کے مستحق نہیں اسطرح لہی قرابت
 مرقوم سے میں کہتا ہوں لذوی قرابتہ بصیغہ جمع شریک ہی ہم لہی قرابتہ مفرد سے اور یہ سب مکملہ فرض بصیغہ جمع ہو لہذا شرح بعض
 صواب کہا اور ہم نے سیموہم سے مینہ جمع کا ترجمہ کیا و لا یدخل الوالدان قبل من قال للوالد قریباً قصداً والوالد لیس من
 بلکہ ابی کا یہ لفظ عموم قوی و لا والدین ہوا اقارب کی وصیت مذکورہ میں اب اب اور بیٹا اور وارث موصی کا دل نہیں اگر وہ والدین
 اور نذر منسوخ الیہ ہوں بسبب کفر یا ملکیت کے چنانچہ عموم وارث سے بعد ثابت ہوتا ہے مخصوص کے کہا کہ جو نذرند اپنی باپ کو قریب کہو وہ نذرند
 سے ہم و جہان فرمائی کہ یہ سب کے اہل ثلث کے عرف میں قریب و سکو کہن میں جو قرابت قریب کرنا اور شخص کہ اسطرح سے اور قریب والد کا دل سے
 نہیں لایہ کہ ان فی الزیغ و اما الحدیث لکن لہ فی حدیث فی ظاہر الروایۃ و فی حدیث لا و استناد کے الیہ اختصار اور دادا
 اور نانا اقارب کی وصیت میں اہل بن ظاہر الروایۃ میں اور بعضوں نے کہا داخل نہیں اور ایک روایت کیا ہے اختصار شرح مختار میں ہم فتاویٰ
 عالم کرمین بانی سے نقل کیا کہ عدم دخول کا قول صحیح ہے و لیکن لا یستثنیٰ فیضا علی بعضی اقل الخیر فی الوصیۃ لکن ان کساق
 المیراث اور اقارب کی وصیت مذکورہ و مشغول اور نہ باوہ کہ اسطرح ہوگی یعنی اسکو کہ وصیت میں میراث کی ابتدا اہل بن ذویہم ہم امام نے
 اس وصیت میں جان شرف کو اعتبار کیا جو اہل بن کے سخی و شخص حسین یا زیادہ دوسرے جہ کے موصی کا قرابت دار جو شریعہ جہ کے اقرب غالباً قریب
 معتبر ہے اور اہل بن مجرب ہے اور کے وجوہ اند میراث کے چھٹے جہ کے موصی کا وارث نہ ہو اور عورت اور مرد و حسین یا برہین گذشتہ فی الحاکم کہ میراث کا
 لہ لہی حسی و حاکمات و حاکمات بھی لہی حاکمات کا لہی و قالہ ان کا نوا کر وصیت اقارب میں موصی کے دو چا اور دو مامون ہوں تو
 وصیت ادسکی و دونوں چاؤں کیواسطے میراث کی مانند اور صاحبین نے کہا چار حصے ہونگے دو حقوہ چاؤں کیوں اسطرح اور دو حصے امون کیواسطے
 ہم شارح تفسیل میراث سے اسکا اشارہ کیا کہ تساوی و مساوی کو وقت حیات اقوامی میں ہے تو چچا مقدم ہونگے مامون پر گذشتہ فی الطحاوی و ابی
 داؤد و غیر و حاکمات کا لہ النصف و لہما النصف و قالہ ان کا نوا کر موصی کا ایک چچا اور دو مامون ہوں تو چچا کے واسطے
 نصف مال ہے وصیت کا اور دونوں مامون کیوں اسطرح باقی چا اور صاحبین نے کہا تین تہا مال ہوگا یعنی ہر ایک کو تہا می بلکہ برابر و لیس
 واحد لا غیر فلا یصفیٰ و لہ النصف الا ستر اسے الوالد لہ النصف و لہما النصف و قالہ ان کا نوا کر موصی کا ایک چچا ہونہ اور کوئی نوا کر
 واسطے نصف وصیت چا اور نصف ثانی اور اسکو وارثوں کو دیا جائیگی کیونکہ اسکا کوئی مستحق نہیں و لہما النصف و لہما النصف و قالہ ان کا نوا کر موصی کا ایک چچا ہونہ اور کوئی نوا کر
 قرابتیہ ہا پر اگر موصی کا ایک چچا اور ایک صاحب ہو تو دونوں برابر ہیں اسطرح کہ دونوں کی قرابت یکساں برابر ہو و لہما النصف و لہما النصف و قالہ ان کا نوا کر موصی کا ایک چچا ہونہ اور کوئی نوا کر
 حاکمات لہما اور اگر موصی کا کوئی محرم نہ ہو تو اقارب کی وصیت مامل ہوگی بر خلاف صاحبین ہم صاحبین کے نذرند ایک اگر محرم نہ ہو تو غیر
 محرم کی طرح وصیت صرف ہوگی اسکو کہ او کو ترک و یک اقارب میں واد مال اور نہ مال کے سبب نہ دار و اول بن گذشتہ فی الطحاوی و ابی داؤد
 خلاصہ بھی لہی لکن لا یستثنیٰ لکن استثنیٰ لہما لکن حتیٰ العمل اور اگر وصیت کی ذلہ شخص کے والد کیوں استثنیٰ تو یہہ وصیت
 مرد اور عورت کیوں اسطرح یا یہ سے اسوا اسکو کہ ولد کا اسم ہوا اور عورت و دونوں کو شامل ہے یہاں تک کہ بیٹے کے چچے کو بھی شامل ہے

۴
 و لہما النصف و لہما النصف و قالہ ان کا نوا کر موصی کا ایک چچا اور دو مامون ہوں تو چچا کے واسطے نصف مال ہے

لاکھ لاکھ و جوڑا ہر حال المصنف و بقول میں آفتی مولانا صاحب الجبر و صیت کی کسی چیز کی مسجد کو موقوف نہ ہو سکتا جائز ہے
 اور علیحدہ مسجد لائق تہنیک بنے ہیں ہے اور محمد نے پہلو جائز رکھا ہے یہ صفت کہا اور محمد کے قول کا لغوی دیا جائیگا اور اسناد و جلال کے معتقد
 ہم محمد صفت مذکورہ کی کیا صفت مسجد کے امیر محمد بن کیا ہے اس کے اسمکان موسیٰ کا کلام محمد صفت کے لایا ان بقول الموصی یفوق علیہ
 فیقول انفا قاسم کے و بطور صیت محمد بن محمد کے موسیٰ کے کہ جو کہ کیا جائی مسجد بر تواب و صیت جائز ہے با اتفاق امام اور محمد کے قتال
 او صیت شیعہ لعلان او فلان بطاعت عند ابی حنیفہ لعلالہ الموصی لہ و عند ابی یوسف لعلان لعلالہ لعلالہ لعلالہ لعلالہ
 و عند محمد بن یحییٰ الوردی فایہما شاذوا اعطوا موسیٰ کے کہا کہ میں نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی فلا نے شخص یا فلا نے شخص کو اسے تو
 وصیت باطل ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک بسبب جہول ہونے موسیٰ کے اور ابو یوسف کے نزدیک دو نون شخصوں کو اختیار ہے کہ ابی یوسف میں صلح کر لیں
 تہائی مال کے لیون میں خواہ نصف نصف پر صلح کر لیں یا کم بیش اور محمد کے نزدیک موسیٰ کے وارث کو اختیار ہے اور میں سے جس شخص کو چاہیں
 واللہ تعالیٰ اعلم فصل فی وصایا الذی فی وغیرہ لا یجد فصل سے ذمی وغیرہ کی وصایا میں یعنی خانیہ مستان اور صاحب
 ہوا اور مردہ کی وصایا میں ذی حق جعل دار کا بیعہ او کسبہ او بیت ناری حقہ فکات فہی میراث لاکھ لاکھ کو قیوت لو کی جعل
 کا فردی ہے یا باگر بیعہ یا کسبہ یا شہادہ یا ایسا حق کیا کہ میں ہر دوہ مر گیا تو وہ اس کو وارث کی میراث ہو اس کو کہ وہ وقف غیر جعل کی
 مانع ہے یہ عبادت خانہ ہو اور کسبہ یا شہادہ یا ایسا حق کیا کہ میں ہر دوہ مر گیا تو وہ اس کو وارث کی میراث ہو اس کو کہ وہ وقف غیر جعل کی
 جائز ہے دار الاسلام کے شہر دن اور فصات میں و ما عندی ہما فلا نہ معصیت در صاحب کے نزدیک تو ہر دوہ مر گیا تو وہ اس کو وارث کی میراث ہو اس کو کہ وہ وقف غیر جعل کی
 سببیت و لیس ہو کا مسجد یا مسجد سیکون و بکن فون فیہ موناہم حتی لو کان المسجد کذلک یؤدث قطعاً قالہ المصنف
 وغیرہ لاکھ مسجد بن لو یصیر محراً یا حلاً لک اللہ تعالیٰ اور یہ اور کسبہ مسجد کی مانند نہیں ہے اس کو کہ ہو اور نصاریٰ اور یہ اور کسبہ مسجد کی
 اپنی مردہ کی وصیت میں تو اگر مسجد بھی طرح ہو یعنی اوسین سکوت اور دفن ہو یا ہو تو وہ بھی موقوف ہو گیا یا ایسا ہو مصنف وغیرہ
 نے اس کو کہ اس وقت میں محمد خالص اللہ تعالیٰ کی مسجد بھی ہو یہ مسجد صاحب کے کلام کا تہم نہیں بلکہ امام کے قول کا تہم ہے اور جواب اس سوال فقہ کا
 کہ مسجد اور کسبہ ہو اور نصاریٰ کے حق میں ایسا ہو جسے مسجد ہماری حق میں جس میں بیع اور میراث جاری نہیں و ان اوصی الذی ان یبذل
 دار لایبیعہ او کسبہ او بیعہ بن فہو جائز من التکلیف لعلالہ اور اگر ذمی سے بیع وصیت کی کہ اس کا اگر بیعہ یا کسبہ بنایا جاوے جس میں
 لوگوں کی مسجد ہو تو وہ جائز ہے تہائی مال سے اور یہ علیک ٹھہری او کسبہ و ان اوصی بذلک ان یبذل کسبہ او بیعہ بن فہو جائز من التکلیف لعلالہ
 لایبیعہ او کسبہ بن فہو جائز من التکلیف لعلالہ اور اگر ذمی سے بیع وصیت کی کہ اس کا اگر بیعہ یا کسبہ بنایا جاوے جس میں
 یہ وصیت کی کہ وہ کسبہ یا بیعہ و بیعت بنایا جاوے تو یہ غیر معصیت کی مسجد بھی بنایا جاوے تو یہ وصیت امام کے نزدیک مسجد بنایا جاوے تو یہ وصیت امام کے
 کہیں دلیل نہ ہو کہ یہ کہ وہ معصیت ہو اور معصیت کی وصیت جائز نہیں اور امام کی دلیل یہ ہے کہ اہل ذمہ جو بیعت بناتے ہیں ان میں ذمہ نہیں ہے
 جو کی بیعت کی تہہ ہو اس کو کہ اگر شہر میں کسبہ یا بیعہ بنائے کی وصیت کی تو با اتفاق امام اور صاحب کے جائز نہیں کہ وصیت بنائے کہ ان کو ذمہ نہیں ہے
 لا وارث لہ ہذا محلی مالہ المسلمون او ذی کل ان الوفاۃ ولا جہت بن تمہ لہم اموال فی حقہا جیسے وصیت جائز ہے اور
 عربی فساتین کی جہاں کوئی عاشر نہیں دار الاسلام لو کے تمام مال کی وصیت مسلمان یا ذمی کی مسجد کی یا فی الوفاۃ اور کچھ اعتبار نہیں کہ ان وارثوں
 جو دار الحرب میں ہیں اس کو کہ وہ حکم اموال کے ہیں ہمارے حق میں و لو اوصی بنو یوسف مثلاً لعلالہ و ذی قیۃ لعلالہ لعلالہ لعلالہ لعلالہ
 لا یستحق لہ فی دارنا اور اگر عربی فساتین نے اپنے نصف مال کی مثلاً وصیت کی تو وصیت نافذ ہوگی اور باقی مال اس کو وارثوں پر دیا جائیگا
 میراث کی راہ سے نہیں بلکہ اس کو کہ اس کو کسی حق نہیں ہمارے ملک میں و کذا الوارثی المسلمون مثلاً اور یہ جواز وصیت کا ہے

انکس

میتین

ہو کر دے اپنی ہانڈ پر دس ستر سائیں کیو کہ حدیت کرے و لو ان شق بخدا عند الموت اودعیر لا تقدح من الکمال لفلانا اور اگرستان
اپنا غلام آزاد کیا موت کی وقت اپنا غلام کو بدر کیا تو افسان اور تدبیر نافذ ہوگی اور کسی غلام مال و دوسرے دلیل سے جو چاہے بیان کی میں اسے
راہ کے دار کو تھاق و جب ارعایہ نہیں کیو کہ وہ اس بات کی مانند ہیں کہ انی الزلمی و لو اذنی لہ مسلک اودھی جائز علی الاطلاق نہیں اور اگر
مستے میں کہیں مسلمان یا ذمی نے وصیت کی تو بنا بر قول انہ کے جائز ہے کہ انی الزلمی و صاحب التعلی اذاکان لا یلکفر فیہم بمنزلہ اسلام
فی الوصیۃ لانا اور تا بینا و الاحکام سے ظاہر لا مشکلا اور اہل ہوی یعنی بستنچ جائزہ خارجی بار انھی جبکہ اسکی وصیت سے
بکفر نہیں تو وہ بمنزلہ مسلمان ہے و وصیت امر میں اسوہ ہو کہ ہم امور بنا احکام کے ہیں ظاہر اسلام پر و ان کان یلکفر فیہم بمنزلہ المرید فلو کفر
عندک لا نافذ عندک ہما شریعہ الجمعہ اور اگر اہل بدعت منسوب بکفر ہو تو وہ بمنزلہ مرتد کے ہو تو اسکی وصیت امام کے نزدیک موقوف ہے اور صاحبین
مکہ نزدیک نافذ ہے کہ انی شریعہ الجمعہ اہل بدعت یعنی جو اپنی ہوائی نفس کا تابع ہوا بدعت کیلئے نہ ہو کر اگر اسکی کفر کا حکم ہوا چاہے اگر مکہ و غیر
سے کہے میں کہ علی رضی اللہ عنہ خدا کو برے تو وہ مرتد کی مانند ہو لہذا فی الدرر والمہر لا فی الوصیۃ لانا و لا فی الاصل لا کما لا یقتل اور موت
مرتد و وصیت میں فی موت کی مانند ہے قول صحیح ترین اسوہ کو مرتد و مقول نہیں ہونی یعنی تو اسکی وصیت مجھ سے خلاف مرتد کے الوصیۃ
المطلکۃ لقولہ ہذا القدر من مالک و تلک مان وصیۃ لا یحل للغنی لا کما صدقہ و علی النبی حرام وان حمتت کقولہ یحل
منہا الغنی و الفقیر لان اکل الغنی منہا اثمایہ بطریق التعلیل و التعلیل انما یصح لعلی و الغنی لا یکتفین و لا یخصمہ اور بیت
مطلکۃ لغنی مخصوص چنانچہ یون کہنا کہ اسقدر میرال یا نہائی میرال و بیت الدار کو حلال نہیں اسوہ کی وصیت مذکورہ صدقہ اور صدقہ فی حق
ہے اگر ہو موصی نے وصیت کو عام کر دیا جو چاہے یون کہنا کہ اس میں کہا یعنی اور غیر اسوہ اسطیکہ غنی کا کہا تا اس میں مجھ نہیں مگر بطریق تنکیہ
اور حالانکہ تنکیہ مجھ نہیں ہونی مگر میں نفس کیو کہ اس قدر میں معین اور مجھ نہیں ہم وصیت مطلقہ وہ جو حسین غنی مذکور ہو غیر اور وصیت عام دے
جس میں غنی اور فقیر دونوں ذکر ہوں و لو شخصیت الموصیۃ یہ ای بالغنی لقولہ ہذا القدر من مال وصیۃ لانا و ہی اوقیتم انشاء
مخصوصین حکمت لہم لہم تملیکہم اور اگر وصیت غنی کے ساتھ مخصوص ہوئی چنانچہ موصی کا یون کہنا کہ میرال یا نہائی مذکور اسطیکہ وصیت
اور حالانکہ نہائی غنی ہے یا الدار متعین اور مصرف کے واسطے وصیت مخصوص ہوئی تو انکو حلال ہے تنکیہ مجھ ہونے کیو کہ جو وکن الکفو فی
الوقت کا ستر کا متلاصق اور سطر و مریت کی مانند وقت میں حکم سے چنانچہ لا خسرہ و در میں کی تحریر اور تنجیم کی ہے ہم یعنی وقت
مطلق مخصوص بفقیر اسے غنی کو حلال نہیں اگر فقیر اسکو غنی اور فقیر کے قلمو عام کر دے اور جبکہ وقت کو غنی معین کیو کہ یا قوم انبیاء و محسنین کیو اسطیکہ
جائز کر دیا تو انکو حلال ہے اور وہ اسکو منافع کے الگ ہو گئے اور اس کے من کے جو کہ بیت مال فقیر ذریہ کلام سابق سو مضمون ہو تم نعمنا اور جب
بمقتضیے اور اگر لوگ اس میں غنی فاقانے لہذا اسکو ہونا اصالۃ ذکر کیا لہذا فی الدرر و فی جامع التعلیل المتوالی حل الوقت کا الوصیۃ اور
جائزہ فقیر میں یون کہ وقت کا مقرر ہوسکی کی مانند ہم مطلقہ یعنی کہ اس مسئلہ کا ذکر اگر ابائی و مبین ہوتا فرق و مسائل ملخصہ شام کی
اور ختمی بشریف والہ للصلو است حداد لہم حتی صلا للو ثلثہ و ثلثہ جائز یعنی لغیر قرابۃ الوداد فمن یجوز فی الکفرۃ المہرۃ لک
و یجوز فی الوصیۃ لک التمسک لک فاما انحر کحل و رشتہ و لا حد ہر یعنی اوصیۃ جائزہ جائزہ بالقران و احسن قلوبہم صغیر و عاقلک حد
عشر راض یعنی نماز کے کنارے کو یا مقرر ہوئی ہے چوتھائی ال کی وصیت کی تو موصی کو اسکا صرف کرنا موصی کے دار و ثمن جو چاہے جائز ہے وہ
محتاج ہون یعنی غیر قریب و لا دیت کے ان کو مقرر ہو جو چاہے صرف کفارہ جائز ہے یعنی مسلمان محتاج ہوں بخل و مطلق دیت کے جو محتاج کیو اسطیکہ
ہو کہ اگر اسکا صرف کرنا موصی کے عام دار و ثمن اور ایک و اثر پر جائز ہو یعنی اگر وارث محتاج یا فقیر یا غنی ہوں خیرات یعنی ہر سو گاہ و نہیں ہو کوئی
صغیر یا غائب ہو یا موجود ہو یا غنی ہو تو جائز نہیں ہم غیر قریب و لا دیت کی قید ہلک لہا کی کہ اسکو واسطہ صرف کفارہ جائز نہیں کر جو موصی اسکو

معین گردید و بشام نے محمد سرور دانت کی کفایت مال کے سبب کیا کہ اس طرح وصیت کی سو موسی کے وارث محتاج ہو گئے اور یہ واقعہ حاضرین کو اگر انہوں نے
اتفاق کیا کہ اگر اس طرح وصیت کیا جائے تو ایک وارث محتاج ہو گیا سو مہربانوں نے اجماع کیا کہ اس کو دیا جائے تو جائز ہو اور اگر وارثین میں ضرورت
غائب یا حاضر غیر راضی ہو تو جائز نہیں کذا فی الطحاوی اوصی بکفار مکرر صلوٰۃ فصل معین لہ فی تخریر التصریح فی تفسیر القرآن و تفسیر منہج
تحریر کے کفارہ و بیو کی ایک مہینہ مروی اس طرح کہ فرمودہ جائز نہیں اسی قول پر فتویٰ کیا کہ اگر کسی حالت میں وصیت نہ کرے تو وصیت واجب
لہذا بغیر وصیت جائز نہیں اوصی بکفار مکرر صلوٰۃ مالا دیون علی العیسیٰ بن فخر کہا الوجہ لہ عن الفکر فی تخریر التصریح و لا ینکح من
القبض فی خیر تصدق علیک صحرا بن مال کی وصیت کی اپنی نمازوں کے کفار کی اس طرح اور علامہ اور کمالیہ مال محتاج ہونے سے سو وصی سننے
اوس مال کو اگر نہیں چھوڑا فدیہ ادا کرنے کی وجہ فدیہ کفایت کر گیا اور ضرورت سے اوس مال کا اولیٰ فیض کرنا ہر ایک کو صدقہ دینا بیانیہ بدو فیض ادا
کفارہ بھی نہیں و لو اصر ان ینکح بالثلث فمات فقصہ خالصت ثلثہا مالا و اصر ان ینکح بالثلث فمات فقصہ خالصت ثلثہا مالا و اصر ان ینکح بالثلث فمات فقصہ خالصت
لخصول قبضہ بعد المرنیہ علی الف الذین انکح من القبتہ اور اگر موسی نے میرا کیا وصی کر کے تہا مال صدقہ دی ہر موسیٰ ترقیا سو کسی غایت
تہا مال بالثلثا عصب کیا اور اس کو جو دیا صدقہ دینا سمجھا اور علامہ محتاج ہو تو کفایت کر گیا تصدق میں سبب حاصل ہوتا
قبضہ خالصت بعد مر جائے موسی کے برخلاف پہنچ کر ہر دیون کا قبضہ حیات موسیٰ میں ہوا تھا تو وہ کفایت کر گیا میرے مال قبضہ میں ذکر حسین
وفی الجواہر اوصی لرجل بعقار و مات فقصر من المذکرۃ والموصی لہ فی البکر و قد حکم بالقسمۃ و لہ فی ثلثہا بعد استئذان اذنی شہر
ولا یعطی بالتاخیل ان لو کان ذلک الوصیۃ اور جواہر الفنا وی میں ہر کفایت دانی زمین کی وصیت کی ایک شمس کی واسطہ اور موسیٰ مر گیا سو ترکہ تقسیم
اور موسیٰ لہ اسی شہر میں سے اور علامہ اس کو قسمت ترکہ معلوم دی اور اس کو طلب کیا ہر چند سال کے بعد دعوئی کیا تو مسرور ہو گا اور تاخیر سے دعوہ باطل
نہو گا بشی علیہ اوسنی وصیت کو ذکر دیا موسیٰ عفار عبارت ہر عرصہ مہینہ سی اور صدقہ عبارت ہر قطعہ مہینہ کذا فی الطحاوی عن جامع انفسولین
اوصی لہ بدار فبا بعد موتہ قبل القبض یصح لہا والموصی فی قبضہ ایک شمس کی واسطہ وصیت کی ایک گری کی سو اوسنی گری
کیا بعد مر جانے موسی کے قبضہ کرنے سے پہلے توبع جائز ہو اس طرح کہ وصیت کی چیز میں نصرت کرنا قبضہ کرنے سے پہلے جائز ہے و قدفت
صیغۃ حل و لکھا وصیات عمر الولیٰ مستویا والولیٰ انکح فالتولیٰ اول من لا یک ایک مورث زمین کو وقت کیا یا پہنچے پرادہ ہے
کے چھو کا کسپر متولی کیا اور بیٹے کا یا پ بھی زندہ ہو تو متولی مقدم ہی باپ و شمس دار ادا دعوئی پھار لہ حل فاعضاھا الشفیع عمر بن ابی العاصی
یوصی الذین و لو استخفی الدار لا ینکح الموصی لہ حل الولیٰ فی شمس لا ینکح لہ اوصی بمل الغنم گری فرید کیا اور اوسکی وصیت
کی ایک مروی اس طرح کہ اس گری کو شفیع نے لیا موسیٰ کے ساتھ سرور میں لیا جا گیا اور اگر گری فریض کا ثابت ہوا تو موسیٰ و شمس کی وارثان
سے کچھ نیا دیا گیا اس طرح کہ استحقاق ملک غیر سرور کفار ہو کہ اوسنی غیر کے مال کی وصیت کی تھی اور علامہ وہ جائز نہیں ہم جب اگر شفیع لکھا حق
شفیع کی علت ہو تو موسیٰ لہ مقدم شمس شمس موسی کے ترکہ سے لیا گا اور وارث شمس کی شفیق سے شمس ہر لیس کے کذا فی الشفیع
باب الوصی و ہوا الموصی علیہ بایہ وصی کے حکام میں وصی سے جسکی طرف وصیت کیا سے ہم عرب ہوتے ہیں اوصی الی فلان
یعنی ایسکو انہی مال میں نصرت کرے کہ بعد موت کی وصیت کی اور اس کو موقوف الیہ اور وصی بھی ہوتے ہیں اور وصایت الیہ و الفیض ہم ہر ایک وصی
وصی کو لائق نہیں کہ وصایت قبول کرے اس طرح کہ اوسین خطر ہے ابو یوسف سروریت ہر اول بدو موسیٰ خط ہر اور دوسری بار خیانت ہر اوسنی
بار چیری جو حسن سوز دانت ہو کہ وصی کا وہ نہیں عدل پر گریچہ امیر المؤمنین عمر فاروق ہوا ابو یوسف نے کہا کہ میں نے آج برس اپنی تصانیف مدت میں وہ
تخص نہیں دیکھا جو اپنی شمس کے مال میں عدل کرنا کذا فی الطحاوی عن القبتانی اوصی الی ذیل الذی جعلہ وصیاً وقیل عندہ کشم
فان ذیل عندہ اوصی بمل بکفایت وصیت کی یعنی ایک شمس نے اس کو وصی کیا اور اوسنی وصایت کو قبول کر لیا موسی کے نزدیک تو

کتاب

اموال منقولہ کہ شکایت کرنا لاگام سے کا ذریعہ ہوتا ہے اپنی جان کے بچانے کے لئے کہ فی النسخ و لو طهر القاضی حکم اصلا استدل
خیرا کہ اور قاضی کو زمین کی عاجزی اصل ظاہر ہو تو اور شخص کو زمین کے وہی مقرر کرے و لو غیر الہ الموصی الخ الفاضل معر اعلیٰ
طہا نقد عنہ و این جاز القاضی و استقر اور اگر قاضی نے میت کے پسندیدہ وہی کو معزول کیا باوجودیکہ وہ وصایت کی لیاقت رکھتا
نہا و سکا معزول کرنا فہم کا اگر قاضی نے ظلم کیا اور گناہ ہوا فی الاستنباط اختلاف فی حق معزولہ والا کہ اصل النسخہ کا فی شرح
الوہبانیہ لکن نتیجہ الا قیام بعلوم الصحة کما فی الفصولین و اما عزل الخائن فواجب النسخہ قلت و عبارۃ جامع
الفصولین من الفصل الثانی و العشرین الموصی من المیت لو حال لا کافیا لا یشی فی القاضی ان یغزله فلو عن الہ
قیل یغزله ان قول الصحیح عندی انہ لا یغزله لان الموصی اشفق بنفسه من القاضی فکیف یغزله و یدعی ان یغزله بہ
لغیرہ ففیما فی الزمان انتہی قال المصنف قال شیخنا فقد ترجم حلہ صحت العزل للموصی فکیف بالوفاقیف بالافاق
اشباہ میں ہے فقہانہ اختلاف کیا یہی اہل کی صحت عزل میں اور اگر تفریق صحت عزل پر میں چنانچہ شرح و ہدایہ میں ہے لیکن عدم صحت کا قاضی
دینا واجب چنانچہ فصولین میں ہے اور وہی خائن کو تو معزول کرنا واجب انتہا فی الاشباہ میں کہتا ہوں اور عبارت جامع الفصولین کی سنائی ہوئی
فصل سے ہے کہ میت کا وہی اگر تفریق املا کی ہو تو قاضی کو اس کا معزول کرنا لائق نہیں ہے سو اگر باوجودیکہ معزول کر لیا کہ قول نصف جیسے
کہ وہ معزول ہو جائے گا میں کہتا ہوں نیز نزدیک صحیح ہے کہ وہ معزول ہو گا اس واسطے کہ وہی اپنی ذات پر تفریق ترسے قاضی سے یعنی اگر تفریق ہو گیا
اور معزول ہو گیا تو قاضی اس کو کہہ کر معزول کر لیا اور لائق نہیں ہے کہ عدم عزل کا قاضی دیا جائے قضاۃ زمانہ کے فساد اور بدعتی کو یہ جیسے
انتہا فی جامع الفصولین صحت سے کہا جائے اس واسطے کہ بجز الزائق نے کہا سوالیہ عزل وہی کی عدم صحت راجع ہو گئی تو وظائف اوقات کی
معزولی کہہ کر صحیح ہو گی ہم بخیر وظائف کے تو میت ہی قاضی خیر الدین میں بحر الزائق سے معقول ہے کہ قاضی اگر اظہر وقت کو معزول کرے تو اس کی
شرط یہ ہے کہ اس وقت قیامت ثابت ہو چنانچہ اس وقت اور جامع الفصولین میں ہے تو معلوم ہو گا کہ غیر کو معزول کرنا بدعتی ہے اور اگر کہہ کر صحیح ہو گا
اور عدم صحت عزل بالظہر سے معلوم ہوا کہ وقت کے صاحبان قاضی کو بھی معزول کرنا صحیح نہیں چنانچہ بزاز یہ بھی اس کو ثابت کیا ہے کذا فی الطحاوی
و بطل فیل اصلا الموصی بن کا ملکین فانہما فی التکلیف کا الموصی بن اشباہ لا و وقت القنہ اور دو وصیوں میں ایک کی صی کا اصل باطل
جیسے دو وصیوں کو وقت سے ایک متولی کا فعل باطل ہے اس واسطے کہ دو متولی دو وصی کی مانند ہیں حکم میں کذا فی الاشباہ و وقت التنبیہ و
مفادہ کہ انہ لو اجر احدہما ارض الوقت لم یجز بالارائی الا سؤ وقد صدقنا و انقد الفتیما اور تول سابق سے یہ مفاد ہوا کہ اگر ایک
متولی وقت کی زمین اجازہ دے تو جائز نہیں دوسرے متولی کی بدعتی اس واسطے کہ میت قاضی طلب کی ہی ہے صورت حال میں کہ اگر ایک فرد اس وقت
بالاجازہ جائز نہیں اور اگر ایک فرد دوسرے کو کہل کر دے تو جائز ہے یعنی اس کو دے سکے تو فعل کیا یہ کذا فی الطحاوی و لو وجب علیہما کانت
بجہا کا کہل نہ ہوا علی الا نزل و حیل یفرق قال ابو اللیث و ہوا حیل و جب من بعد انک وہی کا فعل بدعتی و دوسرے میں کہ
باطل ہے اگر چہ میت کا وہی کرنا بدعتی ہو اور ہوا اور معقول کہا ہو وہی اپنے فعل میں شفعہ و مستقل ہے ابو اللیث نے کہا اگر وہ
یعنی ہر وقت کا افراد اور استقلال صحیح تر ہے اور اسی تو کو ہم لیتے ہیں لکن لا ولی صحیح فی المستوط و جرحہ فی الدہر و فی الفہم سنانہ فانی
آؤت الی الصلوٰۃ لیکن اول نبی بطان فعل احد الوصیین کو صحیح کہا ہے مسوط میں اور اسی پر یقین کیا ہے دررین اور ہستی میں ہے کہ بھی بطان میں
قول قریب تر ہے صواب کی طرف ہم بیان و دو تو نہیں قرضی اور مفاد صحت چنانچہ رسم غنی میں مذکور ہے کذا فی الطحاوی و قلت و ہذا اذا کان
وصیہین و متولین من جهة المیت او الوفت او قاضی واحد یا لو کان من جهة قاضیین من بلدین فیکفیر احادہما
بالتصنیف لا کل من القاضیین لو تم بحکم حاکم تصفیہ قلنا لایکفیر ولو اذ کل من القاضیین عزل منصف او القاضی الاخر

بروگزی کذا فی الطلاق فیہ خلاف ان یوسف قولان اور کیا نہیں اور یوسف کا طلاق ہی نہیں دو قول ہیں یعنی موقوف کہا طلاق ہوا اور
بموقوف کہا طلاق نہیں یعنی نہ انکے منکر و نہ انکے اعلیٰ محل الملحق و ملحقہ اور ابو یوسف یا امام شافعی کہ
یوسف کے مشرک خیر اور مستحق ہے تصرف میں مذمی جائز ہے مگر ثبات کیا ہی نہیں کی شرم میں اور اگر اسکا ذکر آگے آجکام شافعی کی شرح ملحق میں
بجہ سے منقول ہو کہ نہیں نے دمی کا ایک شرف منکر کیا تو دمی تصرف کر گیا بدون مشرک اور دوسرا قول نصبت یہ ہو کہ مشرک کو تصرف جائز ہے اگر
اس عبارت سے نصبت میں لغو مشرک کا ثبات نہیں ہوتا تو شام کا کلام کا یہی نہیں ہے دمی عالم گیری میں خزانۃ الغنیین سے منقول ہو کہ اگر
دوسرے کو دمی کیا اور ایک شخص کو اس پر شرف کیا تو دمی مال کہیں میں ادلی سے اور شرف دمی نہیں ہو جانا اور شرف ہو گیا اگرچہ دمی کا تصرف
بالعلم مشرک کے جائز نہیں اس عبارت سے بھی لغو مشرک کا ثبات نہیں مگر کذا فی الطلاق دمی مقصور و وصی الوصی سوا ان و وصی الیتیم مالا او
فی مالی تمویض و قایہ وصی الذلکین خلافا للشافعی دمی کا دمی وہ تو ترک نہیں دمی ہے پر خلاف شافعی کے خواہ دمی نے انکو اپنے
مال میں دمی کیا ہو یا اپنے مومن کے مال میں دمی کیا ہو ہر صورت وہ تو ترک میں وہ دمی کے کذا فی القایہ تصحیح قسمتہ ای الوصی حال کون
نائبین کن و ذلک بکار تحبب الوجود علی مہم الوصی بالثلثین و مہم ہے تقسیم دمی کی بالغ غائب ارثون کا نائب ہو کر یا منیر دارثون کا نائب ہو کر
مومن اس کے ساتھ یعنی جس کے اسطو تھا ہی مال کی وصیت ہوئی یعنی اگر دارث موجود نہ ہوں تو دمی کو جائز ہے کہ مومن کو وصیت کے ترکہ سے نہائی مال
اسے ولا وصی کے لور و علیہ ای الوصی ان صناعہ و فسطحہ ممدای الوصی حقیر حقیر حیثینا اور دارث کو مومن پر ہر وجہ
کرنا جائز نہیں اگر دارثون کا حصہ تلف ہو گیا ہو دمی کے پاس سبب مہم ہو جائے قسمت کے ہوتے ہیں و اما قسمتہ عن الموصی الی الغائب انما یصل الی
مقصود ای الوصی و لیس فیہ خلاف تصحیح اور دمی کا قسمت کرنا مومن پر کیا ہی نہیں یا نائب ہو کر خواہ مومن یا غائب ہو یا حاضر ہو یا غائب
کے دارثون کے ساتھ تو وہ قسمت مہم نہیں اگرچہ دارث منیر ہوں کذا فی الرلمی و حیثین فی حق الموصی بالثلثین و مہم من المال اذا اصاب
لانہ کا شریک ممدای مہم الوصی فلا یصح الوصی لاندکایہ اور اس وقت میں یعنی جسکے قسمت مذکورہ مہم ہوئی تو باقی مال کی نہائی مومن کو
جسکہ مومن پر کہ حصہ ضائع ہو گیا ہو دمی کے پاس ہو اسکو مومن پر شریک کی مانند ہو تو دمی مومن کو فرمان دیکھا ہو اسکو کہ وہاں میں دارثون کے پاس
مال ضائع ہو گیا ہو جس قدر دارثون سے مال پایا تھا اسکی نہائی چاہو دارثون سے چاہو دمی پر میرا وصیت ہو جسکے قسمت بدون مگر قاضی کے ہوتی ہوا
اگر مگر قاضی قسمت ہوئی تو مہم ہے تو اب رجوع نہ کرنا کذا فی الطلاق دمی و مہم قسمۃ الفایض و اخذ کذا فی الموصی الی الخلف الموصی فلا
یصل الی الخلف فی بدل الفایض و اما مہم وہ اور قاضی کی قسمت ادنا ہو کہ مومن پر کہ حصہ رہے کہ نہائی مہم ہے اگر مومن پر غائب ہو تو مومن پر کہ اسکو
کہ نہیں نہیں اگر اسکا حصہ قاضی کے حصہ میں یا اسکو زمین کے حصہ میں تلف ہو گیا ہو مومن دمی اور قاضی میں وجہ فرق یہ ہے کہ قاضی کا غائب ہونا ثابت
ثابت ہو اور غائب میں وہ نہ اسکے تلف ہو گیا ہو اسکی بیم کا قاضی کو چھٹا رہی برخلاف دمی کے وہ کذا فی الموصی الی الخلف الموصی فلا یصل
فی غیر ہما کا تھو کہ لاثہ مباد لاثہ کا لیکم و بعد مال الغنیین ہو فلا یصح قسمۃ الفایض و مہم قسم قاضی کی اور درزی چیز میں جو اسکو
قسمت کی اور درزی میں عبارت سے انفرادی ہر صدار کو دمی کی اور کیل نفی کے سوا اور مال میں قاضی کے قسمت مہم نہیں ہو سکتا کہ وہ تو بیان عبارت
بیاوردی سے کی مانند اور غیر کے مال کی بیع جائز نہیں تو ہیطرم قسمت بھی جائز نہیں و ان فاقسمہم الوصی الی الخلف الموصی فلا یصل
ما یبقی ان هاتک المال فی بدل الوصی فلا یصح قسمۃ الفایض و اخذ کذا فی الموصی الی الخلف الموصی فلا یصل الی الخلف فی وقت
بسط مومن پر کیا جائے یا مال کی نہائی ہو اگرچہ کر گیا مال تلف ہو گیا ہو دمی کے حصہ یا اسکا حصہ ہو جسکہ دمی نے مال دیا تھا چر کہ نہ برخلاف مامین سے
اور البتہ یہ قسمت نہایت ہی مناسب ہے کیوں کہ مومن و لور انکے ثبات میں حالہ للی فضاک بعد و لا یصح عند شرف یا فی لاثہ عند
فلا یصل الی الخلف ان اگر مستحق ہو کہ اسطو یا کہ مال بیا کر دیا ہو وہ ضائع ہو گیا اسکو جسکے حصہ قسمت کی طرف سے جو کیا جاوے یا مال کی

نائب

وفیہما ینزل الکلام فی اجزاء مثل المتولی اجزاء مثل عملہ فلو لم یعمل لا اجزأه واما وصی المیت فلا اجزأ له حتی الصحیح وھذا
اذ ینزل الوصی المتولی اجزاء فان لم یعمل فیہ سنیۃ فلا سنیۃ لہ وحرأه للسنیۃ فلو ذکر ما یجوز فیہ فاحضر وقد مر فی
الترغیب واما وصی الفاضل فان نصیبہ بکسر مثلاً جائزاً متھمی اور شہاء من ہر اجرت مثل کے بیان میں کہ متولی کو اس کی مل کی برابر اجرت جائز
ہے ہو اگر اسے مل کا کچھ تو اسکو اجرت نہیں ہر اور میت کے وصی کو بابر قول مجھ کے اجرت نہیں ہے اور یہی متولی کو بطور اجرت مثل کا ثروت اس وقت
تک کہ قاضی متولی کے فی اجرت معین کہ وہی ہو اگر اسے اجرت معین کی اور متولی نے ایک سال میں کو شمش کی تو اس کی دسویں حصہ نہیں اور ما صاحب شہاء
نے اس کو شمش کی دسویں حصہ نسبت کیا ہے صاحب فقہ نے وہ قول ذکر کیا جو اس کا مخالف یعنی یوں کہ کیا کہ متولی حق اجرت اگر قاضی نے حشر نہ ہوئی
ہو ہو اسکو سمجھ لے اور البتہ ہر مسئلہ کتاب الوقف میں گذر گیا اور قاضی کے وصی کا تو یہ حکم ہو کہ اگر قاضی نے اسکو اجرت مثل پر مقرر کیا تو جائز ہی
انہو فی الاشیاء و فی الفقہ ستانی صغیراً للذخیرہ و لو کانوا اصغاراً و کباراً باع حصۃ الصغار کما مر لکذا الکبار علی ما مر من
القبض علی اور نسبتی میں ذمہ نہیں ہوئی کہ اگر دواڑ جو ہے اور بڑی ہوں تو وصی ہوں کے حصہ کو بچا دے چنانچہ منیر کے مسائل میں شہاء و یہ
ذکر ہو چکا اور اس طرح بانہ وارثوں کے حصے کو ہر کر ہی بنا یہ تفصیل گذشتہ کے ہم تفصیل نہ کر رہے کہ ادویہ بن اور خرف ہلاکت میں بیج جائز
نہ اسکو کسی میں نہ ان فی الخطاری و نقل عن العمدانی ان فی بیعہ للعقار و قاء اختلاف المشائخ و حوزہ صاحب الہدایۃ لکات
فیہ استنباط علیکہ معد فی الحاح و ان لغير الوصی التصرف فی حق متغلی علیہ علیہ الفقہ و تامل فیما علیہ علیہ علیہ
اور نسبتی نے عدا یہ منقول کیا ہے کہ وصی کو عقار بیچے میں بطریق بیع الوفا کے مشایخ کا اختلاف ہے اور صاحب ہدایہ اسکو جائز کہا ہے اسو طبع
اس میں لکھتیر کا باقی رکھنا ہوا و وجود بیع حاجت اور اسو طبع کو غیر وصی کو تصرف کرنا ظاہر کرش کے خوف سے جائز ہے اور اسی قول پر متولی ہے
اور اسکا ہر بیان جاری یعنی کی شرح میں نہ کہ ہے و لا یجوز انفرادہ و یکن علی المیتہ اور وصی کا اقرار جائز نہیں میت ہر دین کا
ہم اسو طبع کو افراد ہر کے غیر رجعت نہیں تو مفرد کو اسکا لینا بدین گواہی کے درست نہیں اور اگر وصی دیکھا تو اس پر حرام لازم ہو گا کہانی
الخطاری و لا یستحق من ہون لکھ انہ لعلال لا ان یكون المیت و انما یفصح فی حصتہ اور وصی کا اقرار کر کسی خبر کا میت کے ترکہ
سے جائز ہے بطریق کہ ہر جز فائز شخص کی ہے کہ میت کا اقرار کر نہ الا وارث ہو میت کا تو افراد مجھ ہو گا فقط متفرک حصہ میں نہ باقی در ترکہ حصہ میں
و لو اقر الوصی لیس ان لا یستحق اذ فی انہ للوصی غیر لکھ قسم حصہ اور اگر وصی نے کسی جز میں حصہ کا اقرار کیا دوسرے شخص کی اسو طبع ہر دیکھا کہ
دوسری جز میں کسی ہے تو اسکو سمجھو ہو گا کہانی فی الدین یعنی ناقض کو سمجھو و وصی ایہ الطفل حتی یمالہ من حدہ وان لم یکن وصیہ فطلد
کیا تقریر فی الخیر اور متغیر کے باب کا وصی زیادہ تر تعداد منیر کے ال میں تصدیق کر لکھ صغیر کے واداسی اور اگر اسکا وصی نہ ہو تو واداسی چنانچہ
کتاب الحج میں ثابت ہو چکا و فی المنیۃ لیس الحد بیع العقار والعرض یقضی المملکۃ و تنفیذ الوصایا لکھ الوصی فان لہ
ذاتک اور غیب میں ہے کہ واداکو عقار کے اور شہاب کی مع اداسی دین کو بطور اور وصیوں کے جاری کرنے کے دسویں حصہ نہیں بخلات وصی کے کہ
بیشتر ہے فصل فی شہادۃ الاوصیاء یہ فصل ہے وصیوں کی گواہی کے مسائل میں ہم ان فصل میں شہادت اور میار
تک سوا اور میں ہی بہت نہ کہ میں تو یوں کہنا بہتر تھا فصل فی شہادۃ الاوصیاء و غیر ذلک و بطول شہادۃ الاوصیاء میں تو ارمش
صغیر ہمال مطلقاً و لکھ اصالی المیتہ و ہر اہل ہے گواہی دو وصیوں کی وارث صغیر کے ال کی ہر طر خواہ صغیر کو یا سوا لکھ ہوا
بہر و غیر ہوا وارث بانہ کے حق میں وصیوں کی گواہی میت کے مال کی اہل جو ہم اسو طبع کو منیر کے ہر مال میں وصی کا تصرف جاری ہوا
بانہ کے مال میت میں وصی کو حفاظت کی ولایت ہے وارث کی غیبت میں تو اس میت سوا دیکھی گواہی اہل شہری و صحف شہادۃ بقیس و
اے بقیس مال المیتہ لا یقطع و لا یتہما عنہ فلا یقتضی انہ و صغیر گواہی ان دونوں کی بغیر مال میت کے بسبب قطع متولی

یہ تمام مسائل
نہ اس میں مذکور
ہو چکا اور متغیر
نہ اس میں مذکور
ہو چکا اور متغیر

[illegible]

اشترطت بر ذلالت التماسی والدہ اعلم العباد انکم فیہ لا یجوز من یدعی الیہ فی الدعا علی من یدعی عواہ بخلاف
 المنقول عوارض غنا وغیرہ لکمالا جائز فی نفس کے ساتھ جس کے موافق کوئی کے عوارض یا علیہ کے ساتھ میں سے کسی نے کہا کہ فی الحموی گواہ
 گذرانے پر خلاف منقول کے ہم یعنی حاکم عوارض کو ذی الید کے ساتھ سے نہ کھائے فالین کے یونہی قرار کرنے سے کہ ان وہ زمین یا مکمل میں سے قبضہ میں
 سے مواضعت یعنی دونوں کے گھس جانے کے احتمال کو جو جس کو معنی شاید معنی اور مدعا علیہ کے سپر اتفاق کیا جو کہ مدعا علیہ پر قبضہ ہونے کا اقرار کر کہ
 تاکہ حاکم اور اسکا حکم دے پر جب اس پر حکم کیا تو اب اسکو قرضے کی کوئی صورت نہیں یہاں تک کہ اگر اس عوارض کا کوئی اور مدعی دعوئی کرے تو اسکا دعوہ
 سمیرم نہر کا ذی الید کے قبضہ پر گواہی کی گزرتی ہو نہت کی تہمت دفع ہو جائیگی تو اس پر حکم کرنا مکمل ہوگا اسکو قبضہ سے خارج کرنا لیس ثابت
 ہو جائیگا اس کے قبضہ کے کذا فی الطحاوی اور دیگر ملاحضاتی یا قاضی جانتا ہو مدعا علیہ کے قبضہ کو تو اب گواہی کی حاجت نہیں ولا یلغی قصد فی
 المدعی علیہ اند فی الیدہ فی الصیغہ لاحتمال المصادقہ اور کفایت نہیں کرتی مدعا علیہ کی یہ تصدیق کہ وہ عوارض اسکو یعنی میرے قبضہ میں ہوں قول
 صحیح میں ہو نہت کے احتمال سے یعنی فاسم گھس جانے کے احتمال سے قلت قد حاکم غیرہ آخرھا فی باب بیعنا فی المسلمون ابی القاسم بہ فی
 ذمنا انہ لا یصل لعلہ القاضی قائل میں کہتا ہوں ہفتہ چند بار آگے مذکور کیا پچھلا مرتبہ ذکر کا باب جاتیہ الملوک کے کہ قول یعنی یہ ہمارے زماہر
 یہ ہے کہ قاضی کی دہشت پر عمل نہ کرنا اسکو خود کر کے وہاں اذاعہ کا صلہ کا مطلقا اور بعد اسوقت جو جبکہ مدعی نے ملک طلق کا دعوی کیا
 یعنی اصل شہر اطراف تہمت بنیہ کا سپر کہ عوارض مدعا علیہ کے ساتھ میں ہو ملک طلق کے دعوہ میں ہے اما اذا ادعی الشرا من ذی الید کو اقرار اذ
 بانہ فی الیدہ فالتکلیف الشراہ واقف کی یہ فی الیدہ فی غیرہ کے ذیل لکھا ہے علی کو ذہ فی ذیل لکھا ہے دعوی الفعل کا نص علی فی الید تصحیح علی غیرہ
 ایضا کا تصدیق الفرائض اور جبکہ مدعی نے ذی الید سے خرید کا دعوی کیا اور ذی الید کے اس اقرار کا دعوی کیا کہ عوارض میرے قبضہ میں ہو سو فرائض
 ذی الید کے اسکو خرید کا انکار اور اپنی فالین سے نیکیا اقرار کیا تو اب ذی الید کے قبضہ ہونے کی گواہی کی حاجت نہیں اس پر اسکو کہ ذی الید کا چنانچہ
 خرید کا دعوی جیسا ذی الید پر صحیح ہو لیا غیر ذی الید پر صحیح ہو چنانچہ بزاریہ میں شرح مذکور سے عقار لاف وکلا فی القاضی یعنی قصدا وغیرہ
 کہہ قول ہوا صحیح و تقدیم فی القضاء ان المصبر لیس بشر فیہ یفتی وکلا فی القاضی انک الذی یبشر لیس بشر انک عوارض فی ان
 ولا یتدارک حکومت میں نہیں تولد سے فاضی کا حکم اور عوارض میں صحیح جو جیسے ال منقول میں صحیح ہی قول صحیح اور لکنا ان عوارض میں آگے ذکر ہو چکا کہ ذی
 شہر ہونا صحت تصانیف شرط نہیں ہی قول یعنی بری اور دکان کا فاضی حکم کہ صحیح اس پر کہ جہاں وہ زمین ہو تاکہ وہ اس زمین کے دلائل
 اور گروہ و قبیل لا یصح و مستحق علیہ فی الکثیر والمتعلق اور لیسو کہ کہنا کہ فاضی کا حکم غیر حکومت کی زمین میں صحیح نہیں ہو اور اسی قول پر صاحب کتب
 اور ملحق جلا ہی ہم مستحب اپنی شرح میں کہنا کہ کہنے کے ذلالت کے قول سے اس پر عمل عدل کیا کہ بزاریہ اور خلاصہ میں مذکور ہے کہ صحیح قول ہے کہ فاضی کا
 حکم محدود ہے اور عوارض محدود اسکا فاضی کی حکومت میں ہو کذا فی الطحاوی قضی القاضی بکلیۃ فی حداثۃ قول جمعیت من قضائی او
 یدل ان غیرہ لکث او وثقت فی تلبیس الشہرہ او انک لکث لا یقتضی قول القاضی فی ذلک لکث لکث حق الغیرہ وھو
 المدعی فاضی کے گواہ شکر ایک عیادہ میں حکم کیا پھر فاضی نے کہا کہ میں اپنے حکم سے پہرا یا اسوا میں کو چھو کہہ اور ظاہر انہی میں نے بھی حکم کیا کہ میں
 کو ان کے فریب میں پر گیا یا کہ میں نے اپنے حکم کو پایا ل کر دیا یا مانہ اسکو اور کہہ کہا ابطال حکم میں تو ان سب باتوں میں فاضی کا قول مستبر ہو گا لیس متعلق
 ہو جائے کہ غیر کے یعنی مدعی کے حق تلفی کو جو کہم اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دای اول راجع ہو گئی حکم دیو سے تو اسی ثانی جو اسکی برابر ہی منقول
 نہ ہو کذا فی الطحاوی والقضاۃ انکان بعد دعوی صحیحہ قوسہ شہادۃ مستقیمہ اور فاضی کا حکم جامی ابراہندہ سے صحیحہ دعوی اور شہادت
 مستقیمہ کے بعد دانیہ سوا ہم صحیحہ دعوی دوسری جس کے حکم متعلق ہوں تو اس میں مدعی اور مدعا علیہ کا حاضر ہونا یا انقضائے اور طلاق
 جواب کا اور گواہوں کو ثابت کرنا مثلاً ضرر ہو گا اور شہادت مستقیمہ عبارت ہو شہادت عدول اور ثقافت سے جو شرائط صحت کی جامع ہو تو باوجود دعوی

اور سب پر بھی اور آتش اور جن تعالیٰ نے زمین کو مباح کیا جو باریک قول جن تعالیٰ کے تو کہ کسی عزم کیا اس زینت کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مباح بنائی
 نے افراتیم ہم نزدیک سب پر کہ جس لباس پہننا اور امام عظمیٰ اپنی اصحاب کو اسکی وصیت فرماتے تھے اور وہ لباس یعنی جو عجب کی حالت میں دیکھا تھی باریک
 نے کہ یہ قلم میں سن میں زمین کے لئے ایسا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جن تعالیٰ بندہ کو نعمت دیتا ہے تو یہ پسند کرنا ہے کہ اسکی نعمت کا کام
 نمودار ہو اور کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہننے کے دو مبارک پہننے کی نذر درم قیمت تھی اور کیا نماز پڑھتے اور بدن مبارک پر پردہ تھی جسکی قیمت
 چار ہزار درم تھی چنانچہ زلی نے ذکر کیا جو امام عظمیٰ سے کسی نے پوچھا کیا ایسا نہ تھا کہ امیر المومنین عمر الباقیہ سے تھی جسے اللہ تعالیٰ اور امیر مومنین ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ایسا
 کہ وہ امیر المومنین تھے نعمت کے سبب ایسا کرتے تھے سو اگر وہ نہیں پڑھتے یا طرم طرم کے عمدہ کہانے کہانے تو ان کے عاقل نہیں آگئی ہر دینی کرنے اور اگر
 علما کو کسی عمدہ لباس اور طعام مثلا تو ظلم سے حاصل کرتے اس صحت سے وہ وضع ہندیا کی کفافی الخطا ہے جن اشہی جن ابی السور والاشاہ العکلم
 ان یسئلوا علی الشیخ الماحل ولو کثر شیخا قال اللہ تعا والذین اؤتوا العلم کما جات قال قوم وہو اللہ فم یسئلوا اللہ فی حقہم وہو اللہ
 حلی الا کما حدیث وہو اللہ الا کیا بلا خلاف اور جو ان عالم کو تقدم کرنا پر جاہل پر جائز ہے اگرچہ جاہل زلیش کی قوم ہو جس تعالیٰ نے فرمایا اور جو علم عطا
 ہوا وہ صحت جات عالم میں تو عالم کا درجہ بلند کرنا اللہ تعالیٰ جو سو جو اسکو دلیل اور عوار جائیگا اللہ تعالیٰ اسکو درجہ میں دیا گیا اولاد اسکو جن
 اعانت کا تو ان جیسے علم اور دین مراد میں بار میر ترین اقبال کے اور وہی وارث میں ایسا کہ بالاتفاق ہمیں خلاف نہیں ہم پوری آیت یوح ہے
 اور اذیل الشش تحا الشش فی حقہ اللہ الذین اؤتوا العلم کما جات قال قوم وہو اللہ فم یسئلوا اللہ فی حقہم وہو اللہ
 ہوا کہ بلند کرنا جو اللہ تعالیٰ درجات اور جو ایمان لائے تم میں سے اور انکی حکم دیا گیا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسکا عالم اور دانا جو غلبہ پیدا کیا
 میں جو کہ جن تعالیٰ نے عالم کو بھروسہ درجہ بلند کرنا کیونکہ وہ علم اور عمل کے جامع میں اسکا علم اسکی بلند مرتبہ کے ساتھ اس عمل کا مقصد ہے جو جو
 پر درجہ ہوا اسکو جسو عالم کے فعال کی پروری کیجانی جو نہ غیر عالم کے فعال کی حدیث میں وارد ہے فضیلت عالم کی عابد پر جیسے جو دینوں رات کے
 چاند کی فضیلت بانی ستارہ پر اور عطا ہے جسے بلند از اس کے حکام قرآن میں جو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو اس عالم کو مجلس میں ر
 اور بلند ہے دوسرے کو کو کو معلوم ہو کہ حضرت کے نزدیک قدرت کی فضیلت اور شرف ثابت ہے سبطہ حضرت کے بعد ہی عالمی تعلیم کرنا چاہیو ان خاص
 کیا کہ غلام کے درجات اور مومنین کے اور سات سوورج ہیں ہر درجہ سے بریں کی راہ پر تندرہ ویسے نے کہا کہ عالم کا جن جاہل پر اور اوستا کا جن شاگرد
 پر کیا ان پر بار و بیشہ کہ عالم اور اوستا سے پہلے ہشتا حکام مکرر اور اگر وہ کہیں گیا ہو تو اسکو مقام پر نہ پیشہ اور اسکی کام کو نہ ابی سے ذکر
 اور چلنے میں اس کے اس کے نہ ٹر سے لہر نہ چم کا جن جوہ پر اس سے بھی زیادہ ہے وہ بھی ہے کہ اسکی اطاعت کرے جس مباح کام کو وہ امر کرے مقبول
 ہے خداوند رحمت واقع ہوا تو ایک بزرگ نے فرمایا کہ عالم و عاقلین لوگوں نے کہا اسکی کیا وجہ تھی فرمایا کہ انہیں جو ایک میں وہ دوسریوں کو سب سے بہتر میں
 اور جو انہیں جو میں وہ دوسرے میں بہتر میں کذا فی الخطا وہی مستطین میں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے فرمایا علم کو سب سے شرف
 کفایت کرنا ہے اگرچہ جاہل عالم کہنے تو وہ خوش ہو جائے اور چل کو اتنی دولت کافی ہے کہ جاہل بھی حالت میں ہزار ہے اور اگر جاہل کی کسی نوعیت
 نہ ہو جائے اسکی اختصاص بالاسل الذین فی اللہ والواری جائز فی الا حیر و دیگر کا بالسوا و فیل لا و من فی الخطی ایک شخص نے خطاب کیا
 بارش کو واسطی انی درجات ادا ہی حلال لہ ہوں کے کہ تو جائز ہے مجھ تو قول میں اوسیا و خطاب کرنا کہ وہی اور قول فضیلت ہے یہ کہ نہ وہ نہیں اور یہ
 مسئلہ گذر گیا کتاب المظہر میں ابو یوسف سے مروی ہے کہ جیسے جگہ پسند آتا ہے کہ میری عورت میری شوگر کر دیا ہے پسند آتا ہے اسکو میرا آتش
 کرنا اس میں اختلاف ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کیا یا نہیں قلم اسج میری کہ نہیں تو کہ میری میں جو کہ منیر کہ مہندی و غیرہ یا نہیں لگانا
 نہیں کہ میرا آتش جو اور وہ حور کو مباح ہے اگر کسی کی ترہ مشارق میں جو کہ خطاب میں وہ مقام پر اختلاف عاقل ایک ہے کہ کسی خطہ اللہ علیہ وسلم نے
 خطاب کیا یا نہیں ان سے کہ کہا کہ تمکو کچھ خطاب کرنا معلوم نہیں اور بعضو کہ کہا کہ خطاب کیا تھا انکی محنت اس مسئلہ اور ان عمر کی حدیث ہے کہ انہیں حضرت

وہی عالم کو بھروسہ درجہ بلند کرنا کیونکہ وہ علم اور عمل کے جامع میں اسکا علم اسکی بلند مرتبہ کے ساتھ اس عمل کا مقصد ہے جو جو

[illegible]

[illegible]

کتابخانه
مکتب
اساتذہ
ساز
کتابخانه
مکتب
اساتذہ
ساز

قطبہ تلمیذیخ آرد و علم نرا و شاہراہ جوش و خروش و مولوی خواجہ نیاز احمد خاں صاحب تخلص جوش

جہاں جنت کا درجنہ	جو جہتی طبع بین کس طرح کا	کہ مثل اس عالم میں دیکھا نہیں	وہ تہر کا گویا ہوا ہفت
ہند آلی ہر اک کو جنت وہ کتاب	قطبہ تاریخ فارسی طبع و تہذیب علی تخلص خواجہ یلوی		نہ وقت شہر غریب دلی کہا
جو کمال کلام آدین کو کون	کہ تخلص تہذیب گہر ویدہ غن	یہ ایک سرور ہے سال طبع	گفتا کتاب پسندیدہ و حسین

ایضا در فارسی

جو طبع این کتاب در مختار	رسید از دست کبابان یا آخر	پہ تاریخ سانش گفت خاں	شہر پیش مطبوع و چہ چار
--------------------------	---------------------------	-----------------------	------------------------

ایضا در فارسی

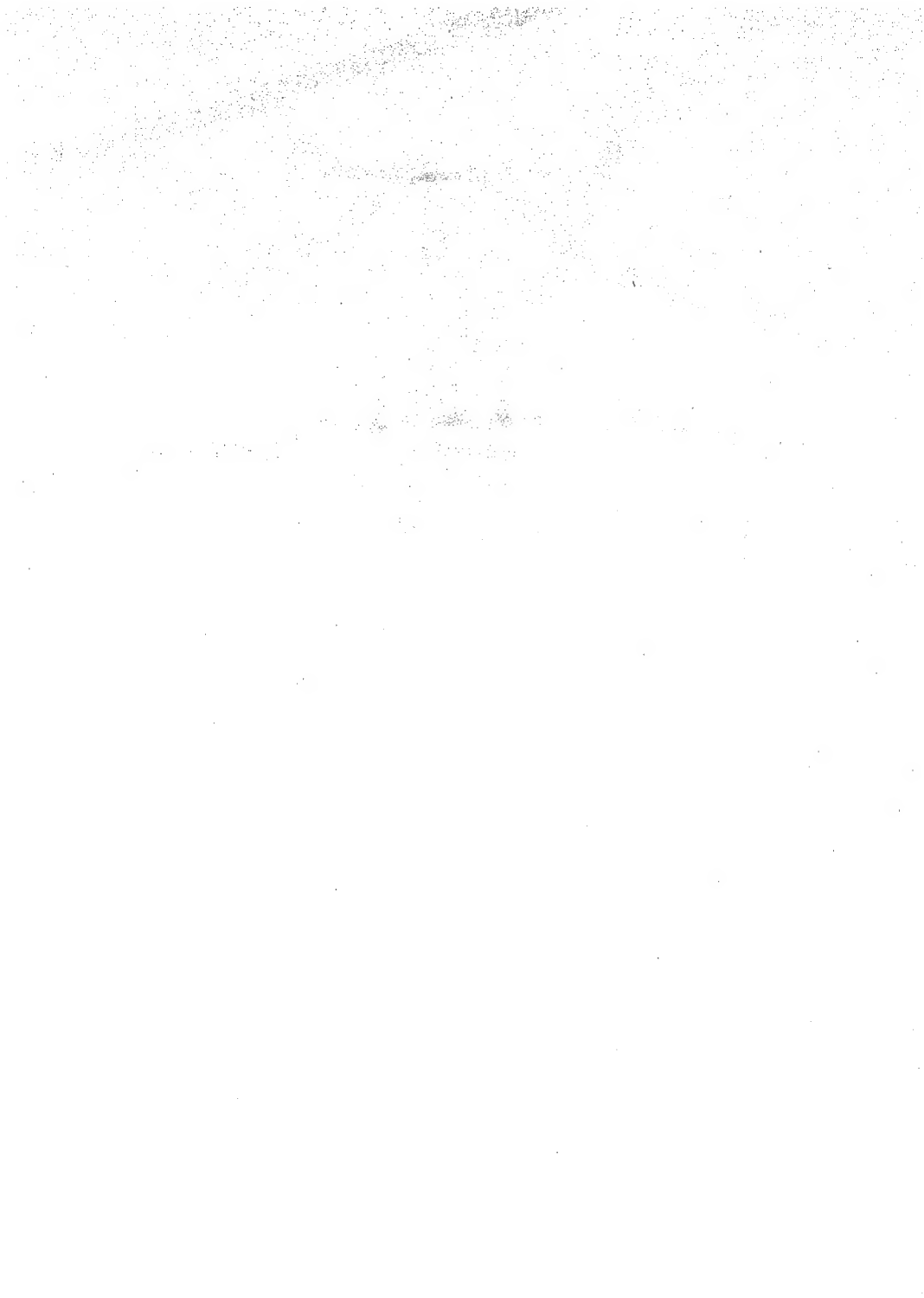
شہر مطبوع عالم در مختار	بہر جانب ز طبع رات شہرت	اگر کسی زمین از دیوایان	جو یک سال او را از شہرت
-------------------------	-------------------------	-------------------------	-------------------------

ایضا در اردو

جہاں دہوی صاحب کرم	سلامت انکور کے رب اکبر	انہوں نے طبع فرامی تصحیح	کتاب در مختار ای برادر
نہایت مستند اسکی مسائل	ہلی جس سے ہمیں راہ و سب	کہہ خواند سو خواند کی تاریخ	لو چاہی یہ کتاب فقہ جسنہ
	قطبہ تاریخ از شیریں قلم شمس مہولال کتاب نسخہ ہذا		
نزار شکر کہ شد طبع این کتاب عجیب	کمال بیت درخت امان افزود	ز جوش طبع بی سال گفتم این مصرع	ہزار دو صد و ششاد و ہفت ہجری

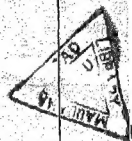
ایضا در اردو

چہ پایا جب یہ نسخہ ہزار	نظر تاریخ تبہ ہوی پیدا	سر دین سو صد پایا سال طبع	دُر نایاب سے شہریت کا
-------------------------	------------------------	---------------------------	-----------------------



۲۲۲ ۸۹۲۳۴
۲۳۲ ۱۲۵

This book was taken from the Library
on the date last stamped. A fine of
1 anna will be charged for each day
the book is kept over time.



۲۲۹
URDU ۹۲۱

